UNIVERSAL
LIBRARY
OU-234409
UNIVERSAL
LIBRARY

آصف اللغات

جامع الفاظ مفرده و مرکبهٔ اصطلاحی و استعمال فارسی زبان و مقولهای عجم ملتزم باسناد
متقدمین و متاخرین مسلمة الاستناد و برای هریک لفظ ترجمه یا محاورهٔ
زبان اردو مع اسناد کلام زباندانان هند

جلد ششم

مؤلفه خان بهادر شمس العلما مولوی احمد عبد العزیز نائطی (نواب عزیز جنگ بهادر) وظیفه یاب حسن خدمة
سرکار آصفیه

جمیع حقوق این تالیف وقف عام است پانصد
نسخهای این کتاب که طبع میشود آنرا هم وقف کرده ایم هرکس انتفاع
دارد که بپابندی قواعد مندرجهٔ اعلان که بر آخر کتاب چاپ شده است ازین منتفع بشود

سنه ۱۳۳۰ هجری مطابق سنه ۱۳۲۱ فصلی

غزیز المطابع حیدرآباد دکن

۹
آصف النساء

اعزاز و شکرانۂ اعزاز

اعزاز (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلیٰ کامیابی پر خداوند کریم کا شکرگزار ہون اور یہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقاے ولی نعمت حضور پر نور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مبارک تخلص کو اپنے سر پر لئے ہوے ہے اور اسکا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا۔

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بالقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعہ مراسلہ نشان (۴۲۵۸) ۲۴ جون سنہ ۱۹۰۹ء مجھ کو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے انکو ایسی عالمانہ تالیف مین اونکی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا۔

اعانت (۳) مین ہز اکسلنسی وسیراے موصوف کا دل سے شکرگزار ہون کہ آپنے

یا جلاس کونسل یہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح
وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جائے

(۴) مین اپنے آقای دلی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن
حضور پر نور سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان ودل ادا
کرتا ہون کہ سرکار ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی
مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جائے
پان پانسو روپیہ کا انعام صلۂ تالیف عطا کیا جائے (دیکھو مراسلۂ معتمد فینانس
نشان (۳۰۹۱) مورخۂ ۱۶ آبان ۱۳۱۸ف موسومہ معتمد عدالت دکو توالی وامور تعلقہ

(۵) حیدرآباد کے امراے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر
معین المہام صیغۂ تعلیمات وعدالت وطبابت وامور عامہ کی علم دوستی کا بھی
شکرگزار ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ
کا اعزازی انعام مقرر فرمایا ہے۔

شکریہ عملی | (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی
صرفہ بقدر الملک سکۂ محبوبیہ ہے اور معاونین بالقابہم کی امداد کا مجموعہ ہوتا
ہے تقریبًا الملک سکۂ محبوبیہ۔ لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے
مین نے مصارف کے ایک خفیف سے حصہ کا بار اپنی ذات پر اٹھاکر جملہ نسخہاے
مطبوعہ کو مع حق تالیف کتاب بلا کسی معاوضہ کے پبلک کے لئے وقف کر دیا ہے

معزز ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہ (۲۸) جلد کی کتاب ہے اور کمال اہتمام کے ساتھ چھ مہینے مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھکو صرف خداوند کریم سے توقع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل تک باقی ماندہ عمر مین کر سکون - وہو علی کل شی ءٍ قدیر - اعلان وقف آخر کتاب پر طبع ہوا ہے -

پبلک کا فدائی

احمد عبد العزیز نالیطی

(خان بہادر شمس العلماء) (عزیز جنگ بہادر)

بسم الله الرحمن الرحیم

للہ الحمد کہ نوبت بہ آغاز جلد ششم این کتاب رسید۔ ما قطع نظر از ضعف و ناتوانی خود کہ ہنوز بطور خلیفہ المرض میہمان ماست از شدت مرض طاعون کہ در دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدرآباد شائع شد خیلی سراسیمہ و پریشان بودیم و آناً فاناً از برہم انتظام می ترسیدیم۔ تعداد ممات روزانہ این شہر تا بہ سہ صد نفری رسیدہ بود۔ بسیاری از ساکنین این شہر خانہای خود را الوداع گفتند و بہ دشت و بیابان پناہ بردند و بسیاری از زنان و رمضافات شہر نقل مقام کردند۔ ہمدرین اثنا آقای ولی نعمت ما میر محبوب علیخان والی ریاست حیدرآباد داعی اجل را لبیک اجابت گفت و تہلکۂ عظیم در کار و بار سلطنت افتاد۔ بحمد اللہ کہ ولیعہد س میر عثمان علیخان بہادر ادام اللہ اقبالہ عنان حکومت را بدست گرفت و اطمینانی نصیب رعایا شد۔ اندرین قیامت صغری چیزیکہ

ما را اعانت استقلال طبیعت کرد کار همین یک کتاب بود - نمی خواستیم که این را در معرض التوا اندازیم - حالا بافضال خداوندی مرض طاعون دفع و همین فرمانروای جوان بخت اطمینانی نصیب خاص و عام شده است - خیال می کنیم که تا ختم تابستان این کار سرانجام پذیرد و در اوائل باران ششمی جلد حلقه اشاعت در بر گیرد - انشاالله المستعان و بحوله و قوته قطعه تاریخ وفات آقای ولی نعمت مغفران مکان نور الله مرقده و جلوس میمنت مانوس ولیعهدش ادام الله اقباله طبعزاد مؤلف این کتاب است که بیادگار تغریت و تهنیت همدرا اینجا بدیه ناظرین می کنیم

دخل الجنان رفیعنا محبوبنا الملک الذی فی کل اوصاف صفی			
ببداهة قلنا و لا السنة القوی الظلم بیت طیب لا صفف			
چو بر تخت دکن عثمان علیخان جلوه آراشد		پهرش زیر فرمان گشت و اهل مملکت تابع	
و لا سال جلوسش پیر چرخ سادم گفته		جوان گردید دولت از عروج اصف سابع ۱۳۳۹	

خاک رهگزر خنگ دلا

افریسموس بقول برهان بسکون سین بی نقطه بضم میم و واو و سین دیگر ساکن بزبان یونانی مرضی است که مردان را بهم میرسد و آن شدت غوطه است که پیوسته آلت مردی ایستاده باشد و باسقاط همزه هم مؤلف گوید که بدون نقطه این لفظ در بعضی از کتب دیده ام ذکر این کرده (حکیم شفائی ـ) علاج این مرض هم مذکور است اما بنده دیرین کم خلاص تر است

(اردو) یونانی زبان میں ایک مرض کا نام ہے جس میں آلہ تناسل کو بغیر شہوت جماع ہمیشہ کھڑا رہتا ہے۔

افریشم بقول برهان ریشم معروف است گویند تقراض کرده و سوخته آنرا در معاجین خورند و در فرهنگ نوشته که گوید که مثل ابریشم است که فارسیان بای عربی را به فا بدل کنند مثلاً فرند و فولاد و صراحت نکرده که این ابریشم و ابریشم گذشت و طبیعت و خاصیت این هر دو یکی است یا جدا جدا

افزا بقول برهان بزای هوز بر وزن و معنی افزاینده و افزون را گویند و امر بافزودن هم یعنی بیفزا و زیاده کن و در فرهنگ جهانگیری و رشیدی و سراج هم بر همان برهان مؤلف عرض کند که اصل این افزون است که بمعنی زیاده باشد و افزون بالف وصلی مزید علیهش و افزا بمعنی مخفف افزودن بحذف واو و بالف بهمچون و درج و اسرج و حذف نون آخر بالجمله (۱) افزا و افزون هر دو اسم فاعل از مصدر فارسی زبان است بمعنی زیاده و وصلش فزا و فزون و (۲) افزا امر است از مصدر فزودن که وصلش افزود بود و بقاعده بعینه بلا بالف بدل شده افزا شد و بعضی این را مخفف افزای گیرند که امر افزاییدن است تحتانی آخره حذف شده

افزاستد و (۳) بمعنی خمیازہ کہ دہان دریہ باشد و این معنی مجازی است کہ تشکاف دہن از خمیازہ افزون شود و بنا بر علیہ فارسیان خمیازہ را ہمچو آفزا گفتند و حالا استعمال این متروک و آنچہ صاحب برہان و خان آرزو و آفزا بالمعنی افزاینده نوشتہ حیرت افزا است کہ افادہ معنی فاعلی از امر حاضر نمی شود تا آنکہ با اسمی مرکبش نہ کنند چنانکہ حیرت افزا و غیر ذلک - پس مجرد افزار ابمعنی آفزاینده گفتن خطاست (اردو) (۱) زیادہ - بقول آصفیہ - افزون - بہت (۲) زیادہ کر امر حاضر - (۳) جماہی - بقول آصفیہ - اسم مونث - فائدہ - نہایت کاہلی خواہ کثرت خمار و بیداری سے منہ کھولکر سانس لینا - آجکل دہلی والے جماہی اور اہل یورپ جمائی بولتے ہیں -

افزار بقول برہان و جامع بر وزن رفتار (۱) بمعنی کفش و پای افزار باشد و (۲) بادبان کشتی و (۳) آلات پیشہ وران عموماً و فتیلہ جولاہگان خصوصاً و (۴) ادویہ گرم کہ در طعام کنند ہمچو فلفل و زیرہ و مانند آن صاحبان سروری و ناصری و جہانگیری ہر چہار معنی بالا را ذکر کردہ اند و معنی مخصوص را کہ بذیل معنی سوم است ترک فرمودہ (امیر خسرو ؎) ہمو کلاہ سری سید ہدیہ تاجوران کہ از کلاہ سلاطین بپایش افزار است و (حکیم خاقانی ؎) افزار پس کنند و دیگ و خلال زپس آورند برخوان و صاحب رشیدی گوید کہ افزار و افزار آلت چیزی کہ آنرا نیز گویند از این جہت کفش و پاپوش و بادبان کشتی و آنچہ در دیگ نہند برای خوشبو چون زیره و فلفل - آنرا افزار گویند و تنہا استعمال این نیامده بلکہ مرکب ہمچون پا افزار - بو افزار - صاحب ناصری حیرت کردہ کہ افزار مبدّل این است - خان آرزو در سراج بترک معنی دوم ہر سہ معنی بالا را نوشتہ است و خیال او درست است کہ معنی سوم اصل باشد و دیگر ہمہ معانی مجاز آن کہ کفش پای آلہ

رفتار سفر است و ادویۂ گرم هم سبب بوی خوش و مؤلف عرض کند که بادبان هم ذریعۂ سفر جهاز است الحاصل بخیال ما اصل این بمعنی سوم حقیقی آوزار است و او به فا بدل شد همچون وام و فام و کفش را افزار پا یا پا افزار نام باشد و مجازاً افزار هم گفتند و افزار کشتی بادبان است و بمجاز مجرد افزار هم و افزار بیگانه هم بمجاز افزار گفتند که متعلق به معنی چهارم است و انچه ما آوزار را به واو و اصل گرفتیم هم راست است این بمعنی و هم آوزر که ذکر نمودیم که برای جمله دوم گذشت (اردو)

(۱) دیکھو افزار پا - (۲) بادبان بقول آصفیہ کارخانہ اسم مذکرہ پردہ جو ہوا بھرنے کیواسطے ناؤ یا جہاز پر لگاتے ہیں تاکہ جلدی چلے (۳) آلات - اوزار - مذکر - (۴) گرم مصلح مصالحہ دیکھو افزار کے چودھویں معنی -

افزار پا	اصطلاح - بقول صاحب بحر و صمیمہ برہان کفش و پاپوش باشد مرادف افزار پا که به رای مهمله سوم بعوض زای معجمه سوم گذشت یعنی نعلی آله پا که در وقت رفتار بپای پوشند مرکب اضافی - و پا در افزار قلب اضافت همین است که بجای خود ش می آید (اردو) دیکھو افزار پا -
(الف) افزایدن	(الف) بقول انند بحوالۂ
(ب) افزایش	فرهنگ فرنگ بمعنی (۱)
(ج) افزائیدن	زیاده کردن و (۲)

بلند کردن و (۳) بلند شدن - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرده و (ب) بقول سروری بمعنی زیاده و نمو کردن فرماید که آوزایش به واو هم آمده و بقول رشیدی بمعنی فزونی صاحب موارد این را حاصل بالمصدر افزودن و افزونیدن نوشته (جامی ۵) هست از بخشش و بخشایش شاه هست از و کاهش و افزایش ماه و (ج) بقول بحر زیاده کردن و زیاده گردانیدن کامل التصریف مضارع این افزاید و بقول صاحب انند

بہرسہ معانی (الف) مؤلف عرض کند کہ (ج)
اصل است بنی بینہ بجر و معنی دوم و سوم بینہ
صاحب انند سندی می خواہد (ج) مرکب از
اسم جامد افزا کہ گذشت فارسیان بزیادت تحتانی
در آخرش افزای کردند ہمچون پا و پائی ہرگاہ
بقاعدہ فارسیان یای معروف و علامت مصدر
بر و زیادہ کردند افزائیدن شد و (الف) مخففہ
این و (ب) حاصل بالمصدر ہر دو۔ انچہ صاحب
موارد (ب) را حاصل بالمصدر افزودن۔ و
افزونیدن گفتہ خطاست کہ حاصل بالمصدر افزودن
افزاست بدون امر و حاصل بالمصدر افزونیدن
افزون کہ می آید (ا ر د و) (الف) و ج (ا)
زیادہ کرنا۔ (ب) افزایش۔ بقول امیر (فارسی)
مؤنث۔ زیادتی۔ آپ سے بھی تسامح ہوا ہے
کہ اس کو افزودن کا حاصل بالمصدر لکھا ہے
(مومن ۵) تہا تپہ لطف تو پے افزایش
الم بہ صدمہ تنکر غیر ہو گئے اس سے خفا عبث

افزودن بقول صاحب بحر بالفتح و واو
معروف (ا) زیادہ شدن و (۲) زیادہ کردن
کامل التصریف و مضارع این افزاید صاحبان
نوادر رشیدی و اسندہم ذکر این کردہ اند (ا ی
۵) نہ پرگند تا فزاید ہم شوی (۵) افزود و فزاید
تا کم شوی (صائب ۵) بیقراریہای دل
افزود و رنگ خط بکرد شمع صبحگاہی گرم تر پروانہ
(ب) مؤلف عرض کند کہ مضارع این در اصل
افزود بود بضم زای ہوز و فتح واو مگر فارسیان
استعمالش نکردند و تسامح صاحبان بتحقیق است
کہ افزاید را مضارع این نگاشتہ اند کہ افزاید
مضارع افزائیدن است کہ گذشت فخفی مبادا
کہ افزودن مرکب است از افزو۔ و علامت
مصدر دن۔ افزو بدل افزا است کہ گذشت
الف بقاعدہ فارسی بدل شد بہ واو ہمچون تاغ
و توغ و افزا اسم جامد فارسی است چنانکہ بجایش
ذکر کردہ ایم و انچہ فزودن بدون الف اول می آید

اصل است و در افزودن الف وصلی زیاده کرده اند و حاصل بالمصدر این افزا باشد	بر وزن امر (۱ ر د ه) (۱) زیاده شونده (۲) زیاده کننده

افزودن بالفتح بقول سروری وانند (۱) معنی زیاده (انوری ص۵) همیشه تا بجهان در یکی و افزونی است ؛ حسود جاه تو کم باد عمرت افزون باد ؛ و فرمایکه آفزون هم بهمین معنی آمده صاحب نوادر هم بدیل افزودن ذکر این کرده مؤلف عرض کند که افزودن بدون الف اصل این و اسم جامد فارسی زبان است و ضعیف است که اکثر صاحبان تحقیق از افزودن کناره کشیده اند و صاحب کنز که محقق ترکی زبان است - افزون را ذکر کرده گوید که لغت فارسی است - پس فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در فزون آورده افزون کردند و این اسم مصدر افزونیدن است که نمی آید و استعمال این بامصادر فرس هم آمده که در ملحقات مذکور شود (۲) اهل سیاق عجم مجازاً جمع و میزانی را افزون نام نهادند که شامل باشد بر جمع و میزان گذشته و رقم حال و مثال این در نقشه ذیل نوشته ایم -

تاریخ	ابواب مداخل	رقم	افزون	تاریخ	ابواب مخارج	رقم	افزون
یکم مهر	مداخل زراعت	صه		یکم مهر	مخارج مشاهره	صه	
دوم مهر	ایضاً	صه	عه	دوم مهر	ایضاً	صه	عه
سوم مهر	ایضاً	صه	صعه	سوم مهر	ایضاً	صه	صعه
چهارم مهر	ایضاً	صه	عه	چهارم مهر	ایضاً	صه	عه

(اردو) افزدن - بقول امیر (فارسی) (۱) زیادہ - بڑھنے (۲) مونث - میزان سابق درقم حال کا مجموعہ (تاریخ ۵) مشتاق سب ہیں بہ رسے افزون ہلال کے ؛ دنیا میں قدر دان نہیں صاحب کمال کے ؛

افزدن بودن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ بودن است (خزینہ ۵) اعنی نرم نما دشمن جان است حزین ؛ حذر افزون بود از مردم ہموار مرا ؛ (اردو) زیادہ ہونا - افزون ہونا - جیسے ۔ آپ کا اقبال روز افزون ہو ۔ صاحب آصفیہ نے روز افزون کو لکھا ہے -

افزون ساختن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ کردن است (امیدی رازی ۵) دیوانہ کہ افسون سازد جنونش افزون ؛ دیوانہ کہ مجنون شاگرد اوست حاصل ؛ (اردو) زیادہ کرنا -

افزون شدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی زیادہ شدن است (ہلالی شیرازی ۵) جنون افزون شود دیوانہ را در ہر سر ماہی ؛ مرا سی روز در زنجیر یارب چہ ماہت این ؛ (اردو) زیادہ ہونا -

افزون کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ کردن است (شاپور طہرانی ۵) چو شمع نیم سوزم خاک بر لب خشتر ای ہمدم ؛ سوزانم کہ افزون می کنی سوز و گدازم را ؛ (اردو) زیادہ کرنا - بڑھانا -

افزون گردیدن و گشتن استعمال بمعنی افزون شدن است کہ گذشت (ظہوری ۵) سعی فرمای کہ سیماب شوی از تف شوق ؛ کہ اگر گشتہ شوی قدر تو افزون گردد ؛ (اردو) زیادہ ہونا -

افزون نمودن استعمال - صاحب آصفی

ذکر این کردہ کہ بمعنی افزون کردن و زیادہ ساختن است (متین اصفہانی ؎) می کشان را ساقی نوخط کند مدہوش تر ؛ خواب را افزون نماید بوی بریحان در بہار ؛ (اردو) بڑھانا سے زیادہ کرنا۔

افزونی بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ فراوانی و زیادتی است۔ مؤلف گوید کہ یای مصدری برلفظ افزون زیادہ کردہ اند دیگر ہیچ۔ ہمچون زبون و زبونی (اردو) بیشی۔ زیادتی۔ مؤنث

افزونیدن بقول بحر بمعنی افزودن لازم و متعدی ہر دو۔ کامل التصریف۔ مضارع این افزاید نوشتہ مؤلف گوید کہ تسامح اوست کہ افزاید مضارع افزائیدن است نہ افزونیدن۔ (مولوی معنوی ؎) خلق حیوان چون برید شد بعدل ؛ خلق انسان رفت و افزونید فضل ؛ بنجیال ما این مرکب است از افزون کہ اسم جامد فارسی زبان و اسم مصدر است و یای معروف و علامت مصدر۔ بقول مقننین فرس مصدر جعلی و باصول ما مصدر اصلی کہ فرق و تعریف ہر دو بر لفظ اسم مصدر گذشت۔ (اردو) دیکھو افزودن۔

افزونی کردن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ (۱) زیادہ از ضرورت خاستن و از حد درگذشتن و بی اعتدالی کردن و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد (اردو) (۱) ضرورت سے زیادہ چاہنا۔ (۲) حد سے گزر جانا۔ بی اعتدالی کرنا۔

افزونی نور ماہ برای سپری شدن است (مثل) صاحبان خزینہ و امثال فارسی و حسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بزوال کسی استعمال کنند یعنی چون بہ بینند کہ مرتبۂ عروج کسی از حد گذشتہ است می گویند و بدین مثل مثال دہند کہ زمانۂ زوال قریب است (اردو) دکن میں

کہتے ہین "چراغ بھڑکا ہے خدا خیر کرے" چراغ بھڑک کر بجھتا ہے" یعنی عروج کی حد ہوگئی - نزول کا اندیشہ ہے - بدین وجہ	کہ چراغ بجھنے کے قریب بھڑک اٹھتا ہے - یہ مثل ان مضمون مین مستعمل ہوئی ہے -

(الف) افزول (الف) بقول برہان بازای فارسی بروزن مقبول (۱)

(ب) افزولندہ بمعنی تقاضا و (۲) انگیزد (۳) پریشان و (ب) بمعنی (۱) تقاضا

(ج) افزولیدن کنندہ و (۲) برانگیزندہ و (۳) دور کنندہ و پریشان سازندہ و

(ج) (۱) بمعنی تقاضا نمودن و (۲) برانگیختن بجنگ و بر سر کار آوردن و (۳) پریشان ساختن و دور کردن ہر چیز را خصوصاً گردی کہ بر جامہ نشیند - صاحب ناصری بر (الف) ذکر (ب) و (ج) ہم کردہ و ذکر ہر سہ معانی بالا ہم و فرمایدکہ فا بواو بدل ہم شود یعنی اوزولیدن ہم بہمین معنی آمدہ و خان آرزو در سراج ہمزبانش - صاحب سروری بر الف ذکر معنی اول و دوم و بر (ب و ج) ذکر ہر سہ معنیش و صاحب رشیدی بدیل الف ذکر (ب) و (ج) و صراحت ہر سہ معنی بالا فرمودہ - صاحب بحر (ج) را ہر سہ معنی بالا نوشتہ فرمایدکہ کامل التصریف است و مضارع این افزولد - صاحب موارد در ای ہر سہ معنی بالا (۴) بمعنی پریشان شدن و (۵) شتاب کردن و (۶) افشاندن و تکاندن ہم نوشتہ گوید کہ افزول حاصل المصدر باشد مؤلف عرض کند کہ (الف) اسم جامد و اسم مصدر فارسی زبان است بہر سہ معنی بالا - و فزول بدون الف نیامدہ پس الف اول آ اصلی است نہ وصلی فارسیان برہمین اسم جامد بقاعدۂ خود یای معروف و علامت مصدر زیادہ کردہ مصدری ساختند بہر سہ معنی اول الذکر کہ بر (ج)

مذکور است حیف است که برای ہر سہ معنی آخر الذکر صاحب موارد سندی پیش نشد جا دارد
کہ معنی چہارم را مجاز معنی سوم گیریم و معنی پنجم مجاز معنی اول و معنی ششم ماخوذ از معنی سوم باشد سبیل
مجاز رد (ب) اسم فاعل (ج) بالجملہ متقنین فرس (ج) را مصدر جعلی نام نہند و با صول ما مصدر
اصلی است کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و ما تعریف اصلی و جعلی بر لفظ اسم مصدر عرض کردیم
(ا - د - و) (الف) (۱) تقاضا - مذکر - (۲) دیکھو آغال کے پہلے معنی (۳) پریشان (ب) (۱)
تقاضا کرنیوالا (۲) ابھارنیوالا (۳) پریشان کرنیوالا (ج) (۱) تقاضا کرنا (۲) ابھارنا - دیکھو
آغالیدن کے پہلے معنی (۳) پریشان کرنا (۴) پریشان ہونا - (۵) جلدی کرنا - (۶) جھٹکنا جلد زدن

افسا بقول برہان بروزن ترسا بمعنی رام کنندہ و افسون گر و بقول صاحب ناصری فسون
خواننده و افسون گر و فرماید کہ برای رام کنندۂ مار وغیرہ گفتہ اند صاحب جامع فرماید کہ افسای
بزیادت تحتانی در آخر ہم آمدہ و افسائیدن کہ می آید مصدر این است صاحب جہانگیری از نظامی
سند دہد (ب) فسون گر مار را بگرفت و شست ؛ گمان بردم کہ مار - افسای را کشت ؛ مؤلف
عرض کند کہ افسا (ا) مبدل و مخفف افسون است - و او بقاعدۂ فارسی بدل شد بالف
ہمچون ورج و ارج و نون آخر حذف شد افسا بماند کہ بمعنی افسون باشد و افسای بزیادت
تحتانی در آخر موافق قاعدۂ فارسی مزید علیہش ہمچون جا و جای و پا و پای و ہمین است
اسم مصدر افسائیدن کہ فارسیان یای معروف و علامت مصدر بر افسای زیادہ کردہ مصدری
ساختند کہ بمعنی رام کردن بافسون بجای خودش می آید و مصدر افسانیدن از افسون وضع
شد کہ بحث آن بجای خودش کنیم - پس از مصدر افسائیدن امر حاضرش افسای و مخفف آن

(۲) افسا باشد بمعنی رام کن بافسون و ظاہر است کہ امر حاضر سجالت ترکیب با اسمی افادۂ معنی اسم فاعل کند چنانکہ مار افسا بمعنی رام کنندۂ مار بافسون - صاحب ناصری بذیل ہمین لغت آورد (ع) قتل مار افسا نباشد جز بمار ہاین نشان - میان (۳) مجرد افسای - مجازاً بمعنی افسون گر استعمال کردند چنانکہ در کلام نظامی بار گذشت - و افسا بحذف تحتانی مخفف این ہمین معنی توان گرفت این است حقیقت و تحقیق افسا (اردو) (۱) افسون - بقول امیر مذکر - جادو منتر دیکھو افسون - (۲) افسون کر - افسون کرنا کا امر حاضر (۳) افسون گر - افسون ساز - بقول امیر جادوگر (رشک ۵) اے جنون چشمان افسون ساز وحشی کا ہون محو ؛ دشت مجنون کیا کرونگا مسکن آہو نہین ؛

افسار بقول برہان بروزن رفتار (۱) بمعنی افسا باشد و (۲) چیزی را گویند کہ از چرم و مانند آن سازند و بر سر اسپ و استر و امثال آن کنند بہار گوید کہ آنچہ بر سر و گردن اسپ و خر بندند کہ بدون الف فسار ہم آمدہ بمعنی دوم و بالفظ بر سر زدن و کشیدن و در حلق کردن مستعمل مؤلف گوید کہ حقیقت استعمالش با مصادر فرس از ملحقات ظاہر شود صاحب ناصری ذکر ہر دو معنی کردہ و بقول صاحب جامع افسا و افسار و افسای ہر سہ بمعنی اول مرادف یکدیگر و نسبت افسار فرماید کہ معروف - صاحب رشیدی گوید کہ این ہمانست کہ عوام آنرا تخمہ گویند و مخفی آن نوشتہ کہ نکتہ و نخمہ نام زبان بندیست (خان آرزو در سراج) و صاحبان سروری و وارستہ بمعنی دوم قانع (سلیم ۵۲) آن یکی افسار حضرت سر کشید ؛ بر سر خود کردہ چون خرمی دوید ؛ صاحب مؤید بذکر معنی اول فرماید کہ آنچہ بدان اسپ بندند و بقول زفان گویا بدانچہ لسان بندند مؤلف

عرض کند کہ بمعنی اول مزید علیہ افسا باشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود رای مہملہ در آخر زیادہ کردہ اند
ہمچون ثنا و ثنار و بمعنی دوم مزید علیہ افسر کہ بمعنی تاج آمدہ فارسیان الف زائد بعد سین مہملہ
زیادہ کردہ افسار کردند و پیرہی را نام نہادند کہ از چرم سازند و بر سر و روی اسپ و امثال آن
بندند تا بوسیلہ آن من و جیہ اسپ بر حکم باشد و این از قبیل لجام است و ہمچو لجام در دہن اسپ
داخل نمی شود بلکہ بر حصہ بالائی دہنش و بینی و حصہ زیرینش چسپیدہ باشد و یک دو دانش متصل
پیشانی اسپ ہم جا گیر دود و بعضی افسارہا بر حصہ بالائی او سلسل گیری آویزان کنند تا اسپ
بحرکت سر خود بوسیلہ آن از پشہ و مگسہا محفوظ ماند۔ باقی حال این ماخوذ از افسر است بزیادت
الف دوم و اسم جامد زبان فارسی مخفی مباد کہ بہار غلط کردہ است کہ این را بہ گردن اسپ
و خر متعلق کردہ، صاحب غیاث فرمایدکہ (۳) این ریسمانی است کہ اسپ را بدان بستہ می کشند
و بہندی باگڈور نامند (ا ر د و) (۱) دیکھو افسا کے تیسرے معنی (۲) نکتہ بقول آصفیہ۔ اسم
مذکر۔ سر دیوال۔ بھری۔ سر بند۔ وہ چمڑا جو گھوڑے کے منھ پر رہتا ہے۔ تمہاری مؤلف
عرض کرتا ہے کہ جب گھوڑا اصطبل مین رہتا ہے تو نکتہ اس کے منھ پر پہنا دیتے ہین اس کا
ایک تسمہ سر کے اطراف کنپٹیون سے متصل اور دوسرا تسمہ ناک اور جبڑون کے اطراف لپٹا
ہوا رہتا ہے اور بالائی تسمہ مین چرمی جہال گھوڑے کی آنکھون پر آویزان رہتی ہے۔ جب
وہ سر کو ہلاتا ہے تو اوس جہال کے ذریعہ سے مچھر اور مکھیان اوسکی آنکھو تک نہین پہنچنے
پاتین نیز اس نکتہ کے ذریعہ سے گھوڑا مطلق العنان نہین ہوتا جب چاہا نکتہ کو تھام کر اسکو روک
لیا۔ مالش اور پانی پلانے کے وقت سائیس اسکو اسی کے ذریعہ سے اپنے قابو اور حکم مین رکھتا ہے

دکن مین عام لوگ اوسکو نُختہ کہتے ہین - اسکی تخصیص کچھ گھوڑی ہی سے نہین - بلکہ اونٹ اور خچر کے منھ پر بھی باندھا جاتا ہے (۳) باگڈور - بقول آصفیہ - اسم مؤنث - پالہنگ - وہ رسّی جو گھوڑے کے لگام مین باندھکر سائیس اپنے ہاتھ مین رکھتا ہے -

افسار بر سر زدن (مصدر اصطلاحی) مرادف افسار بر سر کشیدن باشد کہ گذشت بہار ذکر این بر لفظ افسار کردہ (ملا شانی تکلو ؎) گر خود پرست بر خر عیسی شود سوار ؛ دجال دیو بر سرش افسار می زند ؛ (اردو) دیکھو افسار بر سر کشیدن -

افسار بر سر کشیدن مصدر اصطلاحی - بقول بحر و بہار و وارستہ مرادف (اسپ را لجام انداختن) استناد ہر سہ محققین از ہمین یک شعر والہ ہروی است (؎) خصم از تربیت خر عیسی شود چہ شد ؛ خواہم کشید بر سرش افسار دشمنی ؛ مؤلف عرض کند کہ لجام چیز دیگر است و افسار چیز دیگر یعنی لگام را در دہن اسپ و استر و مماثل آن کنند و افسار را بر سر ما صرحت این بر لفظ افسار کردہ ایم - ہر سہ محققین بالا تسامح کردہ اند کہ افسار بر سر کشیدن را مرادف اسپ را لجام انداختن نوشتہ اند فقائل (اردو) ٹکتہ چڑہانا ٹکتہ پہنانا گھوڑے یا خچر یا اونٹ وغیرہ کو -

افسار و حلق نامہ کردن مصدر اصطلاحی بہار ذکر افسار و حلق کردن بر لفظ افسار کردہ است و از معنی مالکت دسند ملا فوقی یزدی پیش کشیدہ (؎) سوار یکہ تاز دشت گفتار ؛ چنین در حلق نامہ کردہ افسار ؛ مؤلف عرض کند کہ درین شعر افسار کردن مجازاً بمعنی بر آوردن اسپ از مقامش باشد کہ چون اسپ را از اصطبل بیرون آرند لجامش در دہن کنند یا افسار بر سرش کشند کہ ہمین دو چیز اسپ را در اختیار

ومحکوم دارد - اگرچه افسار متعلق به سر اسپ و خر و مماثل آنست ولیکن درین شعر بلحاظ معنی مصدری اوّل آنرا متعلق به حلق کرده از آنکه فاعل این سواری است که یکه تاز دشت گفتار است	و نامه را اسپ قرار داده پس افسار در حلق نامه کردن کنایه باشد از بر آوردن نامه از جیب یا کیسه یا بغل وغیر ذلک (اردو خط نکالنا۔

افسان بقول برهان وجامع بروزن ترسان (۱) آهنی و سنگی را گویند که بدان کارد و شمشیر و مانند آن تیز کنند و (۲) بمعنی افسانه و سرگذشت هم گفته اند و (۳) افسون گر را نیز گویند صاحب (دری و پهلوی) برمعنی اول قانع وصاحب ناصری برمعنی اوّل و دوم (فخاری ؎) ازکین عدو برزین زند سم پتانعل چونجنجر کند بر افسان ؛ (قطران ؎) هزار و ده صفت از هفت خوان رویین دژ پ فزون شنیدم وخواندم من از هزار افسان ؛ صاحب سروری بذکر معنی اوّل گوید که این را افسان و سان و اوسان هم گویند و اپسان نیز و ذکر معنی دوم هم فرموده وهکذا رشیدی - خان آرزو در سراج آورده که اغلب که اصل این به بای فارسی اپسان بوده باشد و نمی فرماید که چرا و نسبت معنی سوّم گوید که برهان خطا کرده و بدین معنی افسای به تحتانی آخره باشد نه نون مؤلّف عرض کند که فسان وفسن و سان هم بمعنی اوّل آمده که مخفف این باشد ناصر احتش همدرانجا کنیم - بالجمله اصل این بمعنی اول آب رسان است اشارهٔ این برآبسان کرده ایم ممدوده به مقصوره بدل شد و این چیزی نیست که نتیجهٔ لب ولهجهٔ مقامی است و بای موحده بدل شد به فا همچون زبان و زفان و رای مهمله بکثرت استعمال حذف شده افسان شد پس افسان مبدل اپسان باشد که گذشت و فارسیان سنگی یا آهنی را بدین نام موسوم کردند

کارد و شمشیر و امثال آن را آبدار کند و آب رساند و این اسم مصدر افسانیدن است که می آید بمعنی دوم مخفف افسانه به حذف یای مجهول بمعنی سوم بدل افسون کرد و او و الف بدل شد بجون و درج و اندرج و فسون مجازاً بمعنی فسون گر آمده (از رو و) (۱) و یکجوا بسان (۲) افسانه - بقول امیر (فارسی) مذکر - حال - گفت - رودادو - (قلق) (۳) اپو چیے ایسا آس کا افسانہ ہے کس پیرو کا ہے یہ دیوانہ (۴) دیکھو افسا -

افساندن بقول صاحب شمس کرد و سپس و چیز آن از غله دور کردن و دور کردن آنچه بر جامه و امثال آن بسته باشد (مرادف افسانیدن) دیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد صاحب بحر بر افسانیدن فرماید که بالفتح بمعنی (۱) رام کردن و افسون گری نمودن و (۲) افسانه گفتن و (۳) مالیدن و راست کردن آمده (کامل التصریف) و مضارع این افساند و فرماید که تبدیل نون بیای حطی در غیر سالم این مصدر سماعی است صاحب مؤید هم ذکر افسانیدن کرده بر معنی اول و دوم قانع و صاحب ضمیمه برهان همزبانش مؤلف عرض کند که معنی بیان کرده صاحب شمس متعلق است به معنی سوم که مجاز باشد یعنی دور کردن سپوس از غله و گرد از جامه من وجه داخل معنی مالیدن باشد پس بخیال افسانیدن و افساندن هر دو مرادف یکدیگر است بهر معنی بالا و مرکب از افسان و علامت مصدر و در افساندن یای معروف هم قبل علامت مصدر که موافق قاعدهٔ فارسیان است مخفی مباد که افسان بمعنی سنگ و آهنی گذشت که کارد و شمشیر و غیره بدان تیز کنند که زنگ از و دور شود و سلحهٔ مذکور بوسیله آن صاف و پاک و درست و راست شود فارسیان بلحاظ این معنی این مصدر را بمعنی تیز کردن کارد و

شمشیر وغیرہ استعمال نکردند کہ معنی حقیقی آن
مصدر بود بلکہ معنی مجازی آں استعمال کردند کہ
مالیدن و راست کردن است بطور عام خواہ
برای غلہ باشد یا جامہ یا آنچہ۔ معنی دوم این
و معنی دوم افسان بمعنی افسانہ گذشتہ و ہمین
متعلق است۔ معنی دوم این مصدر و افسانی
سوسش کہ گذشت افسون گر است و این متعلق
باشد بامعنی اوّل این مصدر بالجملہ لفظ افسان
کہ ذکر ماخذش بجایش کردہ ایم اسم مصدر افسانہ
پس افسانیدن بقول مقتنین و لکن مصدر جعلی است
و افساندن باصول شان مخففش باشد و باصول
ماکہ بر لفظ اسم مصدر بیان کردہ ایم افساندن
و افسانیدن ہر دو مصادر اصلی است کہ از
اسم جامد فارسی زبان وضع شد و نسبت مضارع

این عرض می شود کہ افساند باشد بہ نون پنجم آنچہ
صاحب بحر بہ تحتانی پنجم افساید نوشتہ قابل غور
است زیرا کہ افساید مضارع افسائیدن است
کہ بہر دو تحتانی می آید و تصدیق ادعای صاحب
بحر از سندی نشد و تبدیل نون بیای تحتانی یا بالعکس
آن خلاف قیاس (ا ر و) (۱) افسون کرنا بقول
امیر جادو کرنا۔ منتر پھونکنا (ناصر ۵) کیسی
کیسی حسرتوں کا عاشقوں کی خون کیا؛ دیکھ
او ظالم تری آنکھوں نے کیا افسون کیا؛ موقوف
عرض کرتا ہے کہ افسون گری کرنا ہی کہ سکتی ہیں
(۲) افسانہ کہنا بقول امیر سرگذشت سنانا۔
حال بیان کرنا (میر ۵) موقوف غم ای میر کہ
شب ہو چکی ہمدم پہ کل رات کو پھر باقی یہ افسانہ
کہیں گے؛ (۳) ملنا۔ راست کرنا۔

افسانہ بقول برہان ناصری و جامع بروزن مستانہ (۱) سرگذشت و حکایات گذشتگان
و (۲) مشہور و شہرت یافتہ۔ صاحب رشیدی فرماید کہ حکایت پیشینیان کہ غرابت داشتہ
باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ معنی اول معروف و معنی دوم مشہور۔ مؤلف گوید کہ معروف

مجهول داشتن دور است ازشان تحقیق صاحب سروری ذکر معنی دوم وسوم کرده خان آرزو در سراج فرماید که حکایت های گذشته وانچه بعضی گویند که حکایت گذشته که غرائب وعجائب داشته باشد اصلی ندارد و بمدّه نیز آمده و (۳) بمعنی خبر شهور بی اصل وحرف غیر واقعی مجاز است وبحذف الف اوّل مخفف - صاحب مؤید بذکر معنی دوم فرماید که افسون نیز ازین لغت است بهار گوید که حکایات گذشته وفرماید که بالفظ خواندن وگشادن مستعمل ونیز بمعنی مشهور که بالفظ کردن مستعمل وبمعنی چیز بی اصل وحرف غیر واقعی که بالفظ شدن آمده - ما گوئیم که استعمال این بامصادر فرس انحصاری ندارد و هرچه از نظر گذشت وملتقات می آید بالجمله بخیال مؤلف افسانه مرکب است از فسون که اسم جامد فارسی زبان است بمعنی کلماتی که غرائم خوانان وساحران بجهة مقاصد خوانند وبمعنی مکر وحیله وتزویر هم پس فارسیان های نسبت در آخرش زیاده کرده فسانه کردند والف وصلی در اولش آمده افسانه شد یعنی چیزی که منسوب است به فسون - سرگذشت باشد یعنی (۱) حالات پیشینیان وحالات گذشته خود هرد و که اثری کند در دل سامع همچون افسون و (۲) مجازاً بمعنی شهرت گرفته نیز و (۳) خبر بی اصل وحکایات غیر واقعی (ظهوری سلا) زبرق اشک بسوز دسرای خواب ایدل ؛ چراغ مجلس افسانه نور طور مکن ؛ (وله سلا) بخت بیدار ز چشم تو فسونی آموخت ؛ که کند خواب ترا عاشق افسانهٔ ما ؛ (وله سلا) گو گوش بگیر وعافیت جو ؛ افسانهٔ من بلای خواب است ؛ (صائب سلا) چندین هزار شیشهٔ دل را بسنگ زد ؛ افسانه ایست اینکه دل یار نازک است ؛ سند معنی سوم بر (افسانه بندان) می آید (اردو) افسانہ - بقول امیر - مذکر (۱) سرگذشت - حال - روداد

دیکھو افسان (۲) مشہور (بحر ے) بیشتر احباب دریا دیکھتے ہین خواب مین ۔ بحر اپنا حال
گریہ حب سے افسانہ ہوا ۔ (۳) داستان ۔ قصہ ۔ کہانی ۔ غیر واقعی بے اصل بات (اردو ے)
دے ناداں کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا ۔ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا ۔ (آتش
ے) صور اسرافیل کا پھنکنا ہے افسانہ ہے ۔ کشتہ ہے جو تیرے بانکے قیامت خیز کا ۔

افسانہ آرائیدن استعمال ۔ بمعنی آراستن
افسانہ وحکایات دل فریب بیان کردن چنانکہ
ظہوری گوید (ے) خرامد تا کمر در سنبل و گل خواب
بیدار ان ۔ بحرف روی و سوئی کردہ ام افسانہ
آرائی ۔ (ظہوری ے) بحرف ماہ روئی کردہ ام
افسانہ آرائی ۔ مبارک باد خواب خلق را خورشید
سیمائی ۔ مخفی نماند کہ افسانہ آرائی حاصل بالمصدر
است از ہمین مصدر مرکب (اردو) افسانہ آرائی
کرنا ۔ کہ سکتے ہین ۔ داستان گوئی ۔ افسانہ گوئی
کو زینت دینا ۔ دلفریب حکایتین بیان کرنا ۔

افسانہ از دل بزبان آمدن استعمال ۔
برآمدن افسانہ از زبان باشد ۔ افسانہ گفتن چنانکہ
عرفی گوید (ے) آہ ازین شرم کہ افسانۂ از

آتش شوق ۔ آمد از دل بزبانم کہ زبان گرم
نشد ۔ (اردو) افسانہ کہنا ۔

افسانہ افگندن استعمال ۔ صاحب آصفی
نوشتہ این کردہ کہ بمعنی آغاز کردن افسانہ باشد
و از سند ش کہ پیش کردہ است مصدر افسانہ
و افگندن پیداست ازینجاست کہ ما آنرا
بجایش ہم قائم کردہ ایم (ظہوری ے) تا طرۂ
ات بخواب نہ بیند دگر نگاشت ۔ افسانۂ درستی
پیمان در انگنم ۔ (اردو) افسانہ چھیڑنا ۔ بقول
میر قصہ شروع کرنا ۔ سرگذشت بیان کرنے
لگنا ۔ (آتش ے) چھیڑتے ہین جو ہم افسانۂ گیسو
دراز ۔ صبح ہوگی نہ رہے گی شب یلدا باقی ۔

افسانہ انگاشتن استعمال ۔ صاحب آصفی

ذکر این کردہ کہ بمعنی حکایت بی اصل پندا شتن است چنانکہ ابو الفضل گوید "داستان موعظت را افسانہ انگاشتہ" (اردو) افسانہ سمجھنا بمیر آپ نے میرے بیان کئے ہوئے واقعات کو افسانہ سمجھا"

افسانہ بر تافتن گوش | استعمال بہ معنی پذیرفتن گوش افسانہ را کہ صاحب بحر عجم بر تافتن را بمعنی پذیرفتن آوردہ کہ حاصلش شنیدن افسانہ باشد (ظہوری ؎) رفتہ در خواب آرزوی سرفرازی فارغم ؛ گوش ما افسانۂ فرفریدون بر نتافت ؛ (اردو) سننا۔

افسانہ بر دن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی افسانہ گفتن است (نظیری نیشاپوری ؎) بگرفت خواب دیدۂ بخت و امید را ؛ از بس ز وعدہ ہای تو افسانہ بردہ ایم ؛ (اردو) افسانہ کہنا۔

افسانہ بستن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی افسانہ تالیف کردن است و بقول صاحب بحر ترتیب دادن افسانہ بہار ہم ذکر این کردہ (سنجر کاشی ؎) برگ کاہی نیست کوہ بیستون پیش غمم ؛ من کجا بودم کہ دہ افسانۂ فرہاد بست ؛ (ظہوری ؎) برایم بستہ است افسانۂ عشق ؛ کہ نخجتم را بخواب افسانہ دارد ؛ (اردو) ناول لکھنا۔ افسانہ تصنیف کرنا

افسانہ بنا کردن | استعمال۔ مرادف افسانہ بستن باشد کہ گذشت چنانکہ عرفی گوید (؎) تا کردہ بنا عشقم افسانۂ ہجران را ؛ در خواب فنا رفتم افسانہ چنین باشد ؛ (اردو) دیکھو افسانہ بستن

افسانہ بندان | استعمال۔ بمعنی مصنفین حکایات و افسانہ۔ اسم فاعل ترکیبی است چنانکہ ظہوری گوید (؎) آنکہ بر افسانہ بندان بستہ اند بکاوری افسانہ خواب افسانہ است ؛ (اردو) مصنفین و مرتبین افسانہ۔

افسانہ پذیرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قبول و رغبت و باور کردن افسانہ باشد چنانکہ طالب آملی گوید (ـــ) مجنون تو افسانۂ وصل نہ پذیرد ؛ با بیخردی پند عقلا کو نہ پذیرد ؛ (اردو) افسانہ قبول کرنا - کہانی کو ماننا

(الف) افسانہ پرداختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر الف و سند (ب) پیش کردہ (الف) بمعنی افسانہ بستن باشد کہ گذشت و (ب) اسم فاعل ترکیبی باشد و بہار ذکر (ب) کردہ ہر دو از معنی ساکت مؤلف عرض کند کہ مرادف افسانہ ساز و مراد از مصنف و مرتب افسانہ باشد (فیضی ـــ) از خوان این فسانۂ رازہ پکش خواند بمن فسانہ پرداز ؛ (ظہوری ـــ) کند تا خواب شیرین تر بچشم افسانہ پردازش حدیث تلخکامی ہای ما افسانہ می سازد ؛ (اردو) (الف) افسانہ تصنیف کنندہ (ب) مصنف افسانہ -

افسانہ پرسیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی درخواست و خواہش افسانہ گردن است و حکم دادن بہ افسانہ گوئی (شفائی اصفہانی ـــ) زند چون تکیہ بر بالین من افسانہ می پرسد ؛ باین تقریب احوال دل دیوانہ می پرسد ؛ (اردو) افسانہ کی خواہش کرنا - داستان گوئی کی درخواست کرنا -

افسانہ پنداشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حکایت غلط پنداشتن است (حیرانی ہمدانی ـــ) چو با تو درد دل گویم مرا دیوانہ پنداری ؛ وگر پیش تو شرح دل کنم افسانہ پنداری ؛ (اردو) افسانہ سمجھنا - قصہ کہانی خیال کرنا -

(الف) افسانہ تراشی | مصدر اصطلامی -

(ب) افسانہ تراشیدن | (ب) مرادف افسانہ بستن باشد و (الف) حاصل بالمصدرش (عرفی ـــ) عرفی افسانہ تراشی بخموشی بفروخت للہ الحمد کہ آزاد شد از پیشۂ ما ؛ (اردو) (الف) افسانہ سازی - مؤنث (ب) دیکھو افسانہ بستن -

(۱۶۱ م)

افسانہ جستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف افسانہ پرسیدن است (فغانی شیرازی ؎) نکردی گوش برگفت بکسی اکنونکہ شد عاشق ؛ پی خواب از فغانی ہر شبی افسانہ می جوید ؛ (اردو) دیکھو افسانہ پرسیدن۔

(الف) افسانہ خواندن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حکایت مصنوعی گفتن باشد (حافظ شیرازی ؎) برو افسانہ مخوان و فسون بدم حافظ ؛ کزین افسانہ و افسون بسی مرا یاد است ؛ و ----------

(ب) افسانہ خوان شدن | ہم مرادف این است کہ مصدر مرکب است از اسم فاعل ترکیبی (ظہوری ؎) می شود گاہی جرس افسانہ خوان سارباں ؛ جذبہ آشفتگان راہ مہاری می زند ؛ و حاصل بالمصدر الف ------

(ج) افسانہ خوانی | است چنانکہ ملا جامی گوید (؎) زلیخا چون شنید آن مہربانی ؛ فسون پردازی و افسانہ خوانی ؛ و از ہمین است مصدر مرکب ----------

(د) افسانہ خوانی کردن | بمعنی (الف) (ظہوری ؎) نافہ بالین چیدہ در چین اثر از خواب بوی ؛ باد از مویش مگر افسانہ خوانی می کند ؛ (اردو) (الف) و (ب) و (د) داستان کہنا۔ داستان گوئی کرنا (ج) داستان گوئی۔ موث

افسانہ داشتن | استعمال - بمعنی صاحب افسانہ بودن چنانکہ عرفی گوید (؎) خزان جور زلف او در از افسانۂ دارد ؛ ہمین گویم کزین گلشن بہ بلبل خار می باید ؛ (اردو) صاحب افسانہ ہونا - محاورہ میں یوں استعمال ہے کہ "اس کی جور و جفا کی ایک طویل داستان ہے" یعنی اس کا ظلم و ستم ایک طویل داستان رکھتا ہے۔

افسانہ در افگندن | استعمال - بحث این بر افسانہ افگندن گذشت (اردو) دیکھو افسانہ افگندن

افسانہ رسیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی شہرت رسیدن است (نظامی ؎) از وبستہ نقشی بہر خانہ ٭ رسیدہ بہر کشور افسانہ ٭ (اردو) شہرت ہونا - امیر نے لفظ افسانہ کی ذیل مین افسانہ پہنچنا - کی سند نہین معنون مین دی ہے (آتش ؎) ملاحت کا تمہاری دور دور افسانہ پہنچا ہے چمن سے باغبان نے کہو کر بھیجا ہے سوسن کو ٭

افسانہ رفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی کارگر شدن افسانہ باشد - (فیضی ؎) افسانہ نرفت در علاجش ٭ افسون نگرفت در مزاجش ٭ (اردو) افسانہ کارگر ہونا مؤثر ہونا -

افسانہ ساختن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی مشہور ساختن است بہار ذکر افسانہ ساز کردہ از معنی ساکت - اسم فاعل ترکیبی باشد و سندش - سند صاحب آصفی است (آصفی شیرازی ؎) گر ساخت کوہ کن را افسانہ عشق شیرین ٭ پیدا کنیم باہم افسانہ ساز دیگر ٭ (فغانی شیرازی ؎) افسون پندگویان افسانہ ساخت را ٭ با آن پری بگوئید تا در برابر آید ٭ بہ تحقیق (۲) مراد افسانہ بستن ہم و سند این از کلام ظہوری بہ افسانہ پرداختن گذشت (اردو) (۱) مشہور کرنا - (۲) دیکھو افسانہ بستن -

(الف) افسانہ سگال استعمال - صاحب

(ب) افسانہ سگالیدن انند ذکر الف کردہ از معنی ساکت و صاحب آصفی (ب) را نوشتہ و سندش (الف) راست (خسرو ؎) باز جستند از و حکایت حال ٭ او شد از راز خود افسانہ سگال ٭ مؤلف گوید کہ سگالیدن بمعنی گفتن ہم آمدہ (کذا فی بحر عجم) پس (ب) بمعنی افسانہ گفتن باشد و (الف) اسم فاعل ترکیبی بمعنی افسانہ گو (اردو) (الف) افسانہ کہنے والا

(ب) افسانہ کہنا۔

(۱) افسانہ سنج | استعمال (۱) بہار

(۲) افسانہ سنجی | بذکر این از معنی ساکت

(۳) افسانہ سنجیدن | مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی افسانہ گوی و متعلق بامصدر (۳) (طالب آملی ؎) افسانہ سنج نیست لب خونچکان ما ؛ صد جا گزیدہ حرف چکد از دہان ما ؛ (۲) حاصل بالمصدر (۳) باشد بمعنی افسانہ گوئی (صائب ؎) چند در افسانہ سنجی روزگارم بگذرد ؛ تا کی بیدار باشم بہر خواب دیگران ؛ صاحب آصفی ذکر (۳) کردہ کہ بمعنی افسانہ گفتن است (حزین ع) افسانۂ بسنج ز یاران بیوفا ؛ (اردو) (۱) افسانہ گو۔ افسانہ خوان۔ بقول امیر قصہ گو۔ داستان کہنے والا (۲) داستان گوئی۔ مؤنث (۳) افسانہ کہنا۔

افسانہ شدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی افسانہ قرار یافتن و (۲) مشہور شدن باشد۔ صاحب بحر ہم ذکر معنی دوم کردہ (اشرف مازندرانی ؎) گفتمش نہ پرگوئی ناصح مگر آیم بخود ؛ حرف او خود از برائے رحتم افسانہ شد ؛ (سیف اسفرنگی ؎) یا مردمی و مردیت افسانہ شد بدہر ؛ آثار جود حاتم و اخبار زال و سام ؛ (اردو) افسانہ ہونا (۱) بمعنی افسانہ قرار پانا جیسے "کیسے بدست سو رہے ہو۔ ہمارا کرا ہنا آپکے لئے افسانہ ہو گیا ہے" (۲) مشہور ہونا۔ اسکی مثال کلام آتش سے لفظ افسانہ پر گزری۔

(۱) افسانہ شنوانیدن | استعمال صاحب

(۲) افسانہ شنیدن | آصفی ذکر (۲) کردہ مؤلف عرض کند کہ (۱) متعدی است یعنی بسماعت دیگری آوردن افسانہ و (۲) لازم است یعنی سماعت کردن افسانہ (ظہوری ؎) حرف من ثقل شبستان طرب سازان مباد ؛ شنوا د افسانہ ام کس خواب غم می آورد

(۱۷۱۸)

(با قر کاشی ؎) زمن باید شنید افسانۂ عشق ؛ که خوردم از ازل پیمانۂ عشق ؛ (اردو) افسانہ سنوانا۔ (۲) افسانہ سننا۔

(۱) افسانہ فروختن | (۲) افسانہ فروش | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر کردہ از معنی ساکت بخیال مؤلف (۲) اسم فاعل ترکیبی است از قبیل آتشخوان فروش وجد فروش یعنی کسی را افسانہ فروش گفتند کہ افسانہ را ذلیل می کند یعنی افسانہ او بگوش کسی رود و اثر نکند ما صرحت این معنی بر استخوان فروش کردہ ایم کہ گذشت و (۱) مصدر این است بمعنی افسانہ را ذلیل کردن (حزین اصفہانی ؎) ہمچون جرس افسانہ فروش است خروشم ؛ بیتابی دل آہ مرا از اثر انداخت ؛ (اردو) (۱) افسانہ کو ذلیل کرنا۔ (۲) وہ شخص جو اپنے افسانہ کو ذلیل کرتا ہو۔

افسانہ فہمیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فہمیدن سرگذشت است (حزین اصفہانی ؎) نمی فہمد کسی افسانۂ ما را ؛ درین محفل ؛ من شمعیم داغ از دولت آتش زبانہا ؛ (اردو) افسانہ سمجھنا۔

افسانہ کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی مشہور کردن و شہرت دادن (حافظ ؎) ما را بہ تشنیع افسانہ کردند ؛ پیران جاہل شیخان گمراہ ؛ (ظہوری ؎) کردی ظہوری را چنین افسانہ در نامحرمی ؛ ترسم کہ شہر و کوی را از راز پنہان رنگنم ؛ (۲) افسانہ قرار دادن (حزین اصفہانی ع) حزین افسانہ کرد آخر بہر محفل غم دل را ؛ (ظہوری ؎) سخن گرمی خوی تو گرا افسانہ کنند ؛ خواب را بستر بالین ہمہ آتش باشد ؛ (۳) افسانہ گفتن (ملا جامی ؎) نام تو گفتن نیارم لیک مقصودم توئی ؛ گر حدیث سرو یا افسانہ گل می کنم ؛ (اردو) (۱) مشہور کرنا۔ (۲) افسانہ قرار دینا (۳) افسانہ کہنا

افسانہ کشادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر

این کردہ کہ بمعنی آغاز کردن افسانہ باشد (طالب آملی ؎) ای دل افسانۂ دلبر بکشا ؛ قفل گنجینۂ گوہر بکشا ؛ (اردو) افسانہ چھیڑنا - دیکھو افسانہ افگندن -

افسانہ گردیدن | استعمال - مرادف افسانہ شدن است کہ گذشت (ظہوری ؎) ز شستگی خواب دیوانہ گردد ؛ اگر حرف زلف تو افسانہ گردد ؛ (اردو) دیکھو افسانہ شدن -

افسانہ گشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ (شفائی اصفہانی ؎) چنان عشق تو افسانۂ جہان گشتم ؛ کہ شد حکایت من نقل محفل ہمہ کس ؛ (ظہوری ؎) گشتہ افسانہ حرف روز سیاہ ؛ این فسون برسپیدہ دم کہ دمید ؛ (اردو) دیکھو افسانہ شدن -

(۱) افسانہ گفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر

(۲) افسانہ گو | (۱) کردہ کہ بمعنی بیان کردن افسانہ باشد (اسیری لاہجی ؎) با آن لب جان بخش اسیری کہ تو دانی ؛ افسانۂ افسون مسیحا نتوان گفت ؛ صاحب انند ذکر نمبر (۲) کردہ و صاحب ناصری (۲) را بزیادت تتخاوی آخرہ (افسانہ گوے) نوشتہ فرماید کہ کنایہ از نقال وقصہ گوی باشد مؤلف گوید کہ ہیچ کنایہ نیست معنی حقیقی است و اسم فاعل ترکیبی امر حاضر (۱) ہم (اردو) (۱) افسانہ کہنا (۲) افسانہ گو - بقول امیر قصہ گو - داستان کہنے والا افسانہ خوان - افسانہ کہ -

افسانہ گوش کردن | استعمال - بمعنی افسانہ شنیدن است (عرفی ؎) تا کی ایدل من افسانۂ غم گوش کنی ؛ شکوہ پیش کسی از من ناشاد ببر ؛ (اردو) افسانہ سننا -

افسانہ نوشتن | استعمال - بمعنی اطلاع تحریری دادن بہ کسی از سرگذشت باشد - (ظہوری ؎) خبر خواب زبیداری او بایستی ؛ یوسف افسانۂ خود را بہ پدر بنویسید ؛ (اردو) افسانہ لکھ بھیجنا

افسانیدن این همان است که ذکر ماخذ و تعریف کامل این بر افساندن کرده ایم (اردو) دیکھو افساندن۔

افسای بقول برہان افسونگر و رام کنندہ و بقول سروری افسون خوان و رام کنندہ و بقول رشیدی (و بقول زخان آرزو در سراج) افسونگر و رام کنندہ ماورد فرماید کہ این مشتق است از افسانیدن کہ بدو تحتانی است۔ صاحبان جامع و رشیدی و (دری و پہلوی) ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ صراحت ماخذ و تعریف کامل این بر افسا کردہ ایم و سند این ہم ہمدرانجا مذکور۔ (اردو) دیکھو افسا۔

افسائیدن بقول موارد بمعنی نرم و رام کردن با فسون۔ فرماید کہ مضارع این افسایم و حاصل بالمصدر این افسون و بحوالۂ ملتقات نوشتہ کہ بمعنی مالیدن و نرم است کردن ہم۔ صاحب نوادر ہم ذکر معنی اول کردہ و صاحب جامع بذیل لفظ افسای این را آوردہ مؤلف گوید کہ صاحب موارد بذکر معانی آخر الذکر تسامح کردہ است و آن متعلق بہ افسانیدن است کہ با نون پنجم و تحتانی ششم گذشت بہ تحقیق ما این مرکب است از افسای کہ ذکرش بر افسا کردہ ایم فا بزیادت یای معروف و علامت مصدر بر افسای مصدری ساختند و ما در بیان ماخذ افسا نوشتہ ایم کہ اصلش افسون است از اینجا است کہ حاصل بالمصدر این را افسون آمدہ (اردو) افسون کے ذریعہ مطیع کرنا۔

افسر بقول برہان و سراج و سروری و رشیدی و مؤید بر وزن بر سر (ا) بمعنی تاج و آنرا بعربی اکلیل خوانند۔ صاحب ناصری و جامع گوید کہ بمعنی تاج پادشاہان است بہار گوید کہ ظاہرا مبدل ابسر (مزید علیہ بسر) بمعنی بر سر یا مخفف ابر سر (مزید علیہ بر سر) است و بمجاز بمعنی تاج استعمال یافتہ۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را لغت فارسی گفتہ

انچہ بہار نسبت ماخذ این خیال خود ظاہر کردہ است درست است کہ اصل این تسمیہ ورد الف اول وصلی است و بای موحدہ بہ فاصل شدہ افسر شد ہمچون زبان و زفان (حکیم سنائی ۵) چہ بشد ار بر سر تو افسر نیست ؛ خرد و اندیشہ بہتر است بہ از افسر نیست (صائب ۵) ؛ سر بہ زانوی افسر بخت سیاہ نیست ؛ این تاج از سر لیست کہ شق چون قلم شود ؛ بہ تحقیق ما (۲) استعارہ بمعنی حاکم و فرمانروا ہم آمدہ کہ بالادست باشد و سلاطین و ملکات بر افسر بشن می آمد (اردو) (۱) افسر بقبول امیر (فارسی) تاج - (بحر ۵) لات ساری ہے فقیروں سنیاسیوں کی ؛ پر نہ افسر و چتر سلاطین کے سر مارے ہیں ؛ (سودا ۵) کون دنیا میں آج ہے جو کسی کا نہ تاج تخت و صاحب افسر ؛ (۲) افسر بقبول امیر سردار حاکم (نسیم ۵) تہا افسر شہزادان وہ گلفام ؛ پالا تاج الملوک رکھ نام (فقیرہ امیر) یہ تو کوئی فوجی افسر معلوم ہوتا ہے ۔

افسر آراستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیب و زینت دادن تاج است (قاسمی گونابادی ۵) سر از تاج دولت بر آراستہ ؛ زیر ہما افسر آراستہ (اردو) افسر کو آراستہ کرنا - تاج کو زیب و زینت دینا ۔

افسر از سر افگندن | استعمال - بحث این بر افسر افگندن می آید (اردو) دیکھو افسر افگندن

افسر از سر فتادن | استعمال - بحث این

بر افسر اقتادن می آید (اردو) دیکھو افسر افتادن

افسر اعظم | استعمال - مرکب اضافی است بقبول صاحب آنند راج کنایہ از کشف بمعنی آفتاب و این کنایہ باشد صاحب شمس ہم ذکر این کردہ حیف است کہ سندی پیش نکند (اردو) دیکھو آفتاب ۔

افسر افتادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی جدا شدن تاج از سر و تخت زمین

افتادن است (قاسمی گونا بادی ؎) فتاد از فرق بر سر فراز ؛ نگونا رشد چون جرس طبل ساز ؛ مولف عرض کند کہ این سند افسر از سر نتادن است کہ گذشت (اردو) تاج سر سے گرنا۔

افسر انداختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ یعنی بلند کردن تاج است کنایہ باشد از پوشیدن تاج بر سر (ظہوری ؎) فرازند افسر خسروی ؛ پناہ ضعیفان بہ بخت قوی ؛ مخفی مباد کہ از سند پیش کردہ اش (افسر فراختن) پیدا است لیکن ندارد کہ فراختن۔ مخفف افراختن است (اردو) تاج پہنا

افسر افگندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سندش افسر از سر افگندن پیدا است از نجا است کہ ما این را بجای خودش قائم کردہ ایم (قاسمی گونا بادی ؎) خزان بسکہ بر لالہ بیداد کرد ؛ فگند از سرش افسر و داد کرد ؛ (اردو) تاج سر سے گرانا۔

افسر انداختن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندی کہ پیش کردہ از ان افسر بر ہوا انداختن پیدا است از نجا است کہ ما این را بجایش قائم کردہ ایم و کنایہ باشد از فرحناک یعنی اظہار بکمال مسرت کردن کہ اہل ولایت در حالت کمال مسرت کلاہ خود را از سر بردارند و بہوا بلند کنند (کلیم ہمدانی ؎) چون باین مژدہ آفتاب انداخت ؛ افسر خویش بر ہوا چو حباب ؛ (اردو) ٹوپی اچھالنا۔ بقول آصفیہ۔ وجد اور خوشی کرنا۔ خوشی مین کودنا پھرنے پھرنے پکارنا۔ کلاہ بر آسمان ہوا انداختن کا ترجمہ ہے (آتش ؎) اترے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا ؛ دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو ؛ (نامعلوم ؎) آیا ہے جب سے ساقی امرد جوش شادی ؛ شیشے بھی انجمن مین ٹوپی اچھالتے ہین ؛

افسر اندازان کردن اصطلاح۔ افسر اندازا اسم فاعل ترکیبی و الف و نون در آخر برای مزید علیہ آن مگر فارسیان قدیم بزیادت الف و نون بر آخر اسم فاعل ترکیبی افادۂ معنی حاصل بالمصدر گرفتہ اند و بترکیب آن با مصدر کردن معنی افسر اندازی کردن پیدا کردہ اند یعنی افسر کسی را بر زمین انداختن و ذلیل کردن (ظہوری ؎) تیز کامانیکہ اندوزند نعلین رہت ۔ تارک آرایان برہشان افسر اندازان کنند ۔ ناتوانان سنگ کویت بہر بالین چیدہ اند ۔ خاری چینند شاید بستر اندازان کنند ۔ سہل باشد رشک بال افشان آزادان باغ ۔ بخت مرغانیکہ در دامت پر اندازان کنند ۔ سادہ نقشان خواندنہا جملہ از برکردہ اند ۔ وقت شد گر چون ظہوری دفتر اندازان کنند ۔ (اردو) ٹوپی سر سے گرانا۔ ذلیل کرنا۔

افسر بر افراختن استعمال۔ بہ معنی تاج بر سر نہادن و پادشاہ قرار دادن است چنانکہ انوری گوید (؎) بخدائیکہ بیارایست بنامت دینار ۔ بخدائیکہ برافراخت بفرقت افسر (اردو) تاج سر پر رکھنا۔ تاجدار بنانا۔ بادشاہ بنانا۔ شاہی عطا کرنا۔

افسر بر تارک زدن استعمال۔ صاحب آصفی آنعلی ذکر افسر زدن کردہ و سندی کہ پیش کشیدہ است ازان افسر بر تارک زدن پیدا می شود کہ بمعنی تاج بر سر کردنست (عالی شیرازی ؎) افسر عقل چو بر تارک قزاقانہ زدند ۔ گل داغی عوضش بر سر دیوانہ زدند ۔ (اردو) تاج پہنانا۔

افسر بردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن تاج است (ظہوری ؎) سرافرازی باید اندر سری کہ از خاک پایت برد افسری ۔ (اردو) تاج حاصل کرنا۔

افسر بر سر کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر افسر کشیدن کردہ و از سند پیش کشیدہ اش
مصدر افسر بر سر کشیدن حاصل می شود کہ بمعنی
تاج بر سر نہادن است (خسرو ۵) یکی
خلعت از درنبی سر کشد ؛ بر سر صدر چکلی افسر
کشد ؛ (اردو) تاج پہنانا ۔ تاج سر پر رکھنا
تاجدار بنانا ۔

افسر بر سر گرفتن استعمال ۔ بمعنی تاج
پوشیدن است ۔ صاحب آصفی ذکر افسر
گرفتن کردہ و سندی کہ از کلام مغربی بنظر او
آوردہ از ان افسر بر سر گرفتن پیدا می شود
(۵) شاہ چین را داد حکم آسمانی گوشمال
تا چرا بی حکم تو بر سر می افسر گرفت ؛ (اردو)
تاج پہنا ۔

افسر بر سر نہادن استعمال ۔ بمعنی تاج بر سر
کردن است ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ
اطغای شہدی ۵) زر و نق بود مایۂ افسر شہ
کہ سلطان دین می نہد بر سرش ؛ (اردو

تاج سر پر رکھنا ۔

افسر بر فرق نشستن استعمال بمعنی قائم
شدن تاج بر سر است چنانکہ از کلام خاقانی
پیدا است کہ صاحب آصفی بر افسر نشستن نقل
کردہ (۵) مہر سپہر ملک بنا دکز فلک ؛ بر فرق
فرقدت افسر احسان تو نشست ؛ (اردو) تاج
سر پر قائم ہونا ۔

افسر بر گردانیدن از سر استعمال بمعنی کلاہ
از سر جدا کردن و آنرا کچکول گدائی کردن و کنایہ
باشد از گدائی کردن (ظہوری ۵) نباشد چشمتی
در جرگہ نعلین پوشانش ؛ گدای کوی عشق از سر گیر
افسر بر گردان ؛ (اردو) ٹوپی سر سے اتارنا اور
اسکو کچکول گدائی بنانا ۔ بھیک مانگنا ۔

افسر بر ہوا انداختن (مصدر اصطلاحی)
بحث این بر افسر انداختن گذشت (اردو)
دیکھو افسر انداختن ۔

افسر بسر نہادن استعمال ۔ بمعنی تاج بر سر

نہادن و پوشیدن (ظہوری ؎) کی پای می نہم ز تکبر بہ تخت کی ؛ بنخچم ز خاک پای تو افسر بسر نہاد ؛ (اردو) تلجہ سر پر رکھنا - تاج پہنا -

افسر خدای اصطلاح - بقول صاحب آنندراج بمعنی بادشاہ و خداوند تاج است مؤلف گوید کہ قلب اضافت خدای افسر باشد یعنی صاحب افسر وکنایہ از پادشاہ - صاحب اند و شمس ہم ذکر این کردہ (اردو) تاجدار - بادشاہ - مذکر -

افسر دادن استعمال - صاحب آنندی ذکر این کردہ کہ بمعنی عطا کردن تاج است و کنایہ از عطا کردن حکومت و شاہی باشد (حافظ شیرازی ؎) زمانہ افسر رندی نداد جز بکسی کہ سر فرازی عالم درین کلہ دانست ؛ (صائب ؎) کودماغی کہ بر آرم ز گریبان سر خویش ؛ من گرفتم کہ فلک افسر زر داد مرا ؛ (اردو) تاج عطا کرنا - حکومت عطا کرنا - تاجدار بنانا -

افسردگی بقول بہار بحوالہ خان آرزو یک حالت نشاط و شادیست و دیگر حالت غم و اندوہ اما وقتی کہ شادی و انتعاش طبیعت نبود و غم و کدورتی ہم عارض حال نگردیدہ باشد این حالت بین بین را افسردگی گویند و فرماید کہ بالفظ کشیدن مستعمل مؤلف عرض کند کہ خصوصیت باہمین یک مصدر کشیدن ندارد - بلکہ استعمال این با مصادر متعددہ فارسی بنظر آمدہ کہ در ملحقات می آید - مخفی مباد کہ اصل این افسردہ باشد کہ اسم جامد زبان فارسی یعنی پژمردہ کہ بحث کاملش بجای خودش آید و مصدر افسردن مرکب و موضوع است از ہمین اسم جامد بحذف ہای ہوز آخرہ و زیادت علامت مصدر بر دو و افسردگی حاصل بالمصدر افسردن - فارسیان از افسردگی ہم مصدرہا ساختہ اند و افسردہ را با مصادر فارسی مرکب ہم کردہ اند و از افسردہ مصدر مفرد ہم (ظہوری ؎) سوخت در آتش افسردگی خود زاہد ؛ پیش مستی ز جگر لخت کبابی نکشید ؛ (ولہ ؎) ظہوری

خوش بجوش افگن نسرور است آنقدر گیری چکہ از افسردگی با دست شادان بگردانم (اردو) امیر نے لفظ افسردگی کو ترک فرمایا ہے اور صاحب آصفیہ نے بھی لیکن صاحب آصفیہ نے پژمردگی کی تعریف میں افسردگی کا استعمال فرمایا ہے اور دکن میں افسردگی اسی حالت کو کہتے ہیں جس سے ملالت کا اثر پایا جائے۔

افسردگی بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی لاحق شدن افسردگی و افسردہ بودن کسی است (رسمی یزدی ؎) پس از کشتن ز عشق افسردگی نبود شہیدان را کہ این آتش بآب خنجر جلاد ننشیند (ظہوری ؎) افسردگی وبال دم عیسیٰ مباد ای سینہ در نفس نہ کشیدی زمانہ (اردو) افسردہ ہونا افسردگی عائد حال ہونا۔

افسردگی داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی افسردہ خاطر بودن است (نطقی تبریزی ؎) دلم گر شعلۂ دوزخ بود افسردگی دارد گل سختم گر از جنت بود پژمردگی دارد (اردو) افسردہ ہونا۔

افسردگی دیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی یافتن افسردگی در کسی است (حزین اصفہانی ؎) کای آفتاب رای چرا دل فسردہ (اردو) افسردگی ندیدہ کسی در جہان صبح پیری (اردو) افسردگی پانا۔ افسردہ دیکھنا۔

افسردگی رفتن از دل استعمال۔ بمعنی رفع شدن افسردگی است (ظہوری ؎) افسردگی ز دل بہ تف نالہ می رود پرہیز از تپی کہ بہ تنخالہ می رود (ولہ ؎) رفت افسردگی از دل بفگندیم برون ای خوش آن دل کہ در و شعلۂ آہی باشد (اردو) افسردگی رفع ہونا۔ باقی نہ رہنا۔

افسرگی کشیدن استعمال صاحب آصفی

(۱۰/۱۵)

ذکر این کرده که بمعنی مبتلای افسردگی شدن و
افسرده دل گردیدن است (منهیه بلخی ع)
همچو نرگس تازه دارد رنگ مخموری مرا
می کشم افسردگی هرگه خمار آخر شود (اردو) مبتلای
افسردگی ہونا۔ افسردہ دل ہونا۔

افسردگی یافتن استعمال۔ صاحب اصفی
ذکر این کرده که بمعنی دیدن و معلوم کردن افسردگی
کسی است (نثر حزین اصفهانی) از استیلای هموم
آن شوق و شغفی که بعلم و تحریر و تقریر معارف بود
افسردگی یافت۔" (اردو) افسردگی پانا۔

افسردن بقول برهان بر وزن افشردن
(۱) بمعنی سرد شدن و (۲) یخ بستن و منجمد شدن
و (۳) از چیزی و کسی دل سرد شدن هم۔ صاحب
بحر بذکر هر سه معانی با الانسبت معنی سوم صراحت
مزید کند که دست و دل کسی بکاری نرفتن و
فرمایند که کامل التصریف است و مضارع این افسرد
خان آرزو در سراج بنقل قول برهان فرماید که
تحقیق آنست که در اصل بمعنی پژمردن است
از نهجت گل و برگ خزانی را افسرده گویند پس
معانی دیگر مجاز باشد۔ صاحبان نوادر و موارد
و جامع و مؤید و هفت و انند هم ذکر این کرده اند
مؤلف عرض کند که فارسیان از اسم جامد فعل
که بکارش می آید های هوز را حذف کرده علامت
مصدر (دن) بر آخرش زیاده کرده اند افسردن
شده و از دو وال مهمله که بیک جا جمع شدنی یکی حذف
شده و افسردن باقی ماند۔ معنی حقیقی این هر دو شده
آب است و حقیقت این معنی از ماخذ لفظ
افسرده ظاهر شود که بجای خودش می آید پس
معنی اول که مطلق سرد شدن است مجاز باشد
و معنی دوم هم مجاز که یخ بستن و منجمد شدن آب
از سرد شدنش صورت گیرد و معنی سوم این
مجاز مجاز باشد و خصوصیت با دل ندارد چنانکه
محققین عالیشان نوشته اند بلکه سرد شدن چیزی
است و تفصیل آن در ملحقات سرد شدن می آید

حقیقت ماخذاین متقاضی آنست که این را بفتح سین مهمله خوانیم چنانکه از بحث افسردہ ظاہر می شود ولیکن فارسیان این را بضم سین مهمله استعمال کنند و این تصرف اہل زبان باشد و فسردن که بجایش می آید مخفف این (اردو) (۱) سرد ہونا (۲) منجمد ہونا - جم جانا (۳) کسی چیز کا سرد ہونا - اس کی تفصیل ملحقات افسردن سے ظاہر ہوگی -

افسردنِ آتش مصدر اصطلاحی - ہمان است که بر آتش افسردن در محدودہ گذشت (اردو) دیکھو آتش افسردن -

افسردنِ بازار مصدر اصطلاحی - بمعنی سرد شدن بازار و کاسد شدن رونق و کاروبارش باقی نماندن باشد (ملا نوقی ؎) بسکه بازار آتش افسردست ؛ از خجالت عرق بجرتب است ؛ بہار بذیل لفظ افسردہ بسند ہمین شعر ملا نوقی مصدر افسردہ شدن بازار قائم کند تسامح اوست و مخفف این است فسردن بازار ہم که بجای خود شب آید ظہوری ؎) زدم شان فسرد است بازار شعر ؛ نکو میفروشند طومار شعر ؛ (اردو) بازار سرد ہونا - دکن مین مستعمل ہے - بازار مندا ہونا - بقول آصفیہ سرد بازاری ہونا - خرید و فروخت کم ہونا -

افسردنِ چراغ مصدر اصطلاحی - بہار بذیل لفظ افسردہ چراغ افسردہ را قائم کردہ که متعلق از ہمین مصدر است و این کنایہ باشد از کم شدن روشنی شمع و چراغ (ملا طغرا ؎) ولی تیرہ ہمچون فسردہ چراغ ؛ ولی بی طراوت چو بہ گشتہ داغ ؛ مخفی مباد که درین شعر استعمال مصدر فسردن چراغ است بدون الف اول عیبی ندارد (اردو) دکن مین اسکا ترجمہ چراغ منمنانا - چراغ ٹمٹمانا ہے - صاحب آصفیہ نے لفظ چراغ کے ذیل مین اسکا ہم معنی

کوئی استعمال نہین لکھا۔ البتہ ٹمٹمانا پر لکھا ہی
کہ چراغ کا بجھنے کے قریب ہونا۔ اور جھلملانا پر
فرمایا ہے کہ چراغ یا ستارے کا کم کم چمکنا۔

افسردنِ خون | مصدر اصطلاحی۔ یعنی
سرد شدن خون باشد کہ گرمی و جوش ندارد چنانکہ
صائب گوید (ے) ہر کہ عاشق نیست خون
در پیکرش افسردہ است ؛ گفتگو با نا ہلان تلقین
خون مردہ است ؛ (اردو) خون سرد ہونا
دکن مین مستعمل ہے یعنی خون کی گرمی اور جوش
باقی نہ رہنا۔ صاحب آصفیہ نے خون سفید ہونا
معنی بے مہری ظاہر ہونا لکھا ہے۔ لیکن یہ فارسی
کا خالص ترجمہ نہین ہے۔

افسردنِ دل | مصدر اصطلاحی۔ یعنی
افسردہ و ملول شدن دل باشد کہ شگفتگی و
خوشدلی باقی نماند و دل افسردہ و افسردہ دل
از ہمین مصدر است (ظہوری ے) بہ دل
افسردہ بوی یاد مرگ نیست ز داغ تو جگر را گزند

(اردو) افسردہ دل ہونا۔ افسردہ دل بقول
امیر معنی اداس۔ رنجیدہ اور جس کا دل شگفتہ
نہو (صبا ے) آنکہین صبا پر آپ ہین اس نور کی
لے ؛ افسردہ دل ہین آتش مغفور کے لئے ؛

افسردنِ سینہ | مصدر اصطلاحی۔ بہ معنی
جوش باقی نماندن در سینہ و سینہ افسردہ از ہمین
مصدر است (ظہوری ے) آتش پر شعلہ بر
سینہ افسردہ ریخت ؛ دجلہ پر مایہ از چشم بی نم جوش
زد ؛ (اردو) سینہ مین جوش باقی نہ رہنا۔

افسردنِ لفظ | مصدر اصطلاحی۔ یعنی
شگفتہ نبودن لفظ کہ بہ دل نہ چسپد و نا گوار طبع
(ے) گرم مذاقی دارای دکن ہر کہ نشنید لفظش
افسردہ و سخنیش ز بون می آید ؛ (اردو) لفظ
شگفتہ نہونا۔ دل چسپ نہونا۔

افسردہ | بقول بہار بالفتح و ضم سین مہملہ معنی
(۱) سرد شدہ و (۲) یخ بستہ و این ہر دو مجازی
(۳) پژمردہ باشد۔ صاحب نوادر بذیل

مصدر افسردن ذکر این کرده گوید که معنی پژمرده
و سرد و صاحب بحر بذیل مصدر فرماید که (مع) معنی
ملول و دلگیر هم (عرفی ؎) عرفی اندر عشق اگر
ناقص بود افسرده نیست ؛ صید عشق از خام
باشد نیم خورد آتش است ؛ (وله ؎) افسرد
را نصیب نباشد دل کباب ؛ آن یابد این نوا
که مهمان آتش است ؛ (ظهوری ؎) افسرده
گو بعرض تمنا برآ رجوش ؛ کز تاب کینه سوخت
سخن در زبان کس ؛ (صائب ؎) نیست
در عالم افسرده جگر سوخته ؛ بیجه امید برآید
شرر از سنگ مرا ؛ جمع این قاعدهٔ فارسی
افسردگان باشد (صائب ؎) آهنگ
عمر بال و پر فشانی می کند ؛ خون ما افسردگان
رقص روانی می کند ؛ **مولف** عرض کند
که این اسم جامد زبان فارسی است و مرکب از
آب و سرده و در آخر سرده های نسبت باشد
که افادهٔ معنی مفعولی دهد - پس آب سرده
بمعنی آب سرد شده یعنی آب سرد باشد فارسیان
بقاعدهٔ خود بای موحده را به فا بدل کردند همچون
زبان و زفان و ممدوده بکثرت استعمال قلب
و لهجهٔ شان بمقصوره بدل شد افسرده باقی
ماندی بایست که بلحاظ ماخذ سین مهمله را مفتوح
گیریم ولیکن در محاوره و روزمرهٔ عجم بالضم
مستعمل است و این تصرف عوام است بلحاظ
عدم علم از ماخذ - مصدر افسردن که گذشت
از همین اسم جامد وضع شد - پس معنی اول مجاز
معنی حقیقی است بدون خصوصیت آب و معنی
دوم هم مجاز آن که آبی که منجمد شود و یخ بندد
بسیار سرد می باشد که کثرت سردی سبب انجماد
است و معنی سوم و چهارم مجاز معنی اول باشد
بر سبیل استعاره که چیزی که سرد شود پژمرده گردد
و گرمی در و باقی نماند ازینجاست که فارسیان
چیز پژمرده و شخص ملول و دلگیر را افسرده گفتند
که گرمی و جوش ندارد گویا مثل آب سرد است

فارسیان این را با مصادر فرس مرکب ہم کرده اند که در ملحقات می آید (اردو) (۱) سرد - بقول آصفیہ - ٹھنڈا یسست - ڈھیلا - افسردہ (۲) منجمد - بقول آصفیہ سردی سے جما ہوا - بستہ ٹھٹھرا ہوا - (۳) افسردہ - بقول امیر مرجھایا ہوا (خلیل ؎) افسردہ ہے داغ دل پر عشق ہمیشہ ؎ ناداروں کے گھر میں نہیں ہوتا ہے تو اگرم ؎ (۴) افسردہ - بقول امیر - اداس غمگین (بحر ؎) کوئی دم غم غلط احباب میں ہو جاتا ہے ؎ دل افسردہ کو بہلاتی ہے صحبت کیسی ؎ (فقرہ ہے) خیر تو ہے آپ اتنے افسردہ کیوں ہیں "

افسردہ آمدن سخن مصدر اصطلاحی افسردگی رو دادن و شگفتگی پیدا نہ شدن از سخن چنانکہ ظہوری گوید (؎) ز خویش تا نمی گویم سخن افسرد می آید ؎ بر و یش تا نمی بینم نگہ پژمردہ می آید ؎ (اردو) سخن سے شگفتگی ظاہر نہ ہونا - کلام روکھا ہونا - بے لطف ہونا -

افسردہ باشیدن استعمال - بمعنی ملول بودن است (ظہوری ؎) چرا افسردہ باشم از برای خود زنم فالی ؎ چو من از گرم خونان کمیست شہبالی بر و بندم ؎ (اردو) افسردہ ہونا -

افسردہ بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پژمردہ بودن است (خزینہ اصفہانی ؎) افسردہ بود بسکہ بساط چمن حزین ؎ ایام گل گذشت و بہار ان ندید کس ؎ (اردو) افسردہ ہونا -

افسردہ بیان اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم یعنی آنکہ سخنش بر دلہا اثر نکند - بہار گوید کہ کنایہ از پوچ گو و بیمزہ گو کہ سخنش بر دل نزند (صائب ؎) سخن آنست کز و زندہ دلی گرم شود ؎ لب افسردہ بیانان و لب گور یکیست ؎ مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است یعنی بیان افسردہ کنندہ (اردو) وہ شخص جسکا بیان مخلوق کے دل پر اثر نہ کرے یا وہ گو - ہرزہ گو - ہماری

برائے ہین افسردہ بیان اور مقرر بے اثر بہی کہ سکتے ہین۔

افسردہ پستان اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم و بہار زن عقیم و زن پیر کہ از زادن باز ماندہ باشد (خاقانی ۵) کہ میسر شود اہبات دوران ؎ بستہ رحم و افسردہ پستان ؎ مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است و افسردن پستان علامت این است کہ نوبت بہ شیر نرسد و درین سند افسردہ پستان بدون الف اول مستعمل یعنی ندارد (اردو) وہ عورت جو بانجہ ہو یا ضعیفی کی وجہ سے حاملہ نہو سکتی ہو

(الف) افسردہ جان اصطلاح۔ بقول صاحب بحر عجم و بہار (۱) مردم مردہ دل و (۲) سخت دل و بی مہر (نظامی ۵) نشاط اندر آرد بخوانندگان ؎ مفرح رساند بدانندگان ؎ افسردہ دلانرا در آید بکار ؎ غم آلودگان را شود غمگسار ؎ مؤلف گوید کہ برائے

معنی دوم طالب سند باشیم کہ استعمال این بدین معنی از نظر ما نگذشت و معاصرین عجم ہم ساکت و از ہمین اصطلاح متعلق است۔

(ب) افسردہ جانی بزیادت یای مصدری (ظہوری ۵) در گداز طعنۂ افسردہ جانی نیستم ؎ داغ دل صد سینہ دارم در گریبانست باز ؎ (اردو) (الف) (۱) دیکھو افسردہ دل (۲) سخت دل۔ بے مہر (ب) افسردہ دلی مؤنث۔

افسردہ جگر استعمال۔ مرادف افسردہ دل است کہ می آید یعنی غمگین (ظہوری ۵) بگاہ گریہ گرد از جوئبار رگ برانگیزم خوش آن کز گریہ گاہ خود جگر افسردہ می آید (اردو) دیکھو افسردہ دل۔

افسردہ حال استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ مظہر العجائب بمعنی عاشق حیف است کہ سندی پیش نشد و دیگر کسی از محققین ذکر

این نکرد بخیال ما اسم فاعل ترکیبی است بمعنی کسی کہ حال او افسردہ باشد مرادف افسردہ دل وغمگین وجادارد کہ کنایتہً عاشق را گوئیم طالب سند باشیم (اردو) عاشق - بقول آصفیہ - مذکر - نہایت دوست رکھنے والا - چاہنے والا - مریض عشق - فریفتہ - شیدا - والہ

افسردہ خاطر | استعمال - بقول صاحب بحر آنکہ ملول و دلگیر بود و بقول اند دل تکتہ مؤلف عرض کند کہ مرادف افسردہ دل است اسم فاعل ترکیبی (اردو) افسردہ خاطر - بقول امیر اداس - رنجیدہ جس کا دل تکتہ نہو -

افسردہ خوان | استعمال - بمعنی کسی کہ خوان او گرم نیست بلکہ سرد است اسم فاعل ترکیبی با مرادف سرد خوان (ظہوری ۹) پی داغ خون جگر گستر اند: با فسردہ خوانان صلائی رسانم: (اردو) وہ شخص جس کا دسترخوان سرد ہو - جس کے دسترخوان پر گرما گرم غذا نہو

افسردہ دامن | استعمال - بمعنی کسی کہ دامن او سرد باشد و کنایہ از ملول - اسم فاعل ترکیبی است (میر معزی ۹) آب حیات آتش افسردہ دامن است: مجنون عشت بدامن صحرا نمی رود: (اردو) ملول غمگین افسردہ -

افسردہ درون | استعمال - بقول صاحب بحر عجم مرادف افسردہ جان (کہ گذشت) صاحب اند ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است و مرادف بہ معنی اول افسردہ جان باشد و با معنی دوم ہیچ تعلق ندارد و خیال ما بر افسردہ جان ہمین است طالب سند باشیم (اردو) دیکھو افسردہ جان -

(الف) افسردہ دل | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم و بہار مرادف افسردہ جان مؤلف

عرض کند کہ مرادف معنی اولش فقط و معنی دوم
برابا این تعلقی نیست و ہمین است خیال ما نسبت
افسردہ جان ہم کہ ہمدر انجا ذکرش کردہ ایم - و
معاصرین عجم ہم این را بہ معنی ملول و دلگیر استعمال
کنند چنانکہ صاحب یوسف سرآمد آوردہ (نثر)
چون در خزانہ عامرہ چنانکہ وزیر ذکر نموده نقصان
نقود مشاہدہ شدہ بود و بنا بر این من ہم ازین جہت
افسردہ دل بودم" (ظہوری ؎) و در پس پردہ
نماند مگر افسردہ دلی ؛ داغ یک لخت سرد است
کہ در سینہ کشیم ؛ (عرفی ؎) جزو دل سوختہ را صوفی
افسردہ دلست ؛ در خم طرہ ما باز فشاندی از جوش نمک

(ب) افسردہ دلی | بای مصدری حاصل
بالمصدر افسردہ دل بودن و شدن است
(ظہوری ؎) افسردہ دلیم در زبان داشت ؛
ہر آہ بصد زبانہ برخاست ؛ (اردو) (الف)
افسردہ دل - دیکھو افسردہ خاطر (ب) افسردہ
دلی - بمعنی پژمردہ دلی و رنجیدگی و ملال خاطر کہ

سکتے ہین -

افسردہ دم | استعمال - بقول بہار مرادف
افسردہ بیان (میرزا رضی دانش ؎) نیست
بر نالۂ افسردہ دمان گوش مرا ؛ بلبلی کو کہ صفیرش
بردارد ہوش مرا ؛ (اردو) دیکھو افسردہ بیان

افسردہ روان | استعمال - بقول بہار
مرادف افسردہ جان (کہ گذشت) بخیال ما مرادف
معنی اولش باشد فقط و با معنی دومش ہیچ
تعلق ندارد ہمین خیال نسبت افسردہ جان
ہم ظاہر کردہ ایم (صائب ؎) از صحبت افسردہ
روانان بگذر باش ؛ چو یای جگر سوختگان ہمچو
شرر باش ؛ (اردو) دیکھو افسردہ جان -

(الف) افسردہ شدن | استعمال - بمعنی
ملول و دلگیر شدن است بہار بذیل لفظ افسردہ
مصدر افسردہ شدن را ذکر کردہ است مؤلف
عرض کند کہ فارسیان استعمال این برای انسان
و غیر ذوی الارواح ہم کردہ اند چنانکہ -

(۱۰۲۷)

(ب) افسردہ شدنِ تب | بقول صاحب بحر عجم بمعنی دور شدن تب است و بقول بہار کم شدن آن و ما با بہار اتفاق داریم چنانکہ صاحب گوید (ے) شد رعشۂ پیری پر و بال طلب تو ۔ دیکھو نشد افسردہ زکافور تب تو ۔ ۔

(ج) افسردہ شدنِ جہان | بمعنی ظاہر شدن آثار ملالت از جہان چنانکہ حزین اصفہانی گوید (ے) جہان افسردہ شد ای عشق خون آشام اشارت کن کہ این دل مردگان را در رگ جان نشتر اندازد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(د) افسردہ شدنِ قصہ | بتحقیق ما از نگرد دانش بر دل سامع باشد و بقول بہار کنایہ از تبدیل شدن قصہ (باقر کاشی ے) شد قصہ ام افسرد چو افسانۂ مجنون ۔ پیداست کہ رسوای جہان چند توان بود ۔ (اردو) (الف) افسردہ ہونا ۔ ملول ہونا ۔ غمگین ہونا ۔ (ب) بخار کم ہونا ۔ تب کم ہونا (ج) ساری دنیا میں غم کے آثار اور افسردگی پیدا ہونا (د) قصہ کا بے اثر ہونا ۔

افسردہ کالبد | استعمال بقول آنند بجواب نظہر العجائب بمعنی عاشق است ۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ اگرچہ این معنی موافق قیاس و کنایہ باشد ولیکن ظاہر سند باشیم (اردو) عاشق ۔ دیکھو افسردہ حال

(الف) افسردہ گفتن | استعمال بمعنی گفتن سخنی کردن و سخنی گفتن کہ در دل مخاطب و سامع اثرے نکند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) افسردہ گو | اسم فاعل ترکیبی از ہمین مصدر است (ظہوری ے) زاہد افسردہ گو گرمی مکن خواہد فتاد ۔ زاہ برق رحمتی بر خرمن عصیان ما ۔ (اردو) (الف) ایسی بات کرنا جس سے سامع متاثر نہ ہو اور (ب) اسی کا اسم فاعل ترکیبی ہے یعنی بے اثر بات کہنے والا ۔

افسردہ مہر | استعمال ۔ بقول بہار و آنند کنایہ باشد از کم مہر (دانش ے) از این افسردہ

مہران بوی دل سوزی نمی آید ز پای گل بجای
لالہ زاری می کشم خود را؛ مؤلف عرض کند
کہ اسم فاعل ترکیبی است مرادف سرد مہر۔
(اردو) سرد مہر۔ بقول آصفیہ کم توجہ۔ بے مہر
بے محبت بیرحم۔

(الف) افسر دیر اعظم | اصطلاح بقول
صاحب بحر آفتاب و صاحب برہان گوید کہ
بکسر رابع کنایہ باشد از آفتاب۔ صاحبان
مؤید و جامع و انند ہم ذکر این کردہ اند
صاحب منتہب صراحت فرماید کہ بہ فتح دال
مہملہ و کسر رای دوم است مؤلف گوید
کہ مرکب اضافی است کہ فارسیان کنایتہً
دیر اعظم فلک را گویند و جہان را نیز پس افسر
را بسوی او مضاف کردند و درین جا افسر
استعارہ باشد از حکمران و پادشاہ اند بنصوت
معنی لفظی این پادشاہ فلک یا جہان است
و کنایہ از آفتاب جہانتاب و جا دارد کہ

بمعنی حقیقی افسر معنی این تاج خروس یا تاج
جہان گیریم و کنایہ از آفتاب جہانتاب و
ازہمین قبیل است

(ب) افسر دیر بلند | کہ بقول صاحب
ناصری کنایہ باشد از آسمان و دیگر کسی از
محققین ذکر این نکرد و عیبی ندارد کہ موافق
قیاس است و صاحب ناصری از اہل زبان
(اردو) (الف و ب) دیکھو آفتاب کے
دوسرے معنی۔

افسر ربودن | استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بہ معنی پادشاہی گرفتن از کسی
است چنانکہ خسرو گوید (ے) آمدم تا از تپی
کار ربودہ کا فسر و اقلیم تو انم ربود؛ (اردو)
حکومت اور بادشاہی حاصل کرنا۔

افسر ساختن | مصدر اصطلاحی کنایہ
باشد از بہ سر نہادن و کمال تعظیم کردن (ظہوری
ے) افسر تارک اقبال ظہوری سازم ز کف

(اردو)

خاکستر اگر از درشہ بردارم ۔ (اردو) سر پر رکھنا بقول آصفیہ تعظیماً کسی چیز کو اٹھا کر سر پر رکھنا نہایت تعظیم و تکریم کرنا ۔ (جرأت ۵) اٹھ جرأت کے جو کل سنگ در یار لگا ۔ کبھی چھاتی سے لگایا کبھی سر پر رکھا ۔

افسر سکزی بقول بحر و جامع (۱) نام سازی و (۲) نام تصنیفی از بار بد ۔ بہار گوید کہ بکسر سین مہملہ بکاف فارسی و زای تازی نام سازی کہ بزمانۂ قدیم در ملک سیستان متعارف بودہ خان آرزو در سراج فرماید کہ این در تنی لحن داؤدی داخل نیست معنی اول صحیح است و سکزی سیستانی را گویند ۔ صاحب رشیدی و سروری بر معنی اول قانع (منوچہری ۵) بگیر بادۂ نوشین و نوش کن بصواب ۔ ببانگ شیشم و یا بانگ افسر سکزی ۔ صاحب ناصری فرماید کہ نام نوائیست از مصنفات بار بد و سکز کردہ سیستان را گویند و سکزی منسوب بہ سیستان و این یای نسبت است مؤلف عرض کند کہ مرکب اضافی است معنی تاج منسوب بہ سیستان یعنی مایۂ ناز سیستان و کنایہ از سازی و آنچہ برہان معنی دوم قائم کردہ است اغلب کہ تسامح اوست ۔ اتفاق اہل تحقیق بر معنی اول است و صاحب ناصری درست گفتہ کہ این از مصنفات بار بد است ولیکن او ہم تسامح کردہ کہ ساز را نوا گفتہ از اینجاست کہ مخترعات مصنفات نوشت (اردو) فارسیون نے افسر سکزی ایک ساز کا نام رکھا ہے جس کا موجد بار بد تھا اور زمانہ سلف مین سیستان مین اس کا رواج تھا

افسر شدن بقول برہان کنایہ از پادشاہ شدن ۔ صاحبان سراج و جامع و بحر ہمزبانش و صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب بذیل استعارات و کنایات این را بلند کلام نظامی آوردہ و سکندری خوردہ (۵) چو من بر سر خسروان افسرم ۔ چہ اندیشہ باشد ز اسکندرم ۔ مؤلف عرض کند

ازین سند مصدر افسر شدن حاصل می شود و
شاہد ناصری بر خلاف اوست و بر زبان معاصرین
استعمال این مصدر بمعنی حاکم و بالادست شدن
است و این کنایہ باشد کہ تاج ہم بالای ہمہ لباس
است (اردو) افسر ہونا۔

افسر کج نہادن (مصدر اصطلاحی) کنایہ
باشد از رعنائی چنانکہ یار را کج کلاہ گویند یعنی
تاج را بر سر مائل کردن کہ ادای معشوقان است
(ظہوری ؎) چتر افراشتہ از جلوۂ پروانہ فقر
باد از شعلہ چراغ کج نہد افسر شمع (اردو) کج
کلاہی۔ بقول آصفیہ۔ مؤنث۔ بانکپن (مصطفی
؎) کج کلاہی نہ گئی تا سر شرگان اس کی
اشک ہے یا ہے یہ لڑکا کسی درّانی کا

(۱۴۴۱)

فارسی مصدر کا تقطی ترجمہ تاج کو مائل کرنا
ایک جانب جھکانا۔

افسر کردن استعمال بمعنی تاج ساختن
است (انوری ؎) فعال مرکب او دارد

(۱۴۴۲)

آن بہا و شرف غبار موکب او و دار دآن
محل و خطر کزان کنند عروسان خلق را یارہ
و زاین کنند بزرگان نمک را افسر (اردو)
تاج بنانا۔

افسر گر اصطلاح۔ بقول صاحب انند
بحوالۂ فرہنگ فرنگ نام طائری است کہ
آنرا خطاف و پرستو نیز خوانند۔ صاحبان تحقیق
ازین ساکت و شک نیست کہ این کنایہ باشد
گویندکہ آشیان این جانور مشابہ تاج باشد
ازینجاست کہ فارسیان کنایتہً این را درست
کنندہ و سازندہ افسر گفتہ باشند اسم فاعل
ترکیبی است (اردو) ابابیل۔ بقول آصفیہ
(عربی) اسم مونث۔ ایک قسم کی چھوٹی سی
چڑیا ہوتی ہے جسکی چونچ اور سارے پر سیاہ
مگر سینہ سفید ہوتا ہے فارسی مین پرستو کہتے ہین

افسر نہادن استعمال۔ صاحب آصفی کہ
این کردہ و این ہانست کہ بر افسر بر سر

گذشت و مجرد افسر نهادن هم مرادف آنست (ظهوری ؎) کسی را که دل دست بر سر نهد ۔ ۔ فلک را ز نعلین افسر نهد ۔ ۔ (اردو) تاج پہنانا۔

افسر یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی تاج یافتن و کنایه از حکومت و شاهی یافتن باشد (حزین اصفهانی ؎) تواند شد که فرقم افسر نقش قدم یابد ۔ ۔ اگر گامی فرود آرد اوج استغنا نهی پارا ۔ ۔ (ظهوری ؎) خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش ۔ ۔ خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش ۔ ۔ (اردو) تاج پانا۔ حکومت پانا۔ بادشاہی حاصل کرنا تاجدار ہونا۔

افسر یاقوت اصطلاح۔ مرکب اضافی و بقول صاحب انندکتابه از خورشید باشد۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و حیف است که سندی پیش نشد۔ بخیال ما خلاف قیاس نیست و آفتاب را تاج یاقوت توان گفت که همچون یاقوت می درخشد (اردو) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنی۔

افستین بقول برهان بکسر ثالث و سکون نون و فوقانی بتحتانی رسیده و بنون زده نوعی از بوی مادران کوهی است۔ گل آن با فحوان و تلخی آن بصبر نزدیک است۔ در وچشم را سود دارد۔ صاحب محیط گوید که بفتح همزه و سکون فا و فتح سین و کسر تای فوقانی اسم رومی است و گویند لغت یونانی باشد بعربی مخترق و بلغت مصر نوع زیون آنرا و سیسه و نوع جبلی آنرا ریل و بفارسی مروه و موی بخوشه و بهندی مجتری و شتار و گویند و آن نباتی است برای معده و جگر و خصوصاً جهت فم معده نافع۔ بقول شیخ گرم در اول و خشک در سوم۔ مفتح قابض جالی ملطف مجفف و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور

نام افسنتین لکھا ہے اور مردہ اور خرق کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک قسم کی گھاس ہے جس کا پھول بابونہ کے پھول سے مشابہ ہوتا ہے۔

افسور بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بضم اول وثالث وسکون ہای مہملہ لغت فارسی است (۱) بمعنی شرم وخجالت و (۲) نوعی از حیوان دشتی است دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد وصاحب محیط ہم از معنی دوم این لغت ساکت حقیقت معنی اوّل جز این نباشد کہ فارسیان از افسوس کہ می آید سین مہملہ را برخلاف قیاس بہ رای مہملہ بدل کردہ باشند باقی حال طالب شد۔ استعمال باشیم (اردو) (۱) شرم۔ دیکھو از رم (۲) ایک حیوان دشتی کا نام افسور کہا گیا ہے اور صاحبان تحقیق اسکی صراحت مزید سے ساکت اور ہم قاصر ہیں۔

افسوس بقول برہان وجامع وناصری با واو مجہول بروزن محبوس (۱) بمعنی ظلم وستم وبیراہی و (۲) دریغ وحسرت و (۳) بازی وظرافت وسخر ولاغ و (۴) نام شہر وقیانوس ولقول بعض بمعنی چہارم لغت عربست۔ صاحب رشیدی فرمایدکہ بمعنی دوم بالفتح باشد وبمعنی سوم بالضم وبحذف الف ہم آمدہ۔ صاحب جہانگیری بذکر ہر سہ معنی اول الذکر ہر یکی را سند دہد (استاد ملیح سرخسی ؎) ای صدر نبی بولایت فرست نوبۂ معزول کن معینک منحوس ذروۂ رزہای ہیشمار بافسوس می بردۂ آخر شمارا وبکن از بہر مزدوراۂ (حافظ شیرازی ؎) افسوس ازان کسان کہ ندانند ایقدرۂ کز عمر آن خوشست کہ یک لحظہ باہم اندۂ (ناصر خسرو ؎) برخرید ار فسون سخرہ دافسوس کنندۂ وانگہی جزکہ ہمہ تنبل دافسون نخرندۂ فرماید کہ بمعنی سوم بدون الف ہم آمدہ صاحب سروری بمعنی سوم وچہارم قانع وبرای ہر دو سندی آوردہ۔

گذشت و مجرد افسر نهادن هم مرادف آنست (ظهوری ؎) کسی را که دل دست بر سر نهد ۔ فلک را ز نعلین افسر نهد ۔ (اردو) تاج پہنانا۔

افسر یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی تاج یافتن و کنایه از حکومت و شاهی یافتن باشد (حزین اصفهانی ؎) تواند شد که فرقم افسر نقش قدم یابد ۔ اگر گامی فرود آرام ز اوج استغنا نهی پا را ۔ (ظهوری ؎) خوشا فرقی که افسر یافت از خاک کف پایش ۔ خوشا چشمی که حیران گشت بر رخسار زیبایش ۔ (اردو) تاج پانا۔ حکومت پانا۔ بادشاہی حاصل کرنا تاجدار ہونا۔

افسر یاقوت اصطلاح۔ مرکب اضافی و بقول صاحب انند کنایه از خورشید باشد۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و حیف است که سندی پیش نشد۔ بخیال ما خلاف قیاس نیست و آفتاب را تاج یاقوت توان گفت که همچون یاقوت می درخشد (اردو) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنی۔

افسنتین بقول برهان بکسر ثالث و سکون نون و فوقانی به تحتانی رسیده و بنون زده نوعی از بوی مادران کوهی است۔ گل آن با نخوان و تلخی آن بصبر نزدیک است۔ در و چشم را سود دارد۔ صاحب محیط گوید که بفتح همزه و سکون فا و فتح سین و کسر تای فوقانی اسم رومی است و گویند لغت یونانی باشد بعربی خترق و بلغت مصر نوع زیون آزاد سیه و نوع جبلی آنرا ربل و بفارسی مروه و موی بخوشه و بهندی مجتری و شتار و گویند و آن نباتی است برای معده و جگر و خصوصاً جهت فم معده نافع۔ بقول شیخ گرم در اول و خشک در سوم۔ مفتح قابض جالی ملطف مجفف و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور

نام افسنتین لکھا ہے اور مردہ اور خرق کا بھی ذکر کیا ہے۔ ایک قسم کی گھاس ہے جس کا پھول بابونہ کے پھول سے مشابہ ہوتا ہے۔

افسور بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بضم اول وثالث ذرای مہملہ لغت فارسی است (۱) بمعنی شرم وخجالت و (۲) نوعی از حیوان دشتی است دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد وصاحب محیط ہم از معنی دوم این لغت ساکت حقیقت معنی اوّل جز این نباشد کہ زوار سیان از افسوس کہ می آید سین مہملہ را برخلاف قیاس بہ رای مہملہ بدل کردہ باشند باقی حال طالب شد۔ استعمال باشیم (اردو) (۱) شرم۔ دیکھو ازرم (۲) ایک حیوان دشتی کا نام افسور کہا گیا ہے اور صاحبان تحقیق اسکی صراحت مزید ساکت اور ہم قاصر ہیں۔

افسوس بقول برہان وجامع وناصری با واو مجہول بروزن محبوس (۱) بمعنی ظلم وستم وبیراہی و (۲) دریغ وحسرت و (۳) بازی وظرافت وسخر ولاغ و (۴) نام شہر دقیانوس ولقول بعض بمعنی چہارم لغت عربست۔ صاحب رشیدی فرمایا کہ بمعنی دوم بالفتح باشد ومعنی سوم بالضم وبحذف الف ہم آمدہ۔ صاحب جہانگیری بذکر ہر سہ معنی اول الذکر ہر یکی را سند دہد (استاد ملیح سرخسی ؎) ای صد رنابی بولایت فرست تو بمعزول کن معینک منحوس ذرہ را رزہای بیشمار بافسوس می برد۔ آخر شمارا دیکن از بہر ہ ذرہ را (حافظ شیرازی ؎) افسوس ازان کسان کہ ندانند ارزش عمر آن خوشست کہ یک لحظہ باہم اند۔ (ناصر خسرو ؎) برخیزد ارفسون سخرہ وافسوس کنند۔ وانگہی جزکہ ہمہ تنبل وافسون نخرند۔ فرمایہ کہ بمعنی سوم بدون الف ہم آمدہ صاحب سروری بر معنی سوم وچہارم قانع و برای ہر دو سندی آوردہ۔

(حکیم انوری ۵۴) آخر افسوستان نیاید از انک بہ ملک در دست مشت افسوسی است بہ صاحب ناصری نسبت معنی اوّل صراحت کند کہ بمعنی ظلم و ستم کردنست - بخیال ما تسامح اوست کہ از اسم جامد معنی مصدری پیدا می کند - خان آرزو در سراج آورده کہ این کلمہ ایست کہ در وقت دریغ گویند و بمعنی دریغ نیز و بمعنی بیکار کہ سخره گویند و بحوالہ برہان ذکر معنی اول ہم کرده فرماید کہ آنچہ جہانگیری بمعنی لاغ و سخر نوشتہ خطا است و آنچہ رشیدی یعنی تمسخر گفتہ غلط است دگوید کہ بمعنی چہارم غیر فارسی است - بہار بذکر معنی دوم و سوم فرماید کہ دور از تشبیہات اوست و با لفظ خوردن و داشتن و بخشیدن و کردن مستعمل صاحب مؤید گوید کہ بمعنی سخن دروغ است و ذکر معنی چہارم ہم کند مؤلف عرض کند کہ اسم جامد فارسی زبان است و آنچہ خان آرزو بمعنی بیکار آورد و خطا کرده حیف است کہ سندی پیش نکرد و آنچہ بر جہانگیری و رشیدی اعتراض کرده غلط است کہ استعمال جملہ معانی متذکرہ بہ تکلم اہل زبان ثابت و فسوس مخفف این باشد و فسوسیدن مصدرش کہ بجای خود ش مذکور شود و آنچہ صاحب رشیدی فتح اول را بمعنی دوم و ضم اوّل را بمعنی سوم مخصوص میکند موجب ثبت و اتفاق محققین بالفتح باشد برای جملہ معانی و صاحب منتخب کہ محقق زبان عرب است ذکر معنی چہارم کرده کہ لغت عرب باشد و معنی بیان کرده صاحب مؤید مجاز معنی سوم است و بس - (۱) ظلم - بقول آصفیہ عربی - مذکر - ستم - جور سختی - بے رحمی - زبردستی (۲) افسوس - بقول امیر فارسی - مذکر حسرت - رنج - تاسف آپ فرماتے ہیں کہ کبھی حسرت و تاسف کی جگہ آہ اور ہائے کے مثل یہ کلمہ زبان پر آتا ہے وہاں رنج کے معنی نہیں دیتا بلکہ حالت رنج کو ظاہر کرتا ہے (۳) ٹھٹول - بقول آصفیہ (ہندی) ہنسی - ظرافت - مذاق (۴) ایک شہر کا نام

زبان عرب مین افسوس ہے جو دقیانوس سے منسوب ہے۔

افسوس خاستن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی صدای افسوس بلند شدن باشد (اثر فیضی ؎) آن سازنما کہ چون زنی افسوس ۔ خیزد ز جہان ہزار افسوس ۔ (اردو) صدای افسوس بلند ہونا۔

افسوس خوردن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تاسف و افسوس کردن و افسوس ناک شدن باشد (اثر شیرازی ؎) نی بعین و اباز وضاع جہان افسوس خورد ۔ ہر کہ شد بہ خوان ہستی میہمان افسوس خورد ۔ (صائب ؎) بر دوستان رفتہ چہ افسوس نیکنیم ۔ با خود اگر قرار اقامت ندادہ ایم ۔ (اردو) افسوس کھانا۔ بقول امیر تاسف کرنا۔ اظہار قلق کرنا۔ (ظفر ؎) جب کبھی کرتے ہین ہم منہ سے بیان احوال غم ۔ ایک عالم اے ظفر افسوس سنکر کھائے ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ افسوس کھانا لکھنؤ مین نہین سنا۔

افسوس داشتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی متاسف شدن باشد (اثر شیرازی ؎) خوش افسوسی زد قلم آن جا خونخوار میدارد ۔ کہ انگشتی بخون آلودہ دائم در دہان دارد ۔ (اردو) افسوس کرنا۔ متاسف ہونا۔

افسوس ریختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز سند پیش کردہ اش (افسوس فرو ریختن از دہان) پیدا می شود کہ بمعنی ظاہر شدن افسوس و پیدا شدن صدای افسوس از دہان باشد (حافظ شیرازی ؎) دگر کنم طلب نیم بوسہ صدا افسوس ۔ ز حقہ دہنش چون شکر فرو ریزد ۔ (اردو) افسوس ظاہر ہونا۔ منہ سے نکلنا۔

افسوس فرو ریختن از دہان | استعمال ہمان است کہ بر افسوس ریختن مذکور شد۔

(اردو) دیکھو افسوس رنجیدن۔

افسوس کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی متاسف شدن است (حافظ شیرازی ؎) نرگسش عربدہ جوی ولبش افسوس کنان ؛ نیم شب دوش ببالین من آمد نشست (اردو) افسوس کرنا۔ (قلق ؎) حال پر اس کے کر کے کچھ افسوس ہے خاص اپنا کیا عطا ملبوس ؛

افسون بقول برہان بروزن افیون (۱) خواندن کلماتی باشد مر عزائم خوانان و ساحران را بجہت حصول مقاصد خود و (۲) بمعنی حیلہ و تزویر ہم۔ صاحب ناصری فرماید کہ خواندن کلماتی است بطریق عزائم برای دفع چشم زخم وحفظ چیزی۔ وبقول صاحب رشیدی چیزیکہ برای جادوی کسی بخوانند یا بنویسند۔ بقول سروری سحر است وحیلہ وفرماید کہ افسون نیز گویند۔ خان آرزو در سراج ذکر معنی اول بحوالہ رشیدی کردہ ومعنی دوم را بحوالہ برہان نوشتہ فرماید کہ معنی دوم مجاز معنی اول است بہار گوید کہ بالفظ بستن و خواندن و دمیدن و کردن مستعمل۔ مؤلف عرض کند کہ انحصار این ہر چہار نیست کہ از ملحقات ظاہر شود بالجملہ بتحقیق ما این اسم جامد زبان فارسی است بمعنی عزیمت مطلقاً و فسون بحذف الف محقف دا و سون بہ واو مبدل این (عرفی ؎) از فسون عاقبت بر میفروزم روی زرد ؛ در مزاج من نجارد وزخ وافسون کمی است ؛ (ظہوری ؎) داد از چشمان کہ خوابم را بافسون بستہ اند ؛ آب از چشم ترم بر نیل وجیحون بستہ اند ؛ (صاحب گلشن از سروری ؎) ہمہ افسانہ وافسون وبند است ؛ بجان خواجہ کاینہا ریشخند است ؛ (اردو) افسون بقول امیر (فارسی) مذکر (۱) جادو۔ منتر (اسیر ؎) کیا ہاتھ میں اس افعی گیسو کو لگاؤں ؛

افسون نہیں آتا مجھے منتر نہیں آتا ؛ (۲) فریب ۔ مکر و حیلہ (نظیری) تو تو ہی ایک ہی [illegible] انہیں ایسے ہزاروں افسون یاد ہیں ۔"

افسون آموختن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تعلیم افسون دادن است (مظہر ؎) نمیدانم بہار آموخت طفلان را چہ افسونی ؛ کہ در ہر خانہ می بینیم زنجیری و مجنونی (اردو) افسون سکھانا ۔

افسون بدل بستن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر افسون بستن کردہ و این بمعنی مسخر کردن دل کسی بافسون باشد (علی خراسانی ؎) از رہ مہر و محبت در دل ما جا نہ کرد ؛ این ہمہ افسون بدلہا از رہ نیرنگ بست ؛ (اردو) افسون کرنا ۔ کسی کے دل کو جادو سے مسخر کرنا ۔

افسون پذیر فتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی متاثر شدن از افسون باشد (طالب آملی ؎) مجنون تو افسانہ و افسون نہ پذیرد ؛ با ہیچ دلی ہیچ پند فلاطون پذیرفت (اردو) جادو یا افسون سے متاثر ہونا ۔

(۱) افسون پرداز استعمال ۔ بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ بمعنی افسون گر باشد اسم فاعل ترکیبی است (ظہوری ؎) افسون پرداز تر از عشق در عالم نمی باشد ؛ دم طفلان نادان مید مد پیران دانا را ؛ ظاہر است کہ سند متعلق بہ افسون پرداز است عیبی ندارد ؛ مرادف این است ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۲) افسون پژوہ کہ صاحب بحر و ضمیمہ برہان ذکر این کردہ است ایہم اسم فاعل ترکیبی است (اردو) (۱ و ۲) افسونگر ۔ دیکھو افسا ۔

افسونِ جدائی استعمال ۔ مرکب اضافی است و بقول بہار افسونی کہ برای جدائی دو کس خوانند و آنرا در تازی دعا ر البغض گویند

(ابو طالب کلیم ؎) دم تیغ را ساحری شد پدید ۔ فسون جدائی بر اعضا دمید ۔ ظاہر است کہ از سند یا لا فسون جدائی بحذف الف اول پیدا است عیبی ندارد (اردو) افسون جدائی کہ سکھتے ہین دو جادو ستر جو دو شخصون مین مفارقت پیدا کرنی اور جدائی کے لئے افسونگر کرتے اور پڑھتے ہین

افسون خوان | استعمال - بقول بہار - مرادف افسون پرداز - اسم فاعل ترکیبی است (نظامی ؎) آن فسون خانان کہ در تن جان بافسون می دمند ۔ پیش آن لعل فسون خوان لب افسون بستہ اند ۔ از سند پیش شدہ فسون خوان بحذف الف اول پیدا است عیبی ندارد ۔ (اردو) دیکھو افسون پرداز ۔

افسون خوردن | استعمال - بقول بہار - و بجر بمعنی فریب خوردن است متعلق بہ معنی دوم لفظ افسون (مولوی معنوی ؎) زن بروزد بانگ کای ناموس کیش ۔ من فسون تو نخواہم خورد ہیش ۔ از ین سند فسون خوردن بحذف الف اول پیدا است عیبی ندارد (اردو) فریب کہانا ۔ دھوکا کھانا ۔

افسون داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی صاحب افسون یعنی افسونگر بودن (ظہیر فاریابی ؎) آنکہ در دین مسیحا شود از ہیبت او ۔ نبرد جان اگر افسون مسیحا دارد ۔ تعریف افسون مسیحا بجائش کنیم (اردو) افسون سے واقف ہونا ۔

افسون دانستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی یعنی از افسون واقف بودن است (نظامی ؎) اگر خود عشق ہیچ افسون نداند ۔ نہ از سودای عشقت وا رہانند (اردو) افسون جاننا ۔

افسون دمیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی حقیقی خواندن افسون و دمیدن بر کسی باشد چنانکہ نصیر ہمدانی آوردہ

(نثر) لب روزگار از غایت صدق افسون مہر بر رویش دمیدہ" (عرفی ؎) چراغ بزم تعلیم نشد جمع اہل دل چو نگذارد دمیدن افسون آن واین میرد (حافظ شیرازی ؎) میدمد ہر کسش افسونی و معلوم نشد کہ دل نازک او مائل افسانہ کیست (اردو) افسون پھونکنا - بقول امیر منتر پڑھ کر دم کرنا - (داغ ؎) پڑھا جو میرے وقت ذبح تو نے منھ ہی منھ مین کچھ پڑھی تکبیر یا کچھ پڑھکر افسون دستان پھونکا

افسون ژند | استعمال - بقول صاحب آنند یعنی افسون آتش پرستان باشد مؤلف عرض کند کہ مرکب اضافی است دیگر ہیچ (اردو) آتش پرستون کا افسون -

افسون ساختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ یعنی افسون کردن باشد و بہار

افسون ساز | رانوشتہ کہ یعنی افسونگر و ہم فاعل ترکیبی است (حشمت اصفہانی ع) چشم فسون ساز تر اصد کافرستان در بغل ؛ و ظاہر است کہ درین مصرع استعمال افسون بدون الف اول است عیبی ندارد (اردو) (۱) افسون کرنا (۲) افسونگر - دیکھو افسا -

افسون شنیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ یعنی باور کردن افسون و حیلہ بازی و در فریب آمدن باشد (حزین اصفہانی ؎) مشنو فسون زہد کہ در تیرہ خاک ہند ؛ ہر کس نیافت دولت دنیا فقیر شد ؛ ظاہر است کہ ازین سند فسون شنیدن بحذف اول پیدا است عیبی ندارد (اردو) فریب مین آنا - دھوکا کھانا -

افسونگر | استعمال - بقول بہار مرادف افسون ساز مؤلف گوید کہ افسون کنندہ را گویند ہم فاعل ترکیبی است و بزیادت یای مصدری (افسونگری) یعنی حیلہ بازی باشد و مرادف عربیت سازی ہم کہ حاصل بالمصدر افسون ساختن است (ظہوری ؎) در ان شہری کہ باشد رواج سیم

ظہوری قدر افسونگر چہ باشد ؛ (نظامی ۵)
چہ عمر یست کو را بچندین خطر ؛ بافسونگری برد
باید بسر ؛ (اردو) افسونگر۔ دیکھو افسا۔ دھوکہ
بازی۔ فریب دہی۔ (جادوگری۔ افسون سازی
بھی کہہ سکتے ہیں)۔

افسون گرفتن در مزاج | استعمال صاحب
آصفی ذکر افسون گرفتن کردہ از معنی ساکت و
بخیال ما افسون گرفتن در مزاج بمعنی اثر کردن
افسون در مزاج باشد (فیضی ۵) افسانہ رفت
در علاجش ؛ افسون نہ گرفت در مزاجش ؛ (اردو)
افسون کا اثر کرنا۔

افسونِ گرگی | اصطلاح۔ بقول بہار افسونی
است کہ چون پیش کسی باشد دیگری بروی
غالب نیاید۔ مؤلف گوید کہ بمعنی حیلہ گرگی باشد
کہ گرگ در حیلہ بازی معروف است از ینجاست
کہ افسون گرگی حیلۂ را نام نہادہ اند کہ دیگری
ازان آگاہ نشود و خبر نیابد (نظامی ۵) سیہ
ماری افسون گرگی در رہ ؛ سرا ماسی از سر زرگی
در رہ ؛ (اردو) بھیڑیے کی سی مکاری۔ یعنی
گہری دھوکہ بازی جس سے دوسرا شخص واقف
نہ ہو سکے۔

افسون گری | استعمال۔ ذکر این بذیل افسونگر
گذشت (اردو) دیکھو افسونگر۔

افسونِ مسیحا | اصطلاح۔ مرکب اضافی است
بقول بہار و صاحب بحر کنایہ از احیای موتی۔
(اسیری لاہیجی ۵) با آن لب جان بخش اسیری
کہ تو دانی ؛ افسانۂ افسون مسیحا نتوان گفت ؛
صاحب آصفی بحوالۂ صہبائی دہلوی فرماید کہ
شاید عبارت از بالا رفتن مسیحا باشد بر آسمان گویا
این افسون ایشانست کہ از دست یہود خلاص
یافتند۔ بہر کیف نسبت افسون بحضرت عیسی
غایت سوء ادب است (اخ) مؤلف عرض
کند کہ چون مسیحا بحکم تم باذن اللہ مردہ را زندہ میکرد
مخالفینش معجزۂ او را سحر نام کردند و اشارۂ همین است

در کلام اسیری لاہجی یعنی اشارۂ اعجاز مسیحا بزبان مخالفینش کرده و بدین وجه که مقصود شاعر از بیان تفوّق اثر لب جان بخش یار بود او نخواست که اعجاز مسیحا را اعجاز نام نهد (اردو) دیکھو اعجاز مسیحا۔

افسون نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی افسون کردن است۔ (خسرو ؎) بیک فسون که نمودی درآمدی بدلم ؛ کنون ز دل بصد افسون نمی شوی چه کنم ؛ ازین سند فسون نمودن بحذف الف پیداست عیبی ندارد (اردو) دیکھو افسون کرنا

افسونی بقول بہار رو راست دانستن معنی افسون زده (محسن تاثیر ؎) افسونی چشم نیم مستی است ؛ آن نرگس ذو الخمار جادو ذو الخمار نام شخصی است که بسبی را از اعدا بطعن نیزه از جا درآورده صاحب آنند گویند که ذو الخمار نام اوعوف بن الربیع ابن ذی الرمح وجه تسمیۂ او آنکه او در مقنع زن خود که او را خمار هم می گویند مقابله کرده اکثری را به نیزه زد و هر کس از مجروحان او را پرسیده شد که کدام کس ترا زخمی کرد گفت ذو الخمار۔ (اردو) افسون زده وہ شخص جس پر جادو اور منتر کا اثر ہو چکا ہو۔

افشا بقول بہار بالکسر معنی ظاہر و آشکارا کردن و بالفظ دادن و شدن و کردن مستعمل مؤلف عرض کند که لغت عربست صاحب منتخب ذکر این کرده۔ فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر یعنی ظاہر و آشکارا استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در لطافت می آید (ظہوری ؎) در زبان قصه پردازان سخن کوتاه شد ؛ زانکه در افشانی گنجد غم پنهان ما ؛ (ولہ ؎) بکام دشمن از افشای راز دل نمی بردم ؛ تلف حسرت اگر میخورد خون از اشک غمازی ؛ (اردو) افشا۔ بقول امیر فاش (برق ؎) خواب میں شکوہ دل لب پہ

نہ آیا ہرگز بعد مرنے کے بھی افشانہ مرا راز ہوا

افشاد ادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر شدن است (بحر کاشی) سر ازل و راز ابدی مدد وحی چون طنطنہ

عدل تو ہر جا دہد افشا (اردو) افشا ہونا - اسکی مثال لفظ افشا پر کلام برق سے گزری ہے دیکھو افشا -

افشادن بقول آنند بحوالہ فرہنگ فرنگ مصدر فارسی است بمعنی (۱) افشاردن و افشردن و (۲) نیز بمعنی سخن فحش گفتن - حیف است کہ سند این پیش نہ شد و دیگر کسی از محققین ذکر این مصدر نکرد بخیال ما مخفف افشاردن بحذف رای مہملہ توان گرفت و معنی دوم مجاز باشد کہ سخن فحش گفتن مخاطب را افشاردن است طالب سند باشیم و بیان ماخذ این بر افشاردن بیاید اردو دیکھو افشاردن -

افشار بقول برہان باشین نقطہ دار بروزن دستار (۱) بمعنی افشردن باشد یعنی آب از چیزی بزور دست گرفتن و ریختن پی در پی (۲) ریزندہ نیز و (۳) خلانیدن و (۴) امر بدین معنی ہم یعنی بخلان و بیفشا - و بریزد (۵) بمعنی مدد و معاون و شریک و رفیق ہمچون وزر افشار و (۶) نام طائفہ از ترکان - غالب دہلوی در قاطع برہان گوید کہ صیغہ امر بمعنی مصدر و فاعل آوردن غلط است و بمعنی مدد و معاون و شریک و رفیق ہم نیست و وزر افشار بمعنی مددگار وزر نباشد بلکہ آنکہ وزر را بمال گیرد و چیزی از وی بزور بستاند و بگذارد - یعنی چنانکہ بہ پیچ و تاب دادن جامہ نمناک آب گیرند ہمچنین مال از وی بزور گرفت و نام قومی است از مغول یا آنیہ نہ طائفہ از ترکان (الخ) صاحب جہانگیری ذکر معنی چہارم و پنجم و ششم کردہ صاحب رشیدی فرمائد

که قبیلهٔ از ترکان و افشارنده و امر با فشاردن و شریک همچون وزد افشارد (ز) بمعنی دشنام
فحش - صاحب سروری آورده که پیاپی ریزنده و افشارنده همچون آب افشار و بمعنی خلاننده
همچون خار افشار و نیز امر بهریختن و فشردن و بمعنی هرزه و فحش و هرزه گوینده و امر باین معنی نیز
و صاحب ناصری فرماید که بمعنی افشردن و خلانیدن و بیفشار و بمعنی معین و شریک و نام طائفه از
ترکان که از اولاد اوشار خان است که با افشار مشهور شد صاحب جامع ذکر معنی سوم و چهارم و
پنجم و ششم کرده خان آرزو در سراج گوید که بمعنی افشارنده و امر به افشاردن و فحش و دشنام
و شریک و قبیلهٔ از ترکان - صاحب بهار عجم فرماید که چیزی که بزور سر پنجه از هم افشرده شود چون
سیم و دست افشار و زر و دست افشار - الخ مؤلف - عرض کند که محققین تدقیق پسند و نازک
خیال راه بحقیقت نبرده اند به تحقیق ما افشار بزیادت الف وصلی در اولش مزید علیه فشار است
و فشار اسم جامد فارسی زبان که مرکب یافته می شود از فش و آر صاحب منتخب فرماید که فش در
عربی زبان بالفتح و تشدید شین معجمه بمعنی بیرون شدن باد از مشک و به شتاب دوشیدن شیر از ناقه
و آروغ دادن و بیروی و زدی کردن و جای جمع شدن آب و سفله و نادان و سخن چینی کردن
(الخ) و آر امر حاضر از آوردن که چون با اسمی مرکب شود افادهٔ معنی اسم فاعل کند - پس درین
ترکیب تشدید شین معجمهٔ فش و مد الف آر باقی نماند و فشار بمعنی دوشیدگی آرنده بصورت اسم فاعل
ترکیبی قرار یافت و فارسیان آنرا بطور اسم جامد کنایة بمعنی ضغطه استعمال کردند که بقول منتخب
بمعنی فشارش و سختی و تنگی باشد که ذریعهٔ دوشیدن شیر است و تعلق دارد با معنی حقیقی ماخذ همین
است حقیقت معنی اول و مصدر افشاردن که می آید از همین اسم جامد وضع شد انچه غالب دهلوی

گوید که صاحب برهان صیغهٔ امر را بمعنی مصدری آورده درست نیست - افشار در اینجا اسم جامد است نه صیغهٔ امر و ممکن است که بعد از انکه ازین اسم جامد مصدری وضع کنیم امرش هم همین وزن آید که ذکرش بمعنی چهارم کنیم ولیکن در اینجا افشار را امر نتوان گفت بلکه اسم جامد و اسم مصدر باشد و بیچاره برهان و نیز بعض دیگر محققین نتوانستند که معنی اسم جامد را بصراحتی بیان کنند که ما کرده ایم و عادت شان است که اسم جامد و حاصل بالمصدر را بمعنی مصدری بیان می کنند از اینجاست که برهان مورد اعتراض غالب دهلوی شد - حالا عرض میشود نسبت معنی دوم که بقول برهان ریزنده باشد و صاحبان رشیدی و سروری و خان آرزو در سراج هم همین معنی را نوشته اند و صاحب بهار عجم همین معنی را بصورت مفعول ذکر کرده قول ما اینست که تسامح ایشان است که معنی فاعلی و مفعولی از افشار پیدا نمی شود تا انکه با اسمی دیگر مرکب نگردد باید که اول افشار را امر گیریم از مصدر افشاردن و باز آنرا با اسمی مرکب کرده اسم فاعل یا اسم مفعول ترکیبی قرار دهیم درین صورت البته معنی اسم فاعل از افشار پیدا شود ولیکن نمی شود که بدون ترکیب از مجرد لفظ افشار این معنی را پیدا کنیم - تامل اکنون نظر باید کرد بر معنی سوم که بقول برهان خلانیدن است و مقصودش از خلش باشد که حاصل بالمصدر خلانیدن آمده طرز بیان او دائما همچنین است که در بیان حاصل بالمصدر معنی مصدری را استعمال کند با ای حال اینمعنی هیچ تعلق با ما خذ ندارد و جا دارد که مجاز گیریم که بقول صاحب بحر خلانیدن متعدی خلیدن و خلیدن بمعنی چیزی در چیزی فرو رفتن است و در افشردن هم انگشتان دست در چیز معمول بزور فرو می رود و بس - نسبت معنی چهارم عرض کنیم که امر است از مصدر افشاردن که می آید و شامل بر همه معانی آن (کمال اسمعیل

(۵) بخاک پات که آب حیات از و بچکد ؛ اگر مسوّدهٔ شعر من بیفشاری ؛ و
معنی پنجم با ماخذ تعلق کلی دارد که فش بمعنی پیروی و زدی کردن هم آمده چنانکه بالا مذکور شد
اگرچه در مادّهٔ این تخصیص است با دزد ولیکن فارسیان این را بطور عام بمعنی ممد و معاون
و شریک و رفیق گرفتند همچون دزد و افشار بمعنی معاون دزد انچه غالب دهلوی دزد و افشار را بمعنی مخالف
دزد گرفته متعلق باشد با معنی اوّل افشار و ازین لازم نمی آید که معنی پنجم نباشد و ما برای معنی بیان کرده
غالب از مولوی معنوی سندی هم یافته ایم (۵) دلم دزد نظر او و دزد آن دزد ؛ عجب آن دزد
و دزد و افشار چونست ؛ حالا عرض می شود نسبت معنی ششم که اتفاق اهل تحقیق است که نام
طائفه ایست از ترکان و صاحب ناصری وجه تسمیهٔ این طائفه بیان کرده است که بالا مذکور
شد که مورث اعلای این طائفه اوشار خان نام شخصی بود پس لفظ اوشار که جزو نام اوست
بعد تبدیل واو با با (مطابق قاعدهٔ فارسی همچون وام و بام) اسم قبیلهٔ مذکور شد - مهذب اصحاب
لغات ترکی هم صراحت کرده که نام قومی از ترکمان قزلباش باشد انچه غالب دهلوی بتردید
این معنی زحمت برده است که این را نام قومی از مغول ایرانیان پنداشته بتحقیق نرسید و اگر فرض کنیم که
در ایران هم نام قومی از مغول باشد دلیل عدم وجود نام قومی از ترکمانان قزلباش نباشد - مجرد
قول غالب دهلوی بر خلاف همه محققین و خصوصاً محقق لغات ترکی اعتبار را نشاید و انچه صاحب
رشیدی و خان آرزو معنی هفتم را ذکر کرده جیف است که سندی پیش نکرده و از محققین فرمان درین
خصوص کسی با او نیست و اگر معنی بینهٔ اش را تسلیم کنیم توانیم قیاس کرد که مجازاً متعلق باشد بمعنی
سخن چینی که بر لفظ فش در همین بحث گذشت (اردو) (۱) دباؤ - بقول آصفیه بوجه - زور

واب (۲) ٹپکنے والا ٹپکانے والا نچوڑنے والا - (۱) خلش بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤ
تکلید کی چبھن - کھٹک (۴) نچوڑ - چبو - نچوڑنے اور چبونے کا امر (۵) مدد - معاون - شریک
رفیق - (۶) ترکوں کے ایک طائفہ کا نام افشار ہے جو اوغوز خان کی اولاد سے سمجھا جاتا ہے
(۷) فحش - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - گالی دشنام - بیہودہ کلام -

افشاردن | بقول صاحب بحر بالفتح وزای موقوف (۱) آب بزور دست از چیزی گرفتن وریختن و (۲) پای محکم کردن کامل التصریف مضارع این افشارد - صاحب نوادر نسبت معنی اول فرماید که چیزی را سخت بهم گرفته زور کردن تا خلاصه آن بیرون آید و (۳) خلانیدن - و فرو بردن چیزی به چیزی و نسبت معنی دوم گوید که محکم و استوار شدن و کردن است - صاحب موارد در معنی اول زور پنجه را داخل کند یعنی بزور پنجه خلاصه آن برآوردن و فرماید که افشار حاصل بالمصدر این است - بهار نسبت معنی اول گوید که ترجمه این در عربی عصر است و صاحب منتخب نسبت عصر گوید که فشردن انگور و جز آن - صاحب مؤید گوید که مرادف تپلیدن باشد **مؤلف عرض** کند که ما بر لفظ افشار حقیقت و ما خذش ذکر کرده ایم و این مرکب است از همان اسم جامد پس معنی حقیقی آن چیزی را تنگ گرفتن و زور کردن و بضغط اندر آمدن است و مجاز آن زور پنجه از چیز آبدار آب برآوردن باشد فارسیان استعمال این برای چیزهای غیر آبدار و نیز برای انسان هم کرده اند چنانکه در ملحقات این آید و این قریب است به معنی حقیقی و معنی دوم و سوم مجاز آن آنچه صاحب بحر برای را داخل معنی دوم کرده درست نیست ما را در این خصوص با صاحب نوادر اتفاق است - بالجمله اصل این افشاردن بدون الف چنانکه بر لفظ افشار صراحت کرده ایم و فشردن و افسردن بحذف الف دوم مخفف

این کہ می آید (اردو) (۱) بچوڑنا (۲) جمنا جمانا۔ جیسے قدم جمنا۔ قدم جمانا۔ بقول آصفیہ پا افشردن کا ترجمہ محکم ہونا۔ استوار ہونا۔ محکم کرنا۔ استوار کرنا۔ مضبوط کرنا (۳) چپونا۔ ٹھونسنا

افشاردن کسی استعمال۔ بمعنی تنگ در بر گرفتن کسی را کہ مجاز معنی اول لفظ افشار است (صائب ؎) سخت می خواہم کہ در آغوش تنگ آرم ترا ۔ ہر قدر افشردہ دل را بیفشارم ترا ۔ (اردو) چپٹنا۔ لپٹنا۔ گلے لگانا۔

افشاردن مسودۂ شعر مصدر اصطلاحی مرکب اضافی۔ بمعنی غور کردن و خلاصہ و ماحصل مسودۂ شعر باشد۔ صاحب موارد بر افشاردن بمعنی خلاصہ برآوردن ہم نوشتہ و این مجاز معنی اولش باشد (نجیب الدین کلبا یکانی ؎) نجات یافت کہ آب حیات از و بچکید ۔ اگر مسودۂ شعرش بیفشاری ۔ (اردو) مسودہ شعر پر غور کرنا اوسکا خلاصہ معلوم کرنا۔ اوسکا مطلب سمجھنا۔

افشاشدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر و آشکارا شدن است (ثاثیر اصفہانی ؎) قمازی در محبت باعمی می باختم پنہان ۔ رخی آمد برون از پردہ و این راز افشا شد ۔ (اردو) افشا ہونا۔

افشاکردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ظاہر و آشکارا کردن باشد (واللہ ہروی ؎) من نیز ہر آنچہ سر و اخفا ۔ دل داشت بر تو کردم افشا ۔ (اردو) افشا کرنا۔

افشاگر اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و بہار بمعنی آشکارا کنندہ (میرزا جلال الدین اسیر ؎) اگر آہی کشم افشاگر صد راز می گردد ۔ اگر مژگان زنم بر ہم پر پرواز می گردد ۔ مؤلف گوید کہ گر کلمہ ایست کہ با اسمی مرکب شدہ افادہ معنی فاعلی کند و اگر این را مخفف گرای گیریم کہ امر مصدر گرائیدن است جا دارد (اردو) افشا کرنے والا۔

افشان بقول بهار (۱) آنچه بر کاغذ و جز آن از طلا و نقره محلول کنند و این را در عرف افشان غبار گویند و (۲) کاغذ و جز آن که بر آن افشان کرده باشند و کاغذ زر افشان و کاغذ زر افشانی و کاغذ افشان و کاغذ افشانی هر چهار مستعمل و افشان کاغذ انواع است بعضی را افشان سر موری و افشان چشم مور گویند و بعضی را پرپشه خوانند - بهر تقدیر بالفظ داشتن و شدن و کردن مستعمل همان آرزو در سراج فرماید که با فتح (۳) افشاننده و (۴) امر با فشاندن و کاغذ را که زر افشان گویند بدان سبب که او را ق طلا و نقره را مهل کرده بر آن ریزند و افشانند و صحیح کاغذ زر افشان یا کاغذ افشانی یا کاغذ زر افشانی بزیادت باشد و کاغذ افشان بدون یای نسبت بنظر نیامد و هم او در چراغ گوید که افشان آنچه بر کاغذ کنند از طلا و نقره و شنگرف و غیر کاغذ و آنچه بدان ماند که بران افشان کرده باشد - صاحب رشیدی بذکر معنی سوم و چهارم فرماید که چیزی که افشانده شود و صاحب مؤید نوشته که ریزان و ریزنده و بریز مؤلف عرض کند که این هر سه مرکب است از فش و ان - صاحب برهان گوید که فش بالفتح در فارسی زبان بمعنی پریشان باشد بقول خان آرزو در سراج بحواله قوسی بمعنی زینت و نمایش هم پس فارسیان الف و نون را در آخرش و الف و صلی در اولش آورده افشان کردند که مزید علیه فش باشد بمعنی پریشان و پراگنده یا زیب و زینت و مجازاً مستعمل شد بمعنی اول که عمل افشان - کاغذ و چهره را زینت بخشد رشحات زر و طلا را پریشان کند و همین است اسم جامد و اسم مصدر افشاندن و افشانیدن که می آید حالا عرض می شود نسبت معنی دوم که بهار و خان آرزو ذکرش کرده به تحقیق ما افشان بمعنی کاغذ یا (چیزی دیگر افشان کرده شده) نیامده - کاغذ افشان و کاغذ افشانی و کاغذ

زر افشان و کاغذ زر افشانی بقاعدۂ فارسی درست است مخفی مباد کہ تخصیص زر با افشان چنانچہ بہار گفتہ درست نیست کہ افشان شنجرفی ہم بنظر نہ رسیدہ و خان آرزو ذکرش کردہ و تخصیص کاغذ چنانکہ خان آرزو کردہ درست نباشد کہ افشان بر غیر کاغذ ہم می شود از نجاست کہ بہار تعمیمش کردہ ۔ معنی سوم بیان فرمودۂ محققین نازک خیال نتیجۂ تسامح افشان باشد کہ بخیال اسم فاعل ترکیبی در امر حاضر معنی فاعلی را ذکر کردہ اند و این نمی شود تا آنکہ امر حاضر با اسمی مرکب نگردد چنانچہ کاغذ زر افشان کہ درین تمثیل زر افشان بمعنی افشان زر دارندہ اسم فاعل ترکیبی است و این معنی در مجرد لفظ افشان نیست اکنون باقی ماند معنی چہارم و آن امر حاضر مصدر افشاندن افشانیدن است و بس ۔ اقسام افشان بمعنی اول و استعمال این لفظ با مصادر نرس در ملحقات می آید (صاحب ؎) ببین بدور لبش خط عنبر افشان را ۔ کہ چون شراب برون داده راز پنہان را ۔ تحقیق با افشان بمعنی (۵) گریہ آمدہ و این استعارہ باشد (ظہوری ؎) زود در نخل ہوس نے بار میماند ۔ نہ برگ ۔ لرزہ حسرت چنین گرمی دہد افشان ما ۔ (اردو) (۱) افشان ۔ بقول امیر (فارسی) موشگاف ۔ عورتیں مقیش یا گوٹے کو باریک کتر کے آرایش کے لئے ماتھے پر چپکتی اور بالوں پر چھڑکتی ہیں (امیر زادہ امیر ؎) لیلائے شب کے حسن کی دولت جو لٹ گئی ۔ افشان چین سے مہر و فشان کی چھٹ گئی ۔ (بحر ؎) بالوں پر افشان جو تھوڑی سی چھڑک دی یار نے ۔ مہر عارض کی کرن ہر موے کاکل ہو گیا ۔ افشانی کا غذ کا ذکر بھی امیر نے فرمایا ہے ۔ معنی افشان چھڑکا ہوا کاغذ اختصرہ امیر افشانی کاغذ پر ایک رقعہ اور گیارہ اشرفیاں اس پر رکھکر بھیجدیں ۔ صاحب ؎ نے لکھا ہے کہ چھڑکا ہوا کسی رنگ یا کوئی چمکدار چیز چھڑکی ہوئی ۔ چاندی سونے کا برادہ

جو آرایش کے واسطے ماتھے وغیرہ پر چھڑکتے ہیں (۲) افشانی کاغذ - افشانی چہرہ - مذکر (۳) چھڑکنے والا - اسم فاعل (۴) چھڑک - امر حاضر - (۵) گریہ - مذکر -

افشانِ چشم مور اصطلاح - بقول صاحب بحر عجم مرادف افشان سرمور کہ می آید نوعی از افشان کہ بر کاغذ وغیرہ کنند و این را در عرف افشان غبار گویند و چشم مور و سرمور بر اشیای بسیار خورد و ریزہ اطلاق کنند و آرستہ ہم ذکر این کردہ (رفیع واعظ ؎

چو حرف دانۂ خالش قلم مذکور می سازد ؛ ورق را گریہ ام افشان چشم مور می سازد ؛ دخان آزرد در چراغ ہم این را آوردہ (سلیم ؎ ۵) صفحۂ رنگین خوان خود سلیمان جلوہ داد ؛ از سر شک عاجزان افشان چشم مور داشت ؛ بہار ہم بہ این لفظ افشان سند این آوردہ (میرزا عبد الغنی قبول ؎ ۵) ہمچو جم گوئی پریخانہ است دیوانم قبول ؛ گرچہ بر اوراق او افشان چشم مور نیست ؛ (اردو) نہایت باریک افشان - مونث -

افشان داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندش ہمان است کہ بر افشان چشم مور از کلام محمد قلی سلیم گذشت کہ بمعنی افشان دار بودن است (اردو) افشان کیا ہوا ہونا -

افشاندن بقول صاحب موارد و نوادر و بہار (۱) بمعنی ریختن و پاشیدن صاحب بحر ہم ذکر این کردہ فرماید کہ مخفف افشانیدن و کامل آنست و مضارع این افشاند مؤلف عرض کند کہ این مرکب است از افشان و علامت مصدر دن و ما بر افشان ذکر ماخذش کردہ ایم و معنی حقیقی آن پریشان پس افشاندن مصدر است از ہمین اسم جامد و اسم مصدر بمعنی پریشان کردن و معنی ریختن و پاشیدن از معنی حقیقی پیدا شد مخفی مباد کہ افشاندن بدون الف اول اصل باشد و افشاندن

بزیادت الف وصلی مزید علیہش کہ حقیقت این
بر افشان مذکور شد وضرورت ندارد کہ این را
مخفف افشانیدن گیریم بلکہ مرادف آن است
در افشانیدن یای تحتانی قبل علامت مصدر
زائد باشد و افشانی حاصل بالمصدر نیست
کہ بجای خودش می آید (اردو) چھڑکنا۔
(۲) افشاندن۔ بقول صاحب موارد ولواد
ومؤید بمعنی نثار کردن۔ صاحب بحر عجم ہم ذکر
این کرد و خزینہ اصفہانی ؎ جبریل بایں مژدہ
فرد است کہ جان را پر و افشاند در قدم یار
فشانم ؛ (جامی ؎) گر دست دہد ہزار جانم
در پای مبارکت فشانم ؛ تعجبی ندارد کہ ازین سند
فشاندن جان پیدا است کہ بدون الف اول است
و این مجاز معنی حقیقی است کہ بمعنی اول ذکرش کردیم
(اردو) نثار کرنا۔ چھڑکنا۔
(۳) افشاندن۔ بقول موارد بمعنی نوشتن ہمچون
رقم افشاندن مؤلف عرض کند کہ خود نفرموده است
بجرد افشاندن بمعنی نوشتن نیامده و از سندش
ہم رقم فشاندن بمعنی نوشتن پیدا است (طالب
آملی ؎) رقم شکین تفاندکلک را رقم غالبا موئی
ز چین زلف او پیچیده بر نوک قلم دارد ؛ (اردو)
لکھنا۔ دیکھو افشاندن رقم۔
(۴) افشاندن۔ بقول موارد وبہار و نوادر حرکت
دادن چیزی را بطریق معهود ہ چون افشاندن
پر و افشاندن دامن و افشاندن دست۔ و
افشاندن دست و پا مؤلف عرض کند کہ این
معنی در خور آن نیست کہ ذکرش بسبیل تعمیم کنیم
ہمہ تمثیلاتش بجای خودش ہمدرین سلسلہ می آید
و ما صراحت معنی ہر یکی بجایش کنیم و اینہم مجاز معنی
حقیقی است (اردو) ہلانا۔ حرکت دینا جھٹکنا
(۵) افشاندن۔ بقول موارد بر تافتن درہم
و ریختن بزور و ناخن ابہام برای استعلام سرہ از
تار سر بند بطریقہ معهود صرافان است صاحب نوادر
ہم ذکر این کند و ہر دو از کلام حکیم خاقانی سند گرفته اند

(سـ) زرّی کہ بود خلاص کانی ۔ آواز دہد چو برفشانی ۔ مؤلف عرض کند کہ این سند برفشانیدن است نہ افشاندن طالب سند دیگر باشیم بالجملہ این ہم مجاز معنی حقیقی است (اردو) روپیہ یا اشرفی وغیرہ کو انگوٹھے کی حرکت سے اڑا کر پھینکنا

(۶) افشاندن - بقول صاحب موارد معنی بیختن چون چلّہ افشاندن دیگر کسی از محققین مصادر نکرد این نکرد و این ہم متعلق و مجاز معنی حقیقی است (حسین ثنائی سـ) بی عقاب تیر ہر سو مسند شکار افگندہ ام ۔ چلّہ ار شست ہنر چون بہ کمان افشاندہ ام (اردو) لگانا ۔ باندھنا ۔ کمان پر لگانا ۔ باندھنا ۔

(۷) افشاندن - بقول موارد معنی انداختن ۔ ہمچو افشاندن پرتو و افشاندن خاک بر سر و افشاندن جرعہ ۔ دیگر کسی از محققین مصادر نکرد این نکرد و سند ہر کی بجای خود شد و ہمین سلسلہ می آید و این ہم مجاز معنی حقیقی است (اردو) ڈالنا ۔

(۸) افشاندن - بقول صاحب موارد معنی کاشتن - چون تخم افشاندن - این ہم متعلق و مجاز معنی حقیقی است (سائب سـ) ہر کسی تخمی بخاک افشاند و امید ثمر دارند نجیر دہقان صحرا کاشتیم ۔ (اردو) بونا ۔

(۹) افشاندن - بقول صاحب موارد معنی ریزان چون رحمت افشاندن و رحمت افشاندن ۔ (عرفی سـ) ہر کجا تاثیر غم بنیاد کرد اذن عموم شادی رحمت فشاندن را نتوان داد ۔ (اردو) [illegible] سنوی سـ) امروز بر شبنشہ رحمت ہمی فشاند [illegible] عرض کند کہ این ہم متعلق و مجاز معنی حقیقی است (اردو) [illegible]

(۱۰) افشاندن - بقول صاحب موارد معنی بر داشتن است چون افشاندن دست از چیزی مؤلف گوید کہ بجای ماندن دست از چیزی

بہتر از برداشتن است کہ معنی مجاز را با حقیقی متعلق گرداند (مولوی معنوی ؎) طبع سیر آمد طلاق از وی براند ؛ پشت بر وی کرد و دست از وی فشاند ؛ (اردو) کھینچنا چھٹکنا (۱۱) افشاندن - بقول صاحب موارد بمعنی کردن چنانکہ افشاندن کرشمہ (عرفی ؎) کدام شہوت از آبای سبعہ صادر شد ؛ کدام نطفہ کہ از امہات اربعہ زاد ؛ کہ روزگار بمولود و دشمنان توام ؛ دو صد کرشمہ بفشاند در مبارکباد مؤلف عرض کند کہ این ہم متعلق و مجاز معنی حقیقی است (اردو) کرنا - (۱۲) افشاندن بقول صاحب موارد بمعنی صاف و پاک کردن است چنانکہ افشاندن غلہ مؤلف گوید کہ اینہم متعلق و مجاز معنی حقیقی است کہ برای صاف و پاک کردن غلہ آنرا از بالا بہ زیر می ریزند کہ خس و خاشاک از ہوا جدا شدہ غلہ خالص بر زمین می افتد - وہم چاولی کنند - صراحت کامل این بر افشاندن غلہ می آید - (اردو) اسانا - پچھوڑنا - دیکھو (افشاندن غلہ)

افشاندنِ آستین | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - ہمان است کہ در محمود گذشت (اردو) دیکھو آستین افشاندن -

افشاندنِ اشک | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - ہمان است کہ بہ اشک افشاندن گذشت (اردو) دیکھو اشک افشاندن -

افشاندنِ بال | مصدر اصطلاحی مرکب اضافی بمعنی گریز مرغان است یعنی ریختن پر مرغان کہ در اوقات مقررہ بسلسلہ قائمہ می ریزد - سند این بر افشانی می آید (اردو) گریز میں آنا - بقول آصفیہ پرند و نکا پر جھاڑنا - پس این فارسی مصدر کا ترجمہ پر جھڑنا -

افشاندنِ پرتو | استعمال - مرکب اضافی بمعنی پرتو افگندن است متعلق بہ معنی ہفتم افشاندن

چنانکہ ظہوری گوید (ے) آفتاب عشق طالع شد سیہ روزی گذشت ؛ از سواد شام پرتو بر سحر افشاندہ ایم ؛ چون برون آمد نگہ را ہی بجائی می رود ؛ پرتو دیدار بر بام نظر افشاندہ ایم ؛ نخفی مبادکہ معنی افشاندن درین جا مجاز معنی حقیقی است کہ بر لفظ افشان گذشت (اردو) پرتو ڈالنا۔ سایہ ڈالنا۔

افشاندنِ تازہ روئی استعمال۔ بمعنی تازہ رو کردن و تازگی بخشیدن و معنی افشاندن درینجا مجاز معنی حقیقی است (ظہوری ے) بر روی گریۂ من خندید غنچۂ او ؛ صد باغ تازہ روئی افشاندہ بر گلابم ؛ (اردو) تازگی بخشنا۔

افشاندنِ تخم استعمال۔ مرکب اضافی بمعنی کاشتن تخم است کہ تخم را بہ زمین مہم دہی افشاندن و معنی افشاندن درین جا متعلق است از معنی حقیقی و سند این بر معنی ہشتم لفظ افشاندن گذشت (اردو) تخم بونا۔

افشاندنِ ثمر استعمال۔ مرکب اضافی ریختن ثمر بمعنی متعدی و معنی افشاندن درینجا مجاز معنی حقیقی است (ظہوری ے) بر سر کوی خرابی جان و دل گردیدہ فرش ؛ از نہال آرزو بر خود ثمر افشاندہ ایم ؛ (اردو) پھل گرانا ثمر حاصل کرنا۔

افشاندنِ جان مصدر اصطلاحی مرکب اضافی بمعنی نثار کردن جان است و متعلق بمعنی دوم افشاندن و سند این ہمہ در انجا گذشت و از عرفی ہم یافتہ ایم (ے) فرصتم نیست کہ ور پای تو جان افشانم ؛ بسکہ می آیدم از دیدن بالای تو خوش ؛ (اردو) جان نثار کرنا۔ صاحب آصفیہ نے چھڑکنا پر جان چھڑکنا بھی لکھا ہے۔

افشاندنِ جرعہ استعمال۔ مرکب اضافی بمعنی انداختن جرعہ شراب بر زمین یا متعلق بہ معنی ہشتم افشاندن (عرفی ے) از جرعہ خویش

اگر بخاک افشانم ؛ دریای محیط از دو بکشتی گذرد ؛ (طالب ؎) ماصبوحی طلبان صوفی صافی نفسیم ؛ جرعہ بر صبح فشاند لب میخوارہ ما ؛ (ولہ ؎) اگر شراب خوری جرعہ فشان بر خاک ؛ از ان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک ؛ (اردو) گھونٹ پھینکنا - بقول آصفیہ شراب بمقدار جرعہ زمین پر ڈالنا تاکہ اسکے نشہ میں فرق نہ آئے یا نظر نہ لگ جائے - شرابیوں کا دستور ہے کہ جب وہ شراب پیتے ہیں تو اسمیں سے ذرا سی زمین پر گرا دیتے ہیں (منیر ؎) کیا خاک پر لٹاتی ہیں ساقی کی شوخیاں ؛ پھینکے زمین پر مری نیت کے گھونٹ ہیں ؛

افشاندنِ چلّہ بر کمان (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی - یعنی فشاندن و بستن چلّہ بر کمان است و کمان را زہ کردن متعلق بہ معنی ششم افشاندن - سند این مصدر آنجا نوشتہ شد - (اردو) چلّہ چڑھانا - بقول آصفیہ کمان کو زہ کرنا - تانت کو تان کر کمان کے اوپر لگانا -

افشاندنِ چیزی از آستین (مصدر اصطلاحی) ظاہر کردن آن چیز باشد و عرضہ دادن آن چنانکہ عرفی گوید (؎) ہزار حسن کہ شعرم ز آستین افشاند ؛ کہ روضہ روضہ گلہا ز دماغ می روید ؛ افشاندن دریں جا متعلق و مجازا معنی حقیقی است (اردو) کسی چیز کو ظاہر کرنا - پیش کرنا -

افشاندنِ خاک استعمال - مرکب اضافی بمعنی افگندن و انداختن خاک است و متعلق بہ معنی ہفتم افشاندن (وحشی جوسقانی ؎) انچنان گشتہ ام از ضعف کہ می افشانم خاک کوی تو بباد سحر بر خویش ؛ (اردو) خاک ڈالنا -

افشاندنِ خوان مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی بہ رکار دادن خوان باشد و این

(اردو ۲)

(اردو ۲)

متعلق و مجاز معنی حقیقی است (ظہوری ؎) خوش آنکہ باد بہار وصال افشاندہ ز نخل گلشن امید ما خزانی چند (اردو) خزان کو دفع کرنا

افشاندنِ خورشید و ماہ مصدر اصطلاحی (۱۷ ۴ ۴) مرکب اضافی - کنایہ باشد از روشن کردن - (ظہوری ؎) شمع اقبال شبستان تمنا در گرفت یک جہان خورشید و مہ بر بام و در افشاندہ ایم (اردو) روشن کرنا -

افشاندنِ خون مصدر اصطلاحی (۱۷ ۴ ۹) مرکب اضافی - یعنی ریختن خون است کہ متعلق و مجاز معنی حقیقی است (عرفی ؎) گر نہ اظہار شفق می کند از کشتن صید خون مرغان زچہ در چنگل باز افشاندہ (انوری ؎) خون دل بر خاک می افشانم از دو لاب چشم تا مرا سودای آن چاہ زنخدان آمد است (اردو) خون چھڑکنا

افشاندنِ دامن از چیزی مصدر اصطلاحی مرکب اضافی - کنایہ باشد از اعراض و کنارہ کردن از آن چیز - اشارہ این بہ معنی چہارم افشاندن گذشت (ظہوری ؎) نگہ دامن افشاند بر تو تیا ز بس گرد غبار رہی بیختم (ولہ ؎) مرہمی بر دل نمک نیشتر افشاندہ ایم ز آزاد دامن ز خم جگر افشاندہ ایم (اردو) دامن جھٹک لینا - بقول آصفیہ بیچنا چھڑا لینا - الگ ہو جانا - انکار کرنا - دکن میں دامن جھٹکنا کہتے ہیں -

افشاندنِ دانہ استعمال - مرکب اضافی یعنی کاشتن است کہ در وقت کاشت دانہ را در کشت زار می افشانند - ما اشارہ این بہ معنی ہشتم افشاندن کردہ ایم و این مرادف افشاندن تخم است کہ گذشت (صائب ؎) شمع روشن شد چو اشک از دیدہ بینا فشاندہ خوشہ بر داشت ہر کس دانہ اینجا فشاندہ (اردو) دیکھو افشاندن تخم -

افشاندنِ دُر استعمال - مرکب اضافی یعنی نثار کردن دُر است از قبیل افشاندن جان

کہ گذشت و افشاندن گوہر و گہر کہ می آید و این متعلق بہ معنی دوم افشاندن است (عرفی ؎) گر دل اہل حقیقت درر از افشاند ؛ زاہد از دامن دل گرد مجاز افشاند ؛ (اردو) گوہر نثار کرنا۔ گوہر چھڑکنا بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ چھڑکنا بقول آصفیہ بمعنی نثار کرنا مستعمل ہے۔

افشاندنِ دُرد استعمال۔ مرکب اضافی است بمعنی انداختن و افگندن دُرد (ظہوری ؎) خندہ شیرین بکام تلخ در کار است باز ؛ در دہان تلخکامی بر شکر افشاندہ ایم ؛ (اردو) دُرد چھڑکنا۔

افشاندنِ دست بر چیزی مصدر اصطلاحی مرکب اضافی بمراد افشاندن دامن از چیزی است کہ گذشت (ظہوری ؎) از تو غیر از تو نمی خواہد ظہوری ہیچ چیز ؛ دست بر ہر آرزوی مختصر افشاندہ ایم ؛ اشارہ این بمعنی و ہم بہ لفظ افشاندن گذشت (اردو) ہاتھ کھینچنا۔

افشاندنِ دست و پا مصدر اصطلاحی مرکب اضافی بمعنی دست و پا زدن باشد کہ در وقت نزع بسمل و مانند آن بوقوع آید صاحب موارد بر معنی چہارم افشاندن ذکر این کردہ (باقر کاشی ؎) پس از کشتن خلاصی دہ ز بند خویش ؛ باقر را ؛ مبادا دست و پائے در دم جان کندن افشاند ؛ (اردو) ہاتھ پاؤں مارنا۔

افشاندنِ دو دِل بر روی دعا مصدر اصطلاحی۔ افشاندن در اینجا متعلق بمعنی حقیقی است و این کنایہ باشد از موثر کردن دعا و دعا بصدق دل کردن (عرفی ؎) نور عمل دار بشمع صفا بخش ؛ دو دل افشاند بروی دعا ؛ (اردو) صدق دل سے دعا کرنا۔

افشاندنِ راحت مصدر اصطلاحی مرکب اضافی۔ بمعنی راحت رساندن است و متعلق بہ معنی نہم افشاندن سندین ہمہ را نجاند کہ شد (اردو) راحت پہنچانا۔ راحت بخشنا۔

افشاندنِ رحمت | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی مورد رحمت کردن ومتعلق به افشاندن سند این همه در آنجا مذکور شد (اردو) رحمت نازل کرنا۔

افشاندنِ رقم | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی که بمعنی رقم کردن ونوشتن باشد ما شاره این بر معنی سوم افشاندن کرده ایم وسند این همه در آنجا مذکور (اردو) لکھنا تحریر کرنا۔ (۱۶۷۱)

افشاندنِ زلف | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - بقول صاحب بحر بر باد دادن آن واین متعلق ومجاز معنی حقیقی افشاندن باشد (صائب ؎) بیا در جلوه ای سرو روان تا جان بیفشانم بپایت زلف کافر کیش تا ایمان بیفشانم (اردو) زلف کو پریشان کرنا۔ یہ محبوبوں کے ناز وادا میں داخل ہے۔

افشاندنِ سلسله | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - بمعنی حرکت دادن سلسلۂ جنبانی است واین مجاز معنی حقیقی افشاندن باشد (عرفی ؎) چه عجب گر دل محمود فرو ریزد خون گر صبا سلسلۂ زلف ایاز افشاند (اردو) سلسلہ جنبانی کرنا ہلانا۔

افشاندنِ شکر | استعمال - مرکب اضافی متعلق بمعنی حقیقی است که رنجیدن شکر باشد (ظهوری ؎) چه شنائی کزان لب ها شکر بر هر کس افشانی نیاشی گر نمک بر سینۂ افگار می گنجد (اردو) شکر چھڑکنا - جیسے نمک چھڑکنا۔

افشاندنِ عنبر | استعمال - مرکب اضافی بمعنی رنجیدن عنبر باشد متعلق بمعنی حقیقی وکنایه از بوی خوش رساندن (انوری ؎) تا نسیم عنبر افشانی که خلق خواجه راست ۔ از خلا مانش کی در باغ ریحان آمد است (اردو) عنبر افشانی کرنا عنبر چھڑکنا - خوشبو پھیلانا۔

افشاندنِ غلّه | استعمال - مرکب اضافی (۱) بمعنی رنجیدن غلّه از بالا بزیر تا خس وخاشاک کش

در ہوا بہ پرد و غلّہ خالص بر زمین ماند ہمین است طریقہ فلاحان ہند و عجم و معاصرین عجم استعمال این کنند و غلّہ را بباد دادن مرادف این و (۲) غلّہ را بہ غلّہ افشان و چاولی صاف و پاک کردن ہم کہ بعربی نصف خوانند۔ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند (اردو) (۱) بھوسی اڑانا۔ یہ دکن کا محاورہ ہے یعنی غلّہ کو بلندی پر سے گرا کر صاف و پاک کرنا تاکہ ہوا سے بھوسی وغیرہ اڑ جاے۔ اور غلّہ خالص زمین پر گرے۔ حضرت امیر نے اس کو سانا کہا ہے (۲) پھوڑنا۔

افشاندنِ قطرہ استعمال۔ مرکّب اضافی است متعلق بہ معنی حقیقی (عرفی ۵) کدام قطرۂ خوی لیلی ازجبین افشاند ؛ کہ گاہ گزینہ بردن ازدو چشم مجنون شد ؛ (ولہ ۵) عرق شبنم خلد است ہر آن قطرہ خوی ؛ کہ سمند تو بگاہ تک و تاز افشاند ؛ (اردو) قطرہ ٹپکانا

افشاندنِ کرشمہ مصدر اصطلاحی۔ مرکّب اضافی یعنی کرشمہ کردن است و مجاز معنی حقیقی و سند این بر معنی یازدہم افشاندن گذشت (اردو) کرشمہ کرنا

افشاندنِ گرد استعمال۔ مرکّب اضافی متعلق و مجاز معنی حقیقی است بمعنی دور کردن گرد و من وجہ بامعنی دوازدہم افشاندن تعلق دارد و سند این از کلام عرفی بر افشاندن دُر گذشت ؛ (اردو) گرد جھٹکنا۔

افشاندنِ گلاب استعمال۔ مرکّب اضافی متعلق بہ معنی حقیقی افشاندن است بہ معنی پاشیدن گلاب (عرفی ۵) شاہد حسن ازان خون شہیدان طلبید ؛ کان گلابیست کہ در دامن ناز افشاند ؛ (اردو) گلاب چھڑکنا۔

افشاندنِ گوہر و گہر مصدر اصطلاحی مرکّب اضافی۔ مرادف افشاندن دُر است کہ گذشت (عرفی ۵) انچہ در انجمن اہل صفا جلوہ کند ؛ دست ہر ذرّہ بر و گوہر راز افشاند ؛

با محبت گہر عجز و نیاز افشاند ؛ حسن مغرور
بر و دامن ناز افشاند ؛ (اردو) گوہر چھڑکنا
گوہر نثار کرنا۔

افشاندنِ لب از گفتار (مصدر اصطلاحی) (۱۰۵۹)
مرکب اضافی کنایہ باشد از ساکت شدن
(ظہوری ۵) بحمد اللہ عمل نگذاشت رنج علم را
ضائع ؛ لب از گفتار افشاندم بگردارم در آوردی
(اردو) خاموش ہونا۔

افشاندنِ مرہم (۱۰۶۰) مصدر اصطلاحی مرکب
اضافی یعنی قائم کردن و نہادن مرہم بر زخم است
صاحب موارد سند این را بمعنی سوم افشاندن
متعلق کردہ تسامح اوست مانندی از کلام
ظہوری بر افشاندن دامن نوشتہ ایم کہ مصرع
اول آن سند این باشد (اردو) مرہم لگانا۔

افشاندنِ ناز (۱۰۶۱) (مصدر اصطلاحی) مرکب
اضافی یعنی ناز و ادا کردن است چنانکہ عرفی
گوید (۵) مفشانید بدامان دلم نقد مراد ؛ کہ
بر و طعنہ زند ہمت و ناز افشاند ؛ (اردو) ناز
و ادا کرنا۔

افشاندنِ نغمہ از لب (۱۰۶۲) مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی یعنی آغاز کردن نغمہ باشد و
سرودن مجاز معنی حقیقی است (عرفی ۵)
اثر نیش دہد در دلِ ریشم عرفی ؛ مطرب آن
نغمۂ تر کز لب ساز افشاند ؛ (اردو) گانا

افشان ساختن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ مرادف افشان کردن است
بر کاغذ یا غیر آن۔ سند این بر افشان چشم مور
گذشت (اردو) دیکھو افشان کردن۔

(۱) افشان سرمور اصطلاح
(۲) افشان سرموری ۔ صاحب
بحر نسبت (۱) گوید کہ نوعی از افشان کہ بر کاغذ
وغیرہ کنند مرادف افشان چشم مور کہ گذشت
فارسیان سرمور بر اشیای بسیار خورد و ریزہ
اطلاق کنند (۲) وارستہ این را بجای نسبت

در آخر نوشتہ و از تاثیر سند آوردہ (ے) ابر سر لوح بیاض انبساط عاشق است ؛ از ترشح چون ہوا افشان سر موری کند ؛ بخیال ما در (۲) یای وحدت ہم توان گرفت (اردو) (۱) و (۲) نہایت نازک افشان جس کو افشان غبار کہہ سکتے ہین ۔ مذکر ۔

افشان کردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ ہمان افشان ساختن است بمعنی حقیقی یعنی کاغذی یا روئی را با افشان زیب دادن (فکری اصفہانی ے) گل گل عرق کہ بر رخ پر خال کردہ ؛ افشان نقرہ بر ورق آل کردہ ؛ (اردو) افشان کرنا ۔ صاحب آصفیہ اور امیر نے اسکو مخصوص فرمایا ہے رنگ کے ساتھ حالانکہ لفظ افشان مین صرف رنگ کی تخصیص نہین ہے ۔ امیر منفور نے افشان جانا پر فرمایا ہے کہ سلیقے سے پیشانی اور رخسارون پر افشان لگانا (مسرور ع) افشان

جانا آپکو جم جم نصیب ہو ؛ اور افشان چننا اور لگانا کو افشان جانا کا مرادف لکھا ہے (وزیر ے) یار پیشانی و ابرو بہ چینے لگا افشان ؛ آج محراب عبادت مین چراغان ہوگا ؛ (مونس ے) تارون کے ٹوٹنے کی جو سیر انکو بھا گئی ؛ افشان لگا لگا کے چھڑائی تمام رات آپ ہی نے افشان چھڑکنا پر فرمایا ہے کہ بالون پر افشان ڈالنا (آتش ے) افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر ؛ دکھلا دیا وہ سنتے جو تھے مالدار سانپ ؛ آپ ہی نے افشانی کاغذ پر فرمایا ہے کہ افشان چھڑکا ہوا کاغذ

افشان گشتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی افشان شدن و افشان قرار یافتن است (طغرای مشہدی ے) افشان داغ چون دم طاؤس گشتہ ام ؛ داغم ازین کہ غیر مکدر نمی شود ؛ (اردو) افشان ہونا ۔ افشان کی جانا ۔ افشان قرار پانا ۔

افشانی حاصل بالمصدر افشاندن - و افشانیدن باشد - چنانکہ بال افشانی کہ از مصدر مرکب افشاندن بال است (ظہوری ؎) کردہ بر تارک ہمای بخت بال افشانی ؛ شاہبازان دل بدام خط و خال اند اختیم ؛ (ولہ ؎) ہمایون طایر دل ذوق بال افشانی دارد ؛ دران بستان کہ از پرہای مرغان دام میروید ؛ (اردو) چھڑکاو - مذکر -

افشانیدن بقول صاحب بحر و موارد ونوادر مرادف افشاندن کہ گذشت کامل التصرف مضارع این افشاند مؤلف عرض کند کہ ماخذ ہیچ (اردو) (۱) و (۲) دیکھو افشا و افشاکردن -

این ہمانست کہ بر افشاندن مذکور شد یای زائد قبل علامت مصدر زائد است مطابق قاعدۂ فارسی کہ در مصادر جعلی می آید و با صول ما مصدر اصلی است کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد (اردو) دیکھو افشاندن

(۱) افشای صاحب شمس فرمود (۱)

(۲) افشای راز کردن کردہ و صاحب انند (۲) را آوردہ مؤلف گوید کہ ضرورت این زحمت نداشت کہ افشا و افشاکردن بجایش مذکور شد و یای تحتانی در (۱) زائد است موافق قاعدۂ فارسی و در (۲) زیادت تحتانی بضرورت اضافت است بسوی راز دیگر

(الف) افشر صاحب شمس نسبت (الف) گوید کہ بضمتین بمعنی سخت دویدن و

(ب) افشردانیدن خوشی نمودن در خدمت است دیگر کسی از محققین ذکرش نکرد و

(ج) افشردن مؤلف عرض کند کہ قولش اعتبار ندارد نشاید کہ با ماخذ ہیچ تعلق ندارد و سندی برادعای خود نیارد و کسی از محققین با او نیست بخیال ما جز این نیست کہ (الف) بحذف الف دوم مخفف افشار باشد کہ گذشت و ماخذش ہمہ انجا مذکور شد و اصل این افشر است بدون الف وصلی چنانکہ اصل افشار بدون الف اول فشار باشد - و جا دارد کہ فشر را اصل گیریم و فشار را

مزید علیه آن بزیادت الف بهر دو صورت ماخذ این فش است که ذکرش برافشار کرده ایم -
اگر اصلیت فشر را تسلیم کنیم رای مهمله را بر آخر لفظ فش زائد گیریم - چنانکه فارسیان فشار را ساخته
کرده اند باتی حال (افشر) و (فشر) اسم جامد زبان فارسی و بر همه معانی افشار و فشار شامل
فارسیان از همین اسم مصدر مصدر (ب) و (ج) ساخته اند - صاحب بحر عجم نسبت (ب) گوید که
متعدی (ج) باشد و دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف عرض کند که (ب) متعدی بدو
مفعول است، و (ج) متعدی بیک مفعول و مرادف افشاردن که گذشت - صاحب بحر
(ب) فرماید که (۱) آب از چیزی بزور دست گرفتن و ریختن پی در پی و (۲) خلانیدن و
(۳) پای محکم کردن - سالم التصریف و مضارع این افشرد و بقول صاحب موارد و نوادر
مرادف افشاردن - خان آرزو در سراج نسبت (ج) فرماید که آب از چیزی برآوردن است
مطلقاً نه بزور دست از همین است افشرده گر که بمعنی عصار آمده چنانکه توسی گفته و ذکر معنی دوم
هم کرده و در چراغ هدایت معنی سوم را هم نوشته بالجمله این مرادف افشاردن باشد بهر سه معانی
که تصفیه آن همه را انجا کرده ایم - اینچه خان آرزو برخلاف جمهور محققین زور دست را از معنی
اول خارج می کند و بتائید خیال خود افشره گر یعنی عصار را پیش می فرماید قابل غور است -
بخیال ما او از افشره گر و عصار نپرسید که زور دست داخل عمل است یا نی - عصار لغت زبان
عربست بمعنی روغن گر و افشره گر ترجمه آن در فارسی است و در زمانه پیشین عصاران چیزی را
که روغن از وی می خواستند در هاونش می کوفتند و پس ازان بزور دست می افشردند تا روغن
می برآمد و زمانه مابعدش آله از برای این کار وضع شد که بدون زور دست بوسیله آن روغن

می بر آید - ہمین سبب باشد کہ محقق نازک خیال زور دست را از معنی مصدر افشردن نمیخواہد کہ دور کند دمی داند کہ ماخذ این فش است و بر معنی فش ہم غور نمی فرماید کہ دوشیدن شیر است و دوشیدن شیر زور پنجہ می خواہد فاعل (اردو) (الف) دیکھو افشار (ب) (۱) نچوڑوانا (۲) نچوانا (۳) جموانا - قایم کروانا (ج) دیکھو افشاردن -

(۱) افشردن آستین | مصدر
(۲) افشردن آستین بر دیدہ | اصطلاحی

(۱) کنایہ باشد از روگردانیدن و پروا نکردن و (۲) بمعنی صاف و پاک کردن اشک از چشم و دلاسا شدن و غمخواری کردن (ظہوری ؎) بر نجوشد تا باشک از سینہ گوہرہای غم ۔ دمبدم بر دیدۂ تر آستین افشردہ ایم ۔ (اردو) (۱) دیکھو آستین افشاندن کے پہلے معنی (۲) غمخواری کرنا - دلاسا دینا -

(۱۷۴۳)

افشردن پا | (مصدر اصطلاحی) مرکب اضافی بمعنی محکم کردن پای و ثابت قدم بودن کہ پا لغزی در او خلل نباشد و این متعلق است بہ معنی سوم افشردن (ظہوری ؎) بر دل آشفتہ طغیان جنون افشردہ پا ۔ راہ بیراہی اگر کردیم سر بر پا نگیر ۔ (ولہ ؎) بر غم پا بمہر غیر افشردہ ۔ بضرب دست خود را بیوفا کردہ ۔ (عرفی ؎) عرفی از مہد فلک زود نکردی امید ۔ این قیامیست کہ افشردن پائی دارد ۔ (اردو) قدم گاڑنا - بقول آصفیہ پاؤں جمانا - جم ہو جانا - ثابت قدم ہونا بھی کہہ سکتے ہیں -

(۱۷۴۴)

افشردن پنجہ | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی کنایہ باشد از غالب آمدن بر حریف در پنجہ کردن - صاحب بحر ذکر این بر پنجہ افشردن کردہ کہ می آید - مخفی مباد کہ معنی حقیقی این محکم کردن پنجہ باشد متعلق بہ معنی سوم افشردن و پیچیدن پنجہ مجاز آن کہ چون در مقابلہ پنجہ کسی

محکم و قائم شود پنجہ مقابل خود را معمّا می پیچد و
غالب می آید - صاحب موارد باستناد کلام
صائب بذیل افشردن معنی پیچیدن را نوشتہ و این
سند این باشد (صائب) فشردہ پنجۂ عقل بلند بازو
را ہ کسی بتاک زبردست بر نمی آید (اردو)
پنجہ پھیرنا - پنجہ لیجانا - پنجہ موڑنا - بقول آصفیہ
غالب آنا - مغلوب کرنا - ہاتھ موڑنا -

افشردن پی | مصدر اصطلاحی - مرکب
اضافی - ہمان افشردن پا باشد کہ گذشت
(میر خسرو) این سخن گفت و پی بکین افشرد
او فگندش ززین و مرکب برد (اردو) دیکھو
افشردن پا -

افشردن چیزی از چیزی | مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی صاحب موارد بذیل افشردن
معنی آفریدن و ایجاد کردن ہم آوردہ و جا
دارد کہ از معنی اولش مجاز گیریم ولیکن حاصل
کردن بہتر است از ایجاد کردن و آفریدن

(طالب آملی) آنم کہ بہر دمہ ز چہر اغم فشردہ
اند صبح از تبسم گل داغم فشردہ اند
بخیال ما جا دارد کہ این را متعلق کنیم بہ معنی دوم افشردن
کہ محکم و استوار شدن و کردن آمدہ اند نیصورت
ہیچ ضرورت ندارد کہ معنی آفریدن و ایجاد
کردن را ایجاد کنیم (اردو) پیدا کرنا - ایجاد کرنا
حاصل کرنا - اور ہماری رای آخر کے لحاظ سے
محکم ہونا - استوار ہونا - محکم کرنا - استوار کرنا -

افشردن چیزی بدل | مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی - بدل گرفتن آنچیز باشد یعنی چیزی
را بدل جای را دادن و این مجاز معنی دوم
افشردن است (صائب) دندان دل
چگونہ فشارم کہ می شود لب باز کردنت پر پروانہ
بوسہ را مقصود شاعر این است کہ دندان
یار را چگونہ بہ دل خود جای دہم کہ اگر او لب خود
باز می کند و می گشاید - بوسہ را و لبش پر و بال
می شود - یعنی حالت بوسہ بہ پرواز آید و باقی

(۱۷۵)

نماند (اردو) کسی چیز کا خیال دل مین جمانا قائم کرنا۔

افشردن خیال مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی قائم کردن خیال باشد و متعلق بہ سوم افشردن (قاسم مشہدی ؎) ز بس خیال سر زلف او بدیدہ فشردم ۔ بہر کجا کہ نگاہم فتاد رشک ختن شد ۔ (اردو) خیال قائم کرنا۔

افشردن دل مصدر اصطلاحی مرکب اضافی کنایہ باشد از آوردن دل بقبضہ کہ مجاز معنی اول افشردن باشد سند این از کلام صائب بر افشردن کسی گذشت۔ (اردو) دل لینا۔

افشردن دندان بر چیزی مصدر اصطلاحی مرکب اضافی۔ یعنی دندان را بچیزی فرو بردن کنایہ از میل و خواہش آنچیز کردن (صائب ؎) بوی خون می آید امروز از لب میگون یار بہ تا بیاد او کہ دندان بر جگر افشردہ است ۔ شاعر گوید کہ نمی دانم کہ کدام کس بیاد یار دندان بر جگرش افشردہ است کہ از لب میگون او بوی خون می آید (اردو) دکن مین کہتے ہین دانت لگائے بیٹھنا۔ یعنی کسی چیز کا امیدوار اور خواہشمند رہنا۔ صاحب آصفیہ نے دانت لگانا پر لکھا ہے کہ کسی چیز کی خواہش کرنا میلان کرنا۔

افشردہ بقول بہار خلاصۂ چیزی کہ از افشردن بیرون آید۔ تو سی گوید کہ عصارۂ ہر چیز مثل غورہ و مانند آن و عوام آن را بآبتلہ بمد و قصر خوانند (طالب آملی ؎) اول باز خونابۂ غم زینت دلہا دہد ۔ آنکہ از افشردۂ دل زیب دامانہا کند ۔ (ظہوری ؎) بامید کہ صیادی کند سر پنجہ رنگین ۔ ظہوری آہو پا در گلو افشردہ را ماند ۔ مؤلف عرض کند کہ اسم مفعول مصدر افشردن است و بس و آنچہ در روزمرہ عوام آبتلہ مستعمل است

اصل آن افشرہ باشد کہ می آید (اردو) نچوڑا ہوا۔ امیر نے افشرہ کی ذیل مین فرمایا ہے کہ افشردہ بہی اردو مین مستعمل ہے (ظفر ؎) بوسہ اپنے لب شیرین کا ترش رو ہو کر ؛ وہ جو دیتا تو ہم افشردہ لیمو پیتے ؛

افشرگر استعمال۔ بقول صاحب جہانگیری عصار باشد و بقول جامع روغن گر و صاحب (دری و پہلوی ہم ذکر این کردہ بخیال ما اصل این افشروگر باشد کہ بمعنی کشندۂ عرق است مطلقاً دال مہملہ و ہای ہوز تخفیفاً حذف شد افشرگر بماند فارسیان برسبیل مجاز عصار را بدین نام موسوم کردند اگرچہ کارش مخصوص است بہ روغن برآوردن (اردو) تیلی۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ روغن کش۔ روغن گر۔ ایک قوم کا نام جس کا پیشہ روغن کشی ہے۔

افشرہ بقول بہار۔ مرادف و مخفف افشردہ کہ گذشت و بقول برہان بضم ثالث و فتح رای قرشت ہر چیز کہ او را افشردہ باشند و بعربی عصارہ گویند۔ صاحبان رشیدی و جامع و سروری ہم ذکر این کردہ اند (سراج الدین راجی ؎) افشرۂ خون دل از چشم او تراوش یافت ؛ ز نخجیر پالاون مژگان فرو ؛ خان آرزو در سراج فرماید کہ بفتح اول و سکون دوم و ضم شین معجمہ و رای مہملۂ مفتوح آنچہ از چیزی بفشرند و بگیرند و بحوالۂ قوسی فرماید کہ عصارۂ ہر چیز مثل غوره و آلو و امثال آن و عوام آنرا افشلہ بدو قصر خوانند این غلط عوام است و افشرہ لغت موضوع و مقرر است و معرب این افشرج و فرماید کہ حکم بہ غلط کردن کلمہ افشلہ مدا و قصرا نمیتوان کرد زیرا کہ تبدیل با بہ فا و را بہ لام قیاسی است و مدہ نیز وجہی دارد صاحب محیط گوید کہ اصل این افشردہ بود بکثرت استعمال افشرہ شد و آن مخصوص بہ میوہ ہای آب دار است کہ مالیدہ یا کوبیدہ فشردہ آب آنہا بگیرند خواہ بر آتش

بقوام آرند کہ رُب نامند و یا در آفتاب گذارند تا غلیظ شود کہ عصارہ گویند و بالفعل عبارت است از آب افشردۂ فواکہ مائی رسیدۂ ترش و چاشنی دار مانند انار و آلو بالو و توت و زرشک یا آب لیمو یا ترنج و یا سرکہ انگوری و یا عرق نعناع و تمر ہندی محلول بہ آب و یا آب انبہ خام و فالسہ و جامن و امثال اینہا کہ صاف کردہ و بقدر حاجت قند یا شکر داخل کردہ و آب نیز آن مقدار کہ خوش مزہ گردد با طعام باید نوشند۔ مزاج ہر افشرہ بر طبع ہر میوہ ایست کہ از ان افشرہ سازند ولیکن طبع اکثر بادرانک و رطب است **مؤلف** عرض کند کہ محقق مفردات طب یعنی صاحب محیط صراحت خوشی کردہ است معاصرین عجم ہم از افشرہ ہمین معنی خاص مراد گیرند۔ چنانکہ صاحب محیط نوشتہ (اردو) نچوڑا ہوا۔ امیر نے لفظ افشرہ پر لکھا ہے کہ اسم مذکر۔ افشردہ کا مخفف وہ شربت جو لیمو وغیرہ کے عرق سے ترش کیا گیا ہو (آتش ؎) افشرے کا بوسہ بازی مین مجھے ملتا ہی لطف ۔ قند کی ڈلیان دہ لب ہین خال لب ہین فالے

افشرہ گر اصطلاح۔ ہمان افشرگر است کہ بدون ہای ہوز گذشت و حقیقت و ماخذ این ہمہ را نجا مذکور۔ صاحبان رشیدی و بحر و بہار ذکر این کردہ اند (اردو) دیکھو افشرگر۔

(۱) افشک بقول برہان و جہانگیری و جامع (۱) بروزن چشمک و (۲) بروزن

(۲) افشنک خرچنگ شبنم را گویند کہ بر روی سبزہ و گل و لالہ نشیند۔ صاحب ناصری بذکر ہر دو برای (۱) سندی آوردہ (رودکی ؎) باغ ملک آمد طری از رشحۂ کلک وزیر زانکہ افشک می کند مرغان و بستان را طری ؛ صاحب رشیدی نسبت ہر دو فرماید کہ انچہ افشانندہ شود مراد از شبنم۔ صاحب سروری بدیل (۱) ذکر (۲) ہم کردہ خان آرزو در سراج

نسبت (۲) فرماید که مخفف افشانک باشد بمعنی هرچه افشانده شود و کاف آخر برای نسبت باشد و (۱) مخفف (۲) و مجازاً بمعنی شبنم شهرت گرفته **مؤلف** عرض کند که شک نیست که (۱) مخفف (۲) باشد بحذف نون و اگر (۲) را مخفف (افشانک) گیریم و کاف آخره عربی را برای نسبت اندرین صورت معنی افشانک آنچه منسوب به افشان است و کنایه از شبنم مخفی مباد که فشک و فشنگ هر دو لغت ترکی و بقول کنز بمعنی حشوه بارود است و صاحب انند برشنگ گوید که معاصرین عجم کارتوس بندوق را گویند **مؤلف** عرض کند که جا دارد که فارسیان قدیم بر همین لغت ترکی الف وصلی زیاده کرده بمعنی قطره شبنم استعمال کرده باشند و الله اعلم واضح باد که افشک به بای فارسی بعوض فا بهمین معنی بجای خودش گذشته است و از ماخذش هم همدرانجا چیزی نوشته ایم ولیکن مقابله هر دو درینجا عرض کنیم که افشک مبدل افشک باشد که فا به بای فارسی بدل شد همچون سفید و سپید و ماخذ افشک آنچه خان آرزو بیان کرده قرین قیاس است (ارزو) دیکهو افشک -

افشنه بقول برهان و ناصری و جهانگیری بفتح اول و ثالث و نون و سکون ثانی نام دهی است از دهای بخارا - گویند ولادت شیخ بوعلی آنجا شده - صاحب رشیدی گفته که در قاموس بحذف الف است - خان آرزو در سراج فرماید که وجه آوردن صاحب قاموس در لغات عربی هیچ ظاهر نشد **مؤلف** گوید که بقول صاحب منتخب که محقق زبان عرب است فشن بالضم دهیست در مصر پس ازین نسبت که فارسیان الف وصلی در اول دهای نسبت در آخرش زیاده کرده نام دهی نهادند که در بخارا واقع است

(اردو) افشنہ۔ دیہات بخارا سے ایک دیہہ کا نام ہے جو شیخ بوعلی سینا کا مولد کہا جاتا ہے

افشو | بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بالفتح وضم شین منقوطہ۔ لغت ژند و پاژند بمعنی بیا۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد و حالا استعمال این متروک است اگر معنی بیان کردہ صاحب انند را تسلیم کنیم مصدر این افشو نتن باشد لیکن محققین مصادر ذکر این نکردہ اند (اردو) آ۔ آنا کا امر حاضر۔

افشون | بقول برہان ورشیدی وسروری وجامع وسراج بروزن افسون چیزی باشد مانند پنجۂ دست و دستہ نیز دارد کہ دہقانان بدان غلہ کوفتہ شدہ برباد دہند تا کاہ ازان جدا شود **مؤلف** عرض کند کہ معنی این افشانندہ باشد یعنی پریشان کنندہ مرکب است از فش و آن۔ صاحب برہان برفش گفتہ کہ بمعنی پریشان است و بر کلمہ آن آوردہ کہ برای فاعل شدہ افادۂ معنی فاعل کند ہمچون فشان کہ بمعنی فشانندہ مستعمل است الف بقاعدۂ فارسی بدل شدہ بواو چنانکہ تاغ وتوغ تاقشون شد پس الف وصلی در اولش آوردہ افشون بمعنی افشانندہ آلتی را نام نہادند کہ غلہ را بواسطۂ آن پریشان کنند و بباد دہند بمقصد خاص (اردو) وہ ٹوکری جس مین غلہ ڈالکر اساتے ہین یعنی دائے ہوئے غلے کو ٹوکری مین رکھکر ہوا کے رخ پر اڑاتے ہین تاکہ بھوسا نکلکر غلہ صاف و پاک ہوجائے۔

افشہ | بقول برہان ورشیدی وناصری وجہانگیری وسراج وجامع بروزن کفچہ (۱) بمعنی بلغور باشد و آن غلہ ایست کہ در آسیا خورد کنند و بشکنند چنانکہ آرد نشود۔ صاحب سروری گوید کہ (۲) بمعنی شبنم است و اوشہ نیز آمدہ۔ مرادف ہمان افشک کہ گذشت و صاحب شمس

گفته که گیاهیست - صاحب محیط ذکر این نکرد و برلغور فرماید که عصیده باشد و برعصیده نویسد که طعامی است مصنوع و بلغور هم گوید و از صراحت مزید ساکت صاحب برهان برلغور فرماید که بروزن پرزور هر چیز درهم شکسته و درهم کوفته عموماً و گندم نیم پخته خصوصاً که در آسیا اندک شکسته باشند و آشی را نیز که ازان پخته باشند بلغور خوانند و صاحب منتخب برعصیده فرماید که نوع حلوا ایست و بس مؤلف عرض کند که افشته بمعنی اول مزید علیه فشه باشد که الف وصلی در اولش آورده افشه کردند و فشه زیادت های نسبت که افادهٔ معنی مفعولی کند بمعنی پریشان شده که فش بقول برهان بمعنی پریشان آمده پس افشه کنایتاً غله را نام نهادند که در آسیا خرد کرده باشند چنانکه نوبت به آرد نرسد - صاحب جهانگیری سند این از رضی الدین نیشاپوری آورده و (ع) گندم افشه که معهود است ؛ و نسبت معنی دوم عرض می شود که مرادف (افشک) باشد که بصراحت ماخذ گذشت بعوض کاف نسبت های نسبت درین است و افشه که بهمین معنی می آید مبدل این (اردو) (۱) دلاہوا غلهٔ جو آٹا نه ہوا ہو (۲) دیکھو افشک -

افشین | بقول برهان بروزن تسکین نام شخصی که کریم و صاحب همت مانند حاتم بود خاقانی آرزو در سر اج فرماید که نام امیری است از امرای خلفای عباسیه که مانند حاتم و معین کریم بود و فرماید که در فارسی بودن این لفظ نظر است و صاحب ناصری صراحت کند که اصلش از عجم بود و نزد خلیفه بغداد ملازمت یافته و معتصم او را سردار کرده بجنگ بابک فرستاد و بابک را مغلوب و منکوب کرد آخر الامر متهم بطغیان و کشته شد (قطران ۵) یکی چون

معتصم دائم زرافشان است در مجلس ؛ یکی دائم بمیدان در سرافشان است چون افشین ؛
(سوزنی ے) ای مہ بہنرمندی از صاحب و از صاحبی ؛ وے بہ بہ جوانمردی از حاتم و از
افشین ؛ مؤلف عرض کند کہ وجہ تسمیہ این جز این نباشد کہ این مبدل افشان است الف
بہ یای تحتانی بدل شد چون تازانہ و تازیانہ و این امالہ باشد و بدین وجہ کہ کریم بود و زر افشانی
می کرد افشین نامش نہادہ باشند واللہ اعلم (اردو) افشین ایک عجمی شخص کا نام تہا جو مثل
حاتم کے کریم تھا۔ اور خلفای عباسیہ کے دربار میں درجہ امارت پر پہونچا تہا۔

(۱) افضال | لغت عرب است بقول منتخب بالکسر نیکوئی کردن و افزون کردن و بالفتح
بخششہا و افزونیہا فارسیان استعمال این بالفتح کنند و نیز آنرا بامصدر کردن مرکب ساختہ
معنی مصدری گیرند پس ----------

(۲) افضال کردن | بمعنی بخشش ہا کردن آمدہ چنانکہ سعدی فرماید (ے) سوال
نیست مگر بر خزانہ کرمش ؛ زبہر آنکہ نہ امروز می کنند افضال ؛ ہمیشہ در کرمش بودہ ایم و در
نعمش ؛ زآستان مرتی کجا روند اطفال ؛ (اردو) (۱) افضال۔ بقول امیر (عربی) مذکر
بخشش اور مہربانی کرنا۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ بالفتح بخشش کی جمع اردو میں مستعمل ہے
(ونزیر ے) غزل بے مثل کہتا ہوں وزیر افضال ایزد سے ؛ نہ میری طبع عالی ہے نہ میری
فکر عالی ہے ؛ (۲) بخشش کرنا۔

افضلی | صاحب مؤید بذیل لغات عرب گوید کہ بالفتح بزیادت یای نسبت بمعنی منسوب
بافضل۔ عرف خاقانی باشد کہ نامش افضل الدین و تخلص خاقانی بود و ظاہر است کہ افضل

اسم تفضیل است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) افضلی خاقانی کا عرف ہے

(۱) افطار | بالکسر۔ بقول بہار بہ معنی روزہ کشادن و بالنقطہ کردن مستعمل صاحب آصفی فرماید کہ بالنقطہ نمودن نیز مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است و صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند چنانکہ بہ وقت افطار رسید و برای معنی مصدری بامصادر فرس چنانکہ ----------

(۲) افطار کردن | بمعنی روزہ کشادن است (الاطعمہ ۵) غم روزہ بر من بسی بار کرد ؛ چو ساغر مبی باید افطار کرد (نثر خرین اصفہانی ۳) در دو سہ روز کیبا ربلب نانی اکتفا و افطار نمودی" (اردو) (۱) افطار۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ روزہ کھولنا۔ روزے کی ضد (غالب ۵) افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو ؛ اس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے ؛ (۲) و (۳) افطار کرنا۔ روزہ کھولنا (رند ۵) بوسہ لب شیرین کا لیا وصل کی شب مین ؛ افطار کیا خرمے سے روزہ رمضان کا ؛

افعی | بقول صاحب اند بالفتح و بآخر الف بصورت یا لغت عربست بمعنی بوبہای خوش و نیز نوعی از مار سیاہ کہ بغایت زہرناک و بزرگ باشد و گویند کہ افعی از دیدن زمرد کور می شود و افاعی جمع آن (ظہوری ۵) افعی دست در عم زخم خورد ؛ ساغری از دست تو تریاک باد ؛ (انوری ۵) نمود عکس نگینت بچشم دشمن ملک ؛ چنانکہ عکس زمرد بدیدہ افعی را ؛ (اردو) افعی۔ بقول امیر ایک قسم کا سانپ جو کالا اور بہت زہریلا

ہوتا ہے اور مجازاً ہر سانپ کو کہتے ہیں (بحر ے) ہے اگر اقبال اپنا کیا کریگی زلف یار تو کیوں فریدون کو نہ کاٹا افعی ضحاک نے ؛

افعی آتشین دم اصطلاح - مرکب توصیفی - بقول صاحب بحر و اند و غیاث بفتح دال مہملہ بندوق را گویند مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد نظر بر تشبیہ بندوق با افعی در طوالت و آتشی کہ از نالش بیرون رود دم افعی را ماند - انچہ صاحبان تحقیق دال مہملہ را مفتوح گرفتہ اند قابل نظر است زیرا کہ تشبیہ بندوق اندرین صورت معکوس می شود زیرا کہ دستۂ بندوق مشابہ سر افعی است و نالش با آتشی کہ از و بیرون شود مشابہ دم افعی نہ دم آن کہ از دم خارج شود (اردو) بندوق - بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث - لغوی معنی گولی - اصطلاحی وہ لوہے کی نلی جسمیں بارود بھر کر چھوڑیں تفنگ -

افعی دم اصطلاح - بقول بہار و اند معروف مؤلف عرض کند کہ بفتح دال مہملہ باشد کنایہ از کسی کہ دم او مثل افعی است یعنی سخنش بہ مخلوق اثر بد کند و زہر افعی را ماند - اسم فاعل ترکیبی است (محمد اسحٰق شوکت ے) با افعی دمان نامۂ می نویسم ؛ منقش زہر زمرد نگینہ ؛ (اردو) زہریلا - بقول آصفیہ فتنہ انگیز شریر بد ذات غضبناک -

افعی زار استعمال - بقول بہار و اند معروف مؤلف عرض کند کہ از قبیل لالہ زار و گلزار یعنی جائی کہ در آن کثرت افاعی باشد (محمد اسحٰق شوکت ے) عاقلان از دیدن اقبال دولت غافل اند ؛ خویش را زین دشت افعی زار بیرون کردہ اند ؛ (اردو) وہ جگہ جہاں سانپ کثرت سے رہیں (مونث)

(۱) افعی زرد دام اصطلاح - مرکب توصیفی - (۱) بقول

(۲) افعی زرد غام

خان آرزو در سراج کنایہ از قلم و (۲) بقول بحر و برہان و جامع قلم واسطی مؤلف عرض کند کہ قلم واسطی ہمچون افعی دراز باشد و سیاہ رنگ و صناعان بر و نقش دام کنند یعنی بزمانۂ خام بودنش کہ زرد باشد رشتۂ برنگ دام بر پیچند و چون پختہ و سیاہ شود رشتہ را دور کنند و نقشی زرد مانند دام بر و قائم شود ہمین است حقیقت رزد دام و بدین وجہ کہ روی قلم سیاہ بعد تراشیدنش زرد نمایان شود یعنی رنگ داخلی بیرون می آید کنایۃً قلم واسطی و سیاہ را افعی زردفام گفتند و خیال ما اینست کہ خان آرزو ہم زردفام نوشتہ باشد قلم کاتب آنرا زرد وام کرد زیرا کہ غلبۂ رائے محققین بر زردفام است و صاحب انند گوید کہ (۲) کنایہ از زبانۂ آتش ہم و محققین دیگر این معنی را بر افعی زرفام نوشتہ اند کہ می آید حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) (۱) و (۲) واسطی بقول صاحب آصفیہ ایک قسم کا عمدہ قلم جو شہر واسط سے آتا ہے اور

وہیں کے جنگل میں پیدا ہوتا ہے مؤلف کہتا ہے کہ اس قلم کا رنگ سیاہ ہوتا ہے (مذکر)

افعی زرفام اصطلاح - بقول بحر و ضمیمۂ برہان و مؤید (۱) قلم و (۲) زبانۂ آتش - مؤلف عرض کند کہ روی قلم سیاہ بعد از تراشیدنش از رنگ داخلی زردی باشد و زبانۂ آتش ہم بالای آتش سرخ و زرد بنظر آید ہمچون زر پس افعی زرفام کنایۃً قلم و زبانۂ آتش را گفتند صاحبان انند و ہفت این را کنایۃً بمعنی (۳) فلک و زمانہ گفتہ اند و از معنی اول و دوم ذکری نکردہ حیف است کہ سندی پیش نشد - خیال ما این است کہ قلم کاتب ہفت قلم قلم را فلک و زبانہ را زمانہ نوشت و صاحب انند تقلش برداشت و اللہ اعلم (اردو) (۱) دیکھو افعی زردفام (۲) لو - بقول آصفیہ مونث - شعلہ - لپٹ - لہب - زبانۂ آتش (۳) آسمان - مذکر - زمانہ - مذکر -

افعی قربان اصطلاح - بقول برہان وبحر وسراج ومؤید ورشیدی وجامع وہفت کنایہ باشد از کمان تیر اندازی - صاحب جامع صراحت کند کہ بکسر قاف باشد وصاحب ہفت وانند فرماید کہ بضم قاف است مؤلف عرض کند کہ مرکب توصیفی است وقربان بالضم صحیح باشد کہ بقول منتخب لغت عرب است بمعنی ہم نشین پس افعی کہ ہم نشین تیر یا مدار تیر است کنایہ باشد از کمان (انوری ؎) سرحضت کند افعی قربان وچہ آن دیدہ پرباز کند کرکس ترکش طیران را ؛ (اردو) کمان بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مونث - اس خمیدہ آلہ کا نام جس کے وسیلہ سے تیر چلاتے ہین -

افعی کاہ ربا پیکر اصطلاح - مرکب توصیفی است بقول بحر وبرہان - کنایہ از شعلۂ آتش باشد صاحبان رشیدی وجامع وسراج وہفت وانند وشمس ہم ذکر این کردہ اند - مؤلف گوید کہ کاہ ربا پیکر اسم فاعل ترکیبی است یعنی پیکر کاہ ربا دارندہ واین صفت افعی باشد ومعنی حقیقی این ماری کہ پیکر او بمجہ کہربا ست وکنایہ گرفتہ اند از شعلۂ آتش کہ کاہ می رباید ومی سوزد (اردو) شعلہ - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر زبانۂ آتش -

افعی گزیدہ از شکل ریسمان می رمد مثل - صاحب انند گوید کہ این مثلی است مشہور یعنی کسیکہ از موذی آزاری کشیدہ باشد ہمیشہ از مثل وشبیہ او ترسد واز مرادفات این است "مار گزیدہ از ریسمان می ترسد" (سلیم ؎) سنبل اسیر زلف ترا دام وحشت است ؛ افعی گزیدہ می رمد از شکل ریسمان ؛ (اردو) دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیتا ہے" صاحب آصفیہ نے لکھا ہے کہ یہ کہاوت ہے یعنی ایک چیز سے ڈرا ہوا اوس کی ہم شکل ہر چیز سے

ڈرتا ہے۔ دغا کھایا ہوا یا نقصان پایا ہوا آدمی ادنیٰ کام بھی سوچ سمجھ کر کرتا ہے اور رفتہ رفتہ ہاتھ نہیں ڈالتا۔

(۱) افعی مرجان رنگ | اصطلاح

(۲) افعی مرجان عصب | ہر دو مرکب توصیفی است (۱) بقول خان آرزو در سراج کنایہ از شعلہ و (۲) بقول صاحبان برہان و بحر و جامع و ہفت و انند مراد مؤلف عرض کند کہ مرجان رنگ و مرجان عصب ہر دو اسم فاعل ترکیبی است بمعنی رنگ مرجان و عصب مرجان دارندہ و ہر دو صفت افعی و کنایہ از شعلہ کہ سرخ نیم رنگ می باشد ہمچو مرجان (اردو) (۱) و (۲) دیکھو افعی کاہ ربا پیکر

افغان بقول برہان با غین نقطہ دار بر وزن مستان (۱) بمعنی فریاد و زاری و (۲) نام قبیلہ ایست مشہور و معروف و جمعش افاغنہ بر وزن فراعنہ بطریق جمع عربی۔ صاحب رشیدی نسبت معنی اول فرماید کہ نالہ باشد و بحذف اول نیز آمدہ صاحب ناصری در معنی اول با برہان متفق و نسبت معنی دوم گوید کہ اصل ایشان از مصر بود و بمرور دہور از میان بنی اسرائیل بیرون رفتہ بہندوستان افتادند و در انجا بکوہستان قلعۂ خیبر نام بنیاد کردند و بتدریج حکومت و سلطنت در ملک ہندوستان یافتند اکنون افغانستان محکوم خوانین آنہاست و صاحبان سروری و مؤید ہم ذکر این بہر دو معنی کردہ اند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بالفتح نالہ باشد و فغان مخفف و ضم فغان لہجہ عراقیان است اقتضا آن دارد کہ افغان نیز بضم اول باشد و نام قبیلۂ معروف کہ چندگاہی پیش ازین سلطنت ایران از سلاطین صفویہ گرفتند و در ہندوستان بعد از سلطنت خضر خانیہ

بادشاهی کردند و نیز شیر شاه ازین قوم همایون بادشاه ولد بابر شاه را شکست داده اکثر ملک را
بتصرف در آورد و چند گاه برادر و پسر او ماند و آخر به نیروی قدرت آلهی باز همایون شاه
هندوستان را چون عروس دولت بکنار تصرف در آورد پس در هندوستان و ایران سه دفعه
باین قوم سلطنت رسید - صاحب انند و بهار بحواله تاریخ فرشته و او بحواله مطلع الانوار آورده
که افاغنه از نسل قبطیه فرعون اند وقتی موسی علیه السلام بر ان کافران غالب آمدند بسیار
از قبطیان توبه کرده بدین موسی متحلی گشتند و جماعتی که از ایشان از کمال جهل اسلام اختیار
نکرد جلای وطن گردید و بهندوستان آمده در کوه سلیمان که مابین ملتان و پشاور است
ساکن شد و قبائل ایشان چون بسیار شد موسوم بافغان گردید و چون اولاد ایشان بسیار
شد معموره هندوستان مثل کرمان و پشاور متصرف شد و راجه لاهور که با راجه اجمیر خویشی
داشت قصد دفع فتنه ایشان نمود اما افاغنه با مداد مردم کابل و خلج چند کرت دفع کفار کردند
و کفار بکمیت خوف آب نیلاب بمقام خود در برسات مراجعت می کردند و مردم کابل و خلج
نیز بخانهای خود می رفتند و هر که از ایشانی می پرسید که احوال مسلمانان کوهستان بکجا انجامید ایشان
جواب می دادند که کوهستان مگوئید و افغان بگوئید که بجز افغان و غوغا در انجا چیز دیگر نیست
و ظاهرا بدین سبب مردم فارس الکنه ایشان را افغانستان و خودشان را افغان میخوانند
(ـه) افغان ز تو شوخ نامسلمان افغان ؛ افغان ز تو آفت دل و جان افغان ؛ افغان
بچه در دل تو رحمی نیست ؛ از دست تو افغان بچه افغان افغان ؛ مؤلف عرض کند که
بهار بر لفظ فغان بدون الف اول صراحت کرده است که بالضم - اما مشهور بکسر است و

مزید علیہ آن افغان پس متحقق شد کہ الف اول وصلی است و اصل این فغان کہ اسم جامد زبان فارسی باشد ہم او فرماید کہ اکثر بمعنی نالہ مستعمل ولیکن حقیقت آنست کہ نالہ۔ فریاد دردمند است خواہ حقیقت خواہ مجاز و فغان شور و فریاد باشد (ع) کہ آہنگ بی پردہ افغان بود یعنی ہر صدائی کہ موافق پردہ اے از مقامات موسیقی نباشد آن را سرود نمیتوان گفت بلکہ فغان محض است کہ گوش را ایذا رساند (ظہوری ۵) چنین بر دغم او گر تواں مردم را چہ عجب کہ نالہ نسازد فغان مردم را و از این شعر مستفاد می شود کہ نالہ در کیفیت آواز زیادہ از فغان است۔ غایتش بمجاز بمعنی نالہ شہرت گرفتہ (ظہوری ۵) تا بر رگہای جان بستیم از قانون درد پنجہ میزند خوش ناخنی بر سینہ ہا افغان ما را (الخ) نسبت معنی دوم عرض می شود کہ عجبی نیست کہ فغان مزید علیہ نغ بفتح اول باشد کہ بقول برہان بلغت فرغانہ و ماوراء النہر بمعنی بت و صنم و کنایہ از جوانان خوبصورت و صاحب حسن آمدہ (الخ) پس جاوارد کہ فارسیان این طائفہ را نظر بر حسن و خوبی صورتش فغان نام کردند و الف وصلی در اولش آمدہ افغان شد و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) افغان بقول امیر (فارسی) (ا) فریاد۔ شور و نالہ آپ فرماتے ہین کہ اسکی تذکیر و تانیث مین قطعی حکم نہین ہو سکتا اس لئے کہ وقت استقرائے کلام شعرا جو شعر ملے ہین اُن مین شور و فغان یا نالہ و افغان موزون کیا گیا ہے اور بول چال مین افغان کا استعمال ہی نہیں آپکی رائے یہ ہے کہ فغان پر قیاس کرکے تانیث کو ترجیح دیجاے (ناسخ ۵) اسقدر مشق رہی نالہ و افغان کی ہمین بنیاد محبوب مین ہم طرز سخن بھول گئے (قلق ۵)

جوش گریہ سے خوف طوفان تہا ؛ لب ساحل پہ شور و افغان تہا ؛ صاحب رسالہ تذکیر و تانیث نے اسکو مذکر کہا ہے اور حضرت امیر مغفور کی رائے کا بہی اشارہ فرمایا ہے (مومن ؎) بسبب کیونکہ لب زخم بہ افغان ہوگا ؛ شور محشر سے بہرا اس کا نمکدان ہوگا ؛ (۲) افغان - بقول امیر مسلمانون مین ایک قوم ہے جس کو پٹہان کہتے ہین -

(۱۷۹۹) **افغان برآوردن** استعمال - بمعنی نالہ وفغان کردن است (صائب ؎) از گران جانان جدائی قابل افسوس نیست ؛ در فراق سنگ افغان چون غلاغن بر میارد ؛ (اردو) نالہ وفغان کرنا -

(۱۸۰۰) **افغان روئیدن** استعمال - بمعنی نالہ و فغان برآمدن باشد (ظہوری ؎) رہ احوال ما گویا مغنی می زند امشب ؛ کہ طور دیگر افغان از نہاد چنگ می روید ؛ (اردو) نالہ وفغان نکلنا

(۱۸۰۱) **افغان سر زدن** استعمال - بمعنی برآمدن و بلند شدن نالہ وفغان باشد (ظہوری ؎) افغان زبان سر زدہ از سینۂ دونرخ ؛ از آتش ہجران تو گر جستہ شراری ؛ (اردو) نالہ وفغان نکلنا - بلند ہونا -

(۱۸۰۲) **افغان شکستن بسینہ** استعمال - بمعنی بند شدن و کردن نالہ وفغان باشد (ظہوری ؎) ریش کردی سینۂ تاثیر را ؛ در لب بیچارگی افغان شکن (عرفی ؎) من و شکستن افغان بسینہ در شب غم ؛ بنغمہ سنجی مرغ سحر چہ کار مرا ؛ (اردو) نالہ وفغان کا بند ہونا بند کرنا -

(۱۸۰۳) **افغان کردن** استعمال - بمعنی نالہ وفغان کردن باشد (ظہوری ؎) ازین افغان کہ بلبل کرد در دام ؛ نہ تنہا خود چمن را در قفس کرد ؛ (اردو) نالہ وفغان کرنا -

(۱۸۰۴) **افغان کشی کردن** استعمال - بمعنی افغان

گردون است کہ گذشت (عرفی ؎) در بزم دی ایدلی مکن افغان کشی انجا؛ با نغمۂ بی شعبہ	و آوازہ نہ سازد؛ (اردو) نالہ و فغان کرنا۔

(۱) افکانہ | بقول جہانگیری با اوّل مفتوح ثانی زدہ و کاف عجمی بچۂ را گویند کہ نارسیدہ از شکم مادر بیفتد و آنرا آفکانہ بالف ممدودہ و فکانہ بحذف الف نیز خوانند و صاحب سروری و مؤیّد فرماید کہ اعم است برای بچۂ آدم یا حیوان کہ از شکم مادر افتادہ باشد (امیر خسرو ؎) فلک را ہمش از در خانہ افتد؛ حوادث ز اشکمش افکانہ افتد؛ و صراحت نکردہ کہ بکاف عربی است یا فارسی (ثنائی از ناصری ؎) خام گم نام رفتہ از خانہ؛ کہ بود حیز چنین افکانہ؛ صاحب ہفت صراحت کاف پارسی کردہ و در تعمیم معنی با سروری و مؤیّد اتفاق دارد سنگلاخ آرزو در سراج فرماید کہ این مخفف آفکانہ است کہ در ممدودہ گذشت و ہم او در ممدودہ بر آفکانہ بہ کاف فارسی نوشتہ کہ اغلب کہ ماخوذ است از افگندن لیکن ہنوز معنی ترکیبی آن بوضوح نہ پیوستہ **مؤلّف** عرض کند کہ حالا وقت آن رسید کہ معنی ترکیبی بوضوح پیوندد۔ بخیال ما اصل این فکانہ بدون الف اوّل بکاف عربی است کہ فارسیان بر لفظ فک (کہ در عربی زبان بقول منتخب بمعنی جدا کردن دو چیز بہم در شدہ از یکدیگر و در استعمال فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر انداختن آمدہ ہمچون فکّ اضافت) کلمہ آنہ زیادہ کردند کہ برای اظہار لیاقت آید چون جرمانہ و جادارد کہ آنہ را کلمۂ نسبت گیریم ہمچون ماہانہ و سالانہ و روزانہ (بحث این بر آنہ گذشت) باری حال فکانہ بمعنی حقیقی۔ لائق فک یعنی لائق انداختن و افتادن باشد و کنایہ باشد از بچۂ ناتمام پس الف وصلی در اوّل این آوردہ افکانہ کردند۔ آنانکہ این را بکاف فارسی

گرفته اند مبدل این باشد که کاف عربی بفارسی بدل شود همچون کند و گند که بمعنی آله تناسل آمده و انچه در ممدود به بای عربی و فارسی آبگانه و آپگانه و در مقصوره ابگانه و ابگانه گذشت هم مبدل است که فا به بای عربی و فارسی بدل شود چنانکه زفان و زبان و سفید و سپید و انچه در آبگانه و آپگانه و آفگانه مقصوره بممدوده بدل شد منیخه لب و لهجه مقامی است (اردو) دیکهو آپگانه۔

(الف) افکن | صاحب اند ذکر (الف) کرده که امر (ج) است و هم او (ب) را

(ب) افکندگی | بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بمعنی افتادگی و بندگی و فرسودگی آورده که حاصل

(ج) افکندن | بالمصدر (ج) باشد و بقول ضمیمه برهان کنایه از فروتنی و فضله و

(ج) بقول موارد (ا) بمعنی انداختن و بر زمین زدن فرماید که بکاف فارسی است و مرادف این ابگندن و افگندن و فگندن و اوگندن و اوگنیدن و بیوگندن مؤلف عرض می کند که ما بر ابگندن ببای عربی اشاره این کرده ایم و اپگندن به بای فارسی هم گذشت و این هر دو مبدل (ج) است و نسبت دیگر مرادفات این بجایش ذکر کنیم با مّی حال (ج) بقول متقنین فرس مصدر سماعی است و اصلی و بقول ما قیاسی و جعلی که اصل این فگندن بدون الف وصلی با کاف عربی است و مرکب بالغت عرب فگ و نون زائد و علامت مصدر صراحت فگ بر افکانه کرده ایم۔ آنانکه این مصدر را بکاف فارسی گرفته اند خیال بر ما خذ نکرده اند و جز این نباشد که آن را مبدل این گیریم که کاف عربی به فارسی بدل شود همچون کند و گند پس الف اول این وصلی است و بقول صاحب بجر بمعنی انداختن باشد (کامل التصریف) و مضارع

این افکند (کلیم ؎) کلیم از فکر آن لب ہای پر شور ؛ نمک در دیگ سودا بیش افکن ؛ (اردو) (۱) ڈال۔ ڈالنا کا امر (۲) دیکھو افتادگی۔ فضلہ۔ بقول آصفیہ (عربی) مذکر۔ بولی و برانچ رک۔ (۳) ڈالنا۔ گرانا۔

(۲) افکندن۔ بقول موارد بمعنی گذاشتن ہمچون واپس افکندن و این مجاز معنی اول است (خسرو ؎) آن حرم قدس چو واپس فکند ؛ راہ در اقصای مقدس فکند ؛ مخفی مباد کہ در مصرع ثانی این شعر راہ افکندن متعلق است بہ معنی ہفدہم (اردو) چھوڑنا۔

(۳) افکندن۔ بقول موارد بہ معنی گستردن است چون افکندن سفرہ و بساط و خوان و این مجاز معنی اول باشد (کمال اسمعیل ؎) ہر کجا چہرۂ تو سفرہ خوبی فکند ؛ دہنت آورد آنجا بلبان شیرینی ؛ (ظہوری ؎) بگلذار افکندہ عشرت بساط ؛ نگنجیدہ در پوست گل از نشاط ؛ (ولہ ؎) مگر افکند عشق خوان کرم ؛ کہ کردند ہم کاسہ لاونعم ؛ (اردو) بچھانا۔

(۴) افکندن۔ بقول موارد بمعنی بریدن چون افکندن زبان یعنی بیکار کردنش کہ مجاز معنی اول است (حسین ثنائی ؎) مگر زباغ ارم با صفاش حرفی گفت ؛ کہ تیغ باد سحر غنچہ را زبان افکند ؛ (اردو) کاٹنا۔

(۵) افکندن۔ بقول موارد بمعنی مقابل شدن ہمچون باکسی افکندن (شیخ شیراز ؎) منکہ با موری بقوت بر نیایم ای عجب ؛ با کسی افکندہ ام کو بکسلد زنجیر پا ؛ صاحب ضمیمہ برہان ہم این را بمعنی برابری کردن نوشتہ و سندی پیش نکردہ و صاحب ناصری در ضمیمہ کتاب باستناد ہمین شعر سعدی معنی برابری کردن را آوردہ مخفی مباد کہ این مجاز معنی اول است

(اردو) مقابل ہونا - ہماری راے مین پالا پڑنا - اس کا عمدہ ترجمہ ہے - بقول آصفیہ سابقہ پڑنا (مومن ؎) دل بستگی جو ہے کسی زلف دوتا کے ساتھ ؛ پالا پڑا ہے مجھکو خدا کس بلا کے ساتھ ؛

(۶) افکندن - بمعنی فرود آوردن وخوابانیدن چنانکہ خیمہ افکندن یعنی خیمہ استادہ را فرود آوردن وخوابانیدن - صاحب نوادر ذکر این کردہ (؎) بیفکن خیمہ تا محمل برانند ؛ کہ ہمراہان این منزل روانند ؛ ہم او بحوالۂ خان آرزو فرماید کہ این معنی ضد معنی ہفتم است کہ می آید وخصوصاً چون معنی توقف واقامت در موضعی ملحوظ باشد گویند کہ بادشاہ برکنار دریا خیمہ افکند اندرین صورت معنی ہفتم مراد باشد مؤلف عرض کند کہ این متعلق ومجاز معنی اول است وفرق با معنی ہفتم ظاہر شود از صلہ وقرینہ یعنی چون گوئیم کہ از انجا خیمہ ہا افکندیم وروان شدیم معنی خوابانیدن خیمہ مقصود باشد وبرخلاف این چون خواہیم کہ در انجا خیمہ افکند ومقیم شد معنی ہفتم مراد باشد (اردو) اتارنا - گرانا -

(۷) افکندن - بقول موارد بمعنی نصب کردن وبرپا نمودن ہمچون چارطاق افکندن وخیمہ افکندن ہم درین داخل است (شیخ نظامی ؎) فلک برزمین چارطاق افکنش ؛ زمین برفلک پنج نوبت زنش ؛ مخفی مباد کہ این مجاز معنی اول است (اردو) کھڑا کرنا - قائم کرنا - ڈالنا - جیسے خیمہ ڈالنا -

(۸) افکندن - بقول موارد بمعنی کردن ہمچون شمار افکندن وشکار افکندن وگذر افکندن (نظامی ؎) چو در صید شیران شمار افکنی ؛ بہ تیری دو پیکر شکار افکنی ؛

(جامی ۵۰) گذر افکن بہر باغ و بہاری ؛ قدم نہ بر لب ہر جوئباری ؛ واضح باد کہ این مجاز معنی اول است (اردو) کرنا۔

(۹) افکندن - بقول موارد بمعنی بستن چون امید بخیری افکندن (فرخی ۵۱) چو زیر گشتم و نومید گشتم از ہمہ خلق ؛ امید خویش فکندم بدستگیر جہان ؛ مؤلف گوید کہ مقصود از بستن سپردن باشد و این مجاز معنی اول است (اردو) سپرد کرنا۔ سونپ دینا۔ وابستہ کرنا۔

(۱۰) افکندن - بقول موارد بمعنی نہادن ہمچون پنبہ در گوش افکندن و در افتاب افکندن و دست بر دوش افکندن و رخت افکندن و داغ بخیری افکندن و بنیاد افکندن و راہ افکندن و این مجاز معنی اول باشد (ضیاء الدین بخشی ۵۱) پنبہ اندر گوش خود باید فکند ؛ تا چیز از ذکر تو دیگر نشنود ؛ (محسن تاثیر ۵۲) انداختم بروی تو چشم تر اب را ؛ چندے در افتاب فکندم گلاب را ؛ (ظہوری ۵۳) چنان مست از شوق ہر چیز ہست ؛ کہ بر دوش شاخ افکند جلوہ دست ؛ (صائب ۵۴) و در بنیان در فراز کوہ بید ارند و ما ؛ در رہ سیل حوادث رخت خواب افکندہ ایم ؛ (سلیم ۵۵) در عشق لالہ را سبب اعتبار شد ؛ داغی کہ ما بسینۂ صحرا فکندہ ایم ؛ (میر خسرو ۵۶) چو این بنیاد بد را خود فکندی ؛ گناہ خویش را بر من چہ بندی ؛ (انوری ۵۷) از تو آباد باد فرخ باد ؛ آنکہ بنیاد فرخ تو فکند ؛ بخیال مؤلف برای بنیاد افکندن معنی قائم کردن بہتر از نہادن است و سند راہ افکندن بہ معنی دوم گذشت پس بنیاد افکندن را متعلق بہ معنی مفہوم ہم باید کرد (اردو) رکھنا

(۱۱) افکندن - بقول موارد بمعنی شکستن چون دندان افکندن (میر معزی ؎) چو تیغ او شکند شیر شرزہ را چنگال ٭ چو تیر او فکند پیل مست را دندان ٭ مؤلف عرض کند کہ در اینجا مقصود از معنی دور کردن و جدا کردن است و مجاز معنی اول و ہمین معنی بر معنی چہارم ہم می آید (اردو) توڑنا - گرانا -

(۱۲) افکندن - بقول موارد بمعنی محو و ناپدید کردن ہمچون پی افکندن (امیر خسرو ؎) چو نتوانست خونم را پی افکند ٭ گناہم را سیاست بر وی افکند ٭ و این مجاز معنی اول است (اردو) محو کرنا - مٹانا -

(۱۳) افکندن - بقول موارد بمعنی کاشتن ہمچون افکندن تخم (ثنائی ؎) بسکہ با من سازگاری کرد و من از درد خویش ٭ تخم خواب اندر دماغ پاسبان افکندہ ایم ٭ مؤلف عرض کند کہ از قبیل افشاندن تخم است کہ گذشت - یعنی چون خواہند کہ کاشت تخم کنند تخم را بر زمین بیفشانند و بیفکنند و این متعلق و مجاز معنی اول است (اردو) بونا -

(۱۴) افکندن - بقول موارد بمعنی جدا کردن ہمچون دست از دامان افکندن و لباس افکندن و این مجاز معنی اول است (ثنائی ؎) طاقتم بنگر کز ان تیغی کہ بر سر خوردہ ایم ٭ در دم از دامان لب دست فغان افکندہ ایم ٭ (طالب آملی ؎) آن دل کہ لباس خودی از خویش بیفکند ٭ زین دجلہ خون دامن خاکی گذراند ٭ (اردو) جدا کرنا - کھینچ لینا - اتار دینا

(۱۵) افکندن - بقول موارد بمعنی زدن چون زخم افکندن و این مجاز معنی اول است (صائب ؎) کی بہ شود بہ مرہم زنگار آسمان ٭ زخمی کہ مابدل زتمنا فکندہ ایم ٭ (اردو)

ڈالنا - لگانا -

(۱۶) افکندن - بقول صاحب موارد بمعنی ساختن و درست کردن چنانکہ شراب افکندن (علی خراسانی ؎) بادہ گر خام است بزم عیش ما افسردہ نیست ؛ کردہ ایم از خون صبوحی تا شراب افکندہ ایم ؛ مؤلف عرض کند کہ درین سند افکندن شراب بمعنی ترک کردن است نہ ساختن - اندرین صورت افکندن بمعنی ترک کردن و ترک گفتن باشد نہ ساختن و این مجاز معنی اوّل است (اردو) ترک کرنا - چھوڑ دینا -

(۱۷) افکندن - بقول موارد بمعنی ایجاد کردن و آفریدن باشد چنانکہ نقش افکندن (باقر کاشی ؎) حافظا از شوق بباقر دہد آمرزش خویش ؛ نقش ہر سجدہ کہ بر خاک مصلا فکنم ؛ مؤلف عرض کند کہ درینجا افکندن بمعنی ساختن و قائم کردن است و من وجہ متعلق بہ معنی ہشتم توان کرد و مجاز معنی اول باشد (اردو) قائم کرنا - کرنا -

(۱۸) افکندن - بقول موارد بمعنی منحصر و موقوف داشتن است ہمچون افکندن بر چیزی و این مجاز معنی اول است (صائب ؎) راہ رو را لنگر آرام در منزل خوشست ؛ خواب خود را در زمین بر خلوت گور افکند ؛ (اردو) منحصر کرنا - موقوف رکھنا -

(۱۹) افکندن - بقول موارد بمعنی نوشتن چنانکہ بدفتر افکندن (خاقانی ع) حدیث عشق را بر دفتر افکن ؛ مؤلف عرض کند کہ درینجا افکندن بمعنی متعلق کردن ہم باشد و من وجہ با معنی دوم یعنی گذاشتن ہم تعلق دارد و مجاز معنی اول است (اردو) متعلق کرنا - چھوڑنا - لگانا

(۲۰) افکندن - بقول موارد بمعنی دادن باشد چون آب افکندن در چیزی و بر چیزی -

(جیلانی گیلانی ؎) برگ رو بید از محبت خوشہ بند و از وفا پہ جای آب ارخون ما برتاک انگور افکند۔ مؤلف عرض کند کہ در اینجا معنی ریختن و افشاندن بہتر از دادن است و این متعلق و مجاز معنی اوّل است (اردو) دینا۔ ڈالنا۔

(۲۱) افکندن۔ بہ تحقیق ما معنی آمادہ کردن باشد ہمچون افکندن بہ تقلید و افکندن بخون کہ بجایش می آید و سند این ہم ہمدر اینجا مذکور شود (اردو) امادہ کرنا۔

افکندن آب استعمال۔ این ہمان است کہ در ممدودہ بر آب افکندن بر چیزی گذشت متعلق بہ معنی بستم افکندن۔ سند این ہم در ممدودہ گذشت (اردو) دیکھو آب افکندن بر چیزی

افکندنِ امید استعمال۔ مرکّب اضافی بمعنی امید بستن و امید وابستہ کردن۔ متعلق بہ معنی نہم افکندن و سند این ہم ہمدر اینجا مذکور (اردو) امید وابستہ کرنا۔ سونپ دینا۔

افکندن باکسی (مصدر اصطلاحی) بمعنی مقابل شدن باکسی و این متعلق است بہ معنی پنجم افکندن و سند این از کلام شیخ شیراز ہمدر اینجا گذشت (اردو) کسی کے ساتھ مقابل ہونا۔ پالا پڑنا۔ سابقہ پڑنا۔

افکندن بہ تقلید استعمال۔ آمادہ کردن بر تقلید (ظہوری ؎) سائلان گاہی کریمان را بتقلید افکند پہ خویش را کردم خراب آخر زبس ابرام خویش پہ و این متعلق باشد بمعنی بست و یکم افکندن (اردو) مقلد بنانا مقلد کرنا۔ تقلید پر آمادہ کرنا۔

افکندن بخون استعمال آمادہ بہ قتل کردن و این متعلق بہ معنی بست و یکم افکندن است (عرفی ؎) فرح شادی را بخون افکند و گیرد دل کجاست پہ کافرین بر دست و تیغ عرفی غازی کند (اردو) قتل پر آمادہ کرنا

افکندن بر دفتر استعمال - بمعنی نوشتن بر دفتر و متعلق کردن و گذاشتن بر دفتر ہم باشد و این متعلق است بہ معنی نوزدہم افکندن و سند این ہمہ را بجا مذکور (اردو) دفتر میں لکھنا دفتر سے متعلق کرنا - چھوڑنا -

افکندن بر کسی مصدر اصطلاحی یعنی منسوب کردن بہ کسی و بذمۂ کسی انداختن و این مجاز معنی اول است و سند این بر معنی دوازدہم افکندن (اردو) سر مارنا - بقول آصفیہ ذمے ڈالنا - سر ڈالنا (داغ ؎) ای محبت دل آشفتہ کا سودا دیکھا اس کی زلفوں سے لیا اور میرے سر مارا ؎

افکندن بساط استعمال - مرکب اضافی بمعنی گستردن فرش باشد متعلق بہ معنی سوم افکندن و سند این ہمہ بجا مذکور از قبیل افکندن سفرہ کہ می آید (اردو) فرش بچھانا - بچھا کرنا

افکندن بنیاد استعمال - مرکب اضافی بمعنی قائم کردن بنیاد باشد متعلق بہ معنی دہم افکندن و سند این از خسرو و انوری ہمدرا نجا گذشت (اردو) بنیاد قائم کرنا - بنا ڈالنا

افکندنِ پنبہ در گوش مصدر اصطلاحی مرکب اضافی بمعنی غفلت داشتن و سخن ناشنیدن صاحب بحر بر پنبہ در گوش افکندن ذکر این کردہ متعلق بہ معنی دہم افکندن سند این آنرا ضیاء الدین بخشی ہمدرا نجا گذشت (اردو) کان میں تیل ڈال لینا - کان میں تیل ڈالنا بقول آصفیہ اپنے کو بیخبر اور بہرا بنا لینا - کچھ نہ سننا -

افکندنِ پی چیزی مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی محو و ناپدید کردن نشان آن چیز متعلق بہ معنی دوازدہم افکندن - سند این ہمدرا نجا گذشت (اردو) کسی چیز کو محو کرنا مٹانا - لیے پتا کرنا -

افکندنِ تخم مصدر اصطلاحی - مرکب

اضافی - بمعنی کاشتن و متعلق بہ معنی سیزدہم افکندن و سند این ہمدر انجا گذشت و سند دیگر از کلام صائب یافتہ ایم (ے) نیست صائب غیر آہ نا امیدی خوشہ اش ۔ تخم امیدی کہ من در شورہ زار افکندہ ایم ۔ (اردو) بیج بونا۔ بیج ڈالنا۔ تخم ریزی کرنا۔

افکندن چار طاق | مصدر اصطلاحی مرکب اضافی - بمعنی برپا کردن خیمہ۔ متعلق بمعنی ہفتم افکندن و سند این ہمانجا مذکور (اردو) خیمہ ڈالنا۔ خیمہ استادہ کرنا۔

(۱) افکندن چیزی بچیزی | مصدر
(۲) افکندن چیزی در چیزی | اصطلاحی مرکب اضافی (۱) منحصر داشتن یک چیز بر چیز دیگر باشد و (۲) نہادن و انداختن چیزی در چیزی چنانکہ (۱) افکندن خواب بخلوت و (۲) افکندن گلاب در آفتاب و افکندن آب در شیشہ و مماثل آن و این متعلق بہ معنی ہجدہم افکندن و سند ہر دو ہمدر انجا مذکور شد (اردو) (۱) کسی چیز کو کسی چیز پر موقوف رکھنا جیسے سونے کو خلوت پر موقوف رکھنا (۲) کسی چیز کو کسی چیز میں ڈالنا۔ جیسے بچھونا دھوپ میں ڈالنا۔ پانی بوتل میں ڈالنا۔

افکندن خوان | مصدر اصطلاحی۔ مرکب اضافی بمعنی گستردن خوان از قبیل افکندن بساط و سفرہ باشد و متعلق بہ معنی سوم افکندن و سند این از کلام ظہوری ہمدر انجا گذشت (اردو) دسترخوان بچھانا۔

افکندن خیمہ | استعمال - مرکب اضافی بمعنی فرود آوردن خیمہ استادہ و این متعلق است بمعنی ششم افکندن و سند این ہمدر انجا مذکور (اردو) خیمہ اتارنا۔ گرانا۔

افکندن داغ | استعمال - مرکب اضافی بمعنی نہادن و قائم کردن و زدن داغ باشد و سند این بر معنی دہم گذشت کہ این متعلق بآن است

(اردو) داغ لگانا - داغ دینا - داغ ڈالنا

افگندن دام | استعمال - مرکب اضافی - بمعنی گستردن دام باشد متعلق بہ معنی سوم افگندن (عرفی ؎) دانہ می ریزد تغافل می کند دنی مین نہان پشیوۂ صیاد بی افگندن دام است و بس ؛ (ولہ ؎) ز مشکلات محبت نیفگنم دامی کہ مرغ عقل نسازد بآب و دانۂ خویش (اردو) دام بچھانا -

افگندن در جیب | استعمال بمعنی دہم افگندن متعلق بمعنی نہادن در جیب (ظہوری ؎) در جیب گل افگندہ صبا نافۂ بوئی ؛ گویا کہ سری برزدہ از حلقۂ موئی ؛ (اردو) جیب مین ڈالنا

افگندن دست از دامان | مصدر اصطلاحی - بمعنی جدا کردن دست از دامان باشد متعلق بہ معنی چہاردہم افگندن و سند این از ثنائی ہمدرانجا مذکور (اردو) دامن سے ہاتھ جدا کرنا - کھینچ لینا - دامن چھوڑ دینا -

افگندن دست بر دوش | استعمال مرکب اضافی - بمعنی نہادن دست بر دوش باشد و متعلق بہ معنی دہم افگندن و سند این ہمدرانجا مذکور (اردو) کاندھے پر ہاتھ رکھنا

افگندن دندان | استعمال - مرکب اضافی بمعنی از ہیچ بر کندن و شکستن دندان باشد و متعلق بہ معنی یازدہم افگندن و سند این ہمدرانجا مذکور (اردو) دانت گرانا - اکھیڑنا - توڑنا

افگندن راہ | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی راہ پیدا کردن و قائم کردن کہ بر معنی دہم و ہفدہم ذکرش گذشت و سند این بر معنی دوم مذکور (اردو) راستہ ڈالنا - راستہ قائم کرنا

افگندن رخت | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی نہادن ساز و سامان باشد و متعلق بہ معنی دہم افگندن و سند این از کلام صائب ہمدرانجا گذشت (اردو) ساز و سامان ڈالدینا -

افکندن زبان مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی بیکار کردن زبان و کنایہ باشد از بریدنش متعلق بہ معنی چہارم افکندن و سند این ہمہ را بنجا مذکور (اردو) زبان کاٹ دینا

افکندن زخم استعمال - مرکب اضافی بمعنی کردن و نہادن و زدن زخم متعلق بمعنی پنجم افکندن و سند این ہم ہمہ را بنجا مذکور (اردو) زخم ڈالنا - زخم لگانا -

افکندن سایہ استعمال - مرکب اضافی بمعنی انداختن و کردن و قائم کردن پرتو و سایہ باشد متعلق بہ معنی ہشتم و ہفدہم افکندن (ظہوری) ؎ افکندہ عشق سایہ بفرقم عجیب نیست گر مہر را بخیمۂ نیلوفر آورم ؛ (اردو) سایہ ڈالنا -

افکندن سفرہ استعمال - مرکب اضافی از قبیل افکندن بساط و خوان کہ گذشت و سند این از کلام کمال اسمعیل بہ معنی سوم گذشت کہ این متعلق بہ آن است (اردو) دیکھو افکندن خوان -

افکندنِ سُم مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی کنایہ باشد از لنگ و عاجز شدن چارپایہ و از ہمین مصدر است افکندہ سم کہ می آید و سندش ہم ہمہ را بنجا - و متعلق بہ معنی یازدہم افگندن کہ شکستن است و شکستن لازم و متعدی ہر دو آمدہ پس شکستن سُم سبب لنگ و عجز باشد (اردو) گھوڑے کا لنگڑا ہونا - عاجز ہونا

افکندن شراب مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی ترک کردن شراب باشد صاحب موارد بر معنی شانزدہم ذکر این کردہ و افکندن را بمعنی ساختن گرفتہ ولیکن از سند کلام علی خراسانی کہ ہمہ را بنجا مذکور راست معنی ترک کردن پیدا می شود نہ ساختن و ما اشارہ این در بنجا کردہ ایم (اردو) ترک کرنا چھوڑ دینا -

افکندن شکار استعمال - مرکب اضافی
بمعنی شکار کردن باشد و متعلق بامعنی هشتم
افکندن و سند این همدر انجا گذشت -
(اردو) شکار کرنا -

افکندن شمار استعمال - مرکب اضافی
از قبیل افکندن شکار است که گذشت یعنی
شمار کردن - سند این بمعنی هشتم افکندن
مذکور (اردو) شمار کرنا -

افکندن طرح استعمال - مرکب اضافی
بمعنی طرح نهادن و انداختن و قائم کردن
است مرادف افکندن بنیاد باشد و متعلق
بمعنی دهم و هفدهم افکندن (ظهوری ۵) طرح
محنت خانهٔ افکنده ام در کوی دل ؛ یک
جهان فرهاد و مجنون هر طرف مزدور باد ؛
(اردو) طرح ڈالنا - بنیاد قائم کرنا -

افکندن عنان بچیزی مصدر اصطلاحی
مرکب اضافی - بمعنی حمله کردن به تعجیل و روان
شدن بسوی چیزی - صاحب بحر بر عنان
افکندن بچیزی ذکر این کرده (عرفی ۵)
نومید شو عرفی و افکنده عنان باش ؛ هر خنجر
که از کعبه مقصود نشان نیست ؛ مؤلف
عرض کند که چون خواهند که اسپ را تیز
و تندی برانند عنان را می افکنند که از
تنگ عنانی اسپ نمیتواند که به تندی بدود
و از همین معنی حقیقی معنی مجازی پیدا شد اردو
حمله کرنا - دهاوا کرنا -

افکندن کسی بچیزی مصدر اصطلاحی
بمعنی منسوب کردن کسی به چیزی متعلق است
بمعنی اول افکندن بمجاز (انوری ۵) بچنین
جرم و جنایت که مرا افکند ؛ ای خداوند
خدایت مفکن در اقوال ؛ (اردو) منسوب کرنا -

افکندن گذر استعمال - مرکب اضافی
بمعنی گذشتن باشد و سند این بمعنی هشتم افکندن
گذشت که این متعلق بآن است (اردو) گزرنا

افکندن لباس استعمال - مرکب اضافی بمعنی دور کردن لباس باشد بصلۂ از و سند این بر معنی چہاردہم افکندن مذکور و این متعلق است بآن (اردو) لباس اتارنا۔

افکندن موج مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی قائم کردن موج است متعلق بمعنی ہفدہم افکندن (انوری ۵) صدف افکندہ موج بر کہ او پشہم بر اطراف خویش دریا دانہ (اردو) موج قائم کرنا۔

افکندن نقش استعمال - مرکب اضافی بمعنی ساختن نقش و قائم کردن آن متعلق بمعنی ہفدہم افکندن - سند این ہمہ را بخانہ کور شد (اردو) نقش کرنا۔

افکندہ بقول سروری بمعنی (۱) انداختہ و (۲) بمعنی سرکین - دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ اسم مفعول مصدر افکندن است بر ہمہ معانی آن شامل و معنی دوم مجازاً

(اردو) (۱) ڈالا ہوا - گرایا ہوا - ڈالنا - اور گرانا کا اسم مفعول - مصدر افکندن کے جسقدر معنی بیان ہوے ہین اون سب کا مفعول (۲) میلا - بقول آصفیہ (ہندی) بمعنی بول و براز - فضلہ - مذکر۔

افکندہ سم اصطلاح - بقول برہان و جامع (۱) کنایہ از عجز و زاری بسیار و بقول صاحب بحر و بہار (۲) لنگ و عاجز و از حرکت باز ماندہ صاحب جہانگیری فرماید کہ کنایہ از عجز باشد مؤلف عرض کند کہ این اسم مفعول مصدر افکندن سم است کہ گذشت و مخصوص است برای چارپایان سم دار یعنی چارپائیکہ شکستہ سم باشد و مجازاً بمعنی عاجز آنانکہ معنی این عجز و زاری نوشتہ اند و این را مطلق و عام خیال کردہ اند برای غیر چارپایان ہم سیکندری خوردہ اند قاتل (میر خسرو ۵) رخش علل در دہش افکندہ سم پشہ علت و معلول در و

ہر دو گم شد (اردو) (۱) سم گرا ہوا۔ سم ٹوٹا ہوا چارپایہ (۲) لنگڑا۔ عاجز۔

افکندہ عنان باشیدن مصدر اصطلاحی (۱) عنان را تنگ نہ کردن و افگندن لجام تا اسپ تیز و تند بود (۲) کنایہ باشد از مستعد و آمادہ بودن برای حملہ و این متعلق است با (افکندن عنان بچیزی) کہ گذشت یعنی مصدر مرکب باشد از اسم مفعول آن سند این ہمہ را انجا مذکور بشد (اردو) (۱) باگ ڈھیلی کئے ہوئے رہنا تاکہ گھوڑا خوب دوڑے (۲) حملے اور دھاوے کے لئے مستعد اور آمادہ رہنا۔

افگار بقول برہان و جامع با کاف فارسی بروزن افسار (۱) جراحت پشت چارپا را گویند کہ بسبب سواری و گرانی بار شدہ باشد و (۲) زمین گیر و بجا ماندہ و (۳) آزردہ ہم۔ صاحب ناصری ہم ذکر این کردہ ولیکن نسبت معنی اول بر پشت ریش قناعت کند و دخان آزردہ در سراج فرماید کہ اگرچہ بقول قومی معنی اول مخصوص است بہ دواب ولیکن در استعمال اعم ازان است حتی کہ در جراحات و ہمیہ نیز مستعمل چنانکہ خاطر افگار و خیال خود ظاہر فرماید کہ افگار بمعنی جراحت پشت دواب محل تامل بلکہ اعم باشد و فرماید کہ معنی زمین گیر و بجا ماندہ مجاز باشد و گوید کہ معنی سوم از مجرد افگار حاصل نمی شود بلکہ خاطر افگار و دل افگار بمعنی آزردہ است و صاحب سروری بذکر ہر سہ معانی بالانسبت معنی اول فرماید کہ در کلام اکابر بمعنی مطلق جراحت آمدہ و بقول صاحب رشیدی (۴) ریش و مجروح و آوکار مبدل این۔ بہار گوید کہ مطلق خستہ و مجروح مؤلف عرض کند کہ بخیال ما این از قبیل فشار و بیمار است۔ اصل این (فگار بکاف عربی) باشد کہ مرکب است

از فک و آر بقول صاحب منتخب فک بزبان عرب بالفتح و تشدید کاف جدا کردن دو چیز بهم در شده از یکدیگر فارسیان در استعمال خود تشدید را به تخفیف بدل کردند و با آر که اسم حاضر از آوردن است مرکب ساختند پس فک آر اسم مفعول ترکیبی بمعنی جدائی آورده شده و کنایه از مجروح که مقام جراحت در جسم نوعی جدائی پیدا کند و جا دارد که اسم فاعل ترکیبی گیریم بمعنی جدائی آرنده و کنایه از همان مجروح - و الف اول در افکار وصلی باشد و فتحش خبر می دهد ازین که فکار هم بفتح فا بود - عوام ناواقف از ماخذ استعمالش بالکسر کردند و خان آرزو بر فکار گوید که فکال به لام هم آمده و این مبدل باشد و کسر اول را نوشته و قناعت براین کرد که مخفف افکار قرار داد و تحقیق ما برعکس اوست یعنی افکار مزید علیه فکار باشد آنانکه افکار را بدون صراحت کاف فارسی بجای کاف عربی نوشته اند ازان تائید خیال می شود و آنانکه صراحت کاف فارسی کرده اند آنرا مبدل گیریم که کاف عربی به فارسی بدل شود همچون کند و گند حالا عرض می شود که معنی چهارم یعنی مجروح اصل است و معنی اول یعنی جراحت اعم ازینکه بطور عام گیریم یا مخصوص مجاز آن که معنی حقیقی فک آر بحیثیت اسم فاعل یا مفعول ترکیبی با معنی کنایه جراحت هم تعلق دارد - اکنون باقی ماند معنی دوم و سوم آنرا هم مجاز توان گرفت مخفی مباد که زمین گیر بقول بهار کنایه از چیزیست که از جای خود نتواند جنبید (الخ) یعنی منتهای ناتوان و بجا مانده و صاحب بحر خوش تعریفی کند که افتاده و خاکسار را زمین گیر گویند (انتهی) انچه خان آرزو در سراج نسبت معنی سوم نوشته که خاطر افکار و دل افکار یعنی آزرده است نه تنها فکار قابل

غور است بخیال ما او غور نکرد۔ ہرگاہ افگار را بمعنی حقیقی مجروح تسلیم کردیم و معنی آزردہ را مجازی گرفتیم ہیچ محل اشکال نیست فتأمل۔ فارسیان استعمال این لفظ سینہ بیشتر کردہ اند و برای دل و خاطر و شخص ہم چنانکہ ظہوری گوید (۵۴) نباشد لذتی در شور بختی زندگانی را ؛ کہ مہ روئی نمک بر سینۂ افگار می ریزد ؛ (صائب ۵۴) عشق فکر دل افگار زمن دارد و بیش ؛ دایہ پرہیز کند طفل چو بیمار شود ؛ (ولہ ۵۴) آہ می باشد سلسل خاطر افگار را ؛ در درازی نیست کوتاہی دل بیمار را ؛ (ولہ ۵۴) قسمت خاصان بود ہر چند درد و داغ عشق ؛ عام کن این لطف را بختی باین افگار دہ ؛ (اردو) (۱) چارپایون کی پیٹھ کا زخم جو کثرت سواری یا گرانی بار کی وجہ سے ہوا ہو۔ مذکر (۲) افتادہ۔ عاجز۔ صاحب فراش (۳) آزردہ دیکھو آزردہ (۴) افگار۔ بقول امیر (فارسی) مجروح۔ زخمی۔ چاک چاک (ناسخ ۵۴) پر گیا مژگان قاتل کی جو تلوار دنکا عکس ؛ ہو گیا مانند شانہ ویں افگار آئینہ ؛

افگار شدن استعمال۔ بمعنی مجروح شدن باشد۔ صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ این را بمعنی ماندہ و خستہ شدن آوردہ عیبی ندارد کہ کار را زمعنی مجازی افگار گرفتہ (اردو) افگار رہونا۔ اس کی سند لفظ افگار پر گذری۔ خستہ ہونا۔

افگار کردن استعمال۔ بمعنی مجروح کردن باشد (ظہوری ۵۴) باکہ زد ہجرت دمی کز عمر بیزارش نکرد ؛ سینۂ کو کز خراش کینہ افگارش نکرد ؛ (امیر معزی ۵۴) آن گل ز داغ دست خود افگار کردہ است ؛ ہرگز کسی بدست خود این کار کردہ است ؛

(۱۴۴۷)

(۱۷۶۹)

(اردو) مجروح کرنا۔

انگار ماندن استعمال۔ بمعنی مجروح شدن است (ظہوری ؎) چہ می پرسی زکار من زبان از کار می ماند ؛ بپوشان چشم از زخم نگاہ انگار می ماند ؛ (اردو دیکھو انگار شدن۔

انگانہ بقول برہان و رشیدی و جامع و (دری و پہلوی) بچہ نارسیدہ کہ از شکم مادر افتد مؤلف عرض کند کہ ہمان انگانہ کہ بکاف عربی گذشت۔ صراحت ماخذ ہمہ را اینجا کردہ ایم و این مبدل آن باشد ہمچون کندہ و گندہ (اردو) دیکھو انگانہ۔

(۱) افلاطن (۱) بقول برہان بضم طای حطی مخفف و معرب (۲) باشد و او حکیمی

(۲) افلاطون بود مشہور و معروف در زمان سکندر و استاد ارسطو است و سازا رعنو مخترع او ست صاحب مؤید ہم ذکر این کردہ و (۲) بقول بہار افلاطون و فلاطون و فلاطن مرادف یکدیگر (انوری ؎) کمینہ چاکر علت ہزار افلاطون ؛ کمینہ بندہ فضلت ہزار اسکندر ؛ صاحب انند صراحت کند کہ افلاطون لغت یونانی است (اردو) افلاطن اور فلاطون۔ بقول امیر یونان کے ایک بڑے مشہور حکیم کا نام ہے جو ارسطو کا استاد تہا اور سقراط کا شاگرد (اسیر ؎) وہ مے کش ہون کہ ہین سامان میخواری تو کیا غم ہے ؛ تن خاکی خم افلاطون کا چلو ساغر جم ہے ؛ آپ فرماتے ہین کہ یہ پہلا حکیم ہے جس نے حکمت اشراقی کے اصول درست کئے ۳۰۰ برس قبل پیدایش مسیح علیہ السلام پیدا ہوا۔ ابتدا مین اسکی طبیعت صنعتون کی طرف متوجہ تہی اور شعر کہنے کا بہی شوق تہا بیس برس کی عمر مین قصائد مثنویان اور کئی دیوان تصنیف کئے بعد اس کے حکمت و فلسفہ

کی طرف مائل ہوکر آٹھ برس تک سقراطیس کی خدمت مین رہا - سقراطیس کے مرنے پر علم کا بہت ذخیرہ جمع کرکے مقام اثینہ مین ایک مدرسہ قائم کیا اور آخر عمر تک پڑھانے کا شغل رکھا - اسکی خوش بیانی کی دھوم یہانتک ہوئی کہ عورتین بھی مشتاق کلام ہوکر مردون کے لباس مین آتی تھین ۸۰ برس کی عمر مین انتقال کیا یہ حکیم ذی اخلاق خوش صفت تہا تالیفات مین جو فلسفیات افلاطونہ کے نام سے مشہور ہین پینتیس مباحث اور تیس مکتوبات ہین جن مین مختلف فنون طبعیات منطق - سیاست - مدن - علم تہذیب اخلاق وغیرہ کا بہی ذکر ہے - شعرا جو افلاطون کے ساتھہ خم کا ذکر کیا کرتے ہین اسکا نشا رتراجم افلاطون سے معلوم نہین ہوتا - البتہ صاحب غیاث اللغات نے بحوالہ کتب تاریخ لکھا ہے کہ افلاطون اپنی آخر عمر مین ایک بڑے خم مین بیٹھ گیا شاگردون نے اوس کی وصیت کے موافق اس خم کا منھ بند کرکے ایک پہاڑ کے غار مین رکھدیا -

افلاک | بالفتح لغت عرب است جمع فلک بمعنی آسمانہا فارسیان این را با الفاظ فارسی مرکب کردہ استعمالش بمعانی خاص کردہ اند کہ در ملحقات می آید (صائب ؎)

یک دل بیدار در نہ پردۂ افلاک نیست ؛ پردہ خواب است گویا پردۂ این سازہا ؛

(اردو) افلاک - بقول امیر - فلک کی جمع - آسمان (بحر ؎) آج دنیا مین گلہ کرتے ہین جو افلاک کا ؛ کل وہی زیر زمین شکوہ کرین گے خاک کا ؛

افلاک شناسان | اصطلاح - بقول صاحب بحر عجان - صاحبان ضمیمہ برہان و مؤید ہم در این کردہ اند - صاحب ناصری از کلام نظامی سند آوردہ (؎) دفتر افلاک

شناسان بسوزند دیدۂ خورشید پرستان بدرند
مؤلف عرض کند کہ معنی لفظی این دو اندگان
احوال افلاک و سیارگان فلک پس کنایہ باشد
از منجمان (اردو) منجمین۔ علم نجوم کے عالم
واقف۔

افلاک ظل اصطلاح۔ بقول بحر معنی
بسیار حمایت صاحب ضمیمۂ برہان گوید کہ مراد
آسمان سایہ بمعنی بسیار حمایت۔ صاحب مؤید
فرماید کہ بمعنی سخت حمایت کذا فی الادات
و این صفت بادشاہی کہ سایۂ لطف او محیط باشد
جملہ عالم را مانند افلاک۔ پس معنی ترکیبی سایۂ
ہمچون افلاک است چنانچہ شیر دل ای دل
ہمچون شیر است و این ترکیب در اصل صفت
موصوف بود بر وجہ تشبیہ و بعدہ مقلوب کردند
مؤلف عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است
یعنی مثل افلاک سایہ گستر و شیر دل ہم ازین
قبیل است (اردو) مثل افلاک کے سایہ گستر۔ بادشاہوں کی صفت۔

افلاک نشینان اصطلاح۔ صاحب
انند بحوالہ بہار گوید کہ بمعنی منجمان است و بہار
ازین ساکت و سندی کہ برای این پیش کردہ
ہمان شعر نظامی است کہ بر افلاک شناسان گذشت
بدین تصرف کہ در مصرع اول بجای افلاک شناسان
افلاک نشینان نوشتہ و دیگر کسی از محققین ذکر
این نکردہ۔ بخیال ما قاصر او بیش نیست و جا
دارد کہ بلحاظ معنی لفظی این کنایہ گیریم از کواکب
ولیکن سند استعمال باید و نمیشود کہ منجمان را
افلاک نشینان گوئیم فتأمّل (اردو) دیکھو
افلاک شناسان۔

افلاکیان بقول برہان و ہفت بکسر
کاف (۱) کنایہ از ثوابت و سیارات و
(۲) طائفہ باشد از پری و نیان و بدنہ ہان۔
صاحب شمس بذکر ہر دو معنی بالا فرماید کہ (۳)
کنایہ از ملائکہ ہم مؤلف عرض کند کہ ہر سہ معنی

خلاف قیاس نیست و بهر سه کنایه باشد- اینچه طائفه بی دینان را افلاکیان گفته اند وجه آن این است که اعتقادشان بر سیارگان و اجرام فلک است (اردو) (۱) ستارے (۲) ایک طائفہ کا نام افلاکیان ہے جو بد مذہب اور بے دین ہے (۳) فرشتے - ملائک -

(۱) افند (۱) بقول صاحب نوادر و شمس بمعنی جنگ و خصومت - صاحب

(۲) افندیدن (دری و پهلوی) هم ذکر این کرده مؤلف عرض کند که همین لغت در محدوده هم گذشت محدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است بتحقیق ما این اسم جامد فارسی زبان است و اسم مصدر (۲) و (۳) مصدر ریست مرکب از (۱) نیز یارت یای معروف و علامت مصدر که بقول صاحب بحر و برهان بمعنی خصومت و جنگ کردن است (سالم التصریف) صاحبان ناصری و جامع و سراج و نوادر هم ذکر این کرده اند و همین مصدر در محدوده هم گذشت بخیال ما اصلی است که از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و بقول متقنین فرس جبلی که اصول شان بر نقط اسم مصدر گذشت (اردو) (۱) دیکھو آفند- (۲) دیکھو آفندیدن-

افواه بقول صاحب منتخب بالفتح جمع فوه و چیزهای خوشبو که بدان بوی خوش را اصلاح دهند و نیکو سازند چنانکه توابل چیزی که بدان طعام را خوشبو کنند چون کشنیز و جز آن و صاحب قاموس گوید که افواه توابل یا انچه بدان بوی خوش را اصلاح کنند و اقسام شگوفه و انواع هر چیز و احدش فوه- صاحب غیاث فرماید که مجازاً بمعنی شهرت مستعمل مؤلف عرض کند که فارسیان این را به معنی بیان کرده غیاث استعمال کرده اند

(ظہوری ؎) ناصح زبان بہ بند کہ صد سعی کردہ ایم ۔ تا قصہ برگزیدۂ افواہ گشتہ است
(ولہ ؎) فتادہ در دہن عام قصہ خاصان ۔ حکایت از لب افواہ برنگردانیم (انوری
؎) تا کہ در افواہ خلق ہست کہ از چار طبع ۔ اصل فساد جہان فرع کہ گوہر شکست
(اردو) افواہ - بقول امیر (عربی) مونث - فوہ کی جمع جسکے معنی منھ یعنی کوئی بات
بہت سے منھون مین پڑنا مجازاً اڑتی ہوئی خبر - مشہور بات جس کی اصل نہ ہو (آتش ؎)
چھوڑ کر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور ۔ کب یقین لاتا ہے دانا دور کی افواہ کا (میر ؎)
کلی سا ہے کہتے ہین منھ یار کا ۔ نہین معتبر کچھ یہ افواہ ہے

افیلون | بقول برہان بالام بروزن شیخون درمنہ کوہی را گویند - اگر خاکستر آنرا با روغن
بادام بر موضع ریش بمالند موی برآرد و آنرا العربی شیخ خوانند - صاحب ہفت و جامع
ہم ذکر این کردہ صاحب محیط بر افلین فرماید کہ افیلون و افلیون ہر سہ اسم شیخ جبلی است
کہ آنرا بفارسی درمنہ کوہی گویند و بر درمنہ گوید کہ بکسر دال مہملہ و سکون رای مہملہ و فتح میم و نون
و ہا اسم فارسی است و بیونانی سار یقون و اقدینا و سوریون و بسریانی ایردتا و بہ رومی
ابر یطون و بعربی شیخ و بہندی جوہری جوایں گویند و گویند کہ آن اشراس است کہ نیخ
آن خشی و قسم سوم آنرا بقول بعض افسنتین البحری نیز نامند و جبلی آنرا بیونانی افیلون خوانند
گرم و خشک در سوم و بقول شیخ گرم در دوم و خشک در سوم جمیع اقسام آن محلل ریاح - مقطع
ملطف و مسکن و در آن قبض کمتر از افسنتین است و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو)
صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام ترک فرمایا ہے اور شیخ پر لکھا ہے کہ درمنہ ہی

جسکو عربی مین خشرک بھی کہتے ہین ایک گھانس کا نام مشابہ برگ سداب - سدّون کو کہولتی ہے بلغم کو چھانٹتی ہے اور اورام کو تحلیل کرتی ہے اور پیشاب اور حیض جاری کرتی ہے (الخ) اور بقول محیط اعظم اسکا ہندی نام جوہری جوانہ ہے -

افیون بقول برہان (۱) معروف است کہ تریاک باشد و بعربی لبن الخشخاش گویند اگر قدری ازان بخود بگیرند زحیر را سود دہد و (۲) کنایہ از سیاہ - صاحب ناصری فرماید کہ اصل این اپیون است و اپیون ہم ہر دو بہ بای فارسی و افیون معرب باشد و اکنون بتریاک مشہور - دافع زہر و خود زہر - خان آرزو در سراج فرماید کہ ہمان شیرہ خشخاش کہ آنرا تریاک نیز گویند لیکن تریاک در اصل بمعنی پازہر باشد و بمعنی افیون متحدث و فرماید کہ خود افیون (۳) بمعنی پازہر آمدہ چنانکہ ظہوری گفتہ (بیت) زخم خوب است اگر سنخرہ مرہم نشود ۔ زہر من نیست اگر دستخوش افیون است ۔ صاحب جامع بر معنی اول قانع و دو آرستہ معنی اول و سوم را ذکر کردہ بہار گوید کہ بمعنی اول مبدّل اپیون باشد و بمعنی سوم ہم آمدہ و بہ صراحت سند ظہوری فرماید کہ من در اینجا بمعنی چیزی است شیرین کہ مثل تریاکین از ہوا بریزد و منعقد گردد صاحب سخندان گوید کہ این را در فارسی اپیون و افیون و ہپیون نام است و در سنسکرت آہیپھن کہ مرکب است از آہی بمعنی مار و پھن بمعنی کف کہ بحالت غیض و غضب وغیرہ از دہن انسان برزد و بدین وجہ کہ از درخت خشخاش شیرہ اش کہ افیون است ہمچو کف می ریزد و رنگش ہم سیاہ می باشد و از خوردنش ہوش ہم از سر رود - اہل سنسکرت این را آہی پھن نام کردند (انتہی) صاحب سوا رلسبیل فرماید کہ بیونانی این را اُپیان نامند

صاحب خزانة اللغات آورده که او را در انگلیسی زبان او پیم نام است و در اردو افیم
و صاحب محیط اسم یونانی این ابیون به بای عربی نوشته و افیون را معرب گفته و مأخذ
ماخذ و خاصیت و طبیعت این بحثی مختصر بر ابیون کرده ایم که گذشت - صاحب برهان ابیون
را به بای عربی هم آورده بالجمله این قدر متحقق است که افیون معرب یا مبدل (ابیون
به بای فارسی) است همچون سپید و سفید و ابیون مبدل (ابیون به بای عربی) چنانکه
تب و تپ و ابیون را لغت یونانی گیریم چنانکه بالا مذکور شد یا خود ابیون را که بای فارسی
است مبدل (اُپیان یونانی) که فارسیان الف دوم را به واو بدل کردند همچون تاغ
و توغ - بهر دو صورت بنیاد این از لغت یونانی یافته می شود و جا دارد که لغت فارسی
گیریم و اصلش آبیون باشد و حقیقتش بر ابیون بیان کرده ایم و نسبت ابیون عرض می شود که
بقاعدهٔ فارسی تبدیل الف به های هوز آمده چنانکه انباز و هنباز و یاسا و یاسه (اردو)
(۱) دیکھو ابیون - (۲) سیاه - کالا - (۳) تریاق - بقول صاحب آصفیه (معرب) اسم
مذکر - زہر مہرہ - فاد الزہر - ایک خاص قسم کی معجون جو دفع زہر کے لئے بناتے ہین -

افیون خوردن حوادث | مصدر اصطلاحی بقول بحر و ضمیمهٔ برهان کنایه از معدوم شدن حوادث باشد مؤلف عرض کند که این خلاف قیاس است زیرا که افیون خوردن کسی را و رای معنی حقیقی آن کنایه توان گرفت از غافل شدنش که از خوردن افیون غفلت پیدا شود پس معنی معدوم شدن محتاج سند است حیف است که پیش نشد (اردو) حوادث کا دفع ہونا - معدوم ہونا -

افیون دادن | (مصدر اصطلاحی) بمعنی حقیقی

صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت بخیال
ماکنایہ باشد از غافل کردن (خان آرزو ۵)
در خور قسمت درین محفل رسد ہر خشک و تر ؛
ساقی آردی بہ محفل شیخ را افیون دہد ؛ (ظہوری
۵) جان دہد بیچارگی را چارہ سازیہای
چرخ ؛ کردہ زہرم در گلو فریاد اگر افیون دہد ؛
(اردو) افیون کہلانا - غافل کرنا -

(۱) افیون در بادہ ریختن
(۲) افیون در بادہ کردن
(۳) افیون در شراب ریختن
(۴) افیون در شراب کردن
(۵) افیون در می کردن

مصادر اصطلاحی صاحب بحر ذکر (۱) تا (۴) کردہ فرماید کہ بمعنی پشت دادن شراب را تا مستی گذارہ آرد - بہار ذکر (۱) و (۴) کردہ معنی با صاحب بحر متفق و صاحب آصفی (۵) را نوشتہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ ہمہ مرادف یکدیگر باشد بمعنی امداد شراب در زیادتی نشہ کردن (خسرو ۵) تا ہر کہ باشد یار تو بیخود شود در کار تو ؛ ای زبرلب گفتار تو در بادہ افیون ریختہ ؛ (حافظ شیرازی ۵) ساقی اندر قدحم باز می گلگون کرد ؛ و می کہنہ دیرینۂ ما افیون کرد ؛ (اردو) شراب میں افیون ملانا - اسکی نشہ کو بڑھانا -

افیون زدن (مصدر اصطلاحی) بقول بحر و بہار بمعنی افیون خوردن (میر خسرو ۵) این تنگنا نہ موقع خواب است سر بردار ؛ افیون زدست حارس و مست است پاسبان ؛ (ملا فوقی یزدی ع) از برای منع از زوال آنکہ افیون می زند ؛ (اردو) افیون کہانا -

افیونی بقول صاحب جامع (۱) تریاکی باشد و (۲) کنایہ از عادت کردن بچیزی کہ قدرت بترک آن نداشتہ باشد مؤلف گوید کہ کنایہ از معتاد و خوگرفتہ مطلقاً (ظہوری ۵) چرا افیونی زہرش نگردم ؛ کہ خلقی را زشکر بگذرانم ؛

(اردو) (۱) افیونی - افیچی - افیمی - بقول امیر افیون کا عادی (۲) عادی بقول آصفیہ خوگر - خوگرفتہ وہ شخص جسے کسی امر کی عادت پڑگئی ہو آپ فرماتے ہین کہ چونکہ یہ لفظ عربی - فارسی مستند لغات یا کلام مین اس طرح نہین آیا اسوجہ سے اہل اردو کا مخترع قرار دیا گیا - لتیا -

(۱) افیونی چیزی شدن | مصدر اصطلاحی

(۲) افیونی چیزی گشتن | (۱) بقول بحر و بہار عادت کردن بچیزی کہ بر ترک آن قادر نباشد مؤلف عرض کند کہ (۲) مرادف

(۱) (باقر کاشی ۵۱) باقر من و غم جدا نگردیم زہم ؛ افیونی آشنائی ہم شدہ ایم ؛ (ظہوری ۵۲) کردہ زخمم پس سر آرزوی مرہم را ؛ حیف در دست کہ افیونی افسون گردد ؛ سندے از کلام ظہوری بر لفظ افیونی گذشت

(اردو) (۱) و (۲) کسی چیز کا نہایت عادی ہونا جو چھوٹ نہ سکے دکن مین افیونی ہونا کہتے ہین جیسے "کرم علی تو پتنگ بازی کا افیونی ہوگیا ہے" جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پتنگ بازی کو ترک کرنے پر خود قادر نہین ہے - لتیا ہونا

(۱۷۸۰)

الف مقصورہ با قاف

اقارون | بقول برہان و ہفت و مؤید بارای قرشت بر وزن فلاطون لغتی است یونانی و بعضی گویند رومی و آن دوائی باشد کہ بفارسی اگر و بعربی عود الوج خوانند و سطبر و گرہ دار و سفید می باشد قوت باہ دہد صاحب محیط بر اقارون فرماید کہ وج را گویند و بر اگر گوید کہ اسم عود ہندی است و بروج نوشتہ کہ بفتح واو و تشدید وجیم عود الوج و رنجبیل العجم و بیونانی اقرون و برومی اقارون و بہندی نیخ نامند (الخ) مؤلف عرض کند کہ این دارو ئے است کہ تعریف کاملش بر (اودی) کردہ ایم (اردو) دیکھو اودی

اقاقیا بقول برہان بکسر قاف و تحتانی بالف کشیدہ عصارہ خاریست کہ پوست را بدان دباغت کنند و آن صلب و سیاہ رنگ می باشد و بعضی گویند کہ صمغ خار مغیلان است اگر خون برگیرند قطع خون رفتن کند و بقول مؤید صمغ درخت مغیلان کہ ہندی کیکر نامند صاحب محیط فرماید کہ بسریانی وعیا گویند و آن اسم یونانی عصارۂ شجر شوکہ مسمی بہ قرظ است و قرظ ثمر شنط کہ آن را بمصری شوکہ ام غیلان و بفارسی خار مغیلان و ہندی ببول و کیکر نامند و صمغ آن صمغ عربی و اقاقیا را ہندی (کیکر کا رس) و بفرنگی اکاکیا و آن عصارہ از ثمر آن یا برگ آن یا از ہر دو با ہم میگیرند۔ گیلانی گفتہ کہ آن عصارہ ثمر درخت بسیار خار دار است کہ از پوست و ثمر این درخت ادیم را دباغت می دہند و آن شجر را قرظ نامند و صاحب صیدنہ گفتہ کہ اقاقیا اسم رومی است و بسریانی وعیا قرظی و بفارسی ملبند و اطبا اختلاف درین نکردہ اند کہ آن از قرظ است و اختلاف در صفت واقع شدہ جالینوس گفتہ کہ آن صمغ آنست و اریباسوس گوید کہ آن عصارہ آنست کہ خشک می کنند و قرص می نمایند و شیخ الرئیس فرماید کہ آن عصارہ قرظ است و شارح کاذرونی فرمودہ کہ قول حق آنست کہ شیخ در تعریف آن گفتہ و صحیح ترین اقوال آنست کہ عصارہ نوعی از ارام غیلان باشد کہ قرظ نامند و غیر مغسول آن سرد در اول و خشک در دوم و مغسول آن سرد و خشک در دوم بالجملہ اقاقیا مجفف و قابض و مانع سیلان خون و قاطع نفث الدم و مقوی معدہ و جگر و منافع بسیار دارد (انخ) (اردو) درخت کیکر یا ببول کا رس یا شیرہ۔ صاحب آصفیہ نے کیکر پر ببول کا ذکر فرمایا ہے اور فرماتے ہین اسکی چھال سے چمڑا رنگا جاتا ہے۔

اقامت بقول بهار استادن و برپا داشتن و فارسیان (۱) بمعنی درجای بودن و تمکن گرفتن بالفظ کردن استعمال کنند و (۲) بمعنی ضیافت شخصی که از جای وارد شود بالفظ فرستادن استعمال نمایند - خان آرزو در چراغ گوید که لفظ عربیست بمعنی معروف و فارسیان بمعنی ضیافت شخصی که جائی وارد شود - نیز آرند مؤلف عرض کند که ما صراحت استعمال این با مصادر فرس در ملحقات کنیم و در اینجا همین قدر کافی است که استعمال این در فارسی بدون ترکیب با مصدر فارسی بمعنی حاصل بالمصدر باشد و بمعنی اوّل خصوصیت مصدر کردن نیست چنانکه از ملحقات ظاهر شود و نسبت معنی دوّم خیال ما نیست که بعض شعرا اقامت را با مصدر فرستادن مرکب کرده بمعنی سامان مهمانی فرستادن گرفته نه ضیافت اگرچه ضیافت خود مهمانی است ولیکن سازه سامان دیگر هم لازمهٔ آن است و این همه لوازم - مجازاً پیدا می شود از معنی اول چنانکه حکیم شفائی گفته (ه) چون آمدم بدهر فرستاد آسمان ۞ صد گونه رنج و غصه به رسم اقامتم ۞ اشرف مازندرانی در کلام خود اقامت را بمعنی فرش و بساط آورده و این هم در سامان مهمانی داخل باشد (ه) شب از مهتاب بامش باج می داد ۞ بهر منزل اقامت می فرستاد ۞ شاعر گوید که شب بام ممدوح ما را باجگزار بود از مهتاب یعنی باج مهتاب پیش می کرد و در هر منزل بامش از مهتاب بساط می گسترد - خصوصاً فرشی که آنرا در هندی چاندنی گویند که با مهتاب تشبیه لفظی و معنوی دارد خان آرزو و بهار هر دو که باستناد همین شعر معنی ضیافت را پیدا کرده اند بخیال ما درست نیست زیرا که از مهتاب ضیافت بام کردن هیچ لطف ندارد و معنی سامان مهمانی اندر اینمقام دل چسپ تر است و این معنی لفظ اقامت نظر بمعنی اولش

تعلق مجاز ہم دارد فاعل (اردو) (۱) اقامت - بقول امیر - عربی - مونث - ایک جگہ قیام کرنا - ٹھہرنا (۲) مہمانی کا سامان - مذکر - جس مین فرش فروش سامان حوائج ضروری - مقام اور ضیافت سب داخل ہین -

اقامت بالیستن استعمال - بمعنی ضرور و لازم گردیدن و در کار گشتن اقامت باشد (عرفی ؎) تا یکی شاہد معنی بکشد بند نقاب عمر ہا بر در اندیشہ اقامت باید ؛ (اردو) اقامت لازم ہونا -

اقامت دادن استعمال - بمعنی قائم کردن است - صاحب آصفی ذکر این کردہ (خسرو دہلوی ؎) قامت خود کرد مؤذن دراز ؛ داد اقامت بستون نماز ؛ (اردو) قائم کرنا -

اقامت داشتن استعمال بمعنی سکونت پذیر بودن است - صاحب آصفی ذکر این کردہ (نثر حزین اصفہانی) او در آن شہر اقامت داشت ؛ (اردو) سکونت رکھنا -

اقامت طلبیدن استعمال - بمعنی خواہش اقامت کردن است صاحب آصفی ذکر این کردہ (صائب ؎) آنکہ از عمر سبک سیر و فا می طلبد ؛ لنگر از سیل و اقامت زہوا می طلبد (اردو) اقامت کی خواہش کرنا -

اقامت فرستادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت خان آرزو و بہار بر لفظ اقامت ذکر این بمعنی ضیافت فرستادن کردہ اند و ہر دو از کلام اشرف مازندرانی سند آوردہ کہ بر لفظ اقامت مذکور شد مؤلف عرض کند کہ معاصرین عجم استعمال این بدین معنی نمی کنند و از متقدمین استعمال کسی کہ پیش ما ست ہمین یک شعر اشرف

مازندرانی است که از ان معنی ضیافت را اول خان آرزو پیدا کرد و بهار پیروی او نمود - خان آرزو برای این معنی بجز خودت طبع و معنی آفرینی خود سندی از صاحبان تحقیق نه گرفت و محققین فرس از استعمال لفظ اقامت بدین معنی ساکت اند و ما خیال خود را نسبت این مصدر مرکب بر لفظ اقامت ظاهر کرده ایم که بمعنی سامان مهمانی فرستادن است (اردو) مہمانی کا سامان بھیجنا

اقامت کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که مؤلف گوید که بمعنی قیام بخشیدن و قائم داشتن است چنانکه نظامی گوید (۵) سخن چون گرفت استقامت بمن ؛ اقامت کند تا قیامت بمن ؛ یعنی بمن اقامت بخشد تا قیامت ای بوجه سخن خود تا قیامت نام من زنده باشد (اردو) قائم رکھنا -

اقامت کشیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی قیام اختیار کردن است (خسرو) مؤذنش انجا که اقامت کشید ؛ قامت موزون نتواند رسید ؛ (اردو) قیام اختیار کرنا -

اقامت نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی سکونت اختیار کردن است (نشر خرین اصفهانی) بالجمله از دو سال افزون دران ولایت اقامت نمود ؛ (اردو) سکونت اختیار کرنا - رہنا

اقبال | بقول بهار و منتخب ضمان کسی را قبول کردن و پیش آمدن و روبچیزی آوردن و چیزی پیش کسی داشتن و سعادت مند شدن و روی کسی بچیزی گردانیدن - بهار گوید که فارسیان (ا) بمعنی دولت و قوت و طالع استعمال کنند و این گویا از معنی سعادت مند شدن اخذ کرده اند و بلند از صفات اوست و بصلهٔ به و از مستعمل (صائب ۵) بوسه ها بر دست خود داد است معمار ازل ؛ تا با اقبال بلند آن طاق ابرو بسته است ؛ (واله ۵) ز اقبال

محبت در مقامی می زنم جولان ؛ کہ طفل نی سوار آید بچشم دار منصورش ؛ (شفیع اثر ؎)
چون دولت زمانہ محال است بی زوال ؛ گیرم چو آفتاب شد اقبال من بلند ؛ مؤلف
عرض کند کہ (۲) در استعمال فارسیان اقبال بمعنی قبول کردن ہم بنظر آمدہ کہ در ملحقات بر
اقبال خواستن می آید (اردو) (۱) اقبال - بقول امیر (عربی) - مذکر - ادبار کی ضد -
خوش نصیبی - زمانے کا موافق ہونا - (کیف ؎) رہیگا چار دن بہی کب ترا اقبال اے منعم ؛
نہین ممکن کہ اک گہر مین غلام بی وفا ٹھہرے ؛ (۲) قبول - گوارا - پسند (اسیر ع)
جنّت نہ ہاتہہ آئے تو دوزخ قبول ہے ؛

اقبال ایستادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قائم و موجود بودن دولت و طالعمندی است (فیضی ؎) در ہای طرب بر وکشادہ ؛ اقبال بہر در ایستادہ ؛ (اردو) اقبال قائم رہنا -

اقبال خواستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی خواہش اقبال کردن است (حسن مشہدی ؎) کمش دامن زبخت تیرہ گر اقبال می خواہی ؛ کہ اقبال سیاہی می نشاند نقش خاتم را ؛ (اردو) اقبال چاہنا -

اقبال سکندر | استعمال (۱) مرکب اضافی

اقبال سکندری | بقول بہار معروف مؤلف عرض کند کہ بمعنی حقیقی و (۲) بہ یای نسبت مرکب توصیفی - کنایہ از منتہای اقبال است (سیدی محمد عرفی ؎) اقبال سکندر بجہان گیری نظم ؛ برداشت بیک دست قلم را و علم را ؛ (نظامی ؎) کنون بر بساط سخن پروری ؛ زنم کوس اقبال اسکندری ؛ (اردو) (۱) سکندر کا اقبال (۲) انتہای اقبال - بہت بڑا اقبال -

اقبال کردن مصدر اصطلاحی - بمعنی پسند و قبول کردن - (ظہوری ؎) مکحل گشتہ چشم دولت از خاکسترم آری ؛ بنخا شاک وجودم آتش اوکردہ اقبالی ؛ (اردو) قبول کرنا - پسند کرنا -

اقبالمند استعمال - بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بمعنی صاحب اقبال است و بقول برہان مند بروزن قند بمعنی صاحب و خداوند باشد ہمچون دردمند و حاجت مند پس اقبالمند ازہمین قبیل است اسم فاعل ترکیبی - معاصرین عجم ہم استعمال این کنند (اردو) اقبالمند - بقول امیر - صاحب اقبال - نصیب والا - خوش قسمت ؛ (رشک ؎) ارباب وصل ہستے ہین مہجورون پر بجا ؛ اقبالمند اورہے غمناک اورہے ؛

اقبالی کردن استعمال - بیای نسبت بمعنی صاحب اقبال کردن است - بہار بر لفظ اقبالی گوید کہ بمعنی کار اقبال است وسندی کہ از شیخ العارفین پیش کردہ مصدر اقبالی کردن راست (؎) ننگ و رعشق وجنون نام مرا عالی کرد ؛ آمد ادبار درین کوچہ و اقبالی کرد ؛ (اردو) صاحب اقبال کرنا - اقبالمند کرنا -

اقبال یک ہفتہ اصطلاح - مرکب اضافی - بقول صاحب بحر و مؤید وضمیمہ برہان بمعنی دولت اندک روزہ مؤلف گوید کہ کنایہ باشد (اردو) چند روزہ دولت عارضی اقبال - اقبال چند روزہ -

اقتباس بالکسر - لغت عرب است - بقول منتخب بمعنی آتش فراگرفتن و علم آموختن - از کسی وفایدہ گرفتن - بہار ذکر این کردہ - فارسیان این را با مصادر کردن و نمودن مرکب کردہ بمعنی مصدری استعمال کنند و بدون ترکیب بمعنی حاصل بالمصدر یعنی استفادہ (صائب ؎) نباشد ز اقتباس نور چشم ماہ را سیری ؛ الٰہی ہیچ کافر نشکند نان گدائی را ؛ (اردو)

اقتباس - بقول امیر عربی - مذکر روشنی لینا کسی تالیف یا تصنیف سے کچھ انتخاب کرکے اپنے کلام میں داخل کرلینا (امیر ۵) تارے مہر سے جب کفش یار کے چمکیں ؛ نجوم کو ہوس اقتباس ہو کہ نہ ہو ؛

(۱) اقتباس کردن | استعمال - یعنی کی بہر چشمی نظر بازان تماشایش کنند ؛ ہم مگر

(۲) اقتباس نمودن | حاصل کردن نور اقتباس از روی زیبایش کنند ؛ (نصیر

چیزی و فائدہ گرفتن - صاحب آصفی ذکر ہمدانی نثر ۲) از باطن فیض مواطن جد نزرگوار

این کردہ از معنی ساکت (انوری ۵) انظر دنا خویش و سائر روشندلان آن سرزمین اقتباس

تقتبس من نورکم کای گفت چرخ ؛ کانفتا نور بختیاری و التماس فتوحات غیبی نمودند

از آفتاب ہمتش کرد اقتباس ؛ (صائب ۵) (اردو) اقتباس کرنا کسی چیز کا حاصل کرنا استفادہ کرنا

اقتدا | بقول بہار پیروی کردن فرماید کہ بالفظ داشتن و کردن مستعمل مؤلف گوید کہ بالکسر لغت عرب است و صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ - فارسیان استعمال این بہ معنی حاصل بالمصدر یعنی پیروی کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در طلقات آید (اردو) پیروی - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث - تقلید کسی کے قدم بقدم چلنا - اطاعت - فرمان برداری -

اقتداداشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پیرو بودن و پیروی داشتن است (حزین اصفہانی ۵) آموخت کبک مست بدشت از تو تہمتہ ؛ در باغ بلبلان ستو دارند اقتدا ؛ (اردو) پیرو ہونا -

(۱) اقتدا کردن | استعمال - ہر دو بہ معنی

(۲) اقتدا نمودن | پیروی کردن است صاحب آصفی ذکر هر دو کرده (سلمان ساوجی ؎) جست قضا دوری از پی کار جهان | عقل بدو اقتدا کرد که این کار اوست (نثر نشی اصفهانی ۲) او نیز اقتدا به سنن سنیه اجداد عالی نژاد نمود (اردو) پیروی کرنا۔

اقتران | بقول صاحب آصفی بمعنی نزدیک شدن و بقول انند نزدیک شدن و یار شدن بدگیری مؤلف عرض کند که لغت عرب است فارسیان این را بمعنی نزدیکی و قرب استعمال کنند که حاصل بالمصدر باشد و برای معنی مصدری با مصادر فارسی مرکب سازند مخفی مباد که معاصرین عجم هم اقتران را بمعنی قرب آورده اند چنانکه صاحب یوسف سراج گوید (نثر) پانزده روز از ورود نگزشته از اقتران مریخ و عقرب" (اردو) قرب۔ مذکر نزدیکی۔ مؤنث۔ دیکھو اتصال۔

اقتران دادن میان دو چیز | استعمال صاحب آصفی ذکر اقتران دادن کرده که بمعنی قرب پیدا کردن است (حزین اصفهانی ؎) لطفت میان معجز و سحر امتزاج داد | لعلت میان آتش و آب اقتران دهد (اردو) ایک جگہ جمع کرنا۔ ملانا۔

اقتران یافتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی قرین شدن است (نثر نشی اصفهانی) هر دعائیکه از درگاه رب العزت سئلت می نمود بشرف اجابت اقتران می یافت (اردو) نزدیک ہونا

(الف) اقتراح | بقول بهار بی اندیشه سخن گفتن و بتحکم درخواستن چیزی مؤلف عرض کند که بالکسر لغت عرب است۔ صاحب منتخب هم ذکر این کرده فارسیان استعمال این بالفظ کردن کرده اند یعنی ----------

(ب) اقتراح کردن | بمعنی بی اندیشه سخن گفتن آورده اند (میر مغزی ؎) از وعقل در فضل کرد اقتراحی ؛ وزد بخت در خود کرد امتحانی ؛ (اردو) (ب) بلا تامل کوئی بات کہنا

(۱) اقتصار | بقول آصفی کوتاهی کردن و بریک چیز ایستادن مؤلف عرض کند که بلغت عرب است و بقول منتخب بالکسر بر چیزی ایستادن و کوتاه کردن و پی کسی رفتن فارسیان این را با مصادر فرس مرکب کرده بمعنی مصدری استعمال کرده اند چنانکه ---

(۲) اقتصار کردن | بمعنی قناعت کردن آمده (نثر حزین اصفهانی) امّا بسا باشد که

(۳) اقتصار نمودن | بدو بیت و کمتر از ان اقتصار کند" و بتحریر اندک از بسیار و یکی از هزار اقتصار نماید (اردو) (۲ و ۳) قناعت کرنا ۔

اقتضا | بقول صاحب آصفی بمعنی خواستن مؤلف عرض کند که بالکسر لغت عرب است و بقول انند بحواله منتهی الارب دام باز خواستن ۔ فارسیان استعمال این بمعنی خواہش و تقاضا کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس که در ملحقات آید (ظهوری ؎) گر ظهوری رفت رسوا و مرنج ؛ اقتضای عشق پنهانیست این ؛ (انوری ؎) بدست ما چو ازین حل و عقد چیزی نیست ؛ بعیش ناخوش و خوش کر رضا دهیم سزاست ؛ که زیر گنبد خضرا چنان توان بودن ؛ که اقتضای قضا های گنبد خضراست ؛ (اردو) اقتضا ۔ بقول امیر ۔ عربی (مذکر) خواہش کرنا ۔ تقاضا (سزا وار ؎) غم مین سرور و اوس کے دیدی جان ؛ تہا یہی اقتضا محبت کا ؛

(۱) اقتضا فرمودن | استعمال ۔ صاحب

(۲) اقتضا کردن | آصفی ذکر این کرده

(۳) اقتضا نمودن کہ بمعنی خواہش و تقاضا کردن است (نثر خسرو) بلکہ نیر اعظم با مداد بہروزی چنان اقتضا فرمود" (نثر مثنی اصفہانی) (۲) کرم جبلی اقتضای آن کرد" (ظہوری ۵۲) نمی نالم اگر بر من جفا کرد چہ جرم او را و فا این اقتضا کرد (انوری ۵۲) و مدبر ہر انچہ رای تو کرد اقتضای آن تقدیر حزبعین رضا تنگرستہ باد (نثر خزین اصفہانی ۳) از مرکز دولت بہر طرف رای شریفش اقتضا نماید سفر گزیند" (اردو) پسند کرنا مقتضی ہونا۔ صاحب آصفیہ نے مقتضی پر فرمایا ہے کہ خواہش کرنے والا۔ چاہنے والا۔ تقاضا کرنے والا۔

اقتضا یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی مناسب بنظر آمدن و مناسب نمودن و مقتضی شدن است (نثر نصیر ہمدانی) از سوانح وقت و خواطف زبان انچہ در ہر مقام اقتضا یافت بر آن افزود" (اردو) مناسب نظر آنا۔ مناسب رای۔ مناسب حال ہونا

اقطالوقی بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و کسرہ فوقانی و نون بالف کشیدہ و لام بہ واو و قاف بہ یا رسیدہ لغتی است یونانی و معنی آن در عربی شوکۃ البیضا است و آن را بفارسی باد آورد گویند و آن بوتۂ خاری باشد سفید۔ صاحب محیط بر باد آورد فرماید کہ این را کنگر سفید نیز گویند و بہ رومی لوفینیقی و بسریانی سانا حورو و بیونانی اقطالوقی و اقطالونی و بعربی شوکۃ البیضا کہ بمعنی خار سفید است و بقول بعض بہندی جواسا و وہ ماہا شبیہ بخار خشک الا این در سپیدی شدید تر و خارہای این دراز تر از ان گرم و خشک در اول و گویند در دوم۔ در یخ این تبرید و تجفیف باندکی تحلیل و در تخم این قبض برای نزوف است و منافع بسیار دارد (اردو) بقول محیط جواسا۔ صاحب

جامع الادویہ نے جواسا پر اشتر خار لکھا ہے اور وہاں کا ذکر بھی فرمایا ہے جو جواسا کے سوا ہے اور شوکۃ البیضا پر جواسا ے ہندی ہماری تحقیق مین اشتر خار اور چیز ہے جس کا بیان گزر چکا ہے - صاحب مخزن نے بھی باد آور کا عربی نام شوکۃ البیضا اور ہندی نام جواسا لکھا ہے اور صاحب ساطع نے جواسا پر خار شتر کا اشارہ کیا ہے ہم خیال کرتے ہین کہ مشابہت نے یہ اختلاف پیدا کیا ہے -

اقجنوش | بقول برہان باجیم ونون بروزن نمدپوش ریم آہن باشد کہ آن را بعربی خبث الحدید خوانند - صاحب محیط ذکر این نکردہ و بر خبث الحدید صراحت کافی فرمودہ و این ہمان است کہ ذکرش بر اسقورون گذشت و این ہم لغت یونانی است (اردو) دیکھو اسقورون -

اقچہ | بقول ضمیمہ برہان لغت ترکی است بمعنی درم و فارسیان استعمال این کردہ اند - صاحب مصطلحات ہم این را نوشتہ (فوقی یزدی ے) از اقچہ میتوان کرد کام از لجوج حاصل ؛ یارب کہ ہیچ معلم بی سیم و زر نباشد ؛ (اردو) درم - بقول آصفیہ درہم کا مخفف ایک چاندی کے سکے کا نام مثل چونی کے ½ ۳ ماشہ کا وزنی -

اقحوان | بقول برہان بفتح اوّل وحای حطّی بروزن ارغوان معرب اکحوان است کہ شگوفہ ریحان و بابونہ باشد - گویند اگر آب آن را بگیرند و بر خصیہ و آلت مردی طلا کنند نہایت قوّت مجامعت دہد و آن را بعربی احداق المرضی و خبز الغراب خوانند و در موصل شجرۃ الکافور و در شیراز بابونہ کاو گویند و بضمّ اول و ثالث ہم بنظر آمدہ - صاحب محیط فرماید کہ

بضم ہمزہ وسکون قاف وضم حای مہملہ وفتح واو والف ونون لغت عربی است - و احداق المرضی و عین البقر و عرار و خبز الغراب نیز گویند و بمصر کرکاش و بہ مغرب شجرۂ مریم و بموصل شجرۃ الکافور و بافریقہ کافوریہ و رجل الدجاجہ و بیونانی اوبانس و اماسیس و سریانی فرابیون و بعبرانی فیفافا و بفارسی بابونہ کاوو بابونہ گاو چشم و بہار و گل گاو چشم و کوہلہ و کرہانگ و بہندی سوبھل گویند مؤلف گوید کہ این ہمانست کہ تعریف این برسامیس گذشت (اردو) دیکھو اسامیس -

اقرار بقول بہار گفت خود ثابت کردن چیزی را و گفت خود ثابت شدن و فرماید کہ بالفظ آوردن و دادن و داشتن و کردن و کشیدن و گرفتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ بالکسر لغت عربست بقول صاحب منتخب ثابت کردن بر خود چیزی را و بقرار آوردن کار را و آرام دادن و خنک گردانیدن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی (۱) اعتراف استعمال کنند کہ ضد انکار باشد (ظہوری ۵) بیع حسنی رو کمن نقد قبولت در کف است ۔ صد زیان بہتر ز یک انکار اقراری بخر ۔ و (۲) بمعنی وعدہ و پیمان کہ سند این بر اقرار شکستن می آید - (اردو) اقرار (۱) - بقول امیر (عربی) مذکر - انکار کی ضد - اعتراف (فقرہ امیر) مجھے تو آپ اپنی خطا کا اقرار ہے " (۲) بمعنی وعدہ (اسیر ۵) غیر ممکن ہے کہ پورا ہو کوئی وعدۂ وصل ۔ مدتوں سے یہی اقرار چلے آتے ہیں ۔ (صبا ۵) دیکھئے آج وہ تشریف کہاں فرما ہیں ۔ ہم سے وعدہ ہے جدا غیر سے اقرار جدا ۔

(۲۱ اصل)

اقرار آوردن استعمال - صاحب آصفی	ذکر این کردہ کہ بمعنی اقرار و اعتراف کردن است

(نثر نصیر ہمدانی) در خود بہ ازین کمال ندارم
کہ بی ہنریہای خود اقرار آرم" (انوری ؎)
گشت بر محضر اقبال بزرگیش گواہ ؛ ہر دو گیتی
چو تضا و قدر آورد اقرار (اردو) اقرار کرنا
بقول امیر اقبال کرنا (فقرہ امیر) اپنی خطا کا
اقرار کرنا کونسی بے عزتی ہے"

اقرار دادن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی قبول و اعتراف کردن است
(نظامی گنجوی ؎) تا بتو اقرار خدائی دہد ؛
بر عدم خویش گواہی دہد (انوری ؎) کرد
چرخش بسروری تسلیم ؛ دادہ دہرش بہ بندگی
اقرار ؛ (اردو) دیکھو اقرار آوردن -

اقرار داشتن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی مقر بودن است و اعتراف
داشتن (طالب آملی ؎) اگر عشق کفر است
از منکرانم ؛ وگر کفر دین است اقرار دارم ؛
(اردو) مقر ہونا - اقرار کرنا - معترف ہونا -

(۱۰۷۱)

اقرار ستدن استعمال - بمعنی معترف
گردانیدن و باقرار آوردن و اقرار گرفتن -
و قبول کنانیدن (انوری ؎) ای وقف
کردہ دولت موروث و مکتب ؛ بر تو قضا و
نسبت و اقرار روزگار ؛ (اردو) اقرار کرانا
اعتراف کرانا - قبولوانا -

(۱) **اقرار شکستن** - مصدر اصطلاحی -
(۲) **اقرار شکستہ** صاحب بحر عجم وبہار
نسبت (۲) فرماید کہ اقراری کہ درست نباشد
(میرزا طاہر وحید ؎) دلی دارم چو اقرار
شکستہ ؛ درستش کن بگفتار شکستہ ؛ خان آرزو ہم
در چراغ ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ
(۱) بمعنی پیمان شکستن و برخلاف وعدہ عمل
کردن است و (۲) مرکب توصیفی و اسم مفعول
آنست بمعنی لازم یعنی پیمانی کہ وفا نشدہ باشد
و این متعلق بہ معنی دوم لفظ اقرار باشد (اردو)
(۱) عہد توڑنا - وعدہ خلافی کرنا - (۲) جھوٹا

وعدہ - وہ وعدہ جس کا ایفا نہوا ہو۔

اقرار کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی اعتراف کردن است۔ (نظامی ؎ نیکی او بین و بر و کار کن ٭ بر بدی خویشتن اقرار کن ٭ و بہ تحقیق ما (۲) اظہار رغبت و گوارائی کردن ہم کہ متعلق و مجاز معنی اول لفظ اقرار باشد (ظہوری ؎) بہر جور و جفا اقرار کردم در وفاداری ٭ ولی از رشک می ترسم کہ در انکار اندازد ٭ (اردو) (۱) اقرار کرنا۔ اعتراف کرنا (۲) گوارا کرنا۔ اظہار رغبت کرنا۔

اقرار کشیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت بخیال ما بمعنی اقرار گرفتن است یعنی پیمان گرفتن و این متعلق بمعنی دوم لفظ اقرار باشد (علی خراسانی ؎) تا نگوید راز دل در پیش ہر کس برملا ٭ از زبان خویشتن اقراری باید کشید ٭ ای بابد وعدہ گرفت از زبان کہ زار دل را بیرون نیارد۔ (اردو) اقرار لینا۔ بقول امیر وعدہ لینا۔ عہد لینا (رشک ؎) جو سمجھتے کہ ہے انجام مین خاطر شکنی ٭ تجھسے اقرار ہم اے عہد شکن کیون لیتے۔

اقرار کہ مشروط شود اقرار نیست کہ خوش کند (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ و از معنی و محل استعمال ساکت ما از معاصرین عجم ہمین مثل را باختلاف جزئی شنیدہ ایم یعنی چون کسی پیمان و وعدہ را مشروط بہ شرطی کند مخاطب گوید کہ "اقرار چو مشروط شود نیست مقرر" نمی دانیم کہ صاحب محبوب الامثال الفاظ "کہ خوش کند" را بعوض "نیست مقرر" چگونہ نوشت جا دارد کہ در بعض حصص ہند از السنہ شنیدہ باشد باری حال از برای اقرار غیر داشتن استعمال این مثل می شود۔ دیگر صاحبان امثال ازین ساکت اند و درین مثل لفظ اقرار بمعنی وعدہ

ستعمل (اردو) دکن مین کہتے ہین کہ "شرطی وعدہ سرے سے جھوٹا" اقرار مین اگر مگر کیا" ان دونون کا یہ مطلب ہے کہ جس وعدہ مین کوئی شرط لگائی جاے وہ قابل اعتبار نہین مثلاً کہین "اگر فرصت ملی تو مین ضرور آونگا" ایسے وعدہ مشروطی کے ایفار پر بھروسہ نہین کیا جاسکتا۔

اقرار گرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پیمان گرفتن است (والہ ہروی ؎) دل بدرد امروز بنود آشنا بگرفتہ اند حسن پیش از عشق و عشق از پیش حسن اقرار ازو ؛ (اردو) اقرار لینا - دیکھو اقرار کشیدن

اقرار نامہ استعمال - بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بہ معنی عہد نامہ دیگر کسی از صاحبان تحقیق ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ قلب اضافت نامۂ اقرار است - معاصرین عجم کاغذی را گویند کہ متضمن باشد بہ معاہدہ مطلوب (اردو) اقرار نامہ - بقول امیر وہ سادہ یا اسٹامپ کا کاغذ جس پر کوئی معاہدہ لکھا جاے -

اقرار نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اقرار کردن باشد و اعتراف نمودن (خسرو ؎) من چون بگی نمودم اقرار تو شیری خویش انگہدار ؛ (اردو) اعتراف کرنا

اقریطس بقول برہان و ہفت و انند بفتح اوّل و سکون ثانی و رای بی نقطہ تحتانی رسیدہ و ضم طا و سکون سین بی نقطہ نام جزیرہ ایست از جزایر یونان (اردو) اقریطس یونان کے جزائر سے ایک جزیرہ کا نام ہے۔

اقسم بقول بہار بحوالۂ تاج المصادر بضم سین مہملہ کیکہ در فکر کاری باشد کہ چسان سر انجام نماید و قسم بسکون فکر کردن در چیزی کہ چگونہ باید کرد و آرستہ ہم ذکر این کردہ

دیبند کلام ظہوری فرماید کہ بنای قافیہ این بر تکلم و تبسم است (ظہوری ۵) این قسم مسلم بحر بیان نکردہ کس ۔ ناخوردہ بادہ محتسب شہر اقسم است ۔ صاحب انند بر قسم فرماید کہ بالفتح لغت عرب است بمعنی تردد در کاری و اقسم را بحوالۂ بہار و تاج المصادر ذکر کردہ صراحت نہ کند کہ لغت کدام زبان است بخیال ما اقسم بہ فتح اول و سوم اسم تفضیل است بمعنی تردد زیاد در کاری کنندہ و ظہوری بہ تصرف در اعراب سین مہملہ بمعنی متردد تر آوردہ چرا این نیست کہ این را لغت عرب گیریم (اردو) بہت متردد متفکر بہت فکرمند۔

اقسوس بقول برہان بروزن افسوس یونانی دانہ ایست مانند زرشک و چون او را بشکنند چیزی چسپیدہ و لزج از درون آن برآید ۔ باز رنج برناخن تباہ شدہ نہند بر دیاند و جمیع ورم ہا و آماسہا را نافع بود و مویزج عسلی ہمان است ۔ صاحب محیط گوید کہ آنرا اقروس ہم گویند و آن مشہور بمویزج عسلی است و بر مویزک عسلی فرماید کہ اسم فارسی دبق و بر دبق نویسد کہ بیونانی قسوس و اقسوش و بعربی مویزج عسیلی و بفارسی مویزک عسیلی و کشمش کابلیان نامند و آن مثمری است کوچک مثل نخود و چون بشکنند در جوف آن رطوبتی چسپندہ ظاہر شود گرم در آخر دوم و خشک در اول و گویند گرم و خشک در سوم ۔ تفتیح سدد نماید و جہت عرق النسا و نوا سیر و امراض بارد نافع و محلل اورام بارد و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) اقسوس اور قسوس زبان یونانی مین ایک دوا کا نام ہے جسکو عربی مین دبق کہتے ہین اور صاحب محیط نے اس کا مشہور نام مویزک عسیلی کہا ہے

مثل زرشک اور خود کے ایک دانہ نما چیز ہے جسکو توڑنے سے رطوبت نکل آتی ہے دوسرے درجہ مین گرم اور اول درجہ مین خشک۔ تحلیل اور ام بارده کے لئے نہایت مفید دوا ہے اور عرق النسا اور نواسیر کو بھی نفع بخش ہے افسوس ہے کہ اس کا اور کوئی مشہور نام نہین معلوم ہوسکا۔ صاحب جامع الادویہ نے اسکو ترک کیا ہے۔

اقشون بقول برہان باشین قرشت بروزن افیون بلغت یونانی وبعضی گویند رومی دوائی است گرم ولطیف وآنرا بشیرازی سعادہ خبیصی خوانند۔ صاحب محیط این را بسین مہملہ نوشتہ فرمایدکہ این را افسثون ہم گویند بزیادت تحتانی سوم وثای مثلثہ بعوض سین مہملہ اسم یونانی نباتیست شوکی دراندلس بہ راس الشیخ معروف۔ گرم در دوم وخشک در اول۔ بسیار لطیف۔ ضماد آن جہت تشنج عام در بدن نافع وکذا برای فالج وکزاز خلقی ومنافع بسیار دارد (الخ) وبر اقشوریون فرمایدکہ غیر معروف وبحوالہ قانون نویسدکہ اقشور دوائی است کرمانی فارسی۔ گرم ولطیف وگویند ذہن را زکی وحفظ را جید گرداند۔ حکمان ہفت واند ہم نقل برہان کردہ اند وحیف است کہ تعریف مزید این معلوم نہ شد وبرنگشود کہ نام این در السنہ غیر چہ باشد۔ بخیال ما اتحاد وبیان واختصار تعریف اقشون ہمان است کہ صاحب محیط بر اقشوریون نوشتہ کہ برای ادویہ ترک آن بر این قسم بیان تفوق داشت و انچہ صاحب محیط این را بسین مہملہ نوشتہ حقیقت آن ہم بوضوح نہ پیوست الا اینکہ بیانش قدری واضح تر از اقشون است وبس صاحب جامع الادویہ از اسمای معروف این ہر دو ساکت واین ہر دو اسم را ترک کرد وراس الشیخ وسعادہ خبیصی را ہم کسی نہ نوشت تا آنکہ

صاحب برہان ہم آخر الذکر را بجای خودش نگذاشت (اردو) اقسون ایک دوا کا یونانی نام ہے جس کی تعریف مزید سے اہل لغت طب ساکت ہین۔

اقصی بلاد | بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار در روزمرۂ معاصرین عجم بمعنی انتہای شہر مستعمل و مقصودش جز این نباشد کہ انتہای آبادی بلاد را گویند اقصی۔ بقول منتخب بالفتح لغت عرب است بہ الف مقصورہ آخر بمعنی دور تر و نہایت رسندہ تر۔ و بلاد ہم لغت عرب باشد جمع بلدہ پس معنی لفظی این مطابق است با استعمال معاصرین (اردو) شہرون کی آبادی کی انتہا۔

اقطاع | بقول بہار چیزی را از خود بریدہ بکسی دادن و فارسیان بمعنی رتبہ و جاگیر و زمینی کہ بنوکران و مستحقان دہند از ینجا گرفتہ اند و بالفظ خوردن مستعمل و ارستہ گویند کہ بالفتح بمعنی گوشہ ہای زمین است و جمع قطعہ مؤلف عرض کند کہ بقول منتخب بالکسر لغت عرب است و بالفتح اطراف زمین فارسیان قطعہ زمین را اقطاع نام نہادہ اند کہ از مقبوضات خود جدا کردہ بہ کسی دہند خواہ تبرعاً یا برسبیل معاوضہ خدمتی و ہیچ خصوصیت با نوکران و مستحقان نیست و این عام است از برای (جاگیر کہ قسمی خاص باشد) و غیر آن و قسم خاص کہ مقطعہ نام دارد کہ بخشش بجای خودش کنیم مشتق از ہمین (اقطاع بالکسر) است۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات تعریف خوشی کردہ فرماید کہ بکسر زمینی کہ سلاطین و حکام بہ کسی بخشند۔ ما گوئیم کہ بالفتح باشد و مجاز معنی کہ بقول منتخب بالفتح گذشت (اثر شیرازی ۵) ای کہ جور آباد دشمشیرت با قطاع من است ۔ سایۂ دستی کہ ایام بکام دشمن است ۔ مخفی مباد کہ جور آباد نام جائی است

در ایران (انوری ؎) بدرکوی ہنر مباش کان کوی ؛ اقطاع قدیم شاہنگ است ؛ (ولہ ؎) خواستم گفت آسمان رفعت گفتا گوی ؛ کاسمان از جملۂ اقطاع مایک طارم است ؛ (ولہ ؎) جزوی زملک وجاہ تو اقطاع اختران ؛ نوعی زرسم جود تو آثار روزگار (اردو) اوس زمینی عطاکو فارسیون نے اقطاع کہا ہے جو بادشاہون کی جانب سے عطا ہوتی ہے جیسے مقطعہ اور جاگیر۔ پس اقطاع کا ترجمہ اردو کے استعمال مین جاگیر (مونث) اور مقطعہ (مذکر) ہے

(۱) اقطاع خوار | (۱) اسم فاعل ترکیبی است (۲) اقطاع خوردن | تمتع شدن از عطاے اقطاع و اقطاع خوار بودن۔ (شیخ شیراز ؎) گرفتم کہ خود خدمتی کردۂ ؛ نہ پیوستہ اقطاع او خوردۂ ؛ (اردو) (۱) جاگیردار یا مقطعہ دار (۲) جاگیر یا مقطعہ سے متمتع ہونا۔

(۱۶۸۲)

وبمعنی کسی کہ عطای اقطاع بقبضہ او باشد بہاء ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی جاگیردار و راتبہ خوار است مؤلف گوید کہ جاگیر یا مقطعہ دار را داخل اقطاع خوار تواں کرد لیکن راتبہ خوار ورا این باشد کہ اقطاع را یا عطای غیر زمینی یعنی نقد تعلقی نباشد (ظہوری ؎) زلطفش صد امید اقطاع خوارند ؛ مؤظف زطبعش چو عشرت ہزارند ؛ و (۲) مصدر مرکب بمعنی

اقطاع گردانیدن | مصدر اصطلاحی عطیہ۔ جاگیر و مقطعہ قرار دادن باشد (عرفی ؎) بہ بخشا خلق را یارب بحیم اقطاع من گردان ؛ مسیح اعمال زشت من کہ طاقت نیست میزان را ؛ (اردو) مقطعہ یا جاگیر قرار دینا۔

اقطن | بقول برہان بفتح اوّل وکسر طای حطی وسکون ثانی ونون بلغت اہل یمن علۃ است

کہ آنرا ماش می گویند صاحب محیط فرماید کہ این لغت یونانی است و بقول بعض لغت اہل یمن و اسم ماش است و برہان گوید کہ اسم عربی است و مج نیز و بفارسی ہم مشہور بماش و بیونانی اندامیون و اقطن و ہندی مونگ نامند و مج معرب منگ فارسی است و ظاہر کہ آنچہ بعض مردم ہند ماش می گویند۔ مراد از آن دمی باشد نہ مونگ بالجملہ مونگ غلہ ایست معروف و در اکثر بلاد کثیر الوجود و دانہ آن کوچک و مدور و اندک طولانی۔ سرد و در آخر اول مائل بخشکی و گویند خشک و در اول کثیر الغذا و مولد خلط صالح ولیکن بطیء الانحدار و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) مونگ۔ بقول صاحب آصفیہ اسم مونث۔ ایک قسم کا غلہ جو ماش کی قسم سے ہوتا ہے (فارسی) ہوماش۔ مج۔ عربی حکما اسکی دال اکثر بیماروں کو کہلاتے ہین۔

اقطی بقول برہان با طای حطی بروزن افعی بیونانی نام درخت بیل است و بیل میوہ ایست در ہندوستان مانند انار و آن شیرین و از درختی حاصل می شود مانند درد آلو و آن درخت را ہم بیونانی خامانطی گویند و این میوہ را در جوارشات داخل سازند صاحب محیط فرماید کہ بفتح ہمزہ اسم یونانی خمان کبیر است و برہان گوید کہ بروزن مکان اہم نطی است و آن نباتی است کہ دو قسم می باشد یکی کبیر کہ ثمر آن را بل و فل گویند دوم صغیر۔ بالجملہ این سرد و خشک در دوم و سردی آن غالب با اندک گرمی مجفف و محلل و ضماد برگ این جہت التیام جراحات مفید و ذکر این برابل مذکور شد۔ (اردو) دیکھو ابل۔

اقلی بقول برہان و ہفت و اند بضم اول بروزن قفلی بلغت یونانی کلید را گویند (اردو) کنجی

بقول آصفیہ (ہندی) اسم مونث - کلید - چابی - مفتاح - تالی -

اقلیدس بقول برہان بضم اول وکسر دال ابجد وسکون سین بی نقطہ (۱) نام کتابیست از ارقام ریاضی و (۲) نام صاحب کتاب کہ مصنف آن باشد ہم ومعنی آن بزبان یونانی کلید ہندسہ وبکسر اوّل وفتح دال نیز گفتہ اند - صاحب سروری برای ہر دو معنی بالا سند آوردہ (خواجو ۵) در اقلیدس ونحو وطب ونجوم ؎ چنان شد کہ شد داستان در علوم (جامی ۵۲) ز تشکیکش محبطی سخت آسان ؎ ز تحریر وی اقلیدس ہر اسان ؎ (اردو) اقلیدس - بقول امیر (۱) علم ہندسہ میں ایک کتاب کا نام ہے جو اقلیدس کی تصنیف سمجھی (۲) ایک مشہور ریاضی دان تھا اسکندریہ میں مدرسہ ریاضی کی بنا اسی نے ڈالی تھی اسکو علم ہندسہ سے ایسا ذوق تھا کہ اسکا نام ہی اقلیدس ہو گیا -

اقلیم بقول آنند بالکسر لغت عرب است (۱) وآن ہفتمین حصہ باشد از ربع مسکون کہ عبارت از زمین آباد است کہ یک سر بمشرق دارد وسر دیگر بمغرب وہر اقلیم منسوب بہ یکی از سبعہ سیارہ ودر بعضی کتب - اسمای ہفت اقلیم ومناسبت ہر یکی بسیارہ نوشتہ اند مثلاً صاحب مؤید الفضلا نوشتہ کہ ہندوستان بزحل وچین بمشتری وترکستان بمریخ وایران بشمس وماوراء النہر یعنی توران بہ زہرہ وروم بعطارد وبلخ بقمر منسوب است واطلاق اسم اقلیم برین ملکہا مخالف قرارداد حکماست چنانچہ تفصیلش بر ہفت اقلیم آید ولفظ اقلیم از منتخب وکشف وغیرہ بالکسر ثابت شدہ وبالفتح غلط است و (۲) ہم نام موضعی است بمصر - (ظہوری ۵) چہ می ترسی ز مردن بار بر بند ؎ در اقلیم دغا نام

لغت عرب گوید و صاحب منتخب کہ محقق زبان عرب است فرماید کہ بالکسر و بی ہمزہ ہم چرک زر و سیم باشد کہ در وقت گداختن بالا آید و نام دختر آدم علیہ السلام۔ (اردو) (۱) سونے اور چاندی یا دوسری دھاتوں کا ثقل اور چرک جو بعد گلنے کے نکل آئے (۲) آدم علیہ السلام کی بیٹی کا نام۔

اقنوم | بقول برہان بفتح اوّل و ضم نون بر وزن معلوم لغت یونانی نام کتابی است از یہودان و بر دمی بمعنی اصل و سبب ہر چیز و نصاری گویند کہ اقنوم عبارت از ظہور ذات باری تعالی است او ست وجود کل جلّ جلالہ و اب و ابن و روح القدس اشارہ بدو و اقنوم سہ باشد (۱) اقنوم وجود (۲) اقنوم علم (۳) اقنوم حیات و اینہا نہ عین ذاتند و نہ زاید بر ذات و بضم اول ہم آمدہ صاحب سروری ہم ذکر این کردہ و از حکیم خاقانی سند آوردہ (ے) سہ اقنوم و سہ قرقف را برہان :: بگویم مختصر شرحی مؤفا :: صاحب سواء السبیل فرماید کہ بیونانی این را گنومی نام است و اقنوم معربش و جمع این اقانیم۔ صاحب منتخب ذکر این کردہ و بمعنی اصل ہر چیز آوردہ و صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات غریبہ و دستور پنجم ذکر این فرمودہ (اردو) ہر چیز کا سبب ذات باری تعالےٰ۔ یہود کی ایک کتاب کا نام اقنوم ہے۔

اقومارثون | بقول برہان بفتح اول و ثانی بہ واو رسیدہ و میم بالف کشیدہ و کسر رای قرشت و ثای مثلثہ مضموم بواو و نون زدہ بلغت یونانی رازیانہ صحرائی باشد و بحذف ہمزہ ہم آمدہ۔ صاحب محیط فرماید کہ بادیان بری است و بر بادیان گوید کہ اسم فارسی است و بفارسی

عامہ - رازیانہ و معرب آن رازیانج و بشیرازی جولو و بسیتانی بادکم و یونانی مارسیون و مارديون و هرمليا و قوماراثون و بروی شمار و بمغربی بسباس و بانگلیسی انیسید و بهندی سونف و سونپ و بربایکی نامند و آن بستانی و بری می باشد بستانی را مارسون و بری را قوماراثون نام است گرم و خشک در دوم و بقول بعض گرم در اول سوم و خشک در آخر اول - مفتح سدد و محفف و ملطف و دافع و محلل ریاح است و صداع نیارد و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) سونف - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مونث - اصل مین سونپ یا سونپہہ تھا جو اب بہی دہاتی اور مہند و بولتے ہین یہ کارآمد دوا ہے -

اقومالی بقول برہان بامیم بالف کشیدہ و لام بہ تحتانی رسیدہ لغتی است یونانی و معنی آن بعربی مارالعسل و طریق ساختش چنان باشد کہ دو جزو آب و یک جزو عسل را باہم آمیختہ بجوشانند چندانکہ ثلثی برود و ثلثان بماند و منافع آن بسیار است بجہة دانستن آبستنی بخوردن زنی بدہند اگر صدا و قرا قر برد در ناف او بہمرسد آبستن باشد و الا نباشد - صاحب محیط فرماید کہ مارالعسل را بیونانی اقومالی خوانند و بقول صاحب مخزن اقومالی چیزی است کہ در آن عسل را حمل کنند نگہدارند و جوش ندہند و بمارالعسل گویند کہ آن سادہ و مرکب باشد و سادہ آن گرم و تر در دوم و ملین و قاطع اخلاط لزجہ و منفتح و منضج بلغم غلیظ و مقوی قوی اعضای بارده و دافع امراض بارده عصبانیہ و دماغیہ و منافع بسیار دارد و فرمایند کہ یک وزن عسل خالص را در دو وزن آب باران یا آب صاف شیرین بآتش ملایم طبخ دہند و کف آنرا بردارند تا دو ثلث بماند پس صاف نموده نگاہدارند و برای مرکب

کوبلک نامند۔ صاحب ناصری ہم ذکر این کردہ خان آرزو فرمایدکہ این را ہندی کہنبہی نام است و صاحب برہان برسمار و خ و سمار و غ گویدکہ خایہ دیس و کلاہ دیوان و چتر مارم گویند مؤلف عرض کندکہ ما ذکر این در ممدودہ بہ آکارس کردہ ایم۔ جز این نیست کہ این اسم جامد فارسی زبان باشد ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است صاحب خزانۃ اللغات گویدکہ این را در سنسکرت چترم بہومی و در فارسی چتر زمین گویند (اردو) کہنبی۔ مؤنث۔ گگن دھول۔ دیکھو آکارس۔

اکاریوم بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار معاصرین عجم حوض را گویند۔ صاحب بول چال صراحت مزیدکندکہ حوضی کہ در و ماہیان و دیگر جانوران آبی را می پرورند حیف است کہ حقیقت این ظاہر نشدکہ مال کدام زبان است کہ بطور اسم جامد صورت گرفتہ و در فارسی زبان مستعمل شدہ (اردو) وہ حوض جس مین مچھلیون اور آبی جانورون کو پرورش کرتے ہین (مذکر)

اکامہ بقول برہان بفتح اوّل و میم رودہ گوسفندی باشدکہ آنرا بگوشت و مصالحہ پرکردہ باشند و بعربی عصیب خوانند و بضمّ اوّل نیز آمدہ و بقول صاحب جامع رودہ مصالحہ کہ می پزند۔ صاحب منتخب بر عصیب فرمایدکہ شش بارودہ ہا در پیچیدہ و بریان کردہ مؤلف عرض کندکہ بتحقیق ما اسم جامد فارسی زبان است و معاصرین ہم بر زبان دارند و مطلقاً کباب دل و جگر و رودہای گوسپند را گویند اعم از نیکہ در و مصالحہ و چیزہای دیگر داخل کردہ بریان کنند یا بدون آن (اردو) بکری کے پھیپھڑے اور کلیجی اور دل اور اوجھڑی کا کباب

یا وہ کباب جو بکری کی آنتون مین مصالحہ وغیرہ بھر کر بھونین۔

اکبیا بقول برہان بکسر بای ابجد بروزن اغنیا بلغت ژند و پاژند بمعنی پی باشد و بعربی عصب خوانند۔ صاحب ضمیمہ برہان و (جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند) ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم است و حالا استعمال این متروک (اردو) عصب۔ بقول آصفیہ (عربی) مذکر۔ پے۔ پٹھا۔ ایک سفید چیز کا نام جس سے حس و حرکت اور اعضای حیوانات کی مضبوطی ہے۔

اکت صاحب بول چال فرماید کہ معاصرین عجم بکسر اول و سکون دوم این را بمعنی صورت بازی استعمال می کنند و صاحب روزنامہ گوید کہ بمعنی بازی مطلقا۔ بخیال ما این مفرس است از لغت (ایکٹ) کہ در انگلیسی زبان بمعنی کار کردن و نقالی یعنی صورت بازی است معاصرین فرس تحتانی را حذف کردند و تای ہندی را بہ تای عربی بدل کردہ اکت بمعنی صورت بازی یا مطلق بازی استعمال کردند (اردو) بہروپ۔ بقول آصفیہ طرح طرح کے بہیس بدلنا۔ سانگ بھرنا۔ نقالی کرنا۔ صورت بازی۔ بازی۔ بقول آصفیہ فارسی اسم مؤنث۔ کھیل۔ تماشا۔ کرتب۔

اکتساب بالکسر۔ بقول صاحب منتخب لغت عرب است بمعنی حاصل کردن چیزی بسعی خود مؤلف عرض کند کہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در محققات می آید (اردو) اکتساب۔ بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ کوشش سے حاصل کرنا (ناصر ۵) دونون جہان مین جہل سے بدتر

نہین ہے عیب ؛ انسان کے لئے ہے ضرور اکتساب علم ؛

اکتساب کردن استعمال - صاحب
اکتساب نمودن آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن بسعی خود باشد (کمال اصفہانی ۹۵) سال و مہ دامن بگستردہ است کوہ رہ نشین ؛ تا کند از فیض جودش خوردہ زر اکتساب ؛ (نثر حزین اصفہانی) مراتب متعدد و لہ علمیہ را اکتساب نمودہ" (اردو) زور بازو سے کسی چیز کو حاصل کرنا۔

اکتفا بہار بحوالہ صراح ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی بسندہ کردن است و بہ تحقیق ما اکتفا بالکسر لغت عرب است و بقول منتخب بس شدن و برگردانیدن و نگون کردن ظرف آب و مانند آن مؤلف عرض کند کہ فارسیان استعمال این ترکیب فارسی با مصادر فارسی کنند بمعنی کافی و بس کہ در ملحقات آید (اردو) امیر نے اکتفا کرنا کا ذکر فرمایا ہے اس لئے کہ صرف لفظ اکتفا اردو مین مستعمل نہین ہے جیسا کہ فارسی مین نہین دیکھا گیا۔ کافی۔ بقول آصفیہ بس۔ حسب ضرورت۔ دلخواہ۔

اکتفا پذیرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی کافی شدن است (نثر خسرو) عزائم غزوات کہ در مستقبل ایام مصمم خواہد شد بابشارت فتح و فیروزی اکتفا پذیرد" (اردو) کافی ہونا۔

(۱) اکتفا فرمودن استعمال - صاحب

(۲) اکتفا کردن آصفی ذکر این کردہ
(۳) اکتفا نمودن کہ بمعنی بس کردن است (نثر منشی اصفہانی[۱]) کرم جبلی اقتضای آن کرد کہ از خون او درگذرد لاجرم بہمان قدر اکتفا فرمود" (کلیم ہمدانی ۵۲) حوض می باید دہ و در دہ بہنگام وضو ؛ میکنی از پنج وقت اما بیک وقت

اکتفا: (نشر۔ نصیر ہمدانی ۳) تکلف نمی کند و بوظیفۂ وقت اکتفا می نماید	(اردو) اکتفا کرنا۔ بقول امیر قناعت کرنا جیسے "وہی سطر پر اکتفا کی"۔

اکت مکت بقول برہان بفتح اول و کسر ثانی و سکون فوقانی و میم مفتوح و کاف مکسور و فوقانی ساکن بلغت سریانی دانۂ باشد سیاہ و بسیار سخت و بہ بزرگی جوز بوا و آنرا حجر الولادۃ خوانند چہ ہرگاہ زنی دشوار زاید در زیر وی دود کند بآسانی خلاص شود و آن را بشیرازی کن ابلیس گویند یعنی خایۂ شیطان و اگر بر درختی بندند کہ میوہ آن نا پختہ بیفتد۔ دیگر نیفتد و آنرا حجر النسر و حجر العقاب گویند۔ صاحب محیط فرماید کہ لغت سریانی است و گویند عربی و بیونانی اناطیطس بمعنی سنگ ولادت و در مصر معروف بحجر ایلاقی و حجر الولادت و حجر الملک و حجر النسا و بعضی حجر النسر و بعضی حجر العقاب و در فارسی خرمای ابوجہل و عوام الناس خایۂ ابلیس و بخراسان اشک مریم و بہندی کرنجوہ۔ کرنجہ۔ کنجہ و در زبان سنسکرت شاکر کہولہ و آن ثمر درختی است پر خار شبیہ بسنگ درختی۔ گرم در سوم و خشک در اول و بعضی سرد در خشک در سوم نوشتہ اند برای عارضہ صرع نافع و مانع اسقاط و سہولت در ولادت پیدا کند۔ محلل اورام حابس نزف الدم و منافع بسیار دارد (اردو) کرنجوا۔ بقول صاحب جامع الادویہ خایۂ ابلیس ایک خار دار درخت کا پھل ہے و بائے ہوائی کو دفع کرتا ہے بخار کہنہ کو نافع۔

الکج بقول برہان و سراج و جامع بفتح اول و ثانی و سکون جیم میوہ ایست صحرائی کہ در خراسان علف شتران و بعربی تفاح البری و زعرور خوانند صاحب محیط فرماید کہ زعرور

است وبقول گیلانی از زروت مؤلف عرض کند که بحث این بر ازدف گذشت واین لغت یونانی است (اردو) دیکھو ازدف -

انجج بقول برہان وجہانگیری بفتح اول وسکون ثانی وکسر حای حطی وجیم ساکن جلاب را گویند وآن دارویی چند است جوشانیده وصاف کرده شده تکمیل بحث این بر (انجج) کنیم که به خای معجمه سوم می آید (اردو) دیکھو انجج -

(الف) الحل بقول صاحب مؤید لغت عرب است بمعنی رگ وسرمه چشم هم گذانی الدستور وبقول صاحب منتخب بالفتح آنکه جای رستن پلک چشم او سیاه باشد وسرمه در چشم کرده ورگی در دست میان قیفال واسلیم که فصد آن می کنند وآن را رگ هفت اندام گویند فارسیان استعمال این با مصدر کشادن یعنی ----------

(ب) الحل کشادن بمعنی فصد الحل گرفتن کرده اند از قبیل رگ کشادن (انوری) ۵ وزنی آنکه مزاجش نکند فاسد خون ؛ سرخ بید از همه اعضا بگشاید الحل (اردو) (الف) الحل ایک رگ کا نام جس کو رگ ہفت اندام کہتے ہین - (ب) الحل کی فصد لینا -

الحوان بقول برہان وجامع بروزن ومعنی اقحوان است که گذشت - خان آرزو در سراج گوید که چون قاف وحای حطی در فارسی نمی آید معلوم می شود که اصل این الحوان به‌ای هوز است واقحوان که گذشت معرب این به تبدیل کاف به قاف وهای هوز به حای حطی مؤلف عرض کند که ما با تحقیقش اتفاق داریم تسامح محققین سلف است که این را به حای حطی قائم کردند والحوان به‌ای هوز را ترک کردند ما بجای خودش قائم کنیم -

(اردو) دیکھو اقحوان۔

(۱) اکخ | صاحب شمس نسبت (۱) گوید کہ با کاف مفتوح و خای منقوطہ زدہ (۲)

(۲) اکخ | بفتح کاف و سکون ما بعدش بمعنی جلاب است و صاحبان سروری وجامع (۲) را بفتح ہمزہ و کسر خای معجمہ بمعنی جلاب نوشتہ اند و صاحبان برہان و جہانگیری و ہفت و امثالہم این لغت را بہ حای حطی سوم بعوض خای معجمہ آوردہ اند چنانکہ بجایش گذشت و ہمین لغت در ممدودہ ہم مذکور شد و ہمدرانجا ہمین قسم اختلاف در حای مہملہ و منقوطہ واقع و صاحب جہانگیری ہمدرانجا بر (آکخ) نوشتہ کہ چون این لغت فارسی زبان است حای حطی غلط باشد و ما درینجا ہم با رایش اتفاق داریم کہ حای حطی را درین دخلی نیست تسامح اہل تحقیق است کہ بجای حطی آوردہ اند و این ہر دو اسم جامد فارسی قدیم و حالا در روزمرہ معاصرین عجم متروک است۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب و لہجۂ مقامی است (اردو) (۱ و ۲) جلاب۔ بقول آصفیہ۔ اسم مذکر مہمل۔ دست آورد

اکد | بقول صاحب رہنما و بول چال مرادف اکت است کہ بہ تای فوقانی گذشت و ما صراحت ماخذ و تعریف ہمدرانجا کردہ ایم و جز این نیست کہ درین لغت تای عربی بہ دال مہملہ بدل شد ہمچون زرشت و زردشت و توت و تود باید کہ این را ہم بکسر اول و سکون رو دم خوانیم و از لغت انگلیسی ایکٹ مفرس دانیم (اردو) دیکھو اکت۔

اکدش | بقول برہان بکسر اوّل و دال ابجد بر وزن کشمش و بفتح اول نیز (۱) و تخمہ را گویند از حیوان و انسان مطلقاً و جمع این اکدشان۔ خان آرزو در سراج ذکر این

کردہ فرماید کہ مبدل این یکدش آمدہ۔ صاحب سروری ہم ذکر این کردہ صاحب رشیدی فرماید کہ دو تخمہ از ترک و ہند و مانند آن کہ بعربی مولد گویند مؤلف عرض کند کہ این لغت ترکی است۔ صاحب لغات ترکی ذکر این کردہ فرماید کہ بکسر اول و سوم ترکی کہ مادر او ہندی بود و آنچہ از دو جنس پیدا آید (انتہی) (اردو) دوغلا۔ بقول آصفیہ دونسلا وہ شخص جس کے ماں باپ ایک قوم کے نہ ہوں۔

(۲) اکدش۔ بقول برہان و ناصری امتزاج و اتصال دو چیز با یک دیگر۔ صاحب جامع فرماید کہ امتزاج و اتصال دو چیز و دو تخم بہ یکدیگر۔ مؤلف عرض کند کہ معنی حقیقی این در ترکی زبان بر نمبر اول گذشت فارسیان مجازاً این را بمعنی مجموعۂ دو چیز استعمال کردہ اند (نظامی ؎) دل کہ بر و خطبۂ سلطانی است ؛ اکدش روحانی و جسمانی است ؛ (اردو) دو چیز کا مجموعہ۔

(۳) اکدش۔ بقول برہان و ناصری و رشیدی و جامع و سراج اسپی کہ پدرش از جنسی و مادرش از جنسی دیگر باشد کہ آنرا بعربی مجنّس خوانند۔ صاحب سروری بحوالہ فرہنگ ذکر این کردہ (ظہیر فاریابی ؎) نعل می بستند روزی اکدشانت را بردم پنجلقۂ گم شد ازان در گوش قیصر یافتند ؛ صاحب سروری بحوالۂ نسخۂ نیازی گوید کہ بمعنی اسپی کہ یک طرفش تازی باشد و طرف دیگرش ہندی مؤلف عرض کند کہ این متعلق است بہ تعمیم معنی اوّل کہ بقول صاحب لغات ترکی گذشت پس تخصیص تازی و ہندی درست نباشد (اردو) مجنّس (عربی) دکن میں اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو عربی اور ہندی کے

نسل سے ہو یا دو مختلف نسل سے۔

(۴) اکدش۔ بقول برہان ورشیدی وجامع بمعنی محبوب ومطلوب۔ صاحب سروری ہم ذکر این کردہ واز کلام نزاری سند آوردہ (ے) تنہا نشین ندارد از عمر ہیچ لذت ۔ دریاب ہر دو عالم ترتیب اکدشی کن ۔ مؤلف عرض کند کہ از سند پیش کردہ صاحب سروری استعمال اکدش بمعنی محبوب ومطلوب ثابت نمی شود و با معنی حقیقی این لغت ترکی کہ بر نمبر اول مذکور شد این معنی را تعلق مجاز ہم نیست۔ ما طالب سند دیگر باشیم و سند پیش شدہ را متعلق بہ معنی دوم دانیم کہ بخیال ما مقصود از ترتیب اکدشی۔ ضد تنہائی است یعنی شاعر گوید کہ تنہا نشینی از عمر ہیچ لذت ندارد پس باید از ہر دو عالم ترتیبی کرد کہ اکدشی باشد یعنی جامع ہر دو عالم فقیر (اردو) محبوب۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ پیارا محب۔ دوست۔ معشوق۔

(۵) اکدش۔ بقول برہان باعتقاد محققین نفس ناطقۂ انسانی کہ آن مرکب است از لاہوتی وناسوتی مؤلف عرض کند کہ جا دارد کہ مجاز معنی دوم گیریم و طالب سند استعمال باشیم (اردو) نفس ناطقہ۔ دیکھو اسپہبد۔

(۶) اکدش بقول خان آرزو در سراج ہر مرکب از ضد و ضد دیگر کسی از محققین فارسی ذکر این معنی نکرد و نہ تعلق دارد با معنی حقیقی کہ بر نمبر (۱) مذکور شد و چنین نباشد کہ مصداق معنی آفرینی است۔ بخیال ما خان آرزو از تعریف معنی اول غلط افتادہ و این معنی را از ان پیدا کرد یعنی صاحب برہان بر معنی اول نوشتہ "دو تخمہ را گویند از حیوان و انسان مطلقاً محقق

نازک خیال دانستہ باشد کہ از یک انسان و یک حیوان دو تخمہ مراد است و مقصود برہان غیر این است از اینجاست کہ معنی مرکب از اضداد را پیدا کرد و برای این معنی از کلام نظامی سندی آورد (ص) نظامی اکدش خلوت نشین است ؛ کہ نیمی سرکہ نیمی انگبین است بخیال ما کلام نظامی سند معنی دوم است و معنی دوم کہ مجاز معنی اول باشد اجتماع اضداد نمی خواہد و سند دیگر ہم از کلام نظامی ہمدرانجا مذکور یکہ جامع روحانی و جسمانی را اکدش گفتہ اگر بوسیلہ این ہر دو سند سرکہ و انگبین و روحانی و جسمانی را من وجہ اضداد یکدیگر گیریم تعلق مجاز با معنی حقیقی خوش نمی نماید کہ محقق ترکی گوید کہ "آنچہ از دو جنس پیدا آید" اکدش است فتامل (اردو) دو ضد کا مرکب۔

(۱) اکدش روحانی	اصطلاح
(۲) اکدش روحانی و جسمانی	بقول صاحب

دارندۂ روح و جسم است متعلق بہ معنی دوم اکدش و کنایہ از دل۔ و نسبت نمبر (۱) البتہ وجہ کنایہ پیدا نیست۔ طالب سند باشیم (اردو) دل۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر دیکھو آئینۂ خاکیان۔

بحر بمعنی دل باشد دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ (۲) موافق قیاس است و مرکب توصیفی کہ بہ معنی امتزاج

اکدوک | بالفتح۔ بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار معنی آبشخور مؤلف عرض کند کہ تباہ کنندگان زبان فارسی این را از السنہ غیر اخذ کردہ مفرس کردہ باشند و نمی کشاید کہ مال کدام زبان است و چقدر تصرف راہ یافتہ این لغت ہم یکی از آثار تنزل زبان فارسی است کہ متاع حقیقی زبان را معدوم می کنند (اردو)

گہاٹ - دیکھو آبشخور -

اکراد بقول صاحب انند بالفتح (ا) لغت عرب است جمع کُرد بالضم کہ قومی است از عجم - اکثر ایشان صحرا نشین - صاحب بول چال بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (اردو) اکراد - کُرد کی جمع اور کرد عجم کی ایک صحرا نشین قوم ہے -

اکرام بقول بہار گرامی کردن و بزرگ داشتن و نواختن و بخشش کردن مؤلف گوید کہ بالکسر لغت عرب است و صاحب منتخب ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بمعنی بزرگی کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) اکرام - بقول امیر (عربی) مذکر - بزرگی - توقیر - عزت (رشک ؎) جو قدر نبی پیش خدا ہی دو جہان تہی ؛ اتنا ہی نبی کرتے تھے اکرام علی کا ؛

اکرام کردن استعمال - صاحب آصفی

اکرام نمودن ذکر این کردہ کہ بہ معنی بزرگی کردن و بزرگ داشتن است (مغربی نیشاپوری ؎) بندگان درخدمت او چون خداوندان شوند ؛ از پس اکرام خداوندی کہ با ایشان کنند (نثر دولت شاہ تمرقندی) شیخ بہاء الدین ذکریا ہموارہ مراقب حال عراقی بودی و اکرام نمودی (اردو) اکرام کرنا - اسکی سند لفظ اکرام پر گزر چکی ہے

اکراہ بقول بہار زور و بر کاری داشتن و فارسیان بمعنی کراہت و سماجت استعمال نمایند مؤلف عرض کند کہ بالکسر لغت عرب است صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ (ظہوری ؎) خوشست رغبت احرام کعبۂ دل را ؛ ز راہ دیر باکراہ بر نگردانم ؛ (اردو) اکراہ - بقول امیر - عربی - مذکر - کراہت - نفرت (میر ؎) چلے ہم اگر تمکو

اکراہ ہے ؎ فقیرون کی اللہ ہی اللہ ہے ؎

اکراہ داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی نفرت داشتن است (ناظم ہراتی ؎) زبوی پیرہن اکراہ دارد ؎ ہوای شستہ گاذرگاہ دارد (اردو) نفرت رکھنا۔

اکراہ کردن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی کراہت کردن باشد (قدسی مشہدی ؎) چنان ز عدل تو باہم مخالفان صافند ؎ کہ داغ سینہ ز مرہم نمی کند اکراہ ؎ (اردو) کراہیت کرنا۔ نفرت کرنا۔

اکرفس بقول برہان کرفس باشد و آن معروف است گویند خوردن آن شہوت را زیادہ کند خواہ مرد خورد خواہ زن ۔ صاحب جامع ہم ذکر این کردہ و صاحب محیط فرماید کہ ہمان کرفس است و بر کرفس نویسد کہ معرب است از کرفش فارسی رگویند ذکر سب فارسی کہ بیونانی کرفسا و سالیون و بسریانی کرفشا و بر رومی باطرانیون و بشامی سرد و بفرنگی سلری و بلاطینی سلدہری و بہندی اجمود نامند و آن نباتیست و اقسام آن بسیار۔ گرم و خشک در اوّل دوّم مفتح و محلّل و مطیب و مسکن اوجاع ضماد آن تنہا با عسل محلل اورام و منافع بیشمار دارد (الخ) مؤلف عرض کند کہ فارسیان بر کرفس معرب۔ الف وصلی زیادہ کردہ اکرفس کردہ اند و ما ذکر اجمالی این بر اجمود کردہ ایم کہ گذشت (اردو) اجمود۔ صاحب جامع الادویہ نے بھی اسکا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہی مشہور نام ہے۔

اکروفس بقول برہان لغت رومی است و بفارسی مستعمل ما ذکر این بر اغیرس کردہ ایم

کہ جوزر دمی است بہ تحقیق ما فارسیان بر لغت رومی کردن الف وصلی زیادہ کردہ اند (اردو) دیکھو اغیرس۔

اکروہک بقول برہان بفتح اول و ہای ہوز و سکون کاف صمغ خاریست کہ آنرا مشاکیہ خوانند و آن بسیار تلخ می باشد و در مرہم ہا بکار برند و عنزروت ہمان است صاحب محیط فرماید کہ انزروت باشد و بر انزروت گوید کہ بعین مہملہ بعوض الف عنزروت ہم آمدہ کہ بسریانی صرتولا و باصفہانی انجدک و کنجدہ و اکروہک و بشیرازی کدرو و بعربی کحل فارسی و کحل کرمانی و بہندی لائی و لاہی نامند و آن صمغ درختیست خاردار در بلاد فارس می روید گرم و خشک در اول و گویند در دوم۔ منضج محلل مجفف بالذع و شرب وضماد آن مسکن اورام و منافع بسیار دارد (اردو) لائی۔ بقول صاحب جامع الادویہ کنجدہ۔ انزروت۔ ایک خاردار درخت کا گوند جسکو عربی مین سائکہ کہتے ہین۔

اکسپوزیسیون صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاجار ذکر این کردہ فرماید کہ نمایشگاہ را گویند مؤلف عرض کند کہ مفرس (اکزی بیشن) لغت انگلیسی است معاصرین عجم نمایشگاہ را کہ لغت خاص شان بود پسند نکردند و در روزمرہ خود ہمین مفرس را استعمال کردند و درین قسم تفریس کہ معاصرین عجم می کنند در تبدیل و حذف ہیچ دخل قیاس و پابندی قواعد فارسی نیست (اردو) نمایشگاہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث وہ جگہ جہان صنعت و حرفت کا میلا ہو۔

اکستم بقول صاحب شمس بمعنی ناقص خلقت و بریدہ گوش فرماید کہ لغت فارسی است

واز صراحت اعراب ساکت دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و مؤلف عرض کند
که بیچارہ مؤلف شمس لغت عرب اکشم را که بقول منتخب به همزہ و کاف عربی و شین معجمہ و میم بہمین
معنی آمدہ نوشتہ و کاتبین چابکدست تحریف در کتابت کردند و منتظمین مطبع فاسی علامت فارسی
بر و زیادہ نمودند این است حقیقت سرمایۂ تحقیق اگر قرنی دیگر برین بگذرد و مؤلفی نقلش بردارد
لغتی در سرمایۂ زبان فارسی زیادہ شود و خیال کنیم کہ فارسی قدیم است تحقیق ماخذ کہ در
موضوع کتاب ما داخل است حقیقت این را ظاہر کرد۔

اکسولایاتون بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی و سین بی نقطہ بواو رسیدہ و لام
بالف کشیدہ و تحتانی بالف و فوقانی بواو رسیدہ و نون زدہ لغت یونانی رستنی باشد کہ آنرا
بعربی حماض الماء گویند و آن پیوستہ در آب روید و برگ آن بدرازی انگشتی باشد نزدیک
ببرگ کاسنی و بر سر آن تخمی بود سیاہ رنگ مائل بسرخی صاحب محیط ذکر این نکرد و برحماض
مائی گوید کہ در کنار آبہا می روید و بی گل است و شبیہ بکاسنی و آنرا حماض الماء و حماض
السواقی و حماض البقر و سلق مائی نامند سرد و خشک و قابض و نافع خفقان حارہ و غثیان و منافع
بسیار دارد (انخ) بہ تحقیق ما نام این در فارسی زبان و ہندی یافتہ نشد (اردو) صاحب
جامع الادویہ نے ان نامون کو ترک کیا ہے اور سلق پر فرماتے ہین کہ چقندر کا نام ہے
اور حماض پر چوک لکھا ہے اور صاحب محیط نے حماض پر لکھا ہے کہ اس کا ہندی نام چوکا
اور چوکے کی بھاجی اور اسی کو حماض بری کہتے ہین۔ حاصل یہ ہے کہ حماض مائی کا اردو یا
مشہور نام محققین طب نے نہین لکھا اور اسقدر متحقق ہے کہ چوکے کی ایک قسم ہے جو کاسنی سی

مشابہ اور کنارۂ آب پر پیدا ہوتی ہے۔

اکسون بقول برہان بفتح اوّل بروزن افسون جامۂ سیاہ قیمتی باشد کہ اکابر بجہت تفاخر پوشند و بکسر اول ہم آمدہ بمعنی نوعی از دیبای سیاہ صاحب ناصری ہم ذکر این کردہ و از شیخ عطار سند آوردہ (ے) اطلس و اکسون مخبون پوست است ؛ پوست پوشد ہر کہ لیلی دوست است ؛ صاحب سروری فرماید کہ بکسر ہمزہ جامۂ سیاہ کہ ملوک و سلاطین پوشند و بحوالہ معیار جمالی گوید جامہ ایست مثل دبیقی و بحوالہ حسین وفائی نویسد کہ نوعی از دیبا (ظہیر فاریابی ے) بر سم خدمتی اندر پئ جنیبت تو ؛ فگندہ دہر زر روز اطلس و رشب اکسون ؛ خان آرزو در سراج و صاحبان رشیدی و مؤید و جہانگیری و (دری و پہلوی) و جامع ہم ذکر این کردہ اند و باتفاق ہمہ محققین اسم جامد زبان فارسی است (اردو) اکسون۔ ایک قیمتی اور سیاہ کپڑے کا نام ہے از قسم دیبا۔

اکسیر بقول برہان بکسر اول و ثالث بروزن دلگیر (۱) کیمیا را گویند و آن جوہریست گدازندہ و آمیزندہ و کامل کنندہ یعنی مس را طلا کند و (۲) ادویہ مفیدہ و (۳) نظر مرشد کامل را نیز مجازاً اکسیر گویند بخیال ما معنی دوم و سوم استعارہ نباشد یعنی از محض اکسیر پیدا نمی شود بلکہ در استعمالش معنی حقیقی اکسیر قائم باشد مثلاً گویند کہ "این نسخہ مرکب بجق بیمار اکسیر است" یعنی خیلی مفید است پس اکسیر در اینجا بمعنی خیلی مفید مستعمل شد و خصوصیت با ادویہ ندارد و ہمچنین "نظر مرشد بحق مریدش اکسیر شد" یعنی حالت مرید را متغیر کرد و خیلی سودمند شد و تبدیلی پیدا کرد کہ خلاف قیاس بودہ در اینجا ہم لفظ اکسیر بمعنی نظر مرشد کامل نیست بلکہ صفت او واقع شد بالجملہ تحقیق ہما

افشاندنِ رحمت | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی بمعنی مورد رحمت کردن متعلق بہ افشاندن سند این ہمہ در آنجا مذکور شد (اردو) رحمت نازل کرنا۔

افشاندنِ رقم | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی کہ بمعنی رقم کردن و نوشتن باشد۔ اشارہ این بر معنی سوم افشاندن کردہ ایم و سند این ہمہ در آنجا مذکور (اردو) لکھنا تحریر کرنا۔

افشاندنِ زلف | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - بقول صاحب تجربہ بازداشتن آن و این متعلق و مجاز معنی حقیقی افشاندن باشد (صائب ؎) بیا در جلوہ ای سرو روان تا جان بیفشانم بہ بیفشان زلف کافر کیش تا ایمان بیفشانم بہ (اردو) زلف کو پریشان کرنا۔ یہ محبوبوں کے ناز و ادا میں داخل ہے۔

افشاندنِ سلسلہ | مصدر اصطلاحی - مرکب اضافی - بمعنی حرکت دادن سلسلہ جنبانی است و این مجاز معنی حقیقی افشاندن باشد (عرفی ؎) چہ عجب کز دل محمود فرو ریزد خون بہ گر صبا سلسلۂ زلف ایاز افشاند بہ (اردو) سلسلہ جنبانی کرنا ہلانا۔

افشاندنِ شکر | استعمال - مرکب اضافی متعلق بہ معنی حقیقی است کہ بخیتن شکر باشد (ظہوری ؎) چہ شادی کز ان لب با شکر بر ہر کس افشانی بہ نباشی گر نمک بر سینۂ افگار می گنجد بہ (اردو) شکر چھڑکنا - جیسے نمک چھڑکنا۔

افشاندنِ عنبر | استعمال - مرکب اضافی بمعنی ریختن عنبر باشد متعلق بہ معنی حقیقی و کنایہ از بوی خوش رساندن (انوری ؎) تا نسیم عنبر افشانی کہ ظل خواجہ راست بہ از غلامانش کی در باغ ریحان آمد است بہ (اردو) عنبر افشانی کرنا عنبر چھڑکنا - خوشبو پھیلانا۔

افشاندنِ غلّہ | استعمال - مرکب اضافی (۱) بمعنی ریختن غلہ از بالا بزیر تا خس و خاشاک کش

در ہوا بہ پرد و غلّہ خالص بر زمین ماند ہمین است طریقۂ فلّاحان ہند و عجم و معاصرین عجم استعمال این کنند و غلّہ را بباد دادن مرادف این و (۲) غلّہ را بہ غلّہ افشان دچاولی صاف و پاک کردن ہم کہ بعربی نسف خوانند۔ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند (اردو) (۱) بھوسی اڑانا۔ یہ دکن کا محاورہ ہے یعنی غلّہ کو بلندی پر سے گرا کر صاف و پاک کرنا تاکہ ہوا سے بھوسی وغیرہ اڑ جاے۔ اور غلّہ خالص زمین پر گرے۔ حضرت امیر نے اس کو سانا کہا ہے (۲) پھوڑنا۔

افشاندنِ قطرہ استعمال۔ مرکّب اضافی است متعلق بہ معنی حقیقی (عرفی ۵) کدام قطرۂ خوی لیلی ازجبین افشاند ؛ کہ گاہ گریہ بردن ازدو چشم مجنون شد ؛ (ولہ ۵) عرق شبنم تخلد است ہر آن قطرہ خوی ؛ کہ سمند تو بگاہ تک و تاز افشاند ؛ (اردو) قطرہ ٹپکانا۔

افشاندنِ کرشمہ مصدر اصطلاحی۔ مرکّب اضافی بمعنی کرشمہ کردن است و مجاز معنی حقیقی و سند این بر معنی یازدہم افشاندن گذشت (اردو) کرشمہ کرنا۔

افشاندنِ گرد استعمال۔ مرکّب اضافی متعلق و مجاز معنی حقیقی است بمعنی دور کردن گرد و من وجہ بامعنی دوازدہم افشاندن تعلق دارد و سند این از کلام عرفی بر افشاندن دور گذشت ؛ (اردو) گرد جھٹکنا۔

افشاندنِ گلاب استعمال۔ مرکّب اضافی متعلق بہ معنی حقیقی افشاندن است بہ معنی پاشیدن گلاب (عرفی ۵) شاہد حسن ازان خون شہیدان طلبید ؛ کان گلابیست کہ در دامن ناز افشاند ؛ (اردو) گلاب چھڑکنا۔

افشاندنِ گوہر و گہر مصدر اصطلاحی مرکّب اضافی۔ مرادف افشاندن دُر است کہ گذشت (عرفی ۵) انچہ در انجمن اہل صفا جلوہ کند ؛ دست ہر ذرّہ بر و گوہر راز افشاند ؛

کیمیا بنانا۔

اکسیر شدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اکسیر قرار یافتن است و این متعلق است بہ معنی پنجم لفظ اکسیر (شانی مشہدی ؎) چون برآ کیم زشکر عمت ای عشق کہ ما ؛ خاک بودیم و باصلاح تو اکسیر شدیم ؛ (اردو) اکسیر ہوجانا۔

اکسیر کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ساختن و درست کردن اکسیر است (حافظ شیرازی ؎) جز قلب تیرہ ہیچ نشد حاصل و ہنوز ؛ غافل درین خیال کہ اکسیر می کنند ؛ (اردو) اکسیر بنانا۔ کیمیا بنانا

اکسیر گر استعمال۔ بقول بہار و صاحب بحر و انند کیمیا گر باشد بمعنی حقیقی (خواجہ نظامی ؎) چو در کورۂ مرد اکسیر گر ؛ فرو بردہ آہن برآورد زر ؛ (اردو) کیمیا گر۔ بقول آصفیہ اسم مذکر۔ ہموس۔ کیمیا بنانے والا۔

اکسیر مردمی اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول بحر و وارستہ و بہار کنایہ از شراب باشد (جیانی گیلانی ؎) نقد جان را بجرعۂ امروز ؛ مفروش و نیک ارزان است ؛ زود بستان و در بہا بفرست ؛ آنچہ اکسیر مردمی آنست ؛ (اردو) شراب (مؤنث)

اکسیری بقول بہار بمعنی کیمیا گر مؤلف گوید کہ بہ یای نسبت باشد یعنی منسوب بہ اکسیر (درویش والہ ہروی ؎) بدعا ہیچ دہانی در لب باز نکرد ؛ گرچہ اکسیری این قلب چو تیار شدیم (اردو) کیمیا گر۔

اکسیہ بقول برہان و جامع و ہفت بروزن الفیہ بوزہ را گویند و آن شرابیست کہ از آرد وجو و امثال آن سازند و بعربی بیذ خوانند۔ خان آرزو در سراج این را بہ شین معجمہ نوشتہ بخیال ما ہمین اصح است کہ مرکب است از کشی کہ در فارسی زبان بقول برہان بمعنی

سرور و تندرستی آمدہ فارسیان الف وصلی در اوّل و ہای نسبت در آخر این آوردہ اکشیہ کردند کہ معنی این منسوب بہ سرور و تندرستی است و شرابی را نام نہادند کہ ذکرش بالا گذشت آنانکہ این را بہ سین مہملہ نوشتہ اند مبدّل باشد کہ شین معجمہ بہ مہملہ بدل شود۔ ہمچون شار و سار (اردو) ایک قسم کی شراب جو جَو یا اور کسی غلّہ کے آٹے سے بنائی جاتی ہو جسکو فارسیون نے اکسیہ اور عربون نے نبیذ کہا ہے۔

اکشوث بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی بمعنی کشوث است و آن رستنی باشد مانند درمنہ کہ تخم آنرا العربی بذر الکشوث خوانند و چون باسرکہ بخورند فواق را تسکین دہد و آنرا بتازی حماض الارنب گویند۔ صاحب محیط ذکر این کردہ گوید کہ ہمان کشوث و برکشوث فرماید کہ اسم عربی است و بقول بعض معرب و کشوثا و لیف مکی نیز گویند و بیونانی بشسر و طوس و بسریانی دیثار و برومی کشمورین و بفارسی برش و فرہنج و زجول گویند زجول اسم تخم کشوث است و بہندی امربیل و اکاسن بیل۔ ہم او بر افتیمون ترجمہ ہندی آن آکاس بیل و لایتی نویسد و بر اکاس بیل گوید کہ مشابہ افتیمون باشد باقی حال اکشوث و رای افتیمون است و مشابہ آن گیاہی است مانند ریسمان باریک بردختہا می پیچد۔ بقول شیخ گرم در اول اولی و خشک در آخر دوم۔ مقوّی احشا و مخفّف رطوبات۔ ملطّف و مفتّح و مخرج فضول لطیفہ و منافع بسیار دارد۔ بخیال ما فارسیان الف وصلی بر کشوث زیادہ کردہ مفرّس کردہ اند و این ہمان است کہ تعریفش بر افرہنج کردہ ایم (اردو) امربیل۔ اکاس بیل۔ دیکھو افتیمون

اکفا بقول منتخب بالفتح لغت عربست بمعنی ہمسران و مانند آن جمع (کفو بالضم) و بالکسر

نوعی از عیوب قافیہ کہ بعضی ابیات را حرف روی دیگر باشد و بعضی را دیگر صاحب غیاث نسبت معنی اصطلاحی صراحت مزید کند کہ بالکسر یکی از عیوب قافیہ را گویند کہ حرف روی یا قید مختلف باشد بشرط قرب مخرج چون صباح و سیاہ و بحر و شہر مؤلف گوید کہ فارسیان ہمین اصطلاح را بہمین معنی استعمال کنند و لفظی دیگر در فارسی برای آن ندارند (اردو) قافیہ مین جب حرف روی یا قید مین اختلاف ہو اور دونون قریب المخرج ہون تو اس کا نام اکفا ہے اور یہ عیوب قافیہ سے ہے جیسے صباح و سیاہ - بحر - اور شہر اردو مین بہی یہ اصطلاح اسی نام سے مستعمل ہے -

اکفودہ | بقول برہان و جامع و سراج با فا بر وزن افزودہ نام دریای گیلان - صاحب ناصری فرماید کہ نام دریای مازندران و آن را از راہ کفودہ گویند و زراہ بمعنی مطلق دریا آمدہ و دریای خزر و دریای گیلان و دریای خزران و خزروان و آبسکون و آسکون نام ہمین دریاست مؤلف عرض کند کہ اصل این کفودہ باشد مبدل کفیدہ بہ تبدیل واو با یای تحتانی برخلاف قیاس کہ بمعنی شکافتہ و از ہم باز شدہ و ترکیدہ آمدہ جا دارد کہ در آغاز این دریا زمین آنجا شکافتہ شدہ فارسیان الف وصلی در اولش آوردہ اکفودہ کردند (اردو) مازندران کی ایک دریا کا نام اکفودہ ہے -

(۱) اکگرا | بقول برہان (۱) بروزن فلک سا و (۲) ہموزن حرم سرا دارویی است

(۲) اکلکر | کہ آنرا عاقرقرحا گویند - صاحب محیط بر عاقرقرحا گوید کہ معرب اکرکرہ ہندی است و گویند لغت نبطی و بقول بعض لغت عرب است مشتق از عقر و تقریح بجہت آنکہ

فعل آن تفریح است و این را بیونانی فوردثون و فورثون و قوس دره و توبردن و بلغت بربری تاغند و بفارسی کاکره و کالو و کالوه و کرترخون دکزوم و بشیرازی اکلوا نامند نباتیست که در بلاد مغرب یافته می شود - گرم و خشک در آخر سوم تا اوائل چهارم و بقول بعض سرد لطیف و نیز جذاب و محرق و مفتح سدد و منقی فضول دماغی دجالی بلغم و نافع امراض عصبانی و منافع بیشمار دارد (الخ) فارسیان در اول لغت (کاکره) الف وصلی آورده اکاکره کردند و الف دوم بکثرت استعمال حذف شده (اکره) ماند پس ها ہوز را بقاعدهٔ خود بالف بدل کردند همچون خاره و خارا و نسبت اکلکرا عرض می شود که در اکرکرهٔ هندی رای مهملهٔ اول را با لام بدل کردند چنانکه چنار و چنال پس (۱) لغت فارسی باشد و (۲) مفرس صاحب جامع هم ذکر هرو و لغت کرده (اردو) عاقرقرحا - بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر - اکرکرها ایک تیز اور دلدار جڑ کا نام جو دانتون کے درد تقویت باہ وغیرہ کے کام مین آتی ہے اور آگ کا اثر زائل کر دیتی ہے -

اکلید بقول خان آرزو در سراج همان کلید معروف و اقلید و مقلید معرب آن و مقالید جمع و این لفظی است که در کلام مجید واقع شده و در اصل فارسی است چنانکه علامه سیوطی در مهذب آورده (انتهی) دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد مؤلف عرض کند که کلید لغت ترکی است یعنی مفتاح - صاحب کنز که محقق ترکی زبان است ذکر این کرده و فارسیان الف وصلی در اولش آورده اکلید کردند و کلید هم در فارسی زبان مستعمل است پس لغت فارسی نیست ازینجاست که اکثر اهل تحقیق که پابند لغت فرس اند این را ترک کرده اند البته

اکلید را مفرس تو انیم گفت (اردو) کنجی - مونث - دیکھو اقلی -

اکلیل الملک بقول صاحب برہان رستنی باشد کہ آنرا انبھا رسی گیاہ قیصر خوانند.

مؤلف عرض کند کہ ما ذکر این بر ارحیقنہ کردہ ایم (اردو) دیکھو ارحیقنہ -

اکلیون بقول برہان وجامع وہفت بفتح اول وثانی وضم تحتانی بروزن طبرخون (۱) کتاب ترسایان باشد و (۲) نام انجیل عیسی وبعضی گویند (۳) صفحہ ایست کہ مانی نقاش ساختہ بود و او را معجزۂ او میدانستند و (۴) بوقلمون را نیز گویند **مؤلف** عرض کند کہ اسم جامد زند و پازند بمعنی اول و دیگر ہمہ معانی مجاز آن (اردو) (۱) آتش پرستوں کی ایک کتاب کا نام زند و پازند مین اکلیون ہے (۲) مجازاً انجیل عیسی کو بھی فارسیون نے اکلیون کہا ہے (۳) بر سبیل مجاز اس صفحہ کو بھی اکلیون کہا گیا ہے جو مانی نقاش نے بنایا تھا (۴) بوقلمون یعنی دیبائے رومی کو بھی فارسیون نے مجازاً اکلیون کہا ہے -

(الف) اکماک بقول برہان بامیم بروزن افلاک بمعنی (۱) قی واستفراغ دشگوفہ باشد و (۲) تبرکی نان را گویند وہم او ----------

(ب) اکمال بہ لام در آخر بروزن بدحال بمعنی اول آوردہ - صاحب سروری ذکر (الف) کردہ بر معنی اول قانع وبقول صاحب جامع (الف وب) بمعنی اول صاحب جہانگیری (الف) را بمعنی اول وبضمن آن ذکر (ب) ہم کردہ وصاحب رشیدی ذکر الف بہر دو معنی کند و فرماید کہ در بعضی فرہنگ ہا بجای کاف اول لام بنظر آمدہ خان آرزو در سراج فرماید کہ (الف) درست است و در (ب) تصحیف و فرماید کہ آنچہ در سروری

(الماک بہ لام دوم) آوردہ این نیز تصحیف باشد مؤلف عرض کند کہ صاحب سروری ذکر الماک نکرد البتہ صاحب رشیدی ذکر آن کردہ بخیال ما (الف) مفرس است از الماک کہ لغت ترکی است بمعنی رش و نشر۔ رش در عربی بمعنی چکیدن آب و اشک و خون و چیزآن و باران اندک و نشر ہم بعربی بمعنی بنی نشاندن پس فارسیان بزیادت الف دوم بعد میم مفرس کردہ باشند و بمعنی استفراغ استعمال کردہ و در (ب) کاف بدل شد بہ لام و این قسم تبدیل در فارسی زبان آمدہ و صاحب قواعین دستگیری ذکر این کردہ و بہمین تبدیل خیال صاحب رشیدی نسبت الماک ہم درست باشد و خیال خان آرزو نسبت تصحیف الماک و الحاق قابل غور و نسبت معنی دوم عرض می شود کہ در ترکی زبان الکمک بمعنی نان است نہ الحاک کذا فی الکنز (اردو) (۱) قے۔ مؤنث۔ دیکھو اشگفتہ۔ (۲) نان۔ مذکر۔ روٹی۔ مؤنث

الکموزان بقول برہان بفتح اوّل و سکون ثانی و ثالث بواو رسیدہ و بنون زدہ و فتح بای ابجد و زای ہوز بالف کشیدہ و نون ساکن دانہ ایست مابین ماش و عدس آنرا مقشر کردہ بہ گاو دہند گاو را فربہ کند و بہ فارسی آنرا کنک و بعربی رغی الحمام خوانند۔ صاحب محیط ذکر این نکرد و برکنک فرماید کہ کرسنہ باشد ما صراحت این برارونس کردہ ایم و وجہ تسمیۂ این اسم مرکب جز این نباشد کہ فارسیان لفظ کمون را کہ بعربی زبان بمعنی زیرہ آمدہ مضاف کردہ باشند بسوی بز و معنی مرکب این زیرہ گوسفندان و الف وصلی در اولش آوردند و نون اوّل حذف شد بکثرت استعمال الکموزان باقی ماند و صاحب محیط ترجمۂ کنک کہ در السنہ متعددہ نوشتہ کہ ذکرش برارونس گذشت در آن ہم الکمون بزان داخل نیست

ولیکن ہمدرانجا این قدر متحقق شد کہ برای زرہی گوسفندان بکار می خورد (اردو) دیکھو اردنس۔

اکنون بقول سروری و برہان وجامع بمعنی این زمان و الحال۔ بہار گوید کہ کنون و نون مخفف این است صاحب ناصری صراحت کردہ کہ بفتح اول وضم نون باشد وصاحب برہان ہم بروزن مجنون آوردہ اما صاحب غیاث درست گوید کہ کنون بضم اول است واین مزید علیہش پس باید کہ بضم الف باشد کہ چون الف در اول ثلاثی و رباعی وغیرہ در آورند ما بعد او ساکن کنند و ہمان حرکت ما بعد بدو دہند مؤلف گوید کہ اندرین صورت باید کہ نون را مخفف کنون گیریم و اکنون را بزیادت الف وصلی مزید علیہش ولیکن برزبان معاصرین اکنون با لفتح است واتفاق برین است کہ این لغت فارسی زبان باشد صاحب کنز کہ محقق ترکی است اعتراف این کردہ (صائب ؎) اکنون کہ خبر دار شد از چاشنی درد ۔ مشکل کہ علاج دل بیمار تواں کرد ۔ (اردو) اب ۔ بقول امیر (ہندی) شاید آد سے بگڑ کر بنا ہے جس کو معنی سنسکرت مین اسوقت ہین (فقرہ امیر) جاتے ہو تو اب جاؤ پھر جانے سے کیا حاصل ؎ مجھے روپیہ کی اب ضرورت ہے۔

اکوان بقول برہان وجامع بفتح اول وسکون ثانی و واو و بالف کشیدہ ونون زدہ (۱) نام دیوست کہ رستم را بدریا انداخت وہم بدست رستم کشتہ شد و بفتح اول وثانی (۲) گل ارغوان را گویند وصاحبان ناصری وجہانگیری ورشیدی وسراج بر معنی اول قانع ۔ صاحب مؤید این را بہر دو معنی بکاف فارسی آوردہ مؤلف عرض کند کہ اصل این بمعنی دوم باشد کہ

مبدّل ومخفف ارغوان است یعنی فارسیان غین معجمہ را حذف کردند ورای مہملہ را بکاف فارسی بدل ساختند وجا دارد کہ مبدّل ومخفف ارخوان گیریم کہ برا رغوان گذشت اندرین صورت رای مہملہ را محذوف گیریم وکاف فارسی را مبدّل جیم عربی چنانکہ آخشیج وآخشیگ - تحریک کاف مؤید خیال ماست آنانکہ این را بکاف عربی گرفتہ اند مبدّل بہ تبدیل ثانی است کہ کاف عربی بہ فارسی بدل شود ہمچون گند وکند بالجملہ معنی اول مجاز معنی دوم باشد کہ رنگ دیو مذکور ہم مثل ارغوان - سرخ باشد (اردو) (۱) اکوان ایک دیو کا نام ہے جس نے رستم کو دریا میں پھینکا تھا اور بالآخر رستم ہی کے ہاتھ سے مارا گیا (۲) ارغوان - دیکھو ارغوان -

اکول صاحب بول چال فرماید کہ معاصرین عجم این را بمعنی مدرسہ استعمال کنند وصاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ بخیال ما معاصرین عجم از لغت انگلیسی (اسکول) بہ تخفیف سین مہملہ مفرس ساختہ اند وبکسر اول وضم دوم استعمال کنند - (اردو) مدرسہ - درسگاہ - مذکر -

اکھوان این ہمان است کہ تعریف این برا کھوان بہ حاے حطی گذشت واشارہ این ہمدرا نجا مذکور (اردو) دیکھو اکھوان -

الف مقصورہ باکاف فارسی

اک بقول برہان وناصری بفتح اول وسکون ثانی بلغت ژند وپاژند گندم راگویند وبعربی حنطہ خوانند - صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل لغات ژند وپاژند

مندرجۂ دستور چہارم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ حالا در استعمال معاصرین عجم متروک است صاحب محیط برگندم فرماید کہ اسم فارسی است و بعربی بُر و قمح و حنطہ و ببونانی دفیری و فعدوس و خوردوس و بترکی بوقدہ و بہندی گیہون گرم در اول و معتدل در تری و خشکی و تازہ خشک نشدہ آن در دوم تر و بہترین اغذیہ تندرستان یمن بدن و مضر صاحبان سدہ و عرق و حشا و منافع بسیار دارد (ا ر و) گیہون - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - گندم - کنک - ایک غلہ کا نام -

اگال بقول بہار بالضم فضلہ پان کہ بعد چاویدن پان بہ کسی دہند یا بیندازند و این لفظ ہندیست (ظہوری ؎) چمن از پان گزیدنت رنگین ؛ غنچہ چون بگشفد گرفتہ اگال ؛ صاحب تحقیق الاصطلاحات ہم از ظہوری سندی آوردہ (؎) شود چہرۂ زرد خورشید آل ؛ دہندش اگر ماہ رویان اگال ؛ مؤلف عرض کند کہ این لغت سنسکرت است بقول ساطع فضلۂ ہر چیز خائیدہ عموماً و فضلۂ پان خصوصاً و از ہمین است اگالدان لغت زبان اردو بمعنی تف دان (ا ر و) اگال - بقول امیر (ہندی) مذکر - گلوری کا پہوک (ظفر ؎) بستر پہ تیرے دیکھے ہین کس کے اگال کے ؛ اسکو لہو پلاؤنگا اسکا نکال کے ؛

اگپ بقول انند و مؤید بالفتح با کاف فارسی و بای عربی بحوالہ زفانگو یا لغت فارسی است بمعنی رخسارہ و بحوالہ ادات الفضلا گوید کہ از اسلاف ہمچنین معلوم می شود کہ معنی این بفارسی رخسارہ باشد مؤلف عرض کند کہ دیگر اہل تحقیق از ین لغت سکوت ورزیدند و ما در ممدودہ آگپ و آگپ را بہ کاف و بای عربی و فارسی بیان کردہ ایم و ہمدرا نجا

معنی این کہ متحقق شد رخسارہ نیست بلکہ حصہ اندر رخسارہ باشد و اشارہ این ہم بہ انجا مذکور (اردو) کلا - دیکھو آگپ -

اگج بقول انند بفتح اوّل و ثالث و سکون جیم عربی بحوالہ کشف اللغات لغت فارسی است بمعنی قلاب آہنین سر کج کہ بدان برف از رود خانہ ہا و دیگر آبگیرہا بدر کشند و انجم مثلہ - دیگر محققین ازین ساکت مؤلف عرض کند کہ ما صراحت معنی این بر آگج در ممدودہ کردہ ایم کہ بکاف عربی گذشت و ہمین لغت در ممدودہ بکاف فارسی ہم مذکور شد - ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست نتیجہ لب و لہجہ متقامی است این قدر متحقق است کہ اسم جامد زبان فارسی است (اردو) دیکھو آگج -

اگر بقول برہان و ناصری و جامع بروزن سفر (ا) (الف) کلمہ شرط است بہار گوید کہ ترجمہ کنہ - وان (صائب ؎) آب می گردید در چشم ترا زو گوہرش ؛ یوسف مصری اگر می دید بازار ترا ؛ و بقولش (ب) در لغت سرخسیان بجای تردید مستعمل کما فی حدائق العجم - و فرماید کہ حق آنست کہ خصوصیتی با اہل سرخس ندارد بلکہ عموماً و اہل خراسان خصوصاً استعمال این بدین معنی کردہ اند (؎) این طرفہ ترکہ ہست بر اعدات نیز تنگ ؛ پس چاہ یوسف است اگر چاہ بیژن است ؛ و بقولش (ج) بمعنی اگرچہ ہم (فراہانی ؎) روز می خوردن و شادی و نشاط و طرب است ؛ ناف ہفتہ است اگر غرہ ماہ رجب است ؛ فرماید کہ در زمان قدیم ہر سہ شنبہ ملوک جشنی می کردند و بمی خوردن و عشرت مشغول می شدند و در آن سال کہ حکیم این قصیدہ گفتہ غرہ ماہ رجب بحسب اتفاق سہ شنبہ بود - ممدوح یعنی پادشاہ

ارادہ داشت کہ آن سہ شنبہ بواسطہ تعظیم ماہ رجب جشن نہ کند و مجلس نسازد پس شاعر خطاب بہ ممدوح کردہ می گوید کہ اگرچہ غرہ رجب است امروزی است کہ ناف یک ہفتہ باشد یعنی در وسط ہفتہ (اعنی سہ شنبہ) بہار گوید کہ انسب و اصوب آنست کہ در اینجا اگر عوض یائے تردید گیریم یعنی این روز دو جہتین است ازین کہ ناف ہفتہ است فراخور عیش یا ازین جہت کہ غرہ رجب است مستحق زہد و عبادت (الخ) و ما خیال آخرش را پسند نہ کنیم قائل (میر خسرو ؎ ج) ای کہ نبی گفتہ خود گفتہ ٭ مردہ تو ان گفت اگر خفتہ ٭ (محسن تاثیر ؎) افتادی اگر دیر بسر وقت ہلاکش ٭ تاثیر ولی گشت فدای تو بزودی ٭ صاحب تحقیق القوانین آوردہ کہ (د) بعض جا این لفظ مکرر آمدہ مفید معنی مساوات باشد چنانکہ درین قول ظہوری (؎) بہر سوزد ہقانی صبحدم ٭ خیابان خیابان ہوای ارم ٭ اگر شام اگر چاشت از خرمی ٭ ہوا صبحی و سبزہ ہا شنبمی ٭ یعنی از شدت خرمی چہ بشام و چہ بچاشت ہوا صبحی و سبزہ ہا شنبمی می نماید و فرماید کہ حذف این ہم بضرورت اختصار و وزن شعر در نظم و نثر وارد است چنانکہ "خداخواہد با صفہان می روم" یعنی اگر خدا خواہد (سعدی ؎) سخن آخر بدہان می گذرد موذی را ٭ سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن ٭ و این لغت فارسی است (اردو) (ا) الف۔ اگر بقول امیر (فارسی) حرف شرط (فقرہ امیر) اگر آپ سے پوچھا جاے تو کیا بتائیے گا" (ب) یا بقول صاحب آصفیہ۔ حرف تردید جیسے یہ لوگے یا وہ" (ج) اگرچہ۔ بقول امیر (فارسی) کلمۂ شرط۔ باوجودیکہ۔ ہرچند (د) کیا بقول آصفیہ مساوات کے لیے جیسے "کیا بٹیر کیا بٹیر کی لات"

(۲) اگر۔ بقول برہان و ناصری و جامع بر وزن سفر بمعنی سرین و کفل ہم آمدہ اسم جامد فارسی زبان است (اردو) چوتڑ۔ دیکھو است۔

(۳) اگر۔ بقول برہان و ناصری و جامع (الف) نام دوائیست کہ آن را اوج گویند و آن سفید و خوشبوی و گرہ دارمی باشد۔ گرانی زبان را سود دارد و قوت باہ و ہضم را (ب) چوب عود را نیز گویند و بقول صاحب جہانگیری برادر زادۂ عود مؤلف عرض کند کہ (الف) ہمان است کہ تعریف آن برادوی گذشت و اسم فارسی این اگر ترکی و (ب) لغت سنسکرت باشد کذا فی السراج بمعنی چوب عود و فارسیان استعمالش کردہ اند۔ بقول صاحب محیط اسم ہندی درخت عود است و بقول ہندیان پنج نوع بود و ہر یکی را نامی علیحدہ و در خواص باندک تفاوت طبع آن زمخت و تیز و گرم و خوشبو و خشک و سبک دافع بیماری چشم و قدری صفرا انگیز و مشتہی و مقوی باہ (اردو) (الف) دیکھو ادوی (ب) اگر بقول امیر (سنسکرت) مذکر۔ ایک پہاڑی عظیم الشان درخت کی لکڑی جس کا رنگ بھورا سیاہی مائل ہوتا ہے جلنے سے خوب خوشبو دیتی ہے اور پانی میں ڈالنے سے غرق ہو جاتی ہے اس کا مزاج دوسرے درجہ میں گرم اور تیسرے درجہ میں خشک خفقان غشی۔ کہانسی نقرس وغیرہ کے لئے مفید۔ اسہین اور بہت سے منافع ہیں۔

اگرا بقول برہان و ناصری و جامع و سروری بضم اول بر وزن بقرا نوعی از آتش آرد باشد۔ صاحب رشیدی فرماید کہ بہ ہای ہوز در آخر ہم آمدہ صاحب جہانگیری آوردہ کہ مثل کاچی از آرد بپزند (بوربہای جامی ؎) کنج کلدی ز فراق تو بتر غو

خوردم ؛ ناچشیدہ بہم از توی وصالت اگر اپہ خان آرزو در سراج گوید کہ انچہ بہندوستان ماش و برنج کہ شوربا و ارپختہ بہ بیماران دہند و اطبای ہندوستان آنرا اگر گویند صحیح نباشد صاحب محیط فرماید کہ نام ہندی این آوگرا بواو دوم است و آن غذائی است رقیق کہ از برنج و ماش و توابل گرم برای مریضان سازند **مؤلف** عرض کند کہ اگ بزبان زند و پازند بمعنی گندم گذشت و در آور فارسی زبان بمعنی از ہم آمدہ (کذا فی القوانین) پس (اگ را) بمعنی از گندم بود و نام آشی کہ از آرد سازند (اردو) گیہون کی آش۔ مؤنث صاحب محیط نے تسامح کیا ہے جو اس کا ہندی ترجمہ اوگرا لکھا ہے۔ اوگرا۔ بقول امیر ہندی مین بدمزہ غذا کو کہتے ہین۔ ابالا (مسرورع) اوگرا بھی ہزار نعمت ہے" بدینوجہ کہ بیمارون کی کھچڑی یا آش بدذائقہ ہوتی ہے لہذا اطبای یونانی اسکو اوگرا کہنے لگے اور یہ حقیقت مین لغت فارسی اگرا کا ترجمہ نہین ہے۔

اگر این بار جان برم زغمت دیگرم عاشقی ہوس نبود	مثل۔ صاحب خزینہ ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت **مؤلف** گوید کہ چون کسی دست خود مبتلای مصیبتی شود و ازکردہ خود منفعل گردد این مثل رازند (اردو) ابکی بچ گئے تو عمر بھر نام نہ لین گے" یہ دکن کی کہاوت ہے اوس موقع پر کہی جاتی ہے جب کہ کوئی شخص اپنے ہاتھون کسی مصیبت مین مبتلا ہو۔
اگر باور کنم عقلم نباشد	مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت **مؤلف** عرض کند کہ اگر فارسیان قولی را نا قابل وثوق و محض دروغ دانند این مثل رازند (اردو) احمق ہو جو

باور کرے "کسی بے وقوف سے کہے" دکن مین اس موقع پر کہتے ہین جب کسی کا کلام محض غلط معلوم ہو۔

اگر بر آسمان رفتہ است ازو انیکا رنمی آید

مثل۔ صاحب بحر فرماید کہ یعنی اگر خواہد بلند پروازی کند و سعی فوق مقدور بجا آرد این کار از دستش برنیاید (کلیم ؎) نمک زگریہ و تاثیر از فغان رفتہ است ؛ دعا اثر نکند گر بر آسمان رفتہ است ؛ وآرستہ سندی دیگر از شفیع اثر آوردہ (؎) اگر بر آسمان رفتست ماہ نو زکیتائی ؛ بنون قوسی ابروی یار مانمی ماند ؛ بہار دانند ہم ذکر این کردہ و ازہمین دو شعر سند آوردہ مؤلف گوید کہ چون فارسیان کسی را در کاری مبتلای خیالات بلند بینند و دانند کہ او سلیقہ این کار ندارد این مثل را زنند یعنی اگر او انتہای بلند پروازی کند کامیاب نشود (اردو) دکن مین کہتے ہین "اگر وہ آسمان پر اڑے جب بہی یہ کام نہین کرسکتا" یعنی اسکی بلند پروازی بیکار ہے وہ اس کام کا اہل نہین ہے۔

اگر بحسن ارادت نظر کنی وردیو فرشتہ ات بنماید بچشم کروبی

مثل صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را باظہار خاطر پسندی کسی زنند یعنی چون کسی بدصورتی را بہ پسندد در چشم او محبوبی است (اردو) من بہائے تو ڈھیلا سیاری" صاحب محبوب الامثال نے اسکو لکہا ہے دکن مین کہتے ہین "جس کو پیا چاہے وہی سہاگن"

اگر بشکار شغال بروی سامان شیر کن

مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ این مثلی است کہ فارسیان برای حزم و احتیاط زنند مقصود شان انیست کہ

؎ افسوس ہے کہ مقدم موخر ہوگیا۔

اگر عزم شکار شغال کنی و بصحرا روی ممکن است
که از شیر و دچار شوی پس باید که حفظ ما تقدم
کنی و سامان شکار شیر با خود مہیا داری ورنہ
جا دارد کہ زیان برداری (اردو) دکن مین
کہتے ہین "ہر حال مین احتیاط اولی" یہ عام
مقولون مین اسی فارسی مثل کا ترجمہ ہے نیز
کہتے ہین "پتا ہے تو بندوق چلے" اس کا بھی
یہی مطلب ہے - نواح مدراس مین کہتے ہین
"بلیون کی لڑائی پلٹن آگے بڑھائی" اس
مثل کا ایک قصہ مشہور ہے پرانے لوگ انگریزی
افواج کی چوکسی اور ہوشیاری کا ذکر اسطرح
کرتے ہین کہ غدر کے زمانے مین جب رات
دن فوجین تیار رہتی تہین تو ایک شب مین
بلیان آپس مین لڑین اور چوکیدارون نے
انتہای احتیاط کے لحاظ سے بیوگل بجائی اور
فوج تیار ہوگئی تحقیق سے معلوم ہوا کہ کوئی نئی
بات نہین صرف بلیون کی لڑائی ہے -

اگر بگوئی ماس سپید است باور نمی کنم

مثل - بہار گوید کہ در مبالغہ تکذیب و تحمیق و
تجہیل کسی گویند و صاحب انند ہمزبانش ما
در روزمرہ معاصرین عجم این مثل را شنیدہ ایم
کہ بجای گوئی استعمال گوید کنند - صاحب بحر عجم
و دارستہ ہم موافق استعمال معاصرین نوشتہ
و بر آخر این مثل بجای الفاظ نمی کنم لفظ نیست
آوردہ مؤلف عرض کند کہ فارسیان چون
در دروغ گوئی کسی را ضرب المثل کنند مبالغہ بیان
بوسیلہ این مثل کنند (سلیم ۵) باہر کہ نشنید
نفسی خواجہ حسن را از گاو زگو سالہ خود گفت
و شنید است ؛ از بسکہ سفیدی زند از ماست
بمردم ؛ باور نکنم گوید اگر ماست سپید است ؛
(اردو) دکن مین اوس شخص کے لئے جو
جھوٹ بولنے مین مشہور ہو مبالغۃً کہتے ہین
واہ رے سفید جھوٹ دن کہے تو رات سمجھو

اگر پدر نتواند پسر تمام کند

مثل - صاحب

محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل
استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این اشارہ باشد
بدین کہ آغاز کاری باید کرد کہ اگر انجامش در
حیات بادی نشود پسرش بانجام رساند
و زائد ازین نباید توقع کرد کہ نسل ہای آیندہ
بانجامش پردازد و این ہم منتہای امید
است کہ اگر کاری در حیات پدر بانجام
نرسد جا دارد کہ پسرش سر انجام دہد و از
تفرقۂ لیل و نہار پیش ازین توقع نباید کرد
یعنی آغاز کار مختصری کن کہ خود بانجامش
رسانی و اگر نرسانی پسر تو برساند و بس ہو
توقع مدار کہ ابن الابن و اولادش بانجام
رساند کہ گردش و تفرقۂ لیل و نہار مقتضی
آن نیست اگر فارسیان کسی را بادی کاری
بینند ہمین مثل را بطور پند و موعظت زنند
و اگر پسر کسی را بہ تکمیل کار پدر مشاہدہ کنند
ہمین مثل را زنند و این منتہای توقع و امید

کاروبار جہانیان باشد (اردو) دکن مین
کہتے ہین "باپ کا کیا بیٹے تک" "باپ کا کیا
پوت سنبھالے الا ماشا اللہ" اس کا یہ مطلب
ہے کہ جس کام کو باپ آغاز کرتا ہے صرف
بیٹے سے توقع ہوتی ہے کہ اوسکو پورا کرے
اور یہ توقع بہی شاذ و نادر ہے اس سے
زیادہ آیندہ نسلون سے توقع کرنا غلطی
ہے دکن مین اس فارسی مثل کو بہی استعمال
کرتے ہین اوس مقام پر جہان بیٹے کو کسی
ایسے کام کی تکمیل مین دیکہین جس کی ابتدا
باپ نے کی ہی مقصد یہ ہے کہ چونکہ بیٹا اپنے
باپ کے مقاصد اور اصول سے واقف رہتا
ہی ممکن ہے کہ وہ باپ کے کسی کام کو ادہورا
نہ چہوڑے پوتے اور پروتے سے ہرگز
توقع نہ کرنی چاہیئے۔

اگر چند بقول برہان و بحر با جیم فارسی
بروزن کمر بند بمعنی ہر چند باشد کہ مرادف

چندان است - صاحب ناصری فرماید که
بمعنی اگرچه و هرچند و چندان (فردوسی ؎)
گرفتار فرمان یزدان بود ۔ اگرچند دانش
سندان بود ۔ صاحب ضمیمۂ برہان فرماید که
مخفف اگرچه اند - صاحب مؤید گوید که یعنی
هرچند کذا فی شرفنامه وقیل - مختصر اگرچه اند ک
و نیز مرکب از اگر و چند مؤلف عرض کند
که ما خیال خود را بر اگرچند ظاهر کرده ایم که گذشت
و در اینجا این قدر صراحت کنیم که تسامح اهل
تحقیق است که این را مرادف چندان گرفته
اند که معنی چندان آنقدر باشد نه هرچند اردو
دیکھو ارچند -

اگرچنین شده است او می کند | مقوله
صاحبان وارسته و بحر و بهار گویند که چون
امر مکروهی سرزند از هرکه گمان خصمی داشته باشند
گویند " هرچه می شود او می کند " سعید اشرف
(؎) رشتۂ جان گر گسست آن تار گیسو

می کند ۔ خانۂ دل گر شکست آن طاق ابرو
می کند ۔ مؤلف عرض کند که این درخور
آن نبود که مقوله عجم گردانیم و هرچه درین است
(او می کند) که بمعنی حقیقی است و ضمیر او بسوی
خدای تعالیٰ و یا روحصیم بسوی هرکه خواهیم و در ضمن
هرکه پیدا کنیم راجع توان شد و خصوصیت باکا
مکروه هم ندارد - ازینجاست که محققین اهل زبان
این را بطور مقوله قائم نکرده اند بادی این و آنرا
و پیرو او بهار و بحر و انند است و مخالف این
مؤلف (اردو) وہی کرتا ہے -

اگرچه | بقول ضمیمۂ برہان بمعنی هرچه چنانچه
اگرچند بمعنی هرچند صاحب مؤید و انند گوید
که بمعنی هرچه نیز می آید مؤلف گوید که مرادف
اگرچه باشد که ذکرش گذشت و بمعنی هرچه بنا شد
از مدعیان معنی هرچه طالب سند باشیم (انوری
؎) اگرچه دل هدف تیر محنت و غم است
وگرچه تن سپر تیغ آفت است و بلاست ۔ زرد نگار

خوش است این همہ جز آنکہ لبم پر ز دشنامیں
نہاد ند روزگار جدا ست پ (ولہ ۵) تقدیر

اگرچہ رزق بحکم خدای بود پ توجیہ رزق از تو
بانس و بجان رسید پ (اردو) دیکھو ارچہ۔

اگر حریف انگشت یکونش می گذارد
خیال کند حبیب قبالیش می دوزد

مقولہ۔ صاحبان بحر و وارستہ ذکر این کردہ گویند کہ
بہ تحقیق و تجہیل کسی گویند۔ بہار ازین مقولہ
انگشت را ترک کردہ فرماید کہ محاورہ بوطیان
است در مقام حماقت شخصی استعمال کنند مؤلف
عرض کند کہ بہار برای خصوصیت محاورہ ترک
انگشت وجود مابعدش را اعتبار کند و نمی
داند کہ لفظ حریف خصوصیت نخواہد (اردو)
فارسیان کسی سادہ لوح اور احمق کے بیان
مین اس مقولہ کا استعمال کرتے ہین۔ دکن مین
مشہور ہے کہ کسی جنگلی اور دیہاتی کو جوتا رسید
کیا تو وہ بگڑا جب کہا گیا کہ گرد جھاڑی ہے تو

تو جھک کر سلام کیا۔

اگر حنظل خوری از دست خوش خو
بہ از شیرینی از دست ترش رو

مثل۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ
از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف عرض
کند کہ فارسیان در بیان خوبی خوشخوئی و مذمت
ترش روئی این مثل را زنند دیگر ہیچ (اردو)
دکن مین کہتے ہین "میٹھی زبان کی گالی بھی
میٹھی" اس کا مطلب یہ ہے کہ اخلاق اور
خوش خوئی سے سخت کلامی ناگوار نہین ہوتی

اگر خاری کاری سمن نہ دروی

مثل۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ
از معنی و محل استعمال ساکت۔ مؤلف گوید
کہ فارسیان این مثل را بجائی زنند کہ نتیجہ
کار بد بد بر آید (اردو) جو بو کر گیہون نہ کاٹے
"کانٹے بوئے کانٹے پائے" دکن مین مروج
ہے صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے"

جو بوؤگے وہی کاٹوگے" صاحب محبوب الامثال فرماتے ہین "جو بوکر گیہون کاٹنے کی امید" ان سب کا مقصد یہ ہے کہ اچھے عمل کا نتیجہ اچھا ہوگا اور برے عمل کا برا - جیسا بیج ہوگا ویسا پھل

اگر خر نمی بود قاضی نمی شد

مثل - صاحب خزینہ والامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ در زمانہ سلف اکثر علماء وفضلا عہدہ قضا را نظر بر اہمیت فرائض آن قبول نمی کردند کسی کہ قبول می کرد فارسیان بحق او این مثل می زدند مقصود شان این است کہ بر خری وابلہی کسی دلیل است کہ فرائض نازک قضارت را قبول کرد وبعضی از معاصرین گویند کہ وراء ابلہم یعنی در انتخاب قضارت عالمی را قبول می کردند کہ در سواری او خری باشد کہ سواری خرد در انجا عام است ومقصود شان این بود کہ کسی کہ باوجود علم وفضل چیزی فارغبال و وصاحب سواری است عہدۂ قضائت را سزاوار است وعالم فلاکت زدہ درخور آن نیست پس سوقیان اشارہ بہمین دستور نسبت قاضی می گفتند کہ اگر خر نمی بود یعنی اگر خر بسواریش نمی بود قاضی نمی شد وازین مقولہ فی المعنی خریت قاضی ہم ظاہر می شود واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) اگر گدھا نہوتا تو قاضی نہوتا - یہ صرف ترجمہ ہے - ہندین کوئی ایسی کہاوت نہین ہے جس سے قاضی کی توہین ہو -

اگر خفتی مُردی اگر مُردی جان بردی

مثل - صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان باظہار مشکلات ومخمصہ ہای دنیا وخوبی ہای موت این مثل را زنند گویند کہ خفتن ہمچو مردن است کہ از دنیا ومافیہا خبری نباشد ومردن - جان بردن یعنی نجات یافتن

از ہمہ تکالیف دنیوی - معاصرین عجم برانند کہ در مذمت خفتن مستعمل کہ خواب انسان را غافل کند و مماثل مردہ گرداند و مردن بہتر است از خفتن کہ نجات از مشکلات دنیا حاصل شود مقصود این است کہ تا آنکہ انسان زندہ باشد بہ بیداری بسر کند یعنی غافل نہ شود (اردو) جاگے سو کاجے سووے سو روووے" صاحب محبوب الامثال نے اس کا ذکر کیا ہے - دکن مین کہتے ہین "سویا سو رویا سونے سے موت پہلے" اس کا مطلب یہ ہے کہ مرے ہوے پر اور لوگ روتے ہین - سویا ہوا یعنی غافل شخص اپنی حالت پر خود روتا ہے

اگر در خانہ کس است حرفی بس است

مثل - صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت و معاصرین عجم ہم این را بر زبان دارند - مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بصفت عقل زنند یعنی اگر رمقی عقل در سر است یک اشارہ کافی و اگر خانہ خالی یعنی سر از عقل خالی است بعوض یک حرف صدای بلند سودی نہ بخشد (اردو) صاحب محبوب الامثال نے لکھا ہے "عقلمند کو اشارہ احمق کو پہٹکارا" دکن مین کہتے ہین "عاقل کو اشارہ کافی ہے -

اگروک بفتح اول و دوم - بقول صاحب شمس مخفف آبگروک کہ نیلوفر باشد حیف است کہ آبگروک در محدودہ ترک شد و سبب آن بود کہ از ہمہ محققین کسی ذکرش در انجا نکرد مؤلف خیال می کند کہ فارسیان نیلوفر را آبگروک بدین وجہ گفتہ باشند کہ گل آن دائما بر آب می باشد و گردشی می کند پس آبگرد اسم فاعل ترکیبی است بمعنی گردش بر آب کنندہ و در اصطلاح فرس گرداب را گویند کہ در محدودہ گذشت و کاف

تصغیر یا تحقیر بر آخرش زیادہ کردہ آب کروگ نیلوفر انام کردہ باشند کہ گرداب حقیر را
مانند صاحب محیط بر نیلوفر فرمایدکہ در ہندی نیلوپتر و بیونانی نیمقا و بقول گیلانی نیمقاد
بسریانی کرنبا و مایا و بہندی مکو و پیلا و کویل ککڑی و آن گلی است معروف و نبات
آن در آبہای ایستادہ کہ بہندی جھیل و تالاب نامند می روید و برگ آن شبیہ برگ
لوف و بر روی آب مفروش و بر سر آن گل بیرون از آب در دو م سر دو تر منشوم
مسکن صداع حار صفراوی مضعف دماغ و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) نیلوفر
بقول آصفیہ فارسی - اسم مذکر - ایک قسم کے نیلے رنگ کا پھول جس کی دو قسمین ہین ایک
نیلوفر آفتابی جو کنول کے گٹے کا پھول ہے اور سورج نکلنے کے وقت کہلتا ہے دوسرا نیلوفر
مہتابی جسکی بیلین ہوتی ہین یہ بیمارون کو دوا کے طور پر دیا جاتا ہے (ظفر ۵) خال
مشکین آتش رخسار پر پیدا ہوا ؎ چشمہ خورشید مین بھی نیلوفر پیدا ہوا ؎

اگر دل خونابہ باشد از دیدہ بتراود

مثل - صاحبان خزینہ و امثال فارسی و آنرا
ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف
عرض کند کہ مراد این است کہ اگر در دل
رنج و غم است از گریہ ظاہر شود فارسیان
این را بحق مغمومان و عاشقان زنند
یعنی چون کسی را بحالت غم و ہم و گریہ دیکھا

بنید گویند راست است " اگر در دل خونابہ
باشد از دیدہ بتراود " و استعمال این را نوعی
از غم خواری دانند (اردو) دکن مین کہتے ہین
" دل کا غم آنکھون سے ٹپکتا ہے " خون
دل آنکھون سے بہتا ہے " یہ دونون کہاوتین
کسی مغموم کے حق مین بطور دلاسا و غمخواری کہی
جاتی ہین -

اگر روزی بدانش برفزودی
زنادان تنگ روزی ترنبودی

مثل صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان چون نادانی را بر پایہ جلیل نہند این مثل را زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "خدا کی دین مین کیا دانا اور کیا نادان" جب کسی نااہل اور نادان کو بڑے مرتبہ پر دیکھتے ہین تو اس فارسی مثل کا بہی استعمال کرتے ہین۔

اگر زانکہ استعمال۔ بقول بہار مزید علیہ اگر کہ حرف شرط است و صاحب ہفت ہمزبانش و صاحب بحر ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ حالا بزبان معاصرین عجم استعمال این متروک و قواعد فارسی ہم ازین ساکت (صائب ؎) خورشید بدر کردہ ما تمام را ۔ با ناقصان بساز اگر زانکہ کاملی ۔ (طالب املی ؎) شعلہ گر زانکہ درین فصل میان بکشایند

دستہای گل نوریش بفشند زنغل ۔ ہم او سند استعمال (ارزانکہ بذیل اگر زانکہ پیش کردہ اسیر لاہجی ؎) ساقی جانہا شراب ارزانکہ زین وستان دہد ۔ منت عالم بہر جامی بستان می نہد ۔ (اردو) دیکہو لفظ اگر کے پہلے معنی۔

اگر ساقی تو باشی مَی توان خورد

مثل صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان این مثل را بجائی استعمال کنند کہ مقصود شان از اظہار انتہای اعتبار و اعتماد و امتثال ممدوح و مخاطب باشد یعنی با وجودیکہ می حرام مطلق است۔ اگر ممدوح ما ساقی شود با عتبار و اعتماد و امتثال حکمش عذرے نیست و خوردن شراب (اردو) دکن مین کہتے ہین "تو کہے تو آگ مین کود جاؤن" انتہاے اطاعت کا اظہار ہے اور بس۔

اگر سوی خورشید تیز بینی چشم

مثل

ترا زیان است نہ خورشید را | صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این مصداق و مرادف (قہر درویش بجان درویش) و (تف بروی فلک بروی خود است) باشد مقصود این است کہ با بلندان تندی بکار نیاید جز این کہ نقصانی بمقابل ضعیف برسد (اردو) دکن مین کہتے ہین "سورج پر گھوکا اندھا ہوا" یہ اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے جب کہ کوئی چھوٹا شخص بلند مرتبت کا مقابلہ کرکے تباہ ہوجاتا ہے۔ صاحب محاورات ہند نے انہین معنون مین لکھا ہے "آسمان کا تھوکا حلق مین پڑتا ہے" آپ ہی نے صراحت کی ہے کہ اگر برمے بزرگ کی حقارت کرتا ہے تو آپ بے عزت ہوتا ہے۔

اگر شصت روز را گوید شب است این | صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ پند است برای مقربین سلطان کہ خلاف رایش رفتن خطرہا دارد (اردو) دکن مین اسی فارسی مثل کو عام وخاص استعمال کرتے ہین۔

اگر صد سال در مشکی کنی دوغ | ہمان دوغ و ہمان دوغ و ہمان دوغ | مثل صاحبان خزینہ وامثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این کردہ واز محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ مقصود اینست کہ بد سرشت از صحبت نیک اثر نگیرد اگرچہ مدتی دراز بگذرد و این مرادف است بہ (ے) خر عیسی اگر بمکہ رود چون بیاید ہنوز خر باشد (اردو) بری عادت کبھی نہین ٹلتی" صاحب محبوب الامثال نے اس کا ذکر کیا ہے۔ دکن مین کہتے ہین "گدھا سو برس کے بعد بھی گدھا ہے" اور فارسی شعر متذکرہ بالا بھی دکن مین مستعمل ہے۔

اگرفت بقول برہان وجامع بفتح اوّل وکسر ثالث بروزن نگرفت بقانون فارسیان اگر باشد معین از گناہان آدمی - صاحب ناصری فرماید کہ مثال این در عربی اخذ و مواخذہ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این بذیل لغات کردہ مؤلف عرض کند کہ گرفت اسم جامد فارسی زبان است بمعنی اخذ والف زائد در اول این وصلی باشد فارسیان این را مجازاً بمعنی مواخذہ گناہان استعمال کردند والا بنا بر اہل تحقیق مواخذہ را ظاہر نمی کند (اردو) انسان کے گناہون کی ایک مقدار معین - مواخذہ - بقول آصفیہ - عربی - اسم مذکر - گرفت - باز پرس - جواب طلبی - بدلہ - مکافات

اگر فی المثل دُر فشاندن ندانی ہمہ حال دُر چیدن آخر توانی

مثل - قبول کرکے بھیک مانگنے مین بھی دریغ نکری - اگر قارورہ پاک است از طبیب چہ باک

خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ اند واز محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان این مثل را بحق کسی زنند کہ باوجود تمول وقدرت ممسک وآمادہ باخذ باشد (اردو) وکن مین کہتے ہین "دینے مین نہ سہی لینے مین تو شاق ہین" یہ اس شخص کے لئے کہا جاتا ہے جو باوجود مالداری کے سخت بخیل اور جر منافع کے لئے آمادہ ہو یعنی بلا لحاظ اپنی مالداری کے ذلت

مثل - صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ومحبوب الامثال ذکر این کردہ اند واز محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ معاصرین عجم این را بہ تقدیم وتاخیر بعض الفاظ برای شخص پاکدامن زنند وگویند (ع) قارورہ چو پاکست چہ حاجت بہ طبیب و این مرادف باشد با "آنرا کہ حساب پاکست از محاسبہ چہ باک" (اردو) سانچ کو آنچ نہین" صاحب

محبوب الامثال نے اس کا ذکر فرمایا ہے دکن
مین کہتے ہین "پاک رہو بے باک رہو" دیکھو
آنرا کہ حساب پاکست از محاسبہ چہ باک "

اگر قحط الرجال افتد ازین سہ اش کم گیری
اول افغان دوم کمبو سوم بد ذات کشمیری

مثل - صاحب خزینہ ذکر این کردہ از محل
استعمال ساکت مولف عرض کند کہ عجمیان
از افغان و کمبو و کشمیری خیال نیک ندارند و
چون کسی را ازینہا در معاملہ بینند این مثل را زنند
مقصود اینست کہ بحالت قحط الرجال ہم ازین
ہر سہ احتراز اولی باشد و بعض اوقات بطور
ظرافت ہم باینہا استعمال این مثل کنند (اردو)
یہی مثل اردو مین بہی مستعمل ہے صاحب محاورات
ہندنے اسکو لکہا ہے فرماتے ہین کہ یہ تینون
قومین اپنی طبائع مین ایذا رسانی رکہتے ہین
افغان دلاوری سے اور کمبوہ دغا سے اور
کشمیری حیلہ اور فریب سے (ے) ز افغان

کینہ می آید ز کمبو حیلہ می آید ز کشمیری نمی آید بجز
اندوہ و دل گیری ؎

اگر ماند شبی ماند شب دیگر نمی ماند

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند
و از محل استعمال ساکت فارسیان این مثل را
در مذمت ناپائداری دنیا می زنند برای غم و
شادی ہر دو و مصرع اول این (ع) مجنان
نوعروسی و رزن و شوہر نمی ماند ؎ (اردو)
دکن مین کہتے ہین "جو آج ہے وہ کل نہین
جو کل ہے وہ پرسون نہین" نیز یہی فارسی مثل
یہی دکن مین مستعمل ہے دنیا کی ناپائداری کے
بیان مین ہر خوشی اور غمی مین اسکا استعمال کرتے
ہین لیکن اکثر خوشی کے موقع پر مستعمل ہے صاحب
محاورات ہند نے بہی اسکا ذکر فرمایا ہے -

اگر من بمیرم رشوم می میرم

مثل - صاحب خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از محل استعمال
ساکت مولف عرض کند کہ ما از زبان معاصرین

عجم فعل اول را در نفی شنیدہ ایم می گویند کہ اگر
بیمار نشویم بمیریم و اکثر اہل ولایت کہ تونید خون
در ملک شان بسیاری شود ہمین طور می گویند و
ہمین سبب استرہ بر سر می زنند تا خون زائد
خارج شود نمیدانیم کہ صاحب خزینہ و امثال
فارسی ہر دو فعل را در اثبات بچہ خیال نوشت
بخیال ما غلطی کتابت بیش نباشد و اگر ہمین مثل
را صحیح دانیم معنیش چنین نباشد کہ قائل این
مقولہ تعریف صحت خود گوید کہ صحت من آنقدر
خوب است کہ بیماری را راہ نمی دہد و اگر با وجود
این بیماری راہ یابد علامت موت است۔ گویند
کہ اگر اہل ولایت مبتلای مرضی شوند حملہ مرض
بہ قوت تمام می شود و بدین وجہ کہ عوام ایشان بلکہ
اکثر خواص ہم خود گر معالجہ نمی باشند و علاج کمتر
کنند۔ بعد لحوق مرض زود می میرند و گویند کہ
مرض بادیہ عارض شود زود ہلاک کند جاداد
کہ این مقولہ کہ حکم مثل ندارد۔ مصداق آن باشد

(اردو) بیماری کیا ہے موت کا پیام ہے"
یہ دکن مین اس بیمار کے لئے کہتے ہین جس کے
مرض کا حملہ قوی ہو۔ دکن کے بعض قدیم لوگون
کو جنکی تندرستی بہت اچھی تھی ہم نے یہ کہتے
سنا ہے کہ "ارے میان ہم تو کبھی بیمار نہ ہونگے
اور جس دن بیمار ہونگے پھر نہ بچین گے۔

اگر منعم بود آرایش اوست	مثل۔
اگر درویش باشد دستگیر است	صاحب

محبوب الامثال ذکر این کردہ از محل استعمال
ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این را بہ
صفت علم می زنند کہ زینت منعم است و دستگیر
درویش بخیال ما این مقولہ ایست نہ مثل (اردو)
بقول صاحب محبوب الامثال "علم غریبون
کی دولت امیرون کی زینت ہے۔

اگر مور چہ بر سر سلیمان رود عیبش نگیرد	

مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن
ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت اند مؤلف

عرض کند کہ فارسیان این مثل را بہ صفت تحمل و بردباری عالی مرتبان زنند کہ اگر از کم پایہ خلاف ادب حرکتی سرزند اغماض کنند و عیبش نگیرند (اردو) مگس رانی نہ کی منظور تیری بردباری نے ؎ بنایا جب مگس نے تخت اپنا تاج شاہی کو غالباً یہ حضرت جلیل کا شعر ہے جس سے آصف دکن کے تحمل اور بردباری کی صفت ظاہر ہوتی ہے اور فارسی مثل کا ترجمہ ہے۔

اگر مولی نظر سازد بہائی بی بہا گردد

مثل صاحب خزینہ ذکر این کردہ از تعریف نزید ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان برای متوجہ کردن ممدوح و مخاطب یا بہ ذکر توجہ ممدوح این مثل را زنند (اردو) دکن مین ایسے موقع پر جبکہ ممدوح مخاطب کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہتے ہین یہ شعر پڑہتے ہین (ع) آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ؎ آیا بود کہ گوشہ چشمی بما کنند ؎ تیر کہتے ہین "بادشاہون کی ایک نگاہ بس ہے"

اگر نان گندمی نیست زبان مردمی را چہ باشد

مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و صاحب محبوب الامثال بجای لفظ مردمی۔ گندمی نوشتہ۔ معاصرین عجم با محبوب الامثال اتفاق دارند و گویند کہ این مثل بجائی کسی زنند کہ باوجود بخل زبان ہم شیرین ندارد و درشت گوید۔ مخفی مباد کہ زبان گندمین در محاورہ عجم کنایہ از زبان ملائم و چرب و نرم باشد (صائب ع) نان تو پختہ است بہر جا کہ می روی ؎ صائب زبان خویش اگر گندمی کنی ؎ (اردو) دکن مین کہتے ہین "شکر نہ دے نہ دے میٹھی زبان سے کام لے" کچھہ نہ دے مگر گالی بہی ندے"

اگر ننویسی قلمی ترا ش

مثل۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را

بطور پند و موعظت از برای بیکاران زنند
مقصود اینست که اگر نتوانی حرفی رقم کنی از
بیکاری بهتر است که قلم را بتراشی تا دیگران از تو
بنویسند مخفی مباد که قلم نے غیر از تراشیدن و درست کردن
بکار کتابت نمی خورد و تراشیدن قلم هم در زمانہ
سلف کاری بود و قلم تراشان ملوک و امرا
معین و مقرر بودند و این کار هم مجون خدمتی
مخصوص بود اما سهل ترین کارها حاصل اینست
که بیکار مباش و چیزی شغل خود کن (اردو)
دکن میں کہتے ہیں "بیکار مباش کچھ کیا کر"

اگرنہ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ
یعنی "اگر نہ" دور نہ مؤلف گوید که ورنہ مخفف
وارنہ باشد پس ورنہ مرادف واگرنہ باواو
عطف بود بخیال ما اگر نہ مخفف (اگر نہ چنین
بودی) باشد و استعمال این و امثال با واو عطف
بنظر آمدہ چنانکہ "بندہ بیمار م وگرنہ ہمرکاب
جناب می بودم" پس کلمہ نہ درین جا
نفی فعلی می کند کہ ماقبل او گذشت یعنی اگر نہ
چنین بودی و بیماری عارض نبودی
ہمرکاب جناب می بودم پس بخیال ما باید
کہ این را در ردیف واو (وگرنہ) قائم بکنیم
کہ مرادف (ورنہ) باشد نہ اگر نہ دیگر کسی از محققین
غرض ذکر این نکرد (اردو) ورنہ بقول امیر فارسی
واگرنہ - نہیں تو - (غالب ۵) عشق
نے غالب نکما کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی
تھے کام کے

(الف) اگرہ بقول رشیدی و سروری همان اگر با شد که بخشش با الف در آخر بیایش
گذشت و -

(ب) اگرہ انجمن بقول رشیدی کاردی که بدان آتش اگرہ بیزند (ابن یمین ۵)
دائم آتش بود تنور آسا شوب ۔ اگرہ انجمنش این بود پیوست ۔ مؤلف گوید که انجمن

۵ صاحب از راحۃ الاغلاط گوید که "الا نہ" لغتیست که ملایان مکتب نویسند و این غلط محض -

بقول صاحب سجر بمعنی ریزہ ریزہ کردن و انجمن بقول برہان بمعنی ریزہ ریزہ و امر باین معنی ہم یعنی ریزہ ریزہ کن (الخ) پس (ب) اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی ریزہ ریزہ کنندہ و کنایہ از کاردی کہ بدان آش اگرہ را ریزہ ریزہ کنند و ببرند (اردو) (الف) دیکھو اگرا (ب) فارسیون نے اگرہ انجمن اس چھری کو کہا ہے جس کے ذریعہ سے اگرے کی باریک باریک قاشین کاٹی جاتی ہین۔

اگر ہوس است ہمین قدر بس است	اگر ہیمۂ آتش شوی خود را بسوزی
مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت۔ مؤلف عرض کند کہ فارسیان چون کسی را بہ بینند کہ از ہوسناکی مبتلای مصیبتی شدہ است خطاب باو کنند و ہمین مثل زنند مقصود آن باشد کہ بیش ازین ہوس مکن۔ حاصل ہوس ہمین قدر کافی است (اردو) دکن مین کہتے ہین "بس ہوس پوری کرلو" یعنی آیندہ پھر ہوس نہ کرو۔ یہ اوس شخص کے لئے کہتے ہین جو بوالہوسی سے کسی آفت اور مصیبت مین پھنس جاے۔	مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ این مراد ف (ہر کہ آتش افروزد اندران بسوزد) باشد یعنی ہیمہ وسیلۂ آتش افروزی است کہ وجودش آتش را روشن کند۔ خود در آن بسوزد مقصود این است کہ فتنہ پرداز و برپا کنندۂ فتنہ و فساد۔ اول خود نقصان بردارد (اردو) دکن مین کہتے ہین "جو آگ لگائی وہی جل مرے"
اگر یار اہل است کار سہل است	
مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این	

کرده از محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید که فارسیان این مثل را در فرق اهل و نااهل زنند مقصود این است که اگر یار نااهل باشد کار بآسانی نه گراید و اگر اهل است برآمد کار آسان باشد یعنی کار با کسی که متعلق است اهلیت او شرط است برای کامیابی و کاربراری (اردو)

دکن مین کہتے ہین "نااہل نااہل سے توقع کرے" یعنی جس نے نااہل سے کسی کامیابی کی توقع کی وہ خود نااہل ہے یہ کہاوت بالمعنی اسی فارسی مثل کا ترجمہ ہے نیز کہتے ہین "نااہلون سے عذاب مین جان ہے" یعنی نااہل کا کوئی کام اپنے موافق نہین ہوتا۔

اگریون | بقول برہان و ناصری و جہانگیری و جامع و آنند با یای حطی بروزن طبرخون علتی و مرضی است که آزا بعربی قوبا گویند و بہندی داد اتفاق برین است که لغت فارسی است و اصل این گریون و الف اول۔ و صلی است ماذکر این برادرفن کرده ایم (اردو) دیکھو ادرفن۔

اگست | بقول برہان و ناصری و جامع بفتح اول و ثانی و سکون سین بعضی دتای فرشت ستارۂ سہیل را گویند و بقول سانطع بزبان سنسکرت نام فرشتہ محققین فرس این را لغت فارسی گفته اند و جا دارد که فارسیان ہمان لغت سنسکرت را که بمعنی فرشتہ بود برای ستارۂ سہیل استعمال کرده باشند (اردو) سہیل۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ ایک نہایت تابان تارے کا نام جو ملک یمن مین طلوع ہوا کرتا ہے اس کی تاثیر سے چمڑے مین خوشبو پیدا ہو جاتی ہے اور کل حشرات الارض مر جاتے ہین۔

اگنش بقول برہان و ناصری و جامع و سروری و رشیدی بکسر نون بر وزن ورزش بر آوردن دیوار عمارت و امثال آن باشد خان آرزو در سراج گفتہ کہ صاحب رشیدی این را مرادف اشکنش گوید و در حقیقت مخفف اشکنش است و با صراحت این بود (اشکنش بہ کاف فارسی) کردہ ایم و اگر بقول خان آرزو این را مخفف اشکنش خیال کنیم جا دارد ولیکن چیزی کہ در اینجا بخیال ما میرسد و رای آنست یعنی آگنش بہ محدودہ و اگنش بمقصورہ ہر دو یکی است و ما بر آگنش در محدودہ بقول صاحب شمس بیان کردہ ایم کہ بمعنی بر آوردن و پر کردن دیوار ہم باشد یعنی حاصل بالمصدر آگندن و آگندن و مجازاً بہ معنی خاص پس آنچہ برای بر آوردن دیوار اند کی بقدر ضرورت توی زمین تا تہ سخت آن مغاک کردہ آنرا بہ سنگ و خشت وغیرہ پر کنند تا بالای آن دیوار قائم کنند ہمین است آگنش و اگنش کہ معنی لفظی این پری است مقصود از پری پایۂ دیوار (اردو) پایۂ مکان یا دیوار کی بھرتی جو پایہ کھود کر پتھر۔ اینٹ۔ مٹی یا چونے سے بھرتے ہین اور اسکو در حقیقت پایۂ دیوار یا مکان کہ سکتے ہین۔

اگوش بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی آغوش است دیگر کسی ذکر این نکردہ و نہ سند استعمال پیش شد اعتبار را نشاید معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند ہمین لغت در محدودہ گذشت کہ مبدل آغوش است ہمچون غلولہ و گلولہ (اردو) دیکھو آگوش۔

اگہ بقول انند بفتحتین و سکون ہای ہوز لغت فارسی است و آن آہنی است کہ بدان گوشت از دیگ کشند و بتازی منشار خوانند۔ صاحب مؤید بحوالہ قفیہ ذکر این بذیل لغات فارسی

کردہ مؤلف عرض کند کہ منشار۔ بقول منتخب در عربی زبان ترجمہ آرہ باشد۔ معاصرین عجم بر آنند کہ این حالا بر زبان متروک است و فارسیان قدیم آلہ را آگہ می گفتند کہ بشکل آرہ آہنی بر چوبی قائم می کردند و در مطبخ ہیامی بود پارہ ہای گوشت بر وی می بریدند یعنی برای این کار آن آلہ را حرکت نمی دادند بلکہ تکہ گوشت را از دو دست گرفتہ بر دندانہ ہایش می کشیدند کہ پارہ ہا بوسیلہ آن جدا می شد و بعضی از معاصرین بر انند کہ نہ چنین باشد بلکہ آلہ را آگہ نام بود کہ بوسیلہ آن گوشت نیم پختہ را از دیگ می کشیدند تا بہ بینند کہ سخت است یا نرم شدہ بای حال منشار ترجمہ این نباشد (اردو) دکن مین در انتی اس آہنی آلہ کا نام ہے جو باورچی خانہ مین ایک تختہ پر قائم ہوتا ہے جس کے دندانے مثل آرہ کے ہوتے ہین اسی آلہ پر گوشت کے تکون کو کاٹا جاتا ہے اور بقول محققین فارسی آگہ اوس آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ سے نیم پختہ گوشت دیگ سے نکال کر دیکھا کرتے ہین کہ آیا نرم ہوچکا ہے یا ہنوز سخت ہے دکن مین یہ کام کفگیر سے لیا جاتا ہے۔

الف مقصورہ بالام

ال بقول برہان و جامع بضم اول (۱) بمعنی او باشد کہ ضمیر غائب است و بعربی ہو گویند و بکسر اول بزبان سریانی (۲) از نامہای خدای تعالی جل جلالہ و (۳) نام شہر و ولایت ہم و (۴) در عربی عہد و پیمان را خوانند۔ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب دستور پنجم بذیل لغات غریبہ ذکر معنی دوم و چہارم کردہ و در اصل کتاب معنی اول و سوم را۔ صاحب سروری بر معنی دوم قانع و فرماید کہ بدین معنی ایل ہم آمدہ۔ خان آرزو در سراج

نسبت معنی اوّل گوید که معلوم نیست که فارسی کجاست و ذکر معنی دوم هم کرده صاحب مؤید این را
بمعنی سوم لغت ترکی گفته بهار ذکر معنی اول کرده با خان آرزو همزبان و فرماید که در آوردن
الف و لام بر مسند الیه و مضاف الیه و مانند آن مخصوص عرب است لیکن بعضی از متاخرین
در پارسی نیز آورده اند و این نوعی از تصرفات ایشان بود چنانکه استاد درویش واله هروی
(ذو الخور شیدین) بصیغهٔ تثنیه استعمال فرموده (ـه) تا مهر تو گشت نور افشان ذو الخور شیدین
شد خراسان و همچنین درین بیت نعمت خان عالی (ـه) گل مگر لاف انا الیار بگلبش زده است
بر سر دار خیال سر منصور کنم و ازین عالم است این مصراع ماده تاریخ سال ولادت
پسر محمد فرخ سیر بادشاه مظلوم که میرزا عبد القادر بیدل یافته (مصرع) النوید آفتاب
عالم تاب (الخ) مؤلف عرض کند که انچه فارسیان الف و لام را بقاعدهٔ عربی بر الفاظ
فارسی آورده اند محض تصرف ایشانست بقاعدهٔ عربی و انچه میرزا بیدل در ماده تاریخ آورده ضعف
اوست در فن جمل - معاصرین ذوی علم ازین احتراز می کنند و باید که احتراز کنند - نسبت
معنی اوّل تحقیق ما اینست که اُوَل بتفخیم ضمه همزه و سکون لام در ترکی زبان بمعنی اوّ آمده
صاحب لغات ترکی ذکر این کرده و عجبی نیست که فارسیان ضمیر غائب فارسی بحذف لام از
همین اوّل وضع کرده باشند باقی حال محققین ناواقف از حقیقت حال اُل را بضم
اول کلمهٔ فارسی خیال کردند و هم او گوید که در ترکی زبان ایل بالفتح بمعنی ولایت آمده و همین
است حقیقت معنی سوم و نسبت معنی چهارم عرض می شود که بقول صاحب منتخب آل -
بالکسر و تشدید لام است بمعنی پیمان پس بخیال ما این لغت بهیچ وجه در خور آن نبود که پابند آن

لغت فارسی ذکرش کنند۔ حالا بمین تحقیق ماخذ از حقیقت ہر چہار معنی واقف شدیم (اردو)
(۱) اول ترکی مین ضمیر غائب یعنی وہ (۲) اہل سریانی زبان مین خدای تعالی کا نام
(۳) اِل ترکی زبان مین شہر اور ولایت کو کہتے ہین (۴) آل۔ عربی زبان مین بمعنی
عہد و پیمان۔

الا بقول برہان وہفت بفتح اوّل وثانی بالف کشیدہ کلمہ خطابست یعنی آی وبعربی یاگویند۔ صاحب جامع فرماید کہ بمعنی ای دآگاہ باش خان آرزو در سراج بذکر قول برہان گوید و درست گوید کہ ہمان کلمۂ عربی است کہ برای تخصیص و آگاہانیدن استعمال کنند وکلمۂ خطاب کہ مراد از کلمہ ندا داشتہ بیست (اردو) ہان۔ بقول آصفیہ کلمہ تنبیہ۔ خطاب تاکید جو آگاہ اور تنبہ کرنے جتانے اور ہوشیار رکھنے یا کرنے کے واسطے آتا ہے۔

الاجتناب اجتناب لغت عرب است بقول صاحب منتخب بکسر اول وسوم بمعنی دور شدن وجنب شدن ماذکرش بجای خودش کردہ ایم فارسیان در اول این لفظ عربی الف ولام آوردہ بمعنی خبردار باش استعمال کنند۔ چنانکہ انوری گوید (ے) لطف تو ہر ساعتم گوید کہ ہین الاعتذار۔ قہر تو ہر لحظہ ام گوید کہ ہان الاجتناب۔ (اردو) خبردار بقول آصفیہ حرف تنبیہ۔ جیسے "خبردار یہ کام نہ کرنا"۔ (۱۷۰۹)

الاچق بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ وصاف وغیاث بضم اوّل وضم جیم فارسی لغت فارسی است بمعنی خانۂ صحرائیان کہ از موسازند وآنرا الاچوق ہم گویند مؤلف عرض کند کہ الچوق بقول صاحب لغات ترکی بفتح ہمزہ ولام وتفخیم ضمہ جیم فارسی وسکون قاف

زبان ترکی کاشانہ را گویند معلوم می شود کہ اصل این در ترکی آلچق باشد بفتح اوّل و دوّم وضم سوّم و بقاعدۂ ترکی در رسم الخط - الف بعد لام برای اظہار فتحہ و او بعد جیم فارسی برای اظہار ضمہ زیادہ کردند ازینجاست کہ صاحب انند ذکر آلاچوق ہم کردہ است فارسیان بنجیر از ماخذ در کثرت استعمال واو علامت ضمہ را حذف کردند و برای سہولت تلفظ الف دوم را قائم داشتند باقی حال این لغت ترکی زبان است بمعنی کاشانہ و تصرف فارسیان در معنی ہمین قدر کہ معنی عام را خاص کردند ضمّ اوّل در لفظ ہم تصرف باشد۔ دیگر کسی از محققین فارسی ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم این را بزیادت تحتانی بعد جیم فارسی آلاچیق گویند۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و صاحب بول چال این را خیمہ نمدی یا سائبان خپوش گفتہ و بقول صاحب رہنما کلبۂ خس پوش (اردو) و پشمی سائبان یا خیمہ یا چھولداری جو جنگلی لوگ ٹاٹ یا نمدے وغیرہ سے قائم کرتے ہین۔

الاچی بقول صاحب برہان با جیم فارسی بہ تحتانی رسیدہ ہیل را گویند و بعربی قاقلہ صغار صاحب انند گوید کہ بالفتح و کسر جیم فارسی لغت فارسی است و صاحب جامع ہمزبانش صاحب محیط بر الایچی فرماید کہ اسم معروف در ہندی است و در ہندی مالک نیز گویند و در سنسکرت اپلا نامند و بر قاقلہ گوید کہ بیونانی قطیدا وس و بعبرانی فیا و بسریانی شرفیون و شوشما و بانگلیسی کاردم و بفارسی ہیل و بہندی الایچی نامند و آن از جملہ افادیہ عطریہ قشری است ہندی - دو نوع باشد صغیر و کبیر۔ قاقلۂ کبار گرم و خشک در سوم و بقول صاحب تحفہ در دوم مفرّح و مسخن و محلّل و مقوّی دل و معدہ و ہاضم طعام و محرک آروغ و مفتح سدد

وملطف وجالی وقاقلہ صغار گرم وخشک در دوم وباقوت تریاقیہ وقابضہ ومفرح وملطف وجالی ومحلل وخوشبو کنندہ عرق ورایحہ دہان ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب ساطع صراحت کردہ کہ الائچی لغت ہندی است پس جزین نیست کہ فارسیان استعمالش در فارسی کردہ اند (اردو) الائچی - دیکھو ابل کے دوسرے معنے

الاچیق | این ہمان است کہ بدون تحتانی گذشت - صاحب رو زنامہ وبنما وبول چال ذکر این کردہ اند وصراحت ماخذ این ہم ہمہ را نخاکردہ ایم (اردو) دیکھو الاچق -

الارم | بقول صاحب بنما بیدار کردن از خواب وبقول بول چال متنبہ کردن مؤلف گوید کہ ناصر الدین شاہ قاچار در سفرنامۂ خود استعمال این کردہ وجز این نیست کہ این در انگلیسی زبان بمعنی متنبہ کردن ہم است وساعت بیدار کنندہ را ہم گویند (اردو) متنبہ کرنا - بیدار کرنا - بیداری کی گھنٹی - مؤنث - امیر نے الارم کلاک کا ذکر کیا ہے بمعنی جگانے والی گھڑی جو وقت معینہ پر اسقدر بلند آواز دیتی ہے کہ سوتا آدمی جاگ پڑتا ہے -

الاساندرا | بقول برہان نام اسکندر ذوالقرنین است واسکندر مخفف آن باشد صاحب جامع گوید کہ اسکندر معرب این باشد صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی است ما صراحت اسکندر بجایش کردہ ایم وبخیال ما الاساندر لغت فارسی نباشد بلکہ یونانی واللہ اعلم (اردو) دیکھو اسکندر -

الاطینی بقول برہان بروزن قباچینی بلغت رومی گیاہی است کہ بر درختہا می پیچد و آن را لبلاب و عشقہ و حبل المساکین خوانند و ما صراحت کامل این بر آرپغ کردہ ایم (اردو) دیکھو آرپغ

الاغ بقول برہان بروزن چلاغ و بقول جامع بروزن سماخ (ا) قاصد و پیک را گویند و بجای غین قاف ہم درست است - صاحب سروری گوید کہ کسی را کہ بہ تعجیل بجائی فرستند و بجہت او در ہر منزل اسپ آسودہ نگاہدارند یا او ہر جا اسپی بیند بگیرد گویند الاغ گرفت - خان آرزو در سراج فرماید کہ قوسی گفتہ کہ اسپی کہ راکب آن بسرعت بجائی فرستادہ باشند و اسکدار مرادف آن ولیکن این خطاست چرا کہ خود در تحقیق اسکدار نوشتہ کہ اسکدار شخصی کہ بر اسپ مذکور نشیند زیرا کہ اسپ الاغ را اسک می گویند و ہمچنین در لفظ اسک قاصد و الاغ نوشتہ و این نیست مگر تناقض بخیال ما مقصود خان آرزو چنین نباشد کہ الاغ بمعنی قاصد است نہ اسپ قاصد و ہم او ذکر قول برہان ورشیدی کردہ و بالاخر فرماید کہ این لفظ ترکی است و بقاف صحیح است کہ عراقیان بہ تغیر لہجہ بغین معجمہ خوانند و اگر بغین می بود بقاف می خواندند چنانکہ ضابطہ انہاست ولیکن در اشعار بعضی از متاخرین کہ چندان قابل اعتماد نیستند الاغ را با باغ قافیہ کردہ اند و این ظاہر از ان باشد کہ قاف در فارسی نیست - قدما بنا بر استعمال قاف آلاق را بغین بدل کردہ باشند - پس این تفریس باشد مؤلف عرض کند کہ صاحب لغات ترکی ذکر الاغ کردہ فرماید کہ بضمہ ہمزہ تیز روی کہ برای او اسپ و توشہ مہیا دارند تا بجائی کہ نام زد باشد بزودی برسد پس متحقق شد کہ این لغت ترکی است بمعنی قاصد و پیک او رانچہ فارسیان این را بہ قاف ہم استعمال کردہ اند کہ می آید مبدل

این است کہ بقاعدۂ فارسی غین معجمہ بہ قاف بدل شود چنانکہ چناغ و چناق و آروغ و آروق و عراقیان این قسم تبدیل اکثر کنند اندرین صورت تحقیق ما بر خلاف خان آرزو ست زیرا کہ الاق با قاف در ترکی بدین معنی نیامدہ و الاغ با غین مفرس نیست بلکہ بالعکس این الاق بقاف را مفرس توان گفت (اردو) دیکھو اسکدار۔

(۲) الاغ - بقول برہان اسپی کہ در راہ ہا بجہت قاصدان گذارند۔ صاحب جامع فرماید کہ اسپ باشد یا خر۔ صاحب سروری فرماید کہ اسپ خرد و بحوالہ تحفۃ السعادت گوید کہ بر خر نیز اطلاق کنند (شیخ شیراز ؎) مثال اسپ الاغ اندر دم سفری نہ چشم بستہ و سرگشتہ ہمچو گاو عصار نہ۔ صاحب مؤید بذیل لغات ترکی گوید کہ اسپ را گویند و اسپی کہ مہیا دارند تا بجائیکہ نامزد بود برود و برسد مؤلف عرض کند کہ اسپ الاغ بمعنی اسپ قاصد باشد و ہمچنین خر الاغ نہ مجرد الاغ بمعنی اسپ یا خر و سند شیخ شیراز موافق ادعای ماست و صاحب مؤید سکندری خورده کہ الاغ را در ترکی بمعنی اسپ نوشتہ و ما صراحت معنی لغت ترکی بر معنی اول کردہ ایم۔ بہار این را مطلقاً بمعنی خر نوشتہ و از سنجر کاشی سند آوردہ (؎) لنگان لنگان مسیح ازین دشت نہ می رفت و زپی الاغ خالی نہ مؤلف عرض کند کہ این بمجاز باشد کہ خر الاغ را سنجر بمعنی مطلق خر از لفظ الاغ پیدا کرد (اردو) ٹٹو کا گھوڑا۔ یا گدہا۔ مجازاً مطلق گھوڑا یا گدہا۔

(۳) الاغ - بقول برہان بیگار و بزور کار فرمودن و بقول جامع کار بی مزد فرمودن و بقول سروری ہر شخصی کہ او را بی مزد کاری فرمایند و بقول رشیدی مرکبی کہ بیگار گیرند

وبد اچوکی در راہ گرفتہ بران سوار شوند وشخصی کہ بی مزد اورا کار فرمایند و فرماید کہ این ترکی است و با قاف بعوض غین ہم آمدہ مؤلف عرض کند کہ اصلا این معنی در لفظ الاغ نیست کہ غوری محققین است دیگر ہیچ صاحبان تحقیق این معنی ازان واقعہ پیدا کردہ اند کہ ذکرش بر معنی اول گذشت یعنی چون الاغان یعنی قاصدان بر اچوکی اسپ سواری نیابند ہر کجا اسپی بینند بہ بیگار گیرند ازین طرز عمل شان فارسیان الاغ گرفتن را بمعنی بیگار گرفتن استعمال کردہ اند کہ بجای خودش می آید ومعنی لفظی الاغ گرفتن بہ قاصدی گرفتن اسپ وخری باشد وبس - پس ازین لازم نمی آید کہ الاغ را بمعنی مصدری بیگار و بزور کار فرمودن و بی مزد فرمودن گیریم فتامل (اردو) اس کا ترجمہ بلحاظ معنی بالا بی گار میں پکڑنا - تحکماً کام کرانا - بغیر معاوضہ کے جبراً کام لینا - کسی گھوڑے کو بیگار میں پکڑنا - دیکھو الاغ گرفتن

الاغ دادن مصدر اصطلاحی - صاحب ناصری در ضمیمۂ کتاب گوید کہ کنایہ باشد از خرچ سفر دادن وفرماید کہ این مرکب است از ترکی وفارسی چہ الاغ لغت ترکی است بمعنی برید کہ بسرعت راہ طی نماید دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ صاحب ناصری از معاصرین زبانداں است قولش اعتبار را شاید ما بر لفظ الاغ صراحت کاملش کردہ ایم پس فارسیان معنی الاغ درین جا بر سبیل مجاز بمعنی خرچ سفر گرفتہ اند وخصوصاً معاوضہ باشد کہ برای سفر خرچ بہ یک بدہند تعمیم معنی بیان کردہ صاحب ناصری قابل غور است (اردو) خبر رسان اور پیک کو خرچ سفر دینا -

الاغ گرفتن مصدر اصطلاحی یعنی بیگار گرفتن است یعنی اسپ وخری را بضرورت

خبر رسانی یا نامه بری بدون ادای معاوضه برای سواری پیک گرفتن - ما صراحت این بر معنی سوم الاغ کرده ایم (شیخ آذری ؎) گند شان گوه را گرفته الاغ ؛ حدت از گند شان گرفته داغ ؛ (خلاق المعانی ؎) تخته گردنش کند ایمن ؛ مرد را از گرفت و گیر الاغ همان عمل جبریست که ذکرش بالا گذشت و بیانش بذیل معنی اول الاغ هم اردو کسی گھوڑی یا گدھی کو ٹپہ کی بیگار میں پکڑنا -

الاق مبدل و مفرس الاغ است که بغین معجمه گذشت و ذکر این بر لفظ الاغ کرده ایم (اردو) دیکھو الاغ -

(الف) الام بقول برهان و ناصری و جامع (الف) بروزن غلام (۱) پیغام

(ب) الام الام و نوشته را گویند که زبان بزبان و دست بدست برسانند و (۲) پیغام رساننده را نیز گفته اند و تکرار الام نیز همین معنی دارد و خان آرزو در سراج بذکر هر دو معنی بالا گوید که ظاهرا یکی ازین دو تصحیف باشد صاحب اند نسبت الف بذکر هر دو معنی بالا بحواله فرهنگ و صاف فرماید که بمعنی (۳) جای و منزل باشد صاحب جهانگیری در خاتمه کتاب بذیل دستور پنجم متعلق بلغات غریبه ذکر (ب) کرده و از حکیم نزاری سند آورده (؎) هزار نامه سیه کرده ام بدوده دل ؛ بدست باد صبا داده ام الام الام ؛ مؤلف گوید که (الف) اسم جامد زبان فارسی و (ب) تکرارش و از هر سه معنی بالا معنی اول حقیقی است و معنی دوم مجاز آن که پیغام یعنی پیغامبر مستعمل - سند این از نظر ما نگذشت و حیف است که پیش نشد و خیال خان آرزو نسبت تصحیف یکی ازین هر دو بوضوح نه پیوست که بچه حجت این را تصحیف دانند نسبت معنی سوم عرض می شود که محققین فرس ازین ساکت اند طالب سند باشد

(اردو) (الف وب) (۱) پیغام۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ پیام جو کچھ کہلا کر بھیجیں (۲) خط بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ نوشتہ تحریر لکھت۔ نوشت (۳) جائے موثث۔ موضع مقام۔ مذکر۔

الامان بقول بہار کلمہ ایست کہ در وقت نزول حوادث و آفات گویند و معنی آن فریاد کردن و امان خواستن بود و بالفظ برخاستن و برداشتن و زدن مستعمل۔ **مؤلف** عرض کند کہ امان لغت عرب است بمعنی ایمن بودن و امینی و زنہار فارسیان بقاعدۂ عربی استعمال این با الف و لام بمعنی پناہ بخدا کردہ اند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملقات آید و تخصیص این سہ مصدر بیان کردہ بہار نباشد (ظہوری ؎) کند تیغ ستم ہر جا علم جلاد ہجرانش ؎ زخون تا روز محشر خاک جوش الامان دارد ؎ (ولہ ؎) سخت دشوار است جان از رشک دادن الامان ؎ گر دہم در ہجر پندارم کہ آسان تر دہم ؎ (اردو) الامان۔ بقول امیر۔ موثث۔ کسی بات سے تنگ آ کے مصیبت اور خوف وغیرہ کی حالت میں کہتے ہیں۔ حاصل اسکا یہ ہوتا ہے (الامان مطلوب) لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے خبر گرا دی گئی فقط مبتدا مستعمل رہا یہ الف لام محض تعریف کا ہے جو مبتدا پر داخل ہوتا ہے (داغ ؎) موت آئی ہوئی ٹلجاے یہ آئی نہ رکے ؎ الامان درغ قیامت ہے طبیعت تیری ؎

الامان برخاستن (مصدر اصطلاحی) صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی بلند شدن صدای الامان باشد (صائب ؎)

زرفتار الامان از عالم ایجاد برخیزد ؎ بجای گرد از بنیاد ہستی داد برخیزد ؎ (اردو) الامان کی صدا بلند ہونا۔

الامان برداشتن مصدر اصطلاحی بقول صاحب بحر بانگ الامان بلند کردن (صائب ؎) ملامت از دل بیباک من فغان برداشت ؛ زسخت جانی من سنگ الامان برداشت ؛ (اردو) الامان کہنا۔ بقول امیر پناہ مانگنا (مومن ؎) ماجرا سن کے تیغ کا تیری ؛ الامان الامان کہیں کافر ؛ ہماری رائے میں الامان پکار اُٹھنا بھی کہہ سکتے ہیں۔

الامان خاستن مصدر اصطلاحی صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف الامان برخاستن است (حزین اصفہانی ؎) جائیکہ ریزد از خم تیغ تو برق کین ؛ روز یکہ خیزد از صف خصم تو الامان ؛ (اردو) دیکھو الامان برخاستن

الامان زدن مصدر اصطلاحی۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی الامان گفتن است مرادف الامان برداشتن (صائب ؎) تیر از تنم بر آورد انگشت زینہار ؛ از خون گرم من لب تیغ الامان زند ؛ (اردو) دیکھو الامان برداشتن۔

الامان کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ خواستن از خدا است (رضی ارتیمانی ؎) الامان الامان اینجا کنند از الامان ؛ الامان اینجا کنند از الخذر ؛ (اردو) الامان کہنا۔ دکن میں الامان کرنا بھی کہتے ہیں۔ صاحب آصفیہ اور امیر نے اس کو ترک کیا ہے۔

الامان گفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ است کہ بمعنی الامان کردن است (سعدی شیرازی ؎) بکمندی درم کہ ممکن نیست ؛ زرستگاری بہ الامان گفتن ؛ (اردو) الامان کہنا۔

الان بقول برہان بفتح اول بروزن کلان (۱) نام ولایتست از ترکستان و بعضی گویند (۲) نام کوہی ہم است در عرفات۔ صاحب جامع فرماید کہ این مرادف آلان است

کہ بالف ممدودہ گذشت۔ صاحب سروری بذکر معنی اول گوید کہ بقول بعض نام شہری (نظامی ؎) بگرد اگر دخرگاہ کیانی ؛ فروہشتہ نمدہای الانی ؛ و فرماید کہ در معجم البلدان بہ تشدید لام آوردہ و گفتہ کہ نام بلاد و اسعہ ایست از جبال قبق و ملوک آن را کنداج گویند بضم ہر دو کاف و میان مملکت الان و جبال قبق قلعہ ایست کہ باب اللان نام دارد۔ (خاقانی ؎) تف تیغ ہندیش ہندوستانی ؛ علی الروس در روس والان نماید ؛ صاحب رشیدی ہمزبان سروری است کہ بحوالہ معجم البلدان بالا گذشت۔ صاحب (دری و پہلوی) بر معنی اول قانع۔ صاحب انند بذکر ہر دو معنی گوید کہ این لغت فارسی است مؤلف گوید کہ وجہ تسمیہ این متحقق نہ شد و ہمین لغت در ممدودہ ہم گذشت و صاحب ناصری در انساب سند خاقانی را کہ بالا مذکور شد ذکر کردہ کہ دران لفظ آلان بمدہ آوردہ نہ بہ لام مشدد (ا ز) ترکستان سے ایک ولایت کا نام آلان ہے (۲) نیز عرفات مین ایک پہاڑ بھی اسی نام سے مشہور رہے۔

الانیون | بقول برہان بکسر نون و تحتانی مضموم بواو و نون دیگر زدہ بلغت یونانی راسن را گویند و آن نوعی از فیلگوش است بیخ آنرا مرباکنند و آنرا زنجبیل شامی خوانند نافع جمیع دردہا و الہاست کہ از سردی باشد و بجای تحتانی بای ابجد ہم بنظر آمدہ صاحب محیط این را الانیتون بزیادت تای فوقانی بعد تحتانی نوشتہ فرماید کہ اسم رومی راسن است و گویند کہ دوائی دیگر باشد و بر راسن نویسد کہ لغت ہندی باشد و باین اسم در بلاد دیگر مشہور گردیدہ و آنرا سوسن جبلی و زنجبیل شامی نیز گویند و بعربی قلموح و بیونانی انیسون۔

ویسریانی ریہ وبلغت اہل مغرب جناح وباندلس کلموخ وبفارسی ناتران وبہندی عام راسین نامند وبناء سرنی نیز وآن بیخی است چوبی خوشبو وتند وتلخ بقول شیخ گرم وخشک در دوم۔ نافع جمیع آلام واوجاع بارده وہیجان ریاح ونفخ است ومنافع بیشمار دارد (الخ) **مؤلف** گوید کہ درصحت نام این کہ دریونانی انیسون گفتہ محل نظر است وصراحتش بر انیسون آید (اردو) صاحب جامع الادویہ نے اس کا فارسی نام راسن لکھا ہے اور یہی مشہور نام ہے اور اسی پر زنجبیل شامی کا بھی اشارہ کیا ہے گرم وخشک ومفرح ومقوی باہ ومعدہ (الخ)

الاو بقول برہان بفتح اول وثانی بالف کشیدہ وبہ واو زدہ آتش شعلہ ناک را گویند صاحب جہانگیری گوید کہ آلاو باشد کہ در ممدودہ گذشت بمعنی آتش خان آرزو در سراج فرماید کہ مخفف آلاوبمدہ کہ آتش مشتعل باشد ودر ممدودہ گوید کہ آلاوہ بزیادت ہا نیز آمدہ مؤلف عرض کند کہ آلاو در ممدودہ بمعنی آتش شعلہ ناک گذشت وآلاوہ مراوفش وہم آلاوہ بمعنی جائیکہ آتش روشن باشد بتحقیق ما آلاوبمدودہ لغت ترکی است بمعنی آتش شعلہ دار کذا فی لغات ترکی وآلاوہ بزیادت ہای نسبت در آخر مفرس آن بمعنی جائیکہ در انجا آتش شعلہ دار باشد فارسیان بلب ولہجۂ مقامی ممدودہ را بمقصورہ بدل کردند ودر بعض مقامات بممدودہ ہم استعمال کردند وانچہ آلاوہ را ہم بمعنی آلاو گرفتہ اند مجاز وبرخلاف حقیقت است ما صراحت ماخذ در ممدودہ نکردہ ایم بناء علیہ درین مقام تلافی مافات شد وآلاو در ہندی بقول صاحب ساطع بمعنی آتش بازی است پس معلوم می شود کہ ترکان این لغت را از سنسکرت

گرفتہ بمعنی مطلق آتش شعلہ ناک یا ہندیان از ترکی گرفتہ بمعنی آتش بازی استعمال کردند واللہ اعلم (اردو) الاو بقول امیر (فارسی) مذکر۔ آتش زن شعلہ۔ کوڑا کرکٹ اور گھانس پھونس وغیرہ جمع کرکے ڈھیر لگاتے اور جاڑوں میں جلا کرتاپتے ہیں۔ اس ڈھیر کو الاؤ کہتے ہیں

الایچی خان آرزو در سراج و صاحب محیط ہم ذکر این کردہ و باعث این بر الایچی کردہ ایم (اردو) دیکھو الایچی

البا بقول برہان بضم اوّل وسکون ثانی وبای ابجد بالف کشیدہ قلیہ پوتی را گویند و آن دل و جگر قیمہ کشیدہ و در روغن بریان کردہ باشد و حسرۃ الملوک ہمان است و بفتح اول (۲) بلغت زند و پازند بمعنی شیر باشد کہ عربان لبن گویند و (۳) خطمی صحرائی را نیز گفتہ اند و باین معنی بجای بای ابجد یای حطی ہم بنظر آمدہ صاحب جامع بر معنی اول و سوم قانع۔ صاحب ناصری نسبت معنی اول فرماید کہ طعامی است ترکان را و البہ بہای ہوز ہم آمدہ (حکیم سوزنی ؎) رویت چو پکی کاسۂ اکراشدہ زاژ نگ ؛ وز کاج تفاگشتہ بر نگ شش البانہ تا روی پر آژنگ و خفای تو بدیدند ؛ میرند ہمہ خلق زالبا وز اکراہ صاحب جہانگیری ہم بتبادر ہمین کلام سوزنی بر معنی اوّل قانع۔ و خان آرزو در سراج ذکر معنی اوّل کردہ مؤلف عرض کند کہ محققین ترکی ازین لغت ساکت اند و بقول اند بحوالہ منتہی الارب بالکسر لغت عرب است بمعنی شیر نخستین دادن مادر بچہ را بخیال ما البا بمعنی اول اسم جامد فارسی زبان باشد و بمعنی دوم مفرس بہ تصرف در اعراب از لغت عربی بمعنی مطلق شیر و نسبت معنی سوم عرض می شود کہ صاحب محیط بر خطمی فرماید کہ این را بیونانی البا گویند و بعربی خبازی شجری و بفارسی ہشت و ہاز و خیرو و آن نباتی است معروفہ بقول جالینوس سرد و تر۔ مسکن و جاع

یلین ادرام ومانع آنہا از تزید ومحلل ومنافع بسیار دارد (الخ) (اردو) (۱) ایک خاص قسم کے قلیے کو جو دل اور جگر کے قیمے کو گھی مین بھون کر پکاتے ہین فارسیون نے البا کہا ہے (۲) دودھ - مذکر (۳) خطمی - بقول صاحب آصفیہ عربی - اسم مونث - گل خیرو - ہماری راے مین البا کے تیسرے معنی کا ترجمہ خبگلی خطمی ہے -

البادِ بقول برہان وجہانگیری وجامع بکسر اول بروزن دل شاد پنبہ زن وحلاج را گویند - صاحب ناصری از حکیم سوزنی سند آوردہ (ع) نروی مشتہ البادی درکون کمنت ؛ بہجا گفتن ازین مجلس بیرون کمنت ؛ خان آرزو در سراج فرماید کہ رشیدی حلّاج را حلّاجی خواندہ کہ بہ تحتانی رسیدہ بمعنی مصدر ست ونوشتہ کہ چون البادا زلبد کہ معنی نمد است گرفتہ اند بمعنی نمد مالیدن عربی است نہ فارسی لیکن در عربی این مصدر یافت نشد ولبّاد بمعنی نمدمال آمدہ رشیدی گوید کہ شاید کہ درین شعر سوزنی لبّاد بود نہ البادِ ولیکن رای خان آرزو انیست کہ البادِ بمعنی مصدری در اینجا ہرگز منظور ومحفوظ نیست چنانکہ گذشت ولبّاد را بجای البادِ بمعنی نمدمال گفتن غلط محض است چراکہ کلمۂ مشتہ دلالت صریح دارد کہ بمعنی حلّاج بود مؤلف عرض کند کہ باخان آرزو اتفاق داریم ومحققین فارسی صراحت کنند کہ این اسم جامد فارسی زبان است وبہ تحقیق ما مفرس کہ مرکب است از ایل کہ بقول صاحب لغات ترکی بہ تفخیم کسرۂ ہمزہ وسکون یای حطی ولام بمعنی مردم آمدہ وباد لغت فارسی است بمعنی ہوا پس معنی ایلباد مردم ہوا ست وکنایہ از حلّاج کہ بتائید ہوا کار خود سرانجام دہد - فارسیان یای علامت کسرہ را کہ در

رسم الخط ترکی بود حذف کردہ الباد کردند و مفرس ساختند (اردو) نداف - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - روئی دھنکنے والا - دھنیا - دھنا -

(۱) البا غ بقول سروری (۲) بضم ہمزہ قسمی باشد از جامہ و فرماید کہ البا غ ہم نظیر

(۲) الباق آمدہ کہ غین معجمہ بجای قاف باشد (اسحاق گوید ؎) آن قامت دراز کہ زناج برکشید ٭ الباق نان پہن بقدش قصیر شد ٭ (احمد اطعمہ ؎) قلیہ را پوشد کدو والباق سبز از خرمی ٭ میدہد چنگال خرما را قبای شستری ٭ صاحب رشیدی فرماید کہ بہ بای فارسی لغت ترکی است و بہ غین و قاف در آخر ہر دو آمدہ و بحوالہ فرہنگ گوید کہ پارچہ ایست کہ برگرد بیان جامہ از جانب پشت دوزند بجہت خوش آیندگی و بفارسی زور نیم خوانند صاحب ضمیمہ برہان فرماید کہ (۲) بقول بعض پارچہ ایست کہ در پس جامہ دوزند و در سر ما بندہای آنرا بر پیشانی بندند تا گردن را گرم نگاہ دارد خان آرزو در سراج ذکر (۲) کردہ و اسم فارسی این زبر نیم گوید و صراحت کند کہ الباق بہ بای فارسی لغت ترکی است - صاحب مؤید (۲) را بہ بای عربی بذیل لغات فارسی آوردہ مؤلف عرض کند کہ اگرچہ محققین ترکی زبان ازین ساکت اند ولیکن از معاصرین تصدیق می شود کہ (۲) بہ بای فارسی لغت ترکی است جز این نیست کہ فارسیان بای فارسی را بہ عربی و قاف را بہ غین معجمہ بدل کردہ البا غ و الباق ہر دو را استعمال کردہ اند ہمچون تپ و تب و آروغ و آروق پس (۲) بہ تبدیل یک حرف و (۱) بہ تبدیل دو حرف مفرس باشد (اردو) فارسیون نے البا غ اور الباق اوس کپڑے کو کہا ہے جو اہل ولایت اپنے لباس مین گردن کے

قریب ٹاکدیتے ہین اور موسم سرما مین اسکو گردن پر بلند کرکے اوس کے بندون کو پیشانی پر باندھ دیتے ہین تاکہ ہوا سے سر و سے گردن محفوظ رہے اور یہ ویسا ہی ہے جیسا کہ واٹر پروف یعنی برساتی لباس مین حفاظت سر کے لئے ہوتا ہے ۔

البتہ زیر کاسہ بود نیم کاسہ (مثل) صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت فارسیان این مثل را بجای زنند کہ مقصود شان از بیان اصلیت وجود چیزیکہ باشد و این مرادف (تا نباشد چیزی کی مردم نگویند چیزہا) است معنی حقیقی این مثل آنست کہ در زیر ہر کاسہ پائین ظرف بودن لازم است کہ بہ عربی آنرا اسافل گویند و بفارسی بن کاسہ تا کاسہ بوسیلہ آن بر زمین قائم شود و چون کاسہ را معکوس کنند بن کاسہ ہمچون کاسۂ خورد ظاہر شود ازینجاست کہ فارسیان بن کاسہ را نیم کاسہ ہم گفتہ اند۔ مقصود ازین مثل آنست کہ وجود نیم کاسہ یا بن کاسہ در زیر ہر کاسہ بنیاد آن کاسہ باشد کہ کاسہ بدون آن قائم نشود پس برہمین قیاس چیزی کہ شہرت یافتہ باید کہ بنیادش ہم چیزی باشد و محض بی اصل نبود

(اردو) صاحب محبوب الامثال نے کہا ہے "آگ بن دھوان کہان" بات ہوگی تو پنگڑا بنے گا" "دکن مین کہتے ہین" کچھہ تو ہوگا جب تو شور مچا"

البرز بقول برہان بفتح اول و ضم ثالث و سکون ثانی و رای بی نقطہ و زای نقطہ دار (۱) نام کوہی است مشہور میان ایران و ہندوستان و (۲) نام پہلوانی ہم و (۳) کنایہ از مردم بلند قامت و دلاور۔ صاحب ناصری بحوالہ صاحب رشیدی گوید کہ کوہی است بمازندران از نواحی طالقان گذشتہ و رستم۔ قباد را از انجا آوردہ چنانکہ (۵) قباد

گزین راز البرز کوه ؛ من آورده ام در میان کرده ؛ فرماید که این کوه معروف ایران است که کوه
قفقاز و آقری داغ گویند و البرز قله ایست ازین کوه و ارتفاع آنرا در جام جم هفده هزار و
هفصد و نود و شش فوت نوشته و الله اعلم و این کوه را در هر جا بنامی خوانند در تبرستان بنام
قارن ملک الجبال کوه قارن خوانندی و در حدود دری کوه البرز گویند و در شام کوه لکام
خوانند و کوه قاف و جبل عام همین است ابتدای این کوه از جبل قمر است که در
مملکت ستاره از بلاد سودان و زنگبار در او اسط خط استوا است و منبع رود نیل از انجا باشد
که دو شاخ میگردد - یکی بطرف شمال ممتد شده با قلیم صعید و مصر از اقلیم دوم و سوم و وسط اقلیم
چهارم بجانب مغرب کشیده به محیط منتهی می شود و دیگری بجانب مشرق و شمال رفته بقرامان
و اناطولی آمده از وسط اقلیم رابع ببلاد کرجستان و آذربایجان و شیروان و گیلان گذشته از
شمالی طهران و جنوب تبرستان و خراسان و زابل و کابل و ترکستان و بدخشان و کشمیر و تبت
و ختا و چین از بنگاله مرور کرده بمحیط منتهی می شود طول آن یکهزار و پانصد فرسنگ است و دوازده
هزار شهر و ولایت در جوانب آن آباد و هفتاد لغت اسم آن کوه مذکور می شود و سی صد طائفه
که مذاهب مختلفه دارند در آن مسکن کرده اند (انتهی) خان آرزو در سراج ذکر هر سه معنی کرده و
صاحبان رشیدی و سروری بر معنی اول قانع و صاحب جهانگیری بر معنی اول و دوم بعض اهل
تحقیق گفته اند که لغت فارسی است و بخیال ما یا اینکه فارسیان البرز عربی را که بمعنی ظهور است
به تخفیف داد البرز کرده این کوه را نام کردند که مفرس باشد یا بر لغت بزرگ که بقول برهان بمعنی مطلق

نوٹ مفرس نوٹ است که در انگلیسی زبان قدم را گویند مؤلف

بلندی آمدہ بقاعدۂ عربی الف ولام در اولش زیادہ کردہ این کوہ را نام نہادند و این قسم زیادتی برلغات فارسی بنظر آمدہ کہ ذکرش برلفظ آل گذشت ومعنی دوم وسوم برسبیل مجاز باشد ومتعلق بہ معنی اول برسبیل تشبیہ (اردو) (۱) البرز ایک پہاڑ کا نام ہے جس کو کوہ قاف کہتے ہین مذکر۔ (۲) البرز ایک پہلوان کا نام (۳) فارسیون نے ہر بلند قامت اور دلاور کو بھی البرز کہا ہے۔

البوم بفتح اول در روزمرہ معاصرین عجم کتابی را گویند کہ دران نقوش وتصاویر جمع کنند ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این در سفرنامۂ خود کردہ وصاحب رہنما بول چال این را آوردہ واین مفرس است بزیادت واو بعد باے موحدہ از لغت انگلیسی البم کہ بہمین معنی باشد (اردو) البم بقول امیر انگریزی (مذکر) وہ کتاب جس مین تصویرین لگائی جاتی ہین۔

البہ این ہمان است کہ بحث این بہ الف در آخر گذشت صاحبان رشیدی وسروری وضمیمہ برہان ذکر این کردہ اند سحق ؎ سوز درون بسیخ کباب جگر بریز ؛ مستان البہ ریز بساغر نوشتہ اند ؛ لولہ ؎ دوش ترکانہ مرا البہ دلارام افتاد ؛ معدۂ سوختہ ام در طمع خام افتاد ؛ (اردو) دیکھو البا۔

التجا بقول بہار پناہ گرفتن وبالفظ آوردن وبردن وکردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است بکسر اول وسوم وصاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان این را بہ معنی درخواست بمنت وسماجت ہم استعمال کنند وبرای معنی مصدری بامصادر فارسی مرکب سازند وتخصیص باہر سہ مصادر بالا نیست (اردو) التجا۔ بقول امیر عربی۔ مؤنث۔ منت۔ سماجت۔ گزارش

درخواست (داغ ؎) خدا ہے حشر کے دن التجا تیری نہ مانون مین ؛ مرے منھ سے نہین نکلے ترے منھ سے قسم نکلے ؛ (ولہ ؎) دل جو واپس طلب کیا تو کہا ؛ یہ نئی التجا نکالی ہے

التجا آوردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ آوردن وعرض حال کردن است (حافظ شیرازی ؎) رساند رایت منصور بر فلک حافظ ؛ چو التجا بجناب شہنشہی آورد ؛ (اردو) التجا لیجانا - بقول امیر کچھ عرض حال کرنا - تمنا ظاہر کرنا - آپ فرماتے ہین کہ اس محاورہ کا استعمال آگے اور پاس کے ساتھہ ہوتا ہے (رشک ؎) پیر ہو کر التجا لیجاے جو پیش مرید ؛ پیر کے دن سے برا گنتا ہون ایسے پیر کو ؛ (رند ؎) نہ پہنچا کسی نے بھی نہ اس دلبر کے پاس ؛ لے گیا یہ التجا مین بشیر اکثر کے پاس ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ التجا لانا بھی کہہ سکتے ہین جیسے "آپکی بارگاہ مین ایک ادنی التجا لایا ہون"

التجا بردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف التجا آوردن است (صائب ؎) گر احتیاج آرد گذارد التماس غیرت کجا بہ ہیچ خودی التجا برد ؛ (اردو) التجا لیجانا - دیکھو التجا آوردن -

التجا کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عرض حال کردن بہ عاجزی باشد (سلمان ساوجی ؎) گر چتر ہمت فگند سایہ بر زمین ؛ دیگر بآسمان نکند خاک التجا ؛ (انوری ؎) ای کردہ مومنان بجناب تو التجا ؛ کان جانب از حوادث ایام بامن است ؛ (اردو) التجا کرنا - بقول امیر - منت اور خوشامد کرنا - گڑگڑانا (؎) بحر شاکر رہے مقدر پر ؛ کس و ناکس سے التجا نہ کرو ؛

التجا گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف التجا بردن است (شاپور طہرانی

ے) از بیم غمزہ دل بدعا التجا گرفت ؛ زین فتنہ خویش را بہ پناہ خدا گرفت ؛ (اردو) دیکھو التجا بردن۔

التجا نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف التجا کردن است (نثر منشی اصفہانی) التجا نمودن ظہورش خان بدرگاہ جہان پناہ بوساطت داؤد خان ولد اللہ وردیخان (اردو) دیکھو التجا کردن

التزام بکسر اول و سوم لغت عرب است و بقول منتخب برخود لازم کردن و برگردن گرفتن کاری را۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی لزوم استعمال کنند و برای معنی مصدری بامصادر فارسی کہ در ملحقات آید (ظہوری ے) بخصمان بحبت التزام ظہوری کی درست آید ؛ سخن و لب شکستن تا نباشد التزام کس ؛ (اردو) التزام۔ بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ کسی بات کو لازم کر لینا (منیر ے) التزام ایسے قواعد کے کئے ہین مین نے ؛ جن شرائط مین حریفون سے بہ مشکل ہو غزل ؛

التزام یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی لازم التزام کردن است (نثر خسرو دہلوی) دریکی نسبت متنوع التزام یافتہ دوم بہ نسبت خاصہ شرفا مشرف گشتہ" (اردو) لازم کر لیا جانا۔

التفات بقول بہار بگوشہ چشم نگریستن دوم بدم از صفات اوست و بالفظ بودن و کردن مستعمل مؤلف گوید کہ فارسیان (را) بمعنی توجہ و مہربانی استعمال کنند۔ و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (ظہوری ے) با دافزون مرحمت ہای گدایان درت ؛ از زروی التفات خان و سلطان کم شدہ است ؛ (اردو) التفات بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ توجہ۔ مہربانی (ناسخ ے) مجکو ساقی سوائے جام شراب ؛ جم کی جانب

بہی التفات نہین ؛

التفات افتادن استعمال - بمعنی واقع شدن التفات و توجہ باشد - (ظہوری ؎) التفات افتادہ خوش سرشار بابیگانگان بنظر انیم نیست حرف آشنا خواہم نوشت ؛ (اردو) التفات واقع ہونا -

التفات بودن استعمال - بمعنی توجہ بودن است صاحب آصفی ذکر این کردہ (حافظ شیرازی ؎) مرا بکار جہان ہرگز التفات نبود رخ تو در نظرم این چنین خوش آراست ؛ (اردو) التفات ہونا -

التفات خواستن استعمال - بمعنی خواہش توجہ کردن است (ظہوری ؎) ہر کہ سرو راست خوش کند رسوائے التفات نہان نمی خواہم (اردو) التفات چاہنا -

التفات داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی متوجہ بودن است (رضی ارتیمانی ؎) چہ التفات بخار و خس چمن داری ؛ کہ عار و ننگ زنسرین و نسترن داری ؛ (اردو) التفات رکھنا - متوجہ ہونا -

التفات فرمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ است کہ بمعنی توجہ کردن و متوجہ بودن باشد (نثر نصیر ہمدانی) ہم مگر خود التفات فرمایند و این نیم بسمل ہجران را چارہ سازند ؛ (اردو) التفات کرنا - التفات فرمانا

التفات کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف التفات فرمودن باشد (صائب ؎) از لب زندگی بشراب التفات کن ؛ از طول عمر صلح بعرض حیات کن ؛ (اردو) التفات کرنا -

التفات نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف التفات کردن است (میر کرمانی ؎) اگر بر نامہ روی تو نسخہ بہشت

کی التفات نماید کسی بصورت حور ؛ (اردو) التفات کرنا ۔

التماس بقول بہار بمعنی درخواستن و این در عربی بحالت مساوات باشد چنانچہ در کتب قدیم مذکور است و در فارسی از خردان بہ بزرگان و نیز کاغذیکہ خوردان احوال خود در آن نوشتہ بہ بزرگان دہند و این مجاز است خان آرزو در چراغ ذکر این کردہ و بہار نقل قولش برداشتہ (ظہوری ؎) ز خضرم التماس این مدعا ست ؛ کہ تشنہ بر کنار جویبارم ؛ و فرماید کہ در مقام شفاعت می گویند مؤلف عرض کند کہ فارسیان مجرد التماس را بمعنی عرض حال و درخواست و عریضہ و برای معنی مصدری با مصادر فرس استعمال کنند کہ در لطائف می آید (اردو) التماس - بقول امیر (عربی) مؤنث - عرض - گزارش (منیر ؎) گدا کی ہے فغفور سے التماس ؛ سیہ بخت کی نور سے التماس ؛ آپ فرماتے ہین کہ دلی مین مذکر بولتے ہین (میر حسن ؎) سب کی عرضی سے خوش ہوا ایک ولی ؛ ہو خفا التماس سے میری ؛

التماس افتادن بر زمین (مصدر اصطلاحی) صاحب آصفی ذکر التماس افتادن کردہ از معنی ساکت مؤلف عرض کند کہ کنایہ از مقبول نشدن التماس باشد (وحید قزوینی ؎) مردمان چون باغ از انجا گل بدہن می برند ؛ التماس عاشقان افتادہ ہر جا بر زمین ؛ (اردو) التماس قبول نہ ہونا ۔

التماس بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عرض حال بودن است (فغانی شیرازی ؎) ہمین قدر کہ نمک بر جراحتم نزنند ؛ بود ز مردم آسودہ التماس مرا ؛ (اردو) التماس ہونا ۔

التماس پذیرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قبول شدن عرض حال است معاصرین عجم ہم بر زبان دارند (خان آرزو ؎) ناکردہ التماس پذیرفتن از رقیب ؛ عرض نیاز ما ہمہ نشنفتن انچنین ؛ (اردو) التماس قبول ہونا۔

التماس دادن مصدر اصطلاحی یعنی پیش کردن عرض حال و التماس کردن است صاحب آصفی ذکر این کردہ (ظہوری ؎) کہ ای شاعر شاہ شاعر شناس ؛ ز لطف فلک داد این التماس ؛ (اردو) التماس کرنا۔ عرض حال کرنا۔

التماس داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی التماس و عرض حال کردن است (عرفی شیرازی ؎) آنجا کہ لطف او عمل کیمیا کند ؛ زر دارد التماس طلبیت از نحاس ؛ (اردو) التماس کرنا۔

التماس روئیدن مصدر اصطلاحی بمعنی ظاہر شدن و پیش شدن عرض حال باشد (عرفی ؎) آن شکارم کز برم تیر و سنان می روید م ؛ التماس زخم تو از لامکان می روید م ؛ (اردو) التماس ظاہر ہونا۔ عرض حال پیش ہونا ؛

(۱) التماس کردن استعمال - صاحب

(۲) التماس نمودن بجرد خان آرزو در چراغ ذکر (۱) کردہ فرماید کہ در محل شفاعت مستعمل (مخلص کاشی ؎) مرا زکشتہ شدن نیست آن زمان پروا ؛ کہ پیش یار کند غیر التماس مرا ؛ مؤلف عرض کند کہ معنی این عرض حال کردن است و در خواستن و درخواست کردن و تخصیص بامحل شفاعت بخیال ما ضرورت ندارد و (۲) مراد فش (عرفی ؎) التماس خون من کردند و از خونم گذشت ؛ یاری یاران کم از خونخواری دشمن نبود ؛ (طالب آملی ؎)

چو شعر طالب از و شوق التماس نمود ؛ بصد مضائقہ بیت دوئی بخواند و برفت ؛ (اردو) (۱ و ۲) التماس کرنا - عرض کرنا -

التماس نوشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عریضہ نوشتن است (عالی شیرازی ؎) بنویس التماس کہ دائم علاج تو ؛ نواب مستطاب معلی جناب کرد ؛ (اردو) عریضہ لکھنا -

التمغا بقول صاحب اند ہمان آل تمغا باشد کہ در محمودہ گذشت دیگر کسی از محققین فارسی ذکر این نکردہ و ما صراحت ماخذ این ہمہ - انجا کردہ ایم - در ترکی زبان آل بمعنی سرخ بہ محمودہ باشد نہ بمقصورہ پس استعمال التمغا بفتح اول بنظر ما نیامدہ طالب سند باشیم (اردو) دیکھو آل تمغا

(۱) التہاب بقول بہار برافروختہ شدن و زبانہ کشیدن آتش مؤلف عرض کند کہ لغت عربست بکسر اول و سوم صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این ہمین معنی بامصدر داشتن کنند و صاحب آصفی ذکر ----------

(۲) التہاب داشتن کردہ واز معزی نیشاپوری سندی آوردہ (؎) آہن و پولاد با عزمت ندارد و گھش ؛ آتش خورد با خشمت ندارد التہاب ؛ (اردو) (۱) بھڑک مونا (۲) بھڑک اٹھنا - دیکھو امیر اللغات -

التیام بقول بہار بمعنی باہمدیگر پیوستہ شدن و بہم آمدن و استقرار کردن سر زخم مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بکسر اول و سوم - صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بمعنی مصدری با مصادر فرس کنند کہ در ملحقات آید و مجرد این بمعنی حاصل بالمصدر (انوری ؎) ای جوادی کز اثر دحام سحاب ؛ باکفت ہست التیام لیام ؛ و بہ تحقیق پیوستن

غیر زخم ہم بمعنی موافقت و اتحاد باہمی انسانان کہ سند استعمال این در ملحقات بر التیام داشتن و یافتن می آید (اردو) (۱) التیام - بقول امیر (عربی) مذکر - زخم کا بھر جانا (بمعنی حاصل بالمصدر) یعنی چنگا پن (ناسخ ۵) زخم دہان خلق کو ہے اس سے التیام ؛ مرہم سے ہی زیادہ اثر میری بات کا ؛ (۲) التیام - بقول امیر آپس مین ملجانا - میل ملاپ (فقرہ) ایسے دشمن سے التیام کی کیا ضرورت ہے" (بحر ۵) اب مجھ سے التیام کی باتین نہ کیجئے ؛ دل تمسے پھٹ چکا جگر افگار ہوگیا ؛

التیام پذیرفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہم پیوستن و خشک شدن زخم باشد (نزاری قہستانی ۵) کر اجراحت عشق است گو امید مدار ؛ کہ التیام پذیرد بہ صنعت جرّاح ؛ (اردو) چنگا ہونا - التیام پانا -

التیام دادن مصدر اصطلاحی (۱) بمعنی پر کردن (انوری ۵) چون سد اہمنی لکد چرخ رخنہ کرد ؛ آن رخنہ را بہ تیغ و ببرائے التیام داد ؛ و (۲) بمعنی اتحاد و اتفاق پیدا کردن (انوری ۵) تا چہ افعالی کہ چرخ مستند ہرگز نداد ؛ در یکی فرمان میان امر و نہیت التیام

(اردو) (۱) بھرنا - بند کرنا - (۲) ملانا - متحد کرنا - میل ملاپ پیدا کرنا -

التیام داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی موافقت و یکرنگی داشتن است (شرح حزین اصفہانی) بسخن لطف التیامی داشت و اشعارش یکدست ہموار بود" (اردو) موافقت رکھنا -

التیام یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی پر شدن و (۲) موافق شدن باشد (ظہوری ۵) زخم دلم زبان شکایت کشودہ است ؛ یا بد مگر بہ مرہم لطف

تو التیام :- (نثر ابو الفضل (۲)) روابط قرابت قدیم با ضوابط مخبر جدید بدان گونہ انتظام و	التیام نیافتہ" (اردو) (۱) التیام پانا بھرنا (۲) موافق ہونا -

الج بقول برہان وجہانگیری وناصری وسروری وجامع ورشیدی وسراج بفتح اول وسکون ثانی وجیم مردم صاحب غرور ومتکبر را گویند وخرامیدن ناز وتنعم را نیز گفتہ اند مؤلف گوید کہ مقصود بہار ازخرام ناز باشد - صاحب انند صراحت کردہ کہ لغت فارسی است مؤلف گوید کہ اسم جامد باشد صاحب شمس این را لغت عرب گوید و ما در لغات عربی نیافتیم (اردو) متکبر - بقول آصفیہ (عربی) تکبر کرنے والا معذور - خود پسند - اترانے والا -

(۱) الجہ بقول بہار مال وجنبی و بندی کہ در تاخت از ملک بیگانہ گیرند (والہ ہروی در ہیجو ترکی ۵۱) گر صاحب الزمان را وقت ظہور می بود : از بہر الجہ میرفت دنبال لشکر او : (خواجوی کرمانی ۵۲) آن سرو سہی چون قدح می بگرفت : از آتش می برگ گلش خوی بگرفت : بیچارہ دل ریش مرا سوختہ بود : آن دلبر ماہ چہرہ الجی بگرفت : صاحب انند صراحت کردہ کہ ہرد و بالضم لغت ترکی است وہم او بحوالہ غیاث ہرد و را بہ جیم فارسی وکسر آن آوردہ وصاحب غیاث بحوالہ مصطلحات با لفتح نوشتہ گوید کہ لغت ترکی است وارستہ ہم ذکر این ہرد و لغت کردہ صراحت کند کہ ترکی است ومحققین ترکی ازین ساکت مؤلف عرض کند کہ غلطی کتابت بہار باشد کہ بہ جیم عربی نوشت و ازسند خواجوی کرمانی می گشاید کہ (۲) بفتح جیم است نہ بکسر آن (اردو) مال غنیمت جس مین غلام اور لونڈیان بھی داخل ہین -

الچخت بقول برہان و ناصری و سراج و سروری و رشیدی بفتح اول و جیم فارسی بروزن بدبخت بمعنی طمع و حاجت و امید و چشمداشت فرماید کہ بکسر و ضم اول آمدہ (فردوسی ؎) بالچخت خود را مفگن بدام ۔ پیمان دلیران شوی نیک نام ۔ (شمس فخری ؎) یگانہ شیخ ابو اسحق شاہی ۔ کہ انس و جان بدو دارند الچخت ۔ صاحبان اند و شمس صراحت کنند کہ اسم جامد فارسی زبان است (اردو) طمع ۔ مذکر ۔ حاجت ۔ امید ۔ مونث ۔

الچنگ بقول صاحب ضمیمہ برہان بحوالہ ظفرنامہ بفتح اول و جیم فارسی (۱) بمعنی رعیت پرور و فرماید کہ در بعضی از تواریخ مسطور است کہ (۲) مغول جد سوم را گویند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد ۔ بخیال ما شان نعت گوید کہ ترکی است ولیکن محققین ترکی ہم این ساکت ۔ حیف است کہ سند استعمال این پیش نشد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند (اردو) (۱) رعیت پرور ۔ بادشاہ کی صفت (۲) پردادا کا باپ جس کو دکن من سردادا کہتے ہین اور بقول صاحب آصفیہ دلی مین سکڑ دادا ۔

الچہ ہمان است کہ با جیم عربی بجایش گذشت و ذکر این ہم ہمدر انجا کردہ ایم (اردو)

الچی دیکھو الجہ و الجی ۔

الحاصل بقول بہار چون از ادا کردن مطلبی عاجز شوند و خواہند کہ سخن را مختصر کنند ہمین لفظ و حاصل کلام و سخن مختصر و سخن کوتاہ و امثال آن گویند و اینہا گویا مرادف ہم اند و فی الجملہ نیز از ہمین عالم است مولف عرض کند کہ نعت عرب است و فارسیان بمعنی بالجملہ استعمال این کنند نہ فی الجملہ و فی الجملہ ورای این است نہ مرادف این و انچہ بہار استعمال این را مخصوص

کند بحالت عجز در ادای مطلب درست نیست بلکہ بعد ادای مطلب کامل نتیجہ آن را باین لفظ ظاہر کنند و مقصود ازین آنست کہ سخن را دراز نہ کنیم و مختصر کنیم و نتیجہ عرض کنیم (اردو) الحاصل - بقول امیر (عربی) آخر کار - قصہ کوتاہ -

الحال بقول صاحب انند بحوالہ غیاث بالفتح لغت عربی است بمعنی اکنون و مرکب است از الف و لام عہد و کلمۂ حال و فرماید کہ بعض مردم یک لفظ مفرد دانند و بالکسر خوانند خطاست - صاحب ازاحۃ الاغلاط ہم ذکر این کردہ و در فارسی مستعمل است بمعنی حالا (اردو) الحال - بقول آصفیہ (عربی) اب - بالفعل - ابھی - اسی وقت - امیر نے اسکو ترک فرمایا ہے -

الحق بقول انند - بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اول و ثالث لغت عرب است بمعنی فی الواقع و راست و یقیناً و بیشک - و در فارسی مستعمل معاصرین عجم ہم بر زبان دارند و صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ کہ بہ معنی تحقیق است (انوری ؎) حال من بندہ ز حال دیگران بودی بتر ؛ حال رعد الحق بتر باشد کہ باشد بی رباب ؛ (اردو) الحق - بقول امیر (عربی) حق ہے - سچ ہے (انشا ؎) ہوا ک سر موحید رصفدر سے جنہیں بغض ؛ الحق کہ وہ کافر ہیں احادیث کی رو سے ؛

الدنگ بالفتح و فتح دال مہملہ و سکون نون و کاف فارسی در روزمرہ معاصرین عجم بمعنی بی پروا مستعمل - ناصر الدین شاہ قاچار استعمال این در سفرنامۂ خود ہم کردہ بخیال ما جز این نیست کہ معاصرین عجم لغت دنگ را کہ بقول برہان بمعنی بی خبر و بیہوش است بزیادت الف

ولام در اولش بمعنی بی پروا استعمال کردہ اند و ذکر این قسم زیادت بر کلمہ آل گذشت۔

(اردو) بے پروا۔

الرد | بقول برہان و جامع و جہانگیری بفتح اول و ثانی و سکون را و دال بی نقطہ جوالی باشد از ریسمان کہ مانند دام بافند و آن را باغبانان و سبزی فروشان پراز شلغم و چقندر و پیاز و امثال آن سازند و برخروگاو کار و بار کنند و بہر جاکہ خواہند ببرند صاحب ناصری فرماید کہ این بشکل دام ساختہ می شود کہ بدان کاہ و امثال آن کشند۔ خان آرزو در سراج ذکر این کردہ گوید کہ ترجمہ این در ہندی جالی است صاحب رشیدی بضم لام گفتہ (ہمام تبریزی ؎) بسا زپر شکم از زرد و چقند رخام پ کہ جای شلغم و زرد بود ہمیشہ الرد پ بخیال ما اسم جامد فارسی زبان است و صاحب انند ہم نوشتہ (اردو) وہ جالدار تھیلا جس مین گھانس ترکاری وغیرہ بھر کر کاروبار کے لئے بیلون پر لیجاتے ہین۔

الزام | بقول بہار لازم کردن و برگردن کسی انداختن کاری و معترف بعجز گردانیدن کسی را بالفظ دادن مستعمل۔ صاحب منتخب ذکر ہر دو معنی اول الذکر کردہ فارسیان این را بمعنی خطا مندی استعمال کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند (ظہوری ؎) بخصمان بحث الزام ظہوری کی درست آید پ سخن در لب شکستن تا نباشد التزام کس پ (اردو) الزام۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ قصوروار ٹھہرانا۔ خطاواری۔ حرف گیری (آتش ؎) عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار رہون ترا پ حاجت قصور کی نہین الزام کے لئے پ

الزام باز دادن بہ صفتی	استعمال بمعنی	برگردانیدن الزام بمدح کہ باز دادن بقول بحر

(۱۶۹۴)

بمعنی برگردانیدن آمدہ (عرفی ؎) ای وہم آبرو مدہ ازکف کہ بارہا ؛ الزام وسوسہ بخرد بازدادہ ایم ؛ (اردو) الزام کا تعریف سے بدل دینا جیسے وسوسہ کے الزام کو عقلمندی سے بدل دینا جیسے "ہم تو سمجھتے تھے کہ آپ وسوسہ میں مبتلا ہیں مگر آخر پر ثابت ہوا کہ وہ عین عقلمندی تھی"

الزام دادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ملزم گردانیدن کسی راست وعائد کردن الزام بذمہ کسی (ثنائی مشہدی ؎) چہ جای صبر کہ آتش بکائنات زند ؛ تجلی تو کہ الزام اہل طور دہد ؛ (ظہوری ؎) در بحث صنم برہمنان را ؛ الزام باعتقاد دادیم

(ولہ ؎) بحث طاقت چو درمیان آمد ؛ ہمہ طفلان دہند الزام ؛ (ولہ ع) می دہی در ہر سخن الزام من انصاف نیست ؛ (اردو) الزام دینا - بقول امیر خطا وار ٹھہرانا کسی کے ذمے قصور قرار دینا (مومن ؎) یہ غمزہ امتحان جذب دل کیسا نکل آیا ؛ مین الزام انکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا ؛

الزام ساختن استعمال - منسوب کردن کسی بہ الزامی و در فکر الزامی بودن (ظہوری ؎) خموشی بر ظہوری گشت لازم ؛ برایش ہر دم الزامی نسازند ؛ (اردو) الزام گھڑنا الزام دینے کی فکر کرنا -

(۱۶۱۶)

السا بقول برہان و ہفت و انند بفتح اول و سکون ثانی و سین بی نقطہ بالف کشیدہ تخمیست کہ بر روی نان پاشند و آنرا نانخواہ نیز گویند صاحب محیط فرماید کہ نانخواہ است کہ آنرا ساسم نیز خوانند و برہانی نانخواہ فرماید کہ اسم فارسی است بمعنی طالب نان بہر آنکہ اشتہای طعام بسیار آرد و بشیرازی زنیان و بیونانی انیسون و قرینون و انیلوس و باسلیقون و بعربی کمون و در انگریزی پٹی کونئیس و بہندی اجوائن تخمی است شبیہ بانیسون - بقول شیخ

گرم وخشک درسوم وگویند در دوم ودر ان قوت مسخنه مجففه تریاقیه محلله ملینه مفتحه است
هاضم طعام ومنافع بسیار دارد وصاحب انندصراحت فرماید که انرا هم لغت فارسی است
(اردو) اجوائن - مونث - ویکهو امیر اللغات وجامع الادویه -

الست بقول برهان وجامع ومنتهی بفتح اول وثانی وسکون سین بی نقطه وفوقانی
کفل وسرین راگویند - صاحب برهان همین لغت را به همین معنی در ممدوده هم ذکر کرده مولف
عرض کند که بخیال ما فارسیان این را از لغت عرب الاست گرفته اند که در عربی زبان
است بالکسر بقول منتخب بمعنی مقعد وحلقه دبر آمده وبقاعده عربی چون الف ولام در اولش
آورده اند الاست شد واز همین لغت در فارسی بکثرت استعمال الف دوم حذف گردیده است
باقی ماند واین را مفرس توان خواند که تصرف در حروف واعراب هم شده است (اردو)
ویکهو آلست -

الط بقول برهان بفتح اول وضم ثانی وسکون طای حطی بلغت رومی ریحانیست که
اورا سیسنبر گویند وآن حشیشی باشد میان نعناع وپودینه فواق را نافع - صاحب محیط
بر الط فرماید که نام وسوسنبر است وبرسوسنبر گوید که همان سنبر وسنبر را ذکر نکرده وبر نام فرماید
که اسم عربی است بمعنی تیز بو وآنرا نام الملک ونعنا نیز گویند وبهندی کالی تلسی وبیونانی
هرفولیون وبه تنکاپن زداداش وبقول شیخ آن سیسنبر است وبغدادی سیسنبر را غیر نام
دانسته واین جلیل گفته که سیسنبر بیونانی نام را گویند وگویند نام بری است بالجمله آن نباتی
است از قسم ریحان بری وبستانی - بقول شیخ گرم درسوم وخشک تا سوم مفرح ومفتح ومقوی

احشا و روح دماغی و قلبی باقوت تریاقیہ و مدر و محلل ریاح و منافع بسیار دارد (انتہی) (اردو جنگلی تلسی - کاتی تلسی - صاحب جامع الادویہ نے تلسی پر جنگلی تلسی کا ذکر کیا ہے -

الطریق الطریق | بہار گوید کہ بطور تحذیر واقع می شود ای احذروا اللہ و صاحب انند نقل نگارش (اسیری لاہجی ۵) وقت کوچ آمد نفیر الطریق است الطریق یعنی راہ خطرناک است یاران وانمائید از رفیق یعنی دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ مقولہ عرب است کہ چون کثرت واثر دحام خلائق باشد راہبر گوید الطریق الطریق یعنی راہ بدہید و راہ بگذارید تا بگذرم - دیگر ہیچ عجب است از ہر دو محققین بالاکہ معنی تعجب خیز پیدا کردند و فارسیان درین تصرفی نکردہ اند و اسیر لاہجی ہمان محاورہ عرب را بمعنی خود استعمال کردہ است (اردو) ہٹو ہٹو - راستہ دو -

العطش | بقول بہار بالتحریک تشنگی و تشنہ شدن فرماید کہ بالفظ گفتن و زدن بمعنی اظہار تشنگی خود کردن است - صاحب انند نقل نگارش **مؤلف** عرض کند کہ در محاورہ عرب تشنہ بشدت تشنگی بطلب آب گوید "العطش العطش" معنی لفظی این تشنگی و تشنگی فارسیان آب آب گویند و ہمین است ترجمہ این در فارسی دیگر ہیچ - استعمال این با مصادر فارسی در لحقات آید و انحصار و مصادر بیان کردہ بہار خوش نہ نماید (عرفی ۵) بہ العطش لب کشا لب کہ خضر وادی عشق یعنی گلوی تشنہ بآب حیات و زمزم سوخت (اردو) العطش بقول امیر (عربی) پیاس کی شدت - فرماتے ہین کہ یہ لفظ مبتدا ہے خبر اوسکی شدید ہے - کثرت استعمال سے خبر محذوف - اگرچہ العطش سے مطلق پیاس سمجھی جاتی ہے لیکن عرب شدت تشنگی

مین کہتے ہین کبھی بہ تکرار بھی مستعمل ہوتا ہے۔ الف لام جنس کا ہے جو محض تعریف مبتدا کے واسطے لایا گیا (ناسخ ؎) دہان غنچہ روے گل تر سے آنے سے کیا سوکھا؟ کہ بانگ العطش آتی ہے گلشن مین لب جوسے؟

العطش چیزی زدن استعمال صاحب آصفی ذکر العطش زدن کردہ فرماید کہ بمعنی اظہار تشنگی کردن است و بخیال ما از سندش (العطش چیزی زدن) پیدا است کہ بمعنی طالب و مشتاق چیزی بودن است و این معنی مجازیست یعنی چنانکہ تشنہ لب در طلب آب بیقرار و خواہان آب بدلی باشد ہمچنان در طلب چیزی کہ اضافت العطش بسوی اوست بیقرار و خواہان او بودن بہ دل (ظہوری ؎) گرم پرواز نگیم العطش شعلہ زنیم؟ پنگمان مژدہ کہ سیر از شکر و شیر شدیم؟ (اردو) کسی چیز کے طلب مین بیقرار ہونا اور دل سے اس کا خواہان ہونا کسی چیز کا پیاسا ہونا بھی کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے پیاسا پر لکھا ہے۔ خواہشمند حاجتمند۔ غرضمند جیسے "ہر درشن کی پیاسی انکھیان ہر درشن کی پیاسی"

العطش خواستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ بمعنی صدای العطش بلند شدن است (خزین اصفہانی ؎) ہنوز حوصلہ در دم العطش خیز است؟ پرواز چکیدہ دل گرگ کنند کاس مرا؟ (صائب ؎) ز شوق تشنگیش از خاک شہیدان العطش خیزد؟ کہ ہر کس تشنہ خواہد آب را در خواب می جوید؟ (اردو) صدائے العطش بلند ہونا۔

(۱) العطش گفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آب گفتن است یعنی بسبب تشنگی تقاضای آب کردن (ملک قمی ؎) جان فدای دوزخ آشامی کہ در گرمای حشر

العطش می گفت و میل چشمۂ کوثر نداشت ؛ واز همین مصدر است اسم فاعل ترکیبی و اسم حال

(۲) العطش گو | (۳) العطش گویان

که (۲) بمعنی عام تشنہ و (۳) مزید علیہش باشد

(ظہوری ؎) تا سحاب کرم فرو بارد ؛ العطش گو گیاہ میخواہد ؛ (ولہ ؎) العطش گویان صحرای غمت ؛ تشنگی در نیل و جیحون می کشند ؛ (اردو) (۱) العطش کہنا (۲ و ۳) پیاسا۔

الغ بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اول و کسر ثانی و سکون غین نقطہ دار خیر و نامرد و مخنث را گویند و (۲) بضم اول و ثانی بلغت ترکی بمعنی بزرگ باشد کہ مقابل کوچک است و ارستہ و بہار و شمس بہ معنی دوم قانع (جلالای طباطبا در توحید ؎) کافر و ترسا یہود و گبر و مغ ؛ جملہ را روسوی آن سلطان الغ ؛ مؤلف عرض کند کہ در ترکی زبان کلان و بزرگ را اولوغ گویند بہ واو علامت ضمہ بعد الف و واو دوم بعد لام ہم علامت ضمہ باشد صاحب لغات ترکی ذکر این کردہ فارسیان ہر دو واو را حذف کردہ بمعنی دوم استعمال کردہ اند و این مفرس باشد۔ نسبت معنی اول عرض می شود کہ صاحب مؤید صراحت کند کہ این ہم لغت ترکی است حیف است کہ محققین ترکی زبان ازین ساکت اند ولیکن شان لغت مؤید قول مؤید۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی است آیلق را بمعنی عادہ النسا گفتہ جادو کہ فارسیان یای تحتانی را حذف کردند و قاف را بہ غین معجمہ بدل کردند چنانکہ آردق را آردوغ کردند و بحذف و تبدیل این را بمعنی اول استعمال کردند اند بنصورت اینہم مفرس باشد۔ (اردو) (۱) مخنث۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ خنثی بنایا ہوا۔ زنانا۔ ہیجڑا۔ زنخہ وہ شخص جسکو نامرد بنایا ہو۔ (۲) بزرگ۔ بڑا۔

الغدہ بقول برہان وجامع ومنتہی وانند بفتح اوّل وثانی وسکون ثالث ودال بی نقطہ مفتوح بمعنی مخلوط وآمیختہ مؤلّف عرض کند کہ مصدر آغاردن بمعنی آمیختن گذشت۔ واسم مفعولش آغاردہ بمعنی آمیختہ شدہ ومبدلش آغالدہ کہ رای مہملہ بلام بدل شود ہمچون چنار وچنال ومخفف آن بحذف الف دوم اغلدہ ومقلوب بعضش الغدہ چنانکہ اسطخر واسطرخ وافزار وافزاز جادارد کہ این را اسم جامد گیریم مگر توجیہ بالا خوش می نماید (اردو) مخلوط۔ ملا ہوا۔

الغمزہ ہمان غمزہ کہ حرکت چشم وشرہ برہم زدن باشد از روی ناز کہ بجای خودش می آید فارسیان در اول این بقاعدہ عرب الف ولام آوردہ اند چنانکہ ذکرش برآں گذشت (ظہوری ۵) بصد بی باکی اول بخون خود کند بازی ؛ چو فردا کشتۂ الغمزۂ بیباک برخیزد (اردو) غمزہ۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ معشوق کا آنکھ یا بھوں سے اشارہ کرنا چشمک۔ ایما۔ کرشمہ۔ عشوہ۔

الغنجار بقول برہان وجامع وسراج بضم ثالث وجیم بروزن گندم زار (۱) آلو گردہ را گویند وآن میوہ ایست شبیہ بہ زرد آلو ورنگ آن زرد ونفش وسبز وبرنگہای دیگر می باشد وطعمش مینوش بود (۲) خشم واعراضی را نیز گویند کہ خوبان از روی ناز وعشوہ کنند صاحبان رشیدی وسروری وجہانگیری ذکر معنی اول ودوم کردہ وسند مختاری آوردہ (۵) چو پیر گشتی بیدار گشتی ای نادان ؛ ترش بود پس ہفتاد لاشک الغنجار ؛ صاحب ناصری فرماید کہ این شعر قصیدہ ایست کہ عثمان مختاری در باب غلام سیاہ ہندی خود گفتہ

کہ لفاظش چنین است (ع) ترش بود پس ہفتاد شرک استغفار ۔ و گوید کہ از معنی بیت
واضح می شود کہ بعد از ہفتاد شرک طلب مغفرت کردن بی حاصل است و بالآخر فرماید
کہ الغنجار را کہ صاحبان رشیدی و برہان و فرہنگ جہانگیری آوردہ اند لفظاً و معنیً غریب
است مؤلف عرض کند کہ آنچہ صاحب ناصری در مصرع دوم شعر مختاری الغنجار را
استغفار نوشتہ است و این لغت را لفظاً و معنیً غریب گوید جزین نیست کہ از استعمال زمانہ
سلف خبر ندارد جاداردکہ در زمانہ حال معاصرین عجم ازین لغت آگاہ نباشند کہ متروک
الاستعمال باشد بہ تحقیق ما وجود این لغت ثابت است (انوری گفتہ ؎) از کریمی
وحلیمی است کہ می مینوشی ۔ کہ بود از پس ہفتاد ترش الغنجار ۔ صاحب ضمیمہ برہان
صراحت فرماید کہ بمعنی اول لغت اہل بلخ است بہ تحقیق ما غنج بقول صاحب منتخب
لغت عرب است بالضم و بضمتین بمعنی کرشمہ و ناز و بفتحتین کرشمہ و ناز کردن و مرد پیر
و الف و لام در ادلش موافق قاعدۂ عربی است پس فارسیان لغت عرب الغنج را با لفظ
آر مرکب کردند کہ امر است از مصدر آوردن پس مجموعۂ این مرکب اضافی شد بہ معنی
ناز و کرشمہ آرندہ و کنایہ از خشم و اعراض خوبان ۔ این است حقیقت این لغت بمعنی دوم
و نسبت معنی اول عرض می شود کہ صاحب محیط از آلو گردہ و الغنجار ہر دو ساکت اما صاحب
ضمیمۂ برہان صراحت فرماید کہ بلغت اہل بلخ انواع آلو را گویند ہمچو زرد آلو و سرخ آلو
(انتہی) پس این قسم خاص آلو نباشد و ہمین سبب باشد کہ صاحب محیط بذکر ہمہ اقسام
آلو این را ترک کردہ ۔ آنچہ خان آرزو نام این گرد آلو و خلو گردہ گوید وجود آن در برہان یافت نمی شود

کہ بقولش گردہ آلو بضم اول میوہ ایست شبیہ بزرد آلو و برخلوبوشتہ کہ آلو باشد و آن میوہ ایست معروف از آلوی بزرگ و بعضی گویند شبیہ بشفتالو ماذکر این بر اخلوک کردہ ایم (ا ر د و) (۱) ایک قسم کا آلو جسکو فارسیون نے گردہ آلو اور خلوگردہ اور خلوکہا ہے اور یہ شفتالو اور زرد آلو سے مشابہ ہوتا ہے - دیکھو اخلوک (۲) محبوبون کا منہ پھیر لینا اور غصہ جونازو عشوے سے کرین -

الغونہ بقول صاحب انند لغت فارسی است بمعنی سرخی کہ زنان بر روی مالند - صاحب شمس و مؤید ہم ذکر این کردہ صراحت کند کہ فارسی است مؤلف عرض کند کہ مبدل الگونہ و مرادف گلگونہ باشد - فارسیان کاف فارسی را بہ غین معجمہ بدل کنند ہمچون گلولہ و غلولہ و آل بزبان ترکی بمعنی سرخ و گونہ در فارسی بمعنی غازہ آمدہ پس معنی لفظی این غازہ سرخ باشد - ما صراحت این در ممدودہ کردہ ایم و ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجہ لب و لہجہ مقامی است - (ا ر د و) دیکھو آلغونہ - ممدودہ مین -

الف بفتح اول و کسر لام لغت عرب است - بقول صاحب انند مرد جوآد و سخی و بقولی مرد بی زن و نام یکی از حروف تہجی و آن خط مستقیم است کہ در میان لفظی یا آخر لفظی ساکن واقع شود بی ضغطہ زبان و اگر آن خط مستقیم در ابتدای لفظ متحرک باشد یا در میان یا در آخر لفظ ساکن بضغطہ زبان واقع شود ہمزہ نامیدہ بود مگر در عرف و محاورات فارسی ساکن باشد یا متحرک بہر دو حال آنرا الف گویند (انتہی) مؤلف گوید کہ الف باعتبار صورت و صوت بر دو قسم است (۱) ممدودہ (۲) مقصورہ و باعتبار معنی قسم ہا دارد کہ بحث آن در ملحقات آید - فارسیان الف را بحرف دیگر ہم بدل کنند و بالعکس آن ہم چنانکہ صاحب قوانین دستگیری آوردہ -

(۱) الف بدل شود به بای عربی همچون اندیشه و بندیشه و افختن و بافتن و اسغدیدن و بسغدیدن

(۲) الف بدل شود بخای معجمه چنانکه آشته و خشته ---

(۳) الف بدل شود به دال مهمله چنانکه بآن و بدان و باین و بدین که درین هر دو یک الف از دو الف ممدوده به دال بدل شد یعنی فارسیان قدیم الف ممدوده را بدو الف می نوشتند یعنی رسم الخط آن بدو الف (آان) بود ازین دو الف - الف اول بدل شد به دال مهمله

(۴) الف بدل شود بازای هوز چنانکه باو گفتم و بزو گفتم و باا و گفتم و باز و گفتم - مثال اول محاوره اهل خراسان است - برین تقدیر زروغ - مبدل ارروغ صحیح باشد -

(۵) الف بدل شود باکاف فارسی همچون اورنج و گرگانج که نام دار الملک ولایت خوارزم است - سراج الدین سکزی گوید (ه) تهنیت را خدمتی ترتیب کن گزا و رنج رایت سنجر شهی بر طالع میمون رسید ---

(۶) الف بدل شود به لام همچون سگ آبی و سگ لابی که جانوریست (پوربهای جامی ه) گرچه سگ لابی بدریا رود شود پاک نیستش کند خواهم چون فنک ---

(۷) الف بدل شود به نون چنانکه اگل و نگل ---

(۸) الف بدل شود به واو همچون آرنج و وارنج و تاغ و توغ و یکسان و یکسون -

(۹) الف بدل شود به های هوز چنانکه اپیون و هپیون آنباز و هنباز - یاسا و یاسه -

(۱۰) الف بدل شود به یای تحتانی همچون ارمغان و یرمغان اکدش و یکدش مخفی نماند که عدد الف در جمل یک است (ا ر د و) الف - حروف تهجی عربی کا پہلا حرف جو کہڑی

لکیر کی شکل مین ہوتا ہے - مذکر - جمل مین اس کا عدد ایک ہے -

الفاختن بقول برہان با فای سعفص بروزن پرداختن بمعنی بہم رسانیدن واندوختن وجمع کردن باشد صاحب بحر گوید کہ کسب کردن ہم (سالم التصریف) صاحب موارد فرماید کہ الفختن و الفخیدن و الفخدن و الفغدن و الفقدن و الفجیدن و الفیدن ہمہ مرادف این است - صاحب سروری بمعنی کسب کردن قانع و صاحبان رشیدی و جہانگیری و جامع و ناصری و سراج و مؤید ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ الفنج در فارسی قدیم بمعنی ذخیرہ آمدہ و اہل تحقیق غور نکردہ اند ابو شکور گوید (ے) ز الفنج دانش دلش گنج بود ۔ جہاندیدہ و دانش الفنج بود ۔ و از ہمین اسم جامد وضع شد مصدر الفنجیدن کہ می آید و اسم مصدر الفاختن ہم ہمین الفنج باشد کہ فارسیان بقاعدۂ تبدیل آنرا الفاخ کردند بہ تبدیل نون بالف ہمچون تغل و اغل وجیم بہ خای معجمہ چنانکہ اسفانا خ و اسفانا ج و پس ازان علامت مصدر تن در آخرش زیادہ کردہ الفاختن را بہ معنی جمع کردن و اندوختن استعمال کردند و حقیقت دیگر مصادر بجایش مذکور شود و متقنین فرس این را مصدر سماعی گفتہ اند و بہ تحقیق ما قیاسی و موضوع و بدین وجہ اصلی است کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد (ا ر د و) جمع کرنا -

الف از باندانستن اصطلاح - بقول صاحب ناصری کہ در ضمیمۂ کتاب بر الف از باندانستہ گوید کنایہ از مرد نادان و بی سواد چنانکہ صاحب دیوان علی آبادی گفتہ (ے) ہنوز از الف باندانستہ عقلم ۔ بزور راہ دانش کی نیست نہ در خورد ۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد (ا ر د و) دکن مین کہتے ہین الف کا نام بہالا نہ جاننا یعنی محض جاہل ہونا - امیر نے لکہا ہے

"الف کے نام بے نہیں جانتے" یعنی بالکل اَن پڑھ ہیں۔

الف استوا اصطلاح۔ بقول برہان کنایہ از خط استوا و آن سطحی باشد از منطقہ معدل النہار کہ بر سطح کرہ زمین دائرہ عظیمہ احداث کند صاحب بحر بر خط استوا قانع (انوری ۵) باندی الف استواش تا بابد ۔ زشرم رای تو سر پیش در فگندہ چو جیم ۔ (اردو) خط استوا۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر وہ فرضی خط جو زمین کے دو برابر حصے کرتا ہے اور اسپر آفتاب پہنچنے سے رات دن مساوی ہو جاتا ہے۔ مجازاً معدل النہار کو بھی کہتے ہیں یہ خط مشرق سے مغرب تک فرض کیا گیا ہے۔

الف اصلی استعمال۔ مرکب توصیفی این را الف کلمہ نیز گویند بر دو قسم باشد (۱) آنکہ ہیچ وجہ آنرا حذف نتوان کرد، ہمچون ناز و نیاز و عبا و قبا کہ بصورت حذف الف معنی اصلی این الفاظ فوت شود (۲) آنکہ اگر آنرا بنا بر ضرورت وزن شعر یا در محاورہ حذف کنند در بنای کلمہ خلل روی ندہد بلکہ آن کلمہ بر معنی حقیقی ثابت باشد چون راند و ماند و شاہ و ماہ و خاموش و مانند اینہا (اردو) الف اصلی اس الف کو کہتے ہیں جو جزو کلمہ ہو۔ یہ بعض الفاظ میں حذف نہیں ہو سکتا جیسے ناز و نیاز اس لئے کہ بحالت حذف اس لفظ کے معنی باقی نہیں رہتے اور بعض الفاظ میں یہ حذف بھی ہوتا ہے اور معنی لفظ میں کوئی نقصان نہیں واقع ہوتا جیسے شاہ و شہ۔

الف اقلیم اصطلاح۔ بقول صاحب جہانگیری کہ در خاتمہ کتاب بدیل دستور دوم نوشتہ کنایہ از اقلیم اول است و بقول برہان و جامع و بحر اقلیم اول از اقالیم سبعہ (اردو) پہلی اقلیم۔ مونث۔

الف الصاق استعمال مرکب اضافی بقول

صاحب قوانین الفی است کہ بمعنی مع در و
اسم متجانس آمدہ افادہ الصاق و اتصال دہد
چنانکہ دردم و دوش و دش و سالا سال
و شباشب کہ بمعنی دم بدم و دوش بدوش
و سال بسال و شب بشب باشد (اردو)
الف الصاق وہ الف ہے جو دو اسم متجانس
مین آکر اتصال کی معنی پیدا کر دیتا ہے - جیسے
شباشب بمعنی راتون رات - تمام رات -

الف انحصار استعمال - مرکب اضافی
بقول صاحب قوانین الفی کہ بمعنی تا ی انتہائی
میان دو اسم واقع گشتہ مفید مفہوم ہمہ و تمام
بود چنانکہ سراسر و سراپا بمعنی از یک سر تا سر دیگر
و از سر تا پا (ہلالی ۵) یار ما ہرگز نیامد (اردو)
اغیار را با گل سراسر آشتست آما نسوزد خار
را (اردو) الف انحصار فارسی مین اس
الف کا نام ہے جو دو اسم کے درمیان بمعنی
تا ے انتہائی واقع ہو کر تمام کی معنی پیدا کر دیتا ہے

جیسے سراسر اور سراپا -

الف باتا اصطلاح - بقول برہان و بحر
و جامع کنایہ باشد از لوح و قلم و کرسی - صاحب
جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور دوم فرقتا
کہ کنایہ باشد از چیزی کج مؤلف عرض کند
کہ تسامح یا غلطی کتابت صاحب جہانگیری نیش
نیست کہ برخلاف محققین است - صاحب ناصری
در خاتمہ بر لوح و قلم قانع و کرسی را ترک کرد صاحب
ہفت بذکر لوح و قلم و کرسی فرماید کہ سہ حرف
اول جمل مشہور نیز مؤلف گوید کہ خیالش بزانکہ
آدم رفتہ کہ جمل غیر معروف است و از جمل مشہور
سہ حرف اولش الف با جیم باشد - مخفی مباد
کہ آنچہ صاحب ناصری بر لوح و قلم قناعت کردہ
کرسی را گذاشت نزاکت خیال اوست کہ قلم
با الف و لوح با با و تا مشابہ باشد و خداوند
تعالی اول از ہمہ احوال عالم را از قلم قدرت بر لوح
محفوظ نوشت و الف با اہم حرف اول از حروف تہجی

است (سعدی ـــ ۵) اگر خود ہفت سبع از بہر نخوانی ؛ چو آشفتی الف با ما ندانی ؛ (اردو) لوح و قلم - بقول آصفیہ اسم مذکر - لوح محفوظ اور قلم قدرت -

الف بتن کشیدن مصدر اصطلاحی - بقول بحر مرادف الف برتن کشیدن کہ می آید (اردو) دیکھو الف برتن کشیدن -

الف بخاک کشیدن مصدر اصطلاحی بقول صاحب بحر مرادف الف برخاک کشیدن کہ می آید خان آرزو ہم در چراغ ذکر این کردہ با صراحت این مصدر اصطلاحی بر (الف بر خاک کشیدن) کنیم کہ می آید (اردو) دیکھو الف برخاک کشیدن -

الف برتن کشیدن مصدر اصطلاحی بقول صاحب بحر و بہار مرادف الف برسینہ کشیدن (ملا منیر ـــ ۵) ز رشک قطعہ رنگینیش گلشن ؛ الف ہا می کشد ز سرو بر تن ؛ (اردو) دیکھو الف برسینہ کشیدن -

(۱) الف برخاک کسی کشیدن مصدر اصطلاحی

(۲) الف برخاک کشیدن

(۲) بقول بہار کنایہ باشد از خجالت کشیدن و فرماید کہ در مذہب امامیہ رسم است کہ میت را در خاک دفن کردہ ہفت بار سورہ انا انزلناہ خوانند و ہر بار بر قبر خط کشند صاحب بحر مجم معنی آخر الذکر را متعلق بہ (۱) کند و وارستہ ہمزبانش مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی حقیقی اوست متعلق بہ رسمی کہ بالا مذکور شد و جز این نباشد کہ خطوط بشکل الف برای شمارہ می کشند و (۲) کنایہ باشد از عادت فطری یعنی چون کسی خجل و نادم شود بر زمین نشیند و نظر بر زمین کند از ندامت و نفرط خجالت از انگشت خود بر زمین نقش ہا کشد بشکل الف ہا (صائب ـــ ۵) بر خاک ما بجای الف تیغ می کشد ؛ خصم سیہ دلی کہ پی ما گرفتہ است (ولہ ـــ ۵) ز سایہ سرو صنوبر الف کشد بر خاک

بہر چمن کہ کند جلوہ قد رعنایش ؛ (اردو) (۱) مذہب اثنا عشریہ مین یہ دستور بیان کیا گیا ہے کہ میت کے دفن کے بعد وہ سات دفعہ سورہ انا انزلناہ پڑہا کرتے ہین اور ہر دفعہ ایک خط بشکل الف قبر پر کھینچتے ہین اور غالبًا یہ خط شناسائی کے لئے ہے اسی کو فارسیون نے (الف برخاکی کسی کشیدن) کہا ہے (۲) خجل ہونا۔ نادم ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

الف بر زمین کشیدن مصدر اصطلاحی

بقول بحر و بہار و دارستہ و (خان آرزو در چراغ) مرادف الف بر خاک کشیدن کہ گذشت صاحب بحر ذکر (الف بر زمین کشیدن) ہم بہمین معنی کردہ (صائب ۵) بلند بخت نہالی کہ از خجالت او ؛ الف کشد بہ زمین سرو جویبار این جا ؛ (اردو) دیکھو الف بر خاک کشیدن۔

(۱) الف بر سینہ بریدن مصدر اصطلاحی

(۲) الف بر سینہ کشیدن صاحبان بحر و بہار و خان آرزو در چراغ ذکر ہر دو مصادر کردہ اند۔ بہار گوید کہ در ولایت رسیت کہ عاشقان و قلندران و ماتمیان الف بر سینہ کشند و گاہی نعل و داغ ہم می کشند و خان آرزو بر عروف قانع و صاحب بحر خوش صراحتی کند کہ بہ معنی خط کشیدن بر سینہ از جارحہ بشکل الف و داغ بصورت الف بر بدن سوختن و بقول بعض در ایام ماتم استرہا بر سینہ زدن کہ نشانہا بشکل الف ہا پیدا می شود مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد (ظہوری ۵۱) داغداران تو بر سینہ بریدند الف ؛ ای خوشا جلوہ گریہای سرو (گردن داغ ؛ (صائب ۵۲) خلوت فانوس جای شمع عالم سوز نیست ؛ این الف بر سینہ پروانہ می باید کشید ؛ (ولہ ۵۳) تو کہ بر سینہ الف می کشی از جلوہ سرو ؛ آہ از آن روز کہ آن قامت دلجوئی نبود (محسن تاثیر ۵۴) الغنا

می کشد بر سینہ ہر دم ؛ دل از دنبالۂ چشم سیاہی

(اردو) سینہ کو آلہ جارحہ سے بحالت غم مجروح کرنا جس سے جراحت کے خطوط بشکل الف ظاہر ہوں۔

(۱) الف برسیب افزودن | مصدر اصطلاحی

صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب ذکر این کردہ فرمایدکہ کنایہ از رنج رسانیدن پس از نعمت است (خاقانی ؎) سیب صفاہان الف فزود در اول ؛ تا خورم آسیب جانکزای صفاہان (بقولہ از استادی دیگر ؎) از بلاغ وصال آن مہ مہر فریب ؛ گفتم کہ بری برم پس از بار شکیب ؛ انگشت نہادم بر نخدانش گفت ؛ بر سیب الف منہ کہ گیرد آسیب ؛ مؤلف عرض کند کہ این ہم یکی از اصطلاحات تازہ پیدا کردۂ معاصر محقق عجم است بخیال ما از سند خاقانی (الف برسیب افزودن) پیدا نیست و نہ معنی بیان کردہ اش و از سند دیگرش۔

(۲) الف برسیب نہادن | پیداست کہ کنایہ باشد از داغدار کردنش کہ چون خطی بر سیب پختہ قائم شود زود خرابش کند (اردو) (۲) سیب پر خط ڈالکر داغدار بنانا۔

الف بزمین کشیدن | دیکھو الف بر زمین کشیدن

الفت | بقول بہار بالضم خوگر شدن و بالفظ دادن و کردن و گرفتن و نہادن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است بالفتح و ضم فا فارسیان بمعنی انس و محبت استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) تسخیر وحشت کردہ ام در فکر الفت یاس کو ؛ میبایدش رامی شدن آری رمی خوش کردہ ام ؛ (اردو) الفت۔ بقول امیر۔ عربی۔ مونث۔ دوستی۔ محبت (آتش ؎) الفت جو زلف سے ہے دل داغدار کو ؛ طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا ؛

(۱۶۶)

الفت آموز استعمال - بقول بہار معروف وصاحب انند نقل نگارش سنجیال ما اسم فاعل ترکیبی است بہ معنی تعلیم انس و محبت دہندہ وکنایہ باشد از صانع مطلق خدای جل جلالہ ومصدر این الفت آموختن باشد (مظفر حسین میرزا ۵) خارخاری د - دلت از عشق پیدا می کند ؛ الفت آموزی کہ پنہان کرد آتش را بسنگ ؛ (اردو) الفت آموز یعنی لفظی الفت سکھانے والا لیکن اس کا ترجمہ الفت دلون مین پیدا کرنے والا یعنی خدا و تعالیٰ شانہٗ۔

الفت تازیانہ اصطلاح - مرکب اضافی بقول بحر خطی کہ از ضرب تازیانہ بر بدن ظاہر شود و ارستہ ہم ذکر این کردہ (میر الٰہی ہمدانی ۵) حرف نخست ابجد لوح جفای تست ؛ ہر جا کہ برد لم الف تازیانہ است ؛ (اردو) وہ خط جو کوڑے کی مار سے جسم پر نمایان ہو۔

الفت افزودن استعمال - بمعنی زیادہ کرنا محبت و انس است چنانکہ ظہوری گوید (۵) رمیدن ہای آہو چشم شیر اند از را نازم چہ کرد آزادم از ہستی نگاہ الفت افزایش ؛ (اردو) الفت و محبت زیادہ کرنا۔

الف تاکید استعمال - مرکب اضافی - بقول صاحب قوانین الفی کہ بنا بر تاکید مفہوم دعا بعد الف دعا آوردہ شود چنانکہ بآد او مبادا و رساد و مرساد (ہلالی ۵) از یار دور ماندہ ام وا وطن جدا ؛ کس از دیار دور مبادا چو من جدا ؛ (اردو) الف تاکید وہ الف ہے جو مفہوم دعا کو موکد کرنے کے لئے آخر کلمہ مین لایا جاتا ہے جیسے مبادا۔

الفت بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انس و محبت بودن است (شعیب جوشقانی ۵) ہجوم بلبلان دیدم بگرد خویش نشستم ؛ کہ باہم الفتی می بود دلہا

پریشان را ؛ (اردو) الفت ہونا - الفت زنا

الفت پذیر استعمال - اسم فاعل ترکیبی (۱۰۰۲)
است از مصدر الفت پذیرفتن - بمعنی قبول
کنندۂ محبت و انس (ظہوری ؎) افغان
جملہ از دل وحشت گرای تو ؛ فریاد من ز خاطر
الفت پذیر تست ؛ (اردو) الفت پذیر -
اردو میں کہ سکتے ہیں بہ معنی محبت رکھنے والا -

الفت پناہ استعمال - بقول بہاروانند
معروف مؤلف گوید کہ معنی لفظی این پناہ
دہندہ الفت اسم فاعل ترکیبی و کنایہ از
انس و محبت دارندہ (ظہوری ؎) دل
وحشت گزین الفت پناہ است ؛ بخود نازد
محبت دستگاہ است ؛ (اردو) محبت رکھنے والا

الفتتہ بقول صاحب شمس بضم الام
کسی کہ رند و آوارہ و اہل مشرب باشد و بحوالہ
جہانگیری گوید کہ بمعنی آشفتہ و فرماید کہ ماخذش
ظاہر نیست مؤلف عرض کند کہ ما در جہانگیری

این را نیافتیم و دیگر اہل تحقیق ہم ازین ساکت
اند و بقاعدہ فارسی ہم وضع این از لفظ الفت
خلاف قیاس است و سندی ہم پیش نشد
و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند - بخیال ما
تسامح صاحب شمس یا غلطی کتابت باشد کہ
الفتہ را بزیادت تای فوقانی دوم نوشت و این
بالف مقصورہ ہمان آلفتہ باشد کہ صراحت ماخذش
ہمدرانجا کردہ ایم (اردو) الفتہ - بقول امیر
فارسی - مفت خور - لچا - شہدا (فقرۂ امیر
انکے یہاں دنیا بھر کے الفتے جمع ہیں لوٹے
کہاتے ہیں "

الفت خاستن استعمال - بمعنی پیدا (۱۰۰۳)
شدن محبت و انس باشد (ظہوری ؎)
الفت از احتراز می خیزد ؛ ذوق دارم ز
احتراز کسی ؛ (اردو) الفت و محبت پیدا ہونا

الفت دادن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بہ معنی مانوس و موافق کردن

روزمرهٔ معاصرین عجم گوش ما نخورد (اردو) دوستی محبت

الفت نهادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی الفت و انس پیدا کردن است (والهٔ هروی ۵) آنقدر کاندر طبیعت عشق را الفت نهاد چون را از ربط صد چندان معرا ساختند (اردو) محبت اور انس پیدا کرنا - الفت کرنا -

الفتة بفتح اول وضم دوم وسکون سوم وفتح تای فوقانی همان آلفته که در محدوده گذشت و اشاره این بر الفته مذکور شد که به تسامح صاحب شمس قائم شد (اردو) الفته دیکھو الفته -

الفجیدن بقول صاحب بحر بفتح اول وثالث بمعنی اندوختن وجمع کردن - سالم التصریف و گر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد و بخیال ما مخفف الفجیدن باشد که می آید بحذف نون اول مرادف الفاختن که گذشت و ماخذ این هم الفجیدن که ذکرش بر الفاختن کرده ایم (اردو) دیکھو الفاختن

(۱) الفخت (۱) بقول برهان بروزن

(۲) الفختن بدبخت ماضی الفختن صاحبان

(۳) الفخته ناصری ورشیدی هم ذکر

این کرده اند - صاحب سروری فرماید که فعل ماضی از اندوختن مطلقاً شمس فخری ۵) بجز وی کیست کاندر بادشاهی بعدل و داد نام نیک الفخت ؛ مؤلف عرض کند که حیف است از طرز بیان صاحب سروری که الفخت را ماضی اندوختن نوشت و چرا نه نوشت که ماضی مطلق

الفختن است معلوم می شود که لفظ را گذاشت و از معنی کار گرفت و نمیداند که در اینجا ضرورت لفظ است نه معنی - نسبت (۲) عرض می شود که مصدر ریست که صاحب موارد مرادف الفاختن گفته و بقول صاحب بحر و فخان آرزو در سراج) مخفف الفاختن - صاحبان رشیدی و جهانگیری ونوادر و جامع و ناصری هم ذکر این کرده اند (امیر خسرو ۵) آنکه مرادش درم الفختن است ؛ پیشهٔ او سوختن و سختن است ؛ صاحب بحر صراحتاً گوید

که سالم التصریف باشد مؤلف عرض کند که ماخذ این همان انفتح که ذکرش برالفاختن کرده ایم و (۳) بقول برهان و سروری و رشیدی و ناصری و نوادر بمعنی اندوخته (شمس فخری ـہ) تا جهان باشد بجا گز اصطناع ؛ نام نیکو در جهان انفختا (امیر خسرو ـہ) غزی کو بغارت به بندد بسا در الفختہ خویش بتید زیان ؛ مؤلف عرض کند که اسم مفعول الفختن است وبس (اردو) (۱) جمع کیا (۲) جمع کرنا (۳) جمع کیا ہوا اندوختہ مذکر

(۱) الفخذن صاحبان رشیدی و موارد و نوادر ذکر (۱) کرده که مراد

(۲) الفخذه الفختن است و صاحب رشیدی ذکر (۲) هم که بمعنی اندوخته باشد مؤلف گوید که (۱) مخفف الفخیدن است که می آید. فارسیان یای تحتانی را حذف کرده الفخدن کردند و الفخیدن مرکب باشد از الفاخ که مبدل انفتح باشد و ذکر این تبدیل برالفاختن کرده ایم. پس فارسیان به تخفیف الف دوم آنرا انفخ کردند و پس ازان بقاعدهٔ مصدر جعلی یای معروف و علامت مصدر دن در آخرش زیاده کرده الفخیدن ساختند و جاء راد این مصدر را مبدل الفختن گیریم که گذشت فارسیان تای فوقانی را به ال مهمله بدل کردند همچون زرتشت و زردشت و جاء راد که تبدیل علامت مصدر گیریم یعنی بعوض علامت مصدر تن که در الفختن بود دن آورده الفخدن کردند و (۲) اسم مفعولش مخفی مباد که ذکر این مصدر برالفاختن کرده ایم (اردو) دیکھو (۱) الفاختن و (۲) الفختہ

الف خنجری اصطلاح - مرکب توصیفی بقول بحر و بهار الف خرد که در رسم الخط قرآن بجای فتحه نویسند - خان آرزو در چراغ ذکر این کرده و از تاثیر سند آورده (ـہ) چو من که زخمیم زقد خرد سالگی ؛ کس کشته ستم بالف خنجری نشد ؛ مؤلف گوید که خنجر به نسبت تیغ خرد تر می باشد چنانکه گویند (ع) تیغ چون شکست

روزمرهٔ معاصرین عجم گوش ما نخورد (اردو) دوستی محبت

الفت نهادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی الفت و انس پیدا کردن است (والهٔ هروی ۵) آنقدر کاندر طبیعت عشق را الفت نهاد و چین را از ریط صد چندان معما ساختند ؛ (اردو) محبت اور انس پیدا کرنا - الفت کرنا -

الفته بفتح اول و ضم دوم و سکون سوم و فتح تای فوقانی همان آلفته که در محدوده گذشت و اشاره این بر الفته مذکور شد که بتسامح صاحب شمس قائم شد (اردو) الفته دیکھو الفته -

الفجیدن بقول صاحب بحر بفتح اول و ثالث بمعنی اندوختن و جمع کردن - سالم التصریف و دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد و بخیال ما مخفف الفنجیدن باشد که می آید بحذف نون اول مرادف الفاختن که گذشت و ماخذ این هم الفنج که ذکرش بر الفاختن کرده ایم (اردو) دیکھو الفاختن

(۱) الفخت (۱) بقول برهان بروزن

(۲) الفختن بدبخت ماضی الفختن صاحبان

(۳) الفخته ناصری و رشیدی هم ذکر

این کرده اند - صاحب سروری فرماید که فعل ماضی از اندوختن مطلقاً شمس فخری ۵) بجز وی کیست کاندر بادشاهی بعدل و داد نام نیک الفخت ؛ مؤلف عرض کند که حیف است از طرز بیان صاحب سروری که الفخت را ماضی اندوختن نوشت و چرا نه نوشت که ماضی مطلق الفختن است معلوم می شود که لفظ را گذاشت و از معنی کار گرفت و نمیداند که در اینجا ضرورت لفظ است نه معنی - نسبت (۲) عرض می شود که مصدر ریست که صاحب موارد مرادف الفاختن گفته و بقول صاحب بحر و فخان آرزو در سراج) مخفف الفاختن - صاحبان رشیدی و جهانگیری و نوادر و جامع و ناصری هم ذکر این کرده اند (امیر خسرو ۵) آنکه مرادش درم الفختن است ؛ پیشهٔ او سوختن و سختن است ؛ صاحب بحر صراحتاً

که سالم التصریف باشد مؤلف عرض کند که ماخذ این همان انفتح که ذکرش برالفاختن کردهایم و (۳) بقول برهان و سروری و رشیدی و ناصری و نوادر بمعنی اندوخته (شمس فخری ـه) تا همان باشد بجا گز اصطناع ؛ نام نیکو در جهان انفختن (امیر خسرو ـه) غزی کو بغارت به بند و بسان در الفختهٔ خویش بتید زیان ؛ مؤلف عرض کند که اسم مفعول الفختن است و بس (اردو) (۱) جمع کیا (۲) جمع کرنا (۳) جمع کیا ہوا اندوختہ مذکر

(۱) الفخذن صاحبان رشیدی و موارد و نوادر ذکر (۱) کرده که مراد

(۲) الفخده الفختن است و صاحب رشیدی ذکر (۲) هم که بمعنی اندوخته باشد مؤلف گوید که (۱) مخفف الفخیدن است که می آید. فارسیان یای تحتانی را حذف کرده الفخدن کردند و الفخیدن مرکب باشد از انفاخ که مبدل انفتح باشد و ذکر این تبدیل برالفاختن کرده ایم. پس فارسیان به تخفیف الف دوم آنرا انفتح کردند و پس ازان بقاعدهٔ مصدر جعلی یای معروف و علامت مصدر رتن در آخرش زیاده کرده الفخیدن ساختند و جا دارد این مصدر را مبدل الفختن گیریم که گذشت فارسیان تای فوقانی را بدال مهمله بدل کردند همچون زرتشت و زردشت و جا دارد که تبدیل علامت مصدر گیریم یعنی بعوض علامت مصدر رتن که در الفختن بود دن آورده الفخدن کردند و (۲) اسم مفعولش مخفی مباد که ذکر این مصدر برالفاختن کرده ایم (اردو) دیکھو (۱) الفاختن و (۲) الفختہ

الف خنجری اصطلاح - مرکب توصیفی بقول بحر و بهار الف خرد که در رسم الخط قرآن بجای فتحه نویسند - خان آرزو در چراغ ذکر این کرده و از تاثیر سند آورده (ـه) چو من که زخمیم ز قد خرد سالگی ؛ کس کشته ستم بالف خنجری نشد ؛ مؤلف گوید که خنجر به نسبت تیغ خردتر می باشد چنانکه گویند (ع) تیغ چون شکست

خنجری شود ؛ پس نظر بر تشبیہ کوچکی خنجر۔ الف خنجری الف خرد را نام نہادند بہ تحتانی آخرہ کہ برای نسبت است معنی این الفی کہ منسوب بہ خنجر است والف خنجری درین شعر لفک اضافت باشد (اردو) فارسیون نے الف خنجری اس چھوٹے الف کو کہا ہے جو رسم الخط قرآنی مین بعوض فتحہ لکھا جاتا ہے۔ مذکر۔

الفخیدن | مرادف الفاختن و اصل (الفخدن کہ مخفف ہمین است) و صراحت ماخذ این بر الفخدن کردہ ایم۔ صاحبان موارد و نوادر وجامع ذکر این کردہ اند و ہم اشارہ این بر الفاختن گذشت (اردو) دیکھو الفاختن۔

الف داغ | اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول صاحب بحر و بہار و (خان آرزو در چراغ ستان) (۱) داغیکہ بصورت الف سوزند و (۲) در سندہ داغیکہ بر سرین اسپان امر کنند (وحید در تعریف عطار ۵) دگر نیست اصلا درین شک مرا ؛ کہ سوزد الف داغ میخک مرا ؛ (ولہ ۵) حلقہ ہای دیدۂ بینندگان زنجیر شد ؛ چون الف داغ تبان شد جامۂ پیری مرا ؛ (فوقی ۵) سماجت حاصل دنیا و دین شان ؛ الف داغی لوندی بر سرین شان ؛ مؤلف عرض کند کہ معنی اول عام است برای انسانان کہ بعضی طفلان را برای دفع امراض از سوزن برشت و شکم داغ زنند و بعضی بیماران را بسیخ آہنی یا میخ و بعضی ملزمین را بحکم سلاطین بر سرین و (۲) مخصوص است برای اسپان کہ بطور علامت ملازمت سرکار بر کفل شان زنند ولیکن در ہند رسم الف داغ نیست بلکہ (صح) بہ صاد و حاکہ مخفف صحیح باشد الحاصل بخیال ماہر سہ سند بالا متعلق بہ معنی اول است (اردو) (۱) الف داغ۔ فارسیون نے اس داغ کو کہا ہے جو سیخ آہنی یا سوئی یا تکلہ سے انسانون کے پیٹ یا پیٹہ پر بضرورت علاج مرض یا سرین پر بطور سزا لگایا جاتا ہے (۲) سرکاری

ملازم گھوڑوں کے پٹھے پر بطور علامت ملازمت

الف دعا (۱۰۵) استعمال۔ مرکب اضافی۔ بقول صاحب قوانین الفی کہ بنا بر حصول مفہوم دعا در صیغۂ واحد غائب فعل مضارع معروف پیش حرف آخر آورده شود چنانکہ رساناد و گرداناد و چون برای تخفیف از بواد بعد دور کردن ضمہ باد نقل نمودن فتحہ واو بران۔ واو را حذف کردند باد باقی ماند و مستعمل جمہور ہمین لفظ مخفف است (حافظ ؎) حسن تو ہمیشہ در فزون باد بخویت ہمہ سال لالہ گون باد۔ و بگیر در صورت منفی بودن آن فعل نون نفی را بمیم نہی بدل نمایند بدین مناسبت کہ دعا نیز مانند نہی دلالت کند بر معنی طلب چنانکہ مباد۔ و مگناد و مبیناد (سعدی ؎) جوان مرد را تنگدستی مباد۔ کہ سفلہ خداوند ہمتی مباد۔ (اردو) الف دعا۔ وہ الف ہے جو حصول مفہوم دعا کے لئے صیغۂ واحد غائب فعل مضارع معروف پر حرف آخر کے قبل لایا جاتا ہے جیسے رساناد گرداناد رساناد۔

الف زاید (۱۰۶) استعمال۔ مرکب توصیفی۔ بقول صاحب قوانین الفی است کہ محض بضرورت شعر بعضی اسما و افعال ملحقست چنانکہ بلفظ کشورا و گوہرا و رفتا و گفتا۔ (اردو) الف زائدہ الف ہے جو آخر اسما اور افعال پر زیادہ کیا جاتا ہے بضرورت وزن شعر اور معنوں پر کچھ اثر نہیں کرتا جیسے کشورا۔ گوہرا۔ رفتا۔ گفتا۔

الف شدن مصدر اصطلاحی۔ بقول بحر ضمیمہ برہان مجرد و مفلس گردیدن۔ صاحب ہفت و امثالہ ذکر ماضی مطلق این (الف شد) کردہ اند یعنی مجرد شد و مفلس گشت مؤلف گوید کہ الف مجرد است از نقط و مرکز و غیر ذلک بہ ہمین تشبیہ کنایہ باشد از مفلس شدن (اردو) مفلس ہونا۔ غریب ہونا۔

الف شدن اسپ | مصدر اصطلاحی بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ کنایہ از بہ داشتن اسپ ہر دو پای موقف عرض کند کہ چراغ پا شدن و بدین وجہ کہ قد القامت بلند است فارسیان در اینجا الف (یعنی) بلند و راست گرفتہ اند یعنی چون اسپ ہر دو پای پیشین را بلند کرد و چراغ پا باشد شاید کہ بہ الف (اردو) چراغ پا ہونا۔ بقول صفیہ گھوڑے کا الف ہونا۔ سیدھا کھڑا ہو جانا۔ یعنی پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو جانا۔ آپ ہی نے الف ہو جانا کو بفتح لام لکھا ہے۔

الف عطف استعمال۔ مرکب اضافی بقول صاحب قوانین النحو کہ در دو کلمہ متغائر واقع شدہ مفید معنی واو عطف باشد چنانکہ شبانہ روز و شبانہ روز و سالہا ماہ و شبہا روز و کمابیش یعنی تک و پو و سال و ماہ و شب و روز و کم و بیش باشد لہذا الف عطف وہ الف ہے جو دو کلمہ متغائر کے درمیان واقع ہو کر واو عطف کے معنی پیدا کرتا ہے جیسے شبانہ روز یعنی کم و بیش۔ صاحب آصفیہ نے شبانہ پر فرمایا ہے (فارسی) اسم مونث۔ دو پہر تک۔

(۱) **الفغدن** (۱) بقول صاحب جہان برہان و موارد و بحر و رشیدی و سراج و ناصری و نوادر بمعنی اندوختن و (۲) **الفغده** بمعنی اندوختہ۔ موقف عرض کند کہ باشارہ (۱) بر مصدر الفاختن کردہ ایم و ذکر باخذش ہم ہمدر اینجا گزشت و الفختن مخفف آن بجایش مذکور شد و الفخدن مبدل الفختن ہم پس این مبدل الفغدن باشد فارسیان خای معجمہ را بہ غین معجمہ بدل کنند چنانکہ تاخ و تاغ و (۲) اسم مفعول (۱) باشد و بس (ناصر خسرو ۱۵) تو بی تمیز بر الفغدن ثواب مرا چہ اگر ندانی مزد ورا نگان شدہ۔ (اردو) دیکھو (۱) الفخدن۔ (۲) الفغدہ۔

الف فاعل و مفعول استعمال۔ مرکب

(۱۸۰۶)

(۷۰۷۱)

اضافی - بقول صاحب قوانین الفی است کہ
باآخر صیغۂ واحد امر مخاطب معروف متصل شدہ
مفید معنی اسم فاعل بود چنانکہ دانا و بینا و شنوا
وگویا بمعنی داننده و بیننده و شنونده و گوینده
فرماید کہ جائی این الف مفید معنی اسم مفعول نیز
باشد و برین تقدیر بالف مفعول موسوم گردد
چنانکہ بلفظ پذیرا (اردو) الف فاعل اور الف
مفعول وہ الف ہے جو صیغۂ واحد امر مخاطب
معروف کے آخر میں داخل ہو کر معنی فاعلی اور
مفعولی پیدا کرتا ہے - جیسے دانا اور پذیرا

الف قامت استعمال - الف قامت
قامت باشد کہ نظر بہ راستی و بلندیش با الف
تشبیہ دادند (صائب ؎) پیش از اندم کہ
دہد خامہ بدستش استاد ؛ الف قامت او مشق
قیامت می کرد (اردو) قامت یار کو الف
قامت کہہ سکتے ہیں -

الف قامتان مژگان اصطلاح - بقول

صاحب بحر دانند و بہار و دوارستہ نگاہ باشد
مؤلف عرض کند کہ محل نظر است زیرا کہ
الف قامتان اسم فاعل ترکیبی است یعنی قامت
الف دارندگان و این را کنایہ توان گرفت از
مژگان ولیکن ہرگاہ اضافت این بسوی مژگان
کردند بمعنی مژگان مستعل شدہ نمیدانیم کہ ہر چہار
محققین بالا این را بمعنی نگاہ چہ طور گرفتند اینہا
شان بکار شان نمی خورد - جزین نیست کہ الف
قامتان مژگان - مژگان باشد - (طالب آملی
؎) خمیدہ است الف قامتان مژگانش ؛
زبار غمزہ کہ در چشم فتنہ بار شکست ؛ (محمد قلی سلیم
؎) کرشمہ سنج نگاہ ستیزہ خو یانیم ؛ سواد
خوان الف قامتان مژگانیم ؛ (اردو) مژگان
بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث - مژہ کی
جمع - پلکیں - ظفر نے واحد بھی باندھا ہے (؎)
ہجوم عشق سے مژگان اگر اونچی نہیں ہوتی ؛ عجب
کیا کہ شاخ پر ثمر اونچی نہیں ہوتی ؛

(۱۰۰۹)

الف قد استعمال - بدون اضافت بقول بہار و آنند از اسمای محبوب است از جہت راستی قامت وی از عالم سرو قد مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است یعنی قدی ہمچون الف دارندہ (ابو طالب کلیم ۵) شوخ الف قد من ہرگہ بکمان کشیدہ ۞ پند اشتم خدنگی در خانہ کمانست ۞ (صائب ۵) الف قدی کہ منم سینہ چاک بالایش ۞ سپہر سبزہ خوابیدہ ایست در پایش (اردو) فارسیون نے یار کو الف قد کہا ہے۔

الفقدن بقول صاحبان موارد و نوادر مرادف الفاختن مؤلف عرض کند کہ مبدل الفغدن یا الفخدن است کہ گذشت فارسیان غین و خای معجمہ را بقاف بدل کنند ہمچون آویغ و آروق و پخاخ و چقاق و اشارہ ماخذ بر الفغدن و الفغدن کردہ ایم (اردو) دیکھو الفغدن۔

الف کش اصطلاح - بقول بحر و بہار بفتح کاف تازی سودائی بلا شرط کہ برنگرد و چنانک خط کش در ہندوستان مصطلح دلالان نخاس است مؤلف گوید کہ عموما بمعنی مسلمہ وطی شدہ و این اسم مفعول ترکیبی است بمعنی خط کشیدہ شدہ کہ معنی حقیقی انیست - رسم است کہ چون فہرست اشیا را بہ بینند بہر شی کہ در ان بخشی نباشد اشارہ الفی کنند از ینجاست کہ خط کش بمعنی مسلمہ مستعمل شد (کلیم ۵) دو جہان حسرت بلات الف کش دارد ۞ سرور اباتو بیک فاختہ دعوی نرسد ۞ (اردو) طے شدہ۔ مسلمہ جس میں کوئی گفتگو باقی نہ ہے۔

الف کشیدن مصدر اصطلاحی - بقول صاحب بحر مرادف الف بر سینہ بریدن و الف بر سینہ کشیدن کہ گذشت و بسند این مصرعی را آورد کہ بتاریخ فوت اکبر بادشاہ معروف است و معنی فرماید کہ مال کیست (ع) الف کشیدہ ملک ز فوت اکبر شاہ مؤلف عرض کند کہ مجرد الف

کشیدن بدون الفاظ بر سینہ چیزی نیست و معنی
مرادف (الف بر سینہ کشیدن) ہرگز نباشد قولہ
مصرع مجہول سند را کافی نیست و اگر از نام
مصنفش آگاہ شویم در آنحالت ہم خیال ما
جز این نباشد کہ ضعف اوست در فن جدل
از اینجاست کہ دیگر محققین مجرد الف کشیدن
را ترک کردہ اند (اردو) دیکھو الف بر سینہ
کشیدن۔

(الف) الف کوفی اصطلاح۔ بقول
(ب) الف کوفیان بحر دانند (۱) ہر چیز
کج و (۲) آلہ تناسل نیز۔ صاحب شمس نسبت
(الف) بر معنی اول قانع و گوید کہ کوفیان طرہ
الف را بجانب چپ باز میگردانند و (ب)
بقول برہان و بحر و جامع و سروری بہر دو معنی
بالا (خلاق المعانی ص۵۲) عجم و نقطہ زیتی و
شنجرف زدہ مراد گردون کہ گرد چون الف
کوفیان تنم پہ بہار بر معنی اول قانع مؤلف

عرض کند کہ تعریف الف کوفی کہ بقول صاحب
شمس بالا مذکور شد وجہ کنایہ ہر دو معنی باشد
(اردو) و (الف و ب) (۱) ہر ٹیڑھی چیز اور
(۲) آلہ تناسل کو فارسیون نے الف کوفی و
کوفیان کہا ہے۔ دیکھو ابو الحیّہ۔

الف گرفتن استعمال۔ بکسر اول بمعنی
الفت گرفتن است کہ الف در عربی زبان
بمعنی الفت آمدہ و فارسیان این را با مصدر
گرفتن استعمال کردہ اند (انوری ص۵) با دایہ
عفو سخطت الف گرفتند چون ناف برند
شفا را و الم را (اردو) دیکھو الفت گرفتن۔

الف گندم اصطلاح۔ مرکب اضافی۔
بقول بحر خطیکہ در میان دانہ گندم باشد بہار
گوید کہ زخمیکہ بصورت الف در سینہ گندم است
از عالم الف داغ۔ (صائب ص۵) گریبان
چاکی عشاق از ذوق فنا باشد الف بر سینہ
گندم ز شوق آسیا باشد مؤلف عرض کند

(۱۷۱)

کہ بخیال ما صائب درین شعر الف را بمعنی نشان
آوردہ خصوصاً نشان جراحت کہ ذکرش بر الف
بر سینہ کشیدن گذشت و ازین سند۔ اصطلاح الف
گندم قائم کردن قابل نظر است (اردو)
گیہون کا خط جو شکل الف ہوتا ہے۔ مذکر۔

(۱۹۱۱) **الف مبالغہ** | استعمال۔ مرکب اضافی۔
بقول صاحب قوانین الفی کہ باسم صفت لاحق
گشتہ افادۂ معنی بسیار دہد چنانکہ بدا و خوشا و فرخا
(جامی ۵) خوشا حال آن زیرک پند گیرے کہ
از مرگ غیر است عبرت پذیرے (اردو) الف
مبالغہ وہ الف ہے جو اسم صفت کے آخر میں
داخل ہو کر معنی مبالغہ پیدا کرتا ہے جیسے خوشا۔

(۱۹۱۲) **الف مصدر** | استعمال۔ مرکب اضافی
بقول صاحب قوانین الفی کہ باسم صفت لاحق
گشتہ افادۂ معنی مصدر دہد چنانکہ پہنا و فراخا
و درازا کہ بمعنی پہنائی و فراخی و درازی است
(ظہوری ۵) و رخمالات خرد پہنا ببین۔
کم ز شحہ پیش آور دریا ببین۔ (اردو) الف مصدر
وہ الف ہے جو اسم صفت پر داخل ہو کر مصدری
معنی پیدا کرتا ہے جیسے پہنا بمعنی پہنائی۔

(۱۹۱۳) **الف مقصورہ** | استعمال۔ مرکب توصیفی
در فارسی زبان الفی است کہ در آخر کلمہ آید و
بغیر مد خواندہ شود و باکی از حرکات ثلاثہ ہمچون
ابرام و الف واو ست و الفی کہ در وسط یا
آخر کلمہ ساکن باشد آنرا ہم فارسیان بمقصورہ
تعبیر کنند (اردو) الف مقصورہ۔ بقول صاحب
آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ وہ الف ہے جو مد
نہ رکھتا ہو جیسے ابا۔ اتان۔ نانا۔

(۱۹۱۴) **الف ممدودہ** | استعمال۔ مرکب توصیفی۔
در فارسی زبان الفی را گویند کہ مرکب بد و الف
باشد و بمد خوانندہ شود و در اول کلمہ آید چنانکہ آب
در رسم الخط قدیم این را بہ تکرار می نوشتند چنانکہ
آاب اما متاخرین الفی را حذف کردہ عوض
او مد بالای الف گذارند ہمچون آب (اردو)

الف ممدودہ بقول صاحب آصفیہ عربی - اسم مذکر مذ	الف لمبی آواز کا الف جیسے آنا - آٹا - وغیرہ کا الف اول

الفنجید بقول برہان وہفت بروزن شطرنج (۱) ماضی الفنجیدن یعنی جمع کردو اندوختن و (۲) جمع کردہ شدہ و (۳) بمعنی مصدر ہم کہ جمع کردن و اندوختن باشد و ۴- امر بدین معنی ہم یعنی جمع کن و بنید وزد (۵) فاعل را نیز گویند کہ جمع کنندہ باشد - صاحب رشیدی ذکر معنی اوّل وچہارم وپنجم کردہ وسند آوردہ (۵۴) باقناعت کش از کشی غم و رنج ؛ ورنہ بگذر ز عقل وعشق الفنج ؛ ز ابو شکور (۵۵) ز الفنج دانش دلش گنج بود ؛ جہاندیدہ و دانش الفنج بود ؛ وصاحب سروری گوید کہ اندوختن و امر باندوختن و اسم فاعل ہم - صاحب ناصری کہ محققی است از معاصرین عجم می فرماید وصاحب انند نقل نگارش کہ ماضی وجمع کردہ شدہ ومعنی مصدری ہم دارد و امر ہم - صاحب جامع کہ ہم اہل زبان است گہر ریزد کہ الفنج و الفنگ ماضی الفنجیدن ودس وصاحب (دری وپہلوی) کہ زبان دان عجم است ارشاد کند کہ بالفنج بمعنی اندوختن بود و بقول صاحب شمس جمع کردن وجمع کردہ شدہ - بہار در نوادر المصادر بدل الفیدن فرماید کہ الفنج مثلہ و اسم فاعل و امر - مؤلف عرض کند کہ این است تحقیق محققین عجم وسند برای یک اسم جامد فارسی زبان - (ع) اگر بہر او خون بگریم رواست ؛ بہ تحقیق ما الفنج اسم جامد فارسی زبان است بمعنی ذخیرہ وسند این از مصرع اول ابو شکور پیدا است کہ بالا مذکور شد ومصدر الفنجیدن کہ می آید وضع شد از ہمین اسم مصدر بزیادت یای معروف و علامت مصدر دن - مطابق قاعدۂ فارسی ومعنی اوّل بیان کردہ محققین با نام ونشان سراسر غلط کہ ماضی این الفنجید باشد نہ الفنج ومعنی دوم البتہ درست است کہ مراد از ان ہمان ذخیرہ

گیریم کہ ذکرش کردہ ایم و معنی سوم خالی از تسامح نیست البتہ حاصل بالمصدر این بروزن
انفنج آمدہ نہ مصدر راست و نہ معنی جمع کردن دارد نسبت معنی چہارم عرض می شود کہ درست
باشد کہ امر انفنجیدن غیر از انفنج نباشد و معنی پنجم غلط است کہ انفنج بمعنی اسم فاعل نیامدہ و در
سند ابو شکور دانش انفنج اسم فاعل ترکیبی است نہ مجرد انفنج (اردو) ذخیرہ - بقول آصفیہ
(عربی) اسم مذکر - جمع کیا ہوا - جمع کر (امر)

انفنجار بفتح اول و سوم بقول صاحب شمس و ہفت مرادف انفنجار کہ بہ غین معجمہ بمعنی
اول گذشت - صاحب ہفت ذکر این کردہ و مرادف ہر دو معنی انفنجار نوشتہ مؤلف
عرض کند کہ فارسیان غین معجمہ را بہ فا بدل کنند ہمچون غلیو و فلیو و ما صراحت ماخذ این بر
انفنجار کردہ ایم (اردو) دیکھو انفنجار -

(۱) انفنجہ بقول نوادر (۱) بمعنی اندوختہ و (۲) بقول برہان بمعنی اندوختن -

(۲) انفنجیدن صاحب بحر فرماید کہ کامل التصریف است صاحبان شمس و رشیدی
و سروری و موارد و نوادر ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ ما اشارہ این بر انفاختن
کردہ ایم و این مرکب است از انفنج کہ اسم جامد و اسم مصدر راست بزیادت یای معروف
و علامت مصدر دن و حقیقت انفنج بر انفاختن بیان کردہ ایم مقننن فرس این را مصدر
جعلی نامند و ما اصلی گوئیم - زیرا کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و (۱) مخفف انفنجیدہ
باشد کہ اسم مفعول انفنجیدن است و جا دارد کہ انفنجہ را بزیادت ہای نسبت بر انفنج گیریم
کہ بہ معنی منسوب بہ ذخیرہ باشد یا ہای تسمیہ گیریم ہمچون زبانہ و دندانہ یا ہای زائد گیریم

همچون ہالہ و پیالہ و خونخوارہ (اردو) (۱) دیکھو الفختہ - (۲) الفاختن -

(۱۸۱۵)

الف ندا استعمال - مرکب اضافی - بقول صاحب قوانین الفی کہ بآخر اسم غیر صفت و اسم صفت متصل شدہ بمعنی ای باشد چنانکہ خدایا وضنا و بزرگی دہا (صائب ع) خدایا در پذیر این نغمۂ مستانہ مارا ؛ (نظامی ع) بزرگا بزرگی دہا بیکسم ؛ توئی یاوری بخش و یاری رسم ؛ صاحب قوانین فرماید کہ یای تحتانی در مثال خدایا بر مذہب آنانکہ لفظ خدا را اسم غیر صفت مفرد دانند یای وقایہ است کہ بنا بر دفع اجتماع ساکنین و وقایۂ فتح میان الفین زیادہ نمودہ شد و بر مذہب کسانیکہ آنرا صفت مرکب یعنی مخفف خود آیند ندا را مذاصلیست کہ در صورت الحاق الف برای امکان تلفظ عود کردہ مفتوح گشت مؤلف گوید کہ اندرین صورت یا را زائد گیریم همچون جا و جای و پا و پای (اردو) الف ندا وہ الف ہے جو اسم صفت اور غیر صفت کے آخر میں داخل ہو کر اے کے معنی پیدا کرتا ہے - جیسے خدایا بمعنی اے خدا -

الف نقش بست اصطلاح - بقول بحر بمعنی حرف صورت بست و بوجود آمد صاحب ضمیمہ برہان ہمزبانش و صاحب مؤید فرماید کہ اول چیزی کہ آفریدگار آفرید و اول چیزی کہ از حروف تہجی وضع شد الف فی الادات و اقول نقش بست نقص ترکیب است و تمام ترکیب اینست کہ تختہ اول کہ نقش بست ای الف مصور شد و اول تختہ کہ بچگان را برای نوشتن می دہند ہمین الف می نویسند و می گویند کہ چون قلم را فرمان شد اکتب یا قلم - قلم از ہیبت آن درخوی شد و قطرہ از وی بر لوح محفوظ چکید از آن نقش اول الف پدید آمد (الخ) مؤلف عرض کند

کہ مقصود جز این نباشد کہ الف را موصوف گیریم و الف نقش بست کنایہ باشد از اول چیزی کہ آفریدگار آفرید پس درین صورت	الف بمعنی اول چیز گیریم و این استعارہ باشد کہ الف از حروف تہجی اول حرف است (اردو) سب سے پہلی چیز جسکو خداوند تعالی نے پیدا کیا۔
الفنگ بقول صاحب جامع مرادف (الفنج بالفتحتین) است و ما بر الفنج حقیقتش را ظاہر کردہ ایم و جز این نباشد کہ الفنگ را مبدل الفنج گیریم کہ فارسیان جیم را بکاف فارسی بدل کنند چنانکہ آخشیج و آخشیگ و لجام و لگام، درین صورت این ہم اسم جامد فارسی زبان باشد بمعنی ذخیرہ و اندوختہ (اردو) دیکھو الفنج۔	
الف و دال و میم اصطلاح۔ بقول صاحب بحر اشارہ بہ آدم علیہ السلام۔ صاحب ہفت گوید کہ این کنایہ باشد و صاحب موید فرماید کہ یعنی آدم علیہ السلام مؤلف عرض کند کہ حروف لفظ آدم را بطریق ملفوظ بیان کردہ اند دیگر ہیچ و کنایہ نباشد و باشد کہ اشارہ گیریم شعرای قدیم و نظم ہمچنین کنند برای اکثر اسماکہ کاف را کاف و نون و ذال را دال و لام گفتہ اند (اردو) آدم علیہ السلام کو فارسیون نے الف و دال و میم کہا ہے۔	**الف وصلی** استعمال۔ مرکب توصیفی۔ فارسیان الفی را گویند کہ در اول لفظ داخل شود و ہیچ اثر در معنی نہ کند چنانکہ اشکم و شکم۔ اشتر و شتر۔ اشگرف و شگرف و این منحصر است بر محاورۂ عجم (اردو) الف وصلی وہ الف ہے جو فارسیون نے اسکو ابتدای لفظ مین زیادہ کیا ہے جس سے معنی پر کوئی اثر نہین پڑتا جیسے شکم کو اشکم کیا اور یہ زیادتی اختیاری نہین ہے بلکہ جن الفاظ پر اہل زبان نے الف وصلی بڑہایا ہے انہین کا استعمال اس الف کے ساتھہ جائز ہے۔

(۱۱۱۱)

الف ہیچ ندارد مثل - صاحب بحر وہمار گوید کہ مثلی است مشہور (صائب ؎) تقصیر میانش زخم و پیچ ندارد ؛ حرفیست کہ گویند الف ہیچ ندارد مؤلف عرض کند کہ فارسیان این را برای کسی زنند کہ بی سر و سامان محض باشد بدینوجہ کہ الف نہ مرکزی دارد و نہ دائرہ و نہ نقطہ فارسیان این مقولہ را مثل کردند دیگر ہیچ (اردو) دکن مین کہتے ہین وہ تو ننگے ہین یعنی محض بی سر و سامان ہین -

الفیدن بقول بحر بمعنی انداختن و جمع کردن (سالم التصریف) صاحبان برہان و سراج و جہانگیری و نوادر و موارد و جامع ہم ذکر این کردہ اند ما اشارہ این بہ الفاختن کردہ ایم و جز این نباشد کہ این مخفف الفخیدن است بحذف یای تحتانی و حقیقت الفخیدن بجایش مذکور شد و اسم مصدر این ہم ہمان الفخ است چنانکہ بہ الفخیدن اشارہ اش کردہ ایم (ناصر خسرو ؎) صورت عملی تراخود باید الفیدن بجہد ؛ در تواید آفرید است انچہ در کس نافرید ؛ (اردو) دیکھو الفاختن -

(۱) الفینہ بقول برہان و جامع و جہانگیری بروزن چرمینہ آلت مردی را گویند و بقولش - - -

وکسر فا و تشدید تحتانی و های مخفی و به تخفیف یا نیز آلت تناسل و فرمایند که در فارسی مشدد را مخفف خواندن غیر ازدو و لفظ غرم فرخ که به تخفیف دیده نشد جائز است و فارسیان الفاظ عربیه را نیز مخفف کنند - چون قد و خد و چون صاحب برهان ازین معنی غافل اند الفیه بیای مشدد را در اشعار استاد ان الفینه بروزن چرینه برای وزن خوانده اند و آن خطاست مؤلف عرض کند که تحقیق خان آرزو اکثر کلام قدما را اصلاح دهد مقصودش جز این نیست که (۱) چیزی نیست و انچه در کلام حکیم سوزنی گذشت (۲) باشد به تشدید تحتانی - تحقیق ما اینست که (۱ و ۲) هر دو صحیح و لغت فارسی است - فارسیان یای تحتانی و نون قبل های هوز نسبت بر لفظ الف آورده الفینه آله تناسل را نام نهادند که به معنی منسوب به الف است و راستادگی همچون پشمینه و گنجینه و در (۲) صرف یا و های نسبت است و جاوار و که یای نسبت و های فصاحت گیریم و کسرهٔ لام الف در هر دو بکثرت استعمال به سکون بدل شد دیگر هیچ و بخیال ما الفیه را به تشدید تحتانی فارسی گرفتن و الفینه را تصحیف قرار دادن غلط است فتامل - (۱ و ۲) آله تناسل بقول آصفیه - تذکر - دیکھو ابو الحیه -

(الف) الفیه شلفیه | اصطلاح - بقول بحر (۱) کتابیست که حکیمی برای تقویت باه پادشاهی مشتمل بر اشکال عجیبه جماع ترتیب داده بود و فرماید که الفیه کنایه از آله تناسل و شلفیه کنایه از فرج - ازین جهت زن بدکار را شلف گویند - بهار گوید که تحقیق آنست که ---------

(ب) الفیه و شلفیه | کتابی است از حکیم ارزقی - و بقول ناصری که بذیل الفینه نوشته طغان شاه سلجوقی بود که برای او این کتاب نوشته شد و (۲) بقول بهار الفیه و شلفیه نام دو زن

بدکار (حکیم انوری ۵۲) جلبی چند بودہ اند حریف ؛ الفیہ شلفیہ بناز و تعب ؛ ہمہ در آرزوی
ایر بزرگ ؛ دست بر کس زنان کہ من یرغب ؛ دارستہ با بحر اتفاق صاحب اند کہ نقل نگار
بہار است ذکر (ب) کردہ مولف عرض کند کہ بمعنی اول و دوم (الف) صحیح باشد و مارا با صاحبان
بحر و دارستہ اتفاق و سند معنی اول ہم مطابق (الف) یافتہ ایم چنانکہ طالب آملی گوید (۵) بتی
دیدم کہ در عشق نمایان حسن پنہانش ؛ بہر تار ازار او رقابت می توان کردن ؛ بنوک خامہ
حمدان بہر لوح سرین او ؛ ہزار الفیہ شلفیہ کتابت می توان کردن ؛ (اردو) (۱) الفیہ
شلفیہ ایک کتاب کا نام ہے جو تقویت باہ کے متعلق حکیم ارزقی کی تالیف ہے (۲) الفیہ
شلفیہ فارسی مین ان دو عورتون کو کہتے ہین جو بدکار ہون یعنی چپٹی کہیلین یا لڑین - جن کو
اردو مین چپٹ باز اور طبق زن کہتے ہین -

القاب | بقول بہار جمع لقب و فرماید کہ فارسیان در محل مفرد استعمال کنند (حسن
ہروی ۵) شد وقت کہ گرمی ہوا تاب شود ؛ باد سحری سموم القاب شود ؛ از آتش
مہر بسکہ گرم است نسان ؛ بر رویش اگر تیغ کشی آب شود ؛ صاحب اند نقل نگارش
و فرماید کہ بفتح اول لغت عرب است جمع لقب مؤلف عرض کند کہ در رباعی حسن ہروی
استعمال القاب بمعنی مفرد نیست البتہ در کلام انوری استعمال این بنظر آمدہ (۵) ہم با قبال
تو می یابد ز سلطان جہان ؛ اسپ و طوق و جامہ و فرمان و القاب و عذاب ؛ (اردو)
القاب - بقول امیر لقب کی جمع (رشک ۵) بدنام دہر و دشمن ناموس و عار خلق ؛
القاب یہ ہین آپ کے بے نام و ننگ کے ؛ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ بمعنی خطاب مستعمل ہے

(مرزا والاجاہ عاشق ۵) کوہ فرقت کو اٹھا کر ہوے رستم عاشق ؛ ورنہ یہ راز کہاں اور یہ القاب کہاں ؛

الکا بقول برہان و جامع و ہفت بضم اول و سکون ثانی و کاف بالف کشیدہ ملک و بوم و زمین را گویند صاحب انند فرماید کہ این لغت ترکی است ۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است این را بمعنی مملکت و مقاطعہ و دیار گفتہ و بقول صاحب لغات ترکی بمعنی کشور (اردو) مُلک ۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر ۔ دیس ۔ بہوم ۔ ولایت ۔ کشور ۔ مملکت ۔ پرگنہ ۔

(الف) الکتریسیتہ استعمال معاصرین عجم استعمال این کنند ۔ ناصر الدین شاہ قاچار

(ب) الکتری سیتہ در سفرنامہ خود آوردہ کہ بقول صاحب روزنامہ (الف) بمعنی چراغہای کہربا و (ب) بقول صاحب رہنما کشش کہربائی و از مادہ برقی تاری ۔ و بقول صاحب بول چال مادّہ برقی کشش کہربائی آلہ برقی مؤلف گوید کہ این مفرس باشد از لغت انگلیسی (الک ٹرسٹی) کہ بمعنی تار برقی است و برای معنی (الف) در انگلیسی زبان الکٹک لیٹس باشد ۔ بخیال ما معنی مستعملہ الف مجاز است و معنی (ب) حقیقی باشد ۔ (اردو) (الف) برقی روشنی (مونث) (ب) برقی تار ۔ برقی مادہ ۔ برقی آلہ ۔ مذکر ۔

الکوس بقول برہان و سروری و ناصری و سراج بروزن محبوس نام یکی از پہلوانان تورانی کہ بدست رستم کشتہ شد و بخیال ما این لغت ترکی باشد و اللہ اعلم (اردو) الکوس ایک تورانی پہلوان کا نام ہے جو رستم کے ہاتھ سے مارا گیا ۔

الگونہ بقول صاحب انند بفتح اول وضم کاف فارسی وفتح نون لغت فارسی است بمعنی گلگونہ وغازۂ روی مؤلف عرض کند کہ ہمین لغت در محمد وہ گذشت و مرکب است از لغت ترکی آل کہ بہ معنی سرخ باشد وگونہ کہ در فارسی بمعنی منسوب بہ رنگ است و معنی حقیقی این منسوب بہ رنگ سرخ وکنایہ از غازہ - بجز صاحب انند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد - حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو آلگونہ -

اللہ اکبر (اصطلاح) بقول صاحب بحر و بہار نام کوہی است در شیراز - گویند ہر کہ بالای آن برمی آید و بزیر می نگرد دلی اختیار می گوید اللہ اکبر از جہت استعجاب و غرابت آن صاحب ضمیمہ برہان ہم ذکر این کردہ (صائب ؎) در زیر پای عشق فتاد است آسمان ؛ عشق این سہ و را تل اللہ اکبر است ؛ (حافظ شیراز ؎) فرق است ز اب خضر کہ ظلمات جای اوست ؛ با آب ما کہ منبع اللہ اکبر است ؛ (اردو) اللہ اکبر - شیراز میں ایک پہاڑ کا نام ہے جو بہت بلند ہے -

اللہ اللہ اصطلاح - بقول بحر و بمقام تعجب استعمال کنند - بہار گوید کہ از قبیل الطریق الطریق بطریق تحذیر واقع شدہ ای احذروا اللہ - در جائیکہ کسی کاری بکند یا حرفی بزند کہ مناسب وی نبودہ باشد استعمال نمایند و فارسیان در مقام تعجب نیز استعمال کنند و بمعنی حاشا ہم مؤلف گوید کہ عمل حاشا کنند یعنی اثبات را نفی و نفی را اثبات نگروانند (ملا وحشی ؎) اللہ اللہ محرم راز تو سازم حرف و صوت ؛ این زبان و تیغ اگر حرفی زجائی سر زدہ است ؛ (خوشدل ؎) بہم نا ید چو گل از خندۂ شادی دہان ما ؛ چہ خوش نامی بر آمد اللہ اللہ از

زبان ماۃ (اردو) بقول امیر صفت مین کمال مبالغے کی جگہ بولتے ہین (مومن ؎) کیا تن تہ خاک اللہ اللہ کیا صورت پاک اللہ اللہ (رشک ؎) اللہ اللہ اس بت خوش چشم کے منہ کی شبیہ آنکہین بہر آنے لگین آنکہون کا نقشہ دیکہکر

اللہ بس باقی ہوس | مثل - صاحبان امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند واز معنی ومحل استعمال ساکت مولف عرض کند کہ فارسیان این مثل را بصفت قناعت و مذمت ہوسناکی زنند (اردو) دکن مین کہتے ہین "بس بیان اللہ اللہ کرو" نیز اس فارسی مثل کو یہی استعمال کرتے ہین - ان دونون کا استعمال اس مقام پر ہوتا ہے جہان قناعت کی تعریف مقصود ہو اور ہوس کی مذمت

الم | بقول برہان وجامع بضم اول وثانی وسکون میم (۱) بمعنی فوج وگروہ وبفتح اول (۲) غلہ ایست کہ آن را کاورس وارزن گویند بہار گوید کہ (۳) بالتحریک وردکردن و آلام بالفتح جمع آن وبالفظ کشیدن مستعمل - صاحب ناصری و (خان آرزو در سراج) ذکر معنی اول ودوم کردہ صاحب رشیدی بذکر معنی دوم گوید کہ الم الم بمعنی فوج فوج است و وصاحبان سروری وجہانگیری بر معنی دوم قانع وصاحب انند صراحت کند کہ بمعنی اول لغت فارسی باشد - صاحب مؤید بذکر معنی دوم نسبت معنی اول فرماید کہ الم الم بمعنی پیاپی وفوج فوج وزود زود آمدہ مؤلف عرض کند کہ بمعنی اول اسم جامد فارسی زبان است وبمعنی دوم لغت شیرازی کہ صراحت این بر ارزن کردہ ایم وبمعنی سوم لغت عربی کہ بمعنی درد ہم آمدہ کذا فی المنتخب فارسیان استعمال این بمعنی مصدری با مصادر فرس کنند کہ در لمحات آید (اردو) (۱) فوج - گروہ - مونث (۲) دیکہو ارزن (۳) الم بقول امیر

(عربی) مذکر۔ رنج و غم (برق ۵) جاتے رہے ملال و الم کام ہوگیا ؛ مرکر فراق یار مین آرام ہوگیا ؛

الماس | بقول برہان و رشیدی و جامع و سروری بر وزن کرپاس (ا) گوہریست مشہور و بقول بہار جوہریست معروف و قیمتی و ماس ظاہرا معرب امنست و بالفظ افشاندن و تراشیدن و چکیدن مستعمل۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ الف لام این اصلی است مثل البرز و الوند و فرماید کہ صاحب قاموس الف لام تعریف قرار دادہ این لفظ را در مادہ موس آوردہ و حق این است کہ در مادہ لمس گرفتہ شود صاحب سوا السبیل گوید کہ این جوہر را کہ سفید و شفاف و بغایت سخت و گران است بہندی ہیرا گویند و در یونانی آداماس نام است صاحب ناصری فرماید کہ این اغلب جواہر را می برد خان آرزو در سراج فرماید کہ جوہری است معروف گران بہا کمیاب و در تراشیدن و سفتن جواہر کہ شیوہ حکاکان است بوجود او احتیاج تمام افتد و مشہور است کہ الماس بہیچ چیز نشکستہ نشود مگر آنکہ مطرقہ و سندان از سرب باشد و بحوالہ قوسی فرماید کہ معدن آن معلوم نیست و بحیلہ گوشت عقاب از دہ عمیق کہ راہ انسان در آن نیست بیرون می آرد و در رائے خود فرماید کہ این حیلہ غلط است و از خرافات اہل تاریخ و معدن او در ملک دکن در صوبہ حیدرآباد موجود و فرماید کہ در فارسی بودن این لفظ نظر است مؤلف عرض کند کہ خیال قطعی ما آنست کہ ماس لغت عرب است و محققین لغات عربی این را معرب نگفتہ اند و الف لام در اولش ہم بقاعدہ عربی است و فارسیان استعمال این با الف لام بقاعدہ

عربی کرده اند و در اکثر الفاظ عربی این گونه استعمال کنند تا آنکه بعضی لغات فارسی هم الف لام بقاعدهٔ عربی زیاده کنند که ذکر آن بر لفظ آل کرده ایم - آنانکه الف لام این را اصلی و ماس را معرب قرار داده اند غور نفرموده اند و در ترکی هم نام این الماس است و جا دارد که این را مفرس خوانیم از آدماس یونانی که بقاعدهٔ فارسی دال مهمله به لام بدل شود همچون قدغ و لغ صاحب محیط آورده که ماس فارسی است و بهندی هیرا و الف لام آن جزو اسم و اسم عجمی است و بیونانی سیموس و بعربی شموز بخیال ما تسامح اوست که ماس را فارسی نوشت و آنچه الماس را بالف و لام عجمی گوید و همین را اصح داند غیر از مفرس نباشد که ذکرش بالا گذشت و در بودن ماس لغت عرب شک نیست و فرماید که سنگیست جلیل القدر بیش قیمت و سخت ترین و خشک ترین سنگها و جواهر را بدان سوراخ و قطع و نقش می کنند و احجار دیگر و آلات آهنی هیچ یک در ان اثر نمی کند و آتش نیز مگر بشواری بسیار و گویند که آرزا باذر زیر سوراخ و قطع می کند و گوید زکه از خواص آنست که بغیر شکل مثلثه شکسته نمی شود و مختلف الالوان باشد سفید و زرد و سیاه و سرخ و سیاه کم رنگ که بهندی تیلیا نامند سفید آن کثیر الوجود و زرد و سرخ و سیاه و سبز کم رنگ کمیاب و بهترین همه سفید یک رنگ شفاف براق - بزرگ و معدن قدیم آن در ملک دکن حوالی قلعهٔ گولکنده - سرد و خشک در چهارم و گویند گرم و خشک و در ان و اندران جلای شدید - سنون محرق آن نهایت جالی دندان است الا در استعمالش خطر و گویند نهادن آن در دهان یا گذاشتن آن بر دندان بدون کلفتی قطع دندان کند و تعلیق آن مقوی دل و رافع خوف و فزع و باعث سرعت ولادت و منافع بسیار دارد و واجب

است که از داخل استعمال آن نکنند که سم قاتل است (ظہوری ؎) یکی در خوابگاہ بمعنی گلہای تر ریزد ؛ یکی بر بستر از الماس حسرت بیشتر ریزد ؛ (اردو) الماس - بقول امیر (عربی) مذکر - ہیرا - ایک بیش بہا جواہر کی قسم ہے جو نہایت چمکیلا اور سخت ہوتا ہے -

(۲) الماس - بقول برہان و جامع کنایہ از تیغ و شمشیر و کارد و تیر - صاحب رشیدی فرماید که تیغ تیز باشد - بہار گوید که بالفتح فولاد جوہر دار و تیغ و خنجر باشد از اینجاست که پنجہ فولاد کشتی گیران را پنجہ الماس گویند (صائب ؎) قصۂ خنجر الماس مگویید بما چکه در اینجا سخن از تیغ زبان می گذرد ؛ (علی خراسانی ؎) مرا که در دل صد پارہ ذوق مرہم نیست ؛ ہزار خنجر الماس گر رسد غم نیست ؛ صاحب ناصری گوید که کنایہ از تیغ و شمشیر صاحب سروری فرماید که جنسی از فولاد جوہر دار و بر تیغ ہم اطلاق کنند (نظامی ؎) از ان آتش که الماسش فروزد ؛ عدو گر آہنین باشد بسوزد ؛ و ارستہ ہمزبان بہار و بقول خان آرزو در سراج بمعنی فولاد و خنجر و امثال آن بمجاز باشد مؤلف گوید که انوری استعمال این بمعنی تیغ کردہ (؎) از لعل حجاب سازد الماس ؛ رخسارہ ہمچو کہربارا ؛ ولیکن این کنایہ نباشد بلکہ استعارہ باشد و از برای کل اسلحہ نظر بر جوہر و جلا و آبش و بدین وجہ که الماس خود جوہریست فارسیان - استعمال این مجازاً بمعنی جوہر دار ہم کنند و از خنجر الماس خنجر جوہر دار مراد است و فولاد جوہر دار را الماس گفتن ہم استعارہ باشد دیگر پیچ (اردو) فارسیوں نے تلوار - خنجر - چھری - اور تیر وغیرہ سلحہ کو اور نیز جوہر دار فولاد کو استعارۃً الماس کہا ہے -

(۳) الماس - بقول برہان و جامع کنایہ از آبگینہ مؤلف گوید که این ہم استعارہ باشد نظر

برجوہر و صفای آبگینہ فائق (اردو) دیکھو آبگینہ۔

(۴) الماس۔ بقول برہان وجامع کنایہ از مردم جلد وچابک حیف است کہ دیگر محققین فرس ازین ساکت اند و سند استعمال ہم پیش نشد۔ اگر سندی بدست آید و وجہ تشبیہ ظاہر شود استعارہ توانیم گفت نہ کنایہ (اردو) چالاک شخص۔

(۵) الماس۔ بقول برہان وجامع کنایہ از قلم تراش مؤلف گوید کہ این ہم استعارہ باشد و در معنی دوم داخل است ضرورت ندارد کہ معنی قلم تراش را از کار دجدا گیریم و وجہ تشبیہ ہمان است کہ بر معنی دوم بیان کردہ ایم۔ (اردو) قلم تراش۔ بقول آصفیہ۔ مذکر۔ قلم بنانے کا چاقو پہلے پہل کا چاقو۔ آپ فرماتے ہین کہ لکھنو والے مونث بولتے ہین (رشک ؎) میری لئے تراش رہی ہے سر قلم ؛ کرتی ہے ہاتھ صاف تمہاری قلم تراش ؛ صاحب تانیث و تذکیر فرماتے ہین کہ دہلی مین مذکر بولتے ہین اور لکھنؤ مین دونون طرح سنا ہے (ظفر ؎) گردن پہ دھار رکھ کے بولے ؛ ٹوٹے نہ قلمتراش میرا ؛

(۶) الماس۔ بقول برہان وجامع کنایہ از دندان باشد مؤلف عرض کند کہ وجہ تشبیہ ظاہر است و این ہم استعارہ باشد نہ کنایہ طالب سند استعمال باشیم حیف است کہ پیش نشد و بدست ما ہم نیامد (اردو) دانت۔ مذکر۔

(۷) الماس۔ بقول صاحب ناصری کنایہ از ہر چیز تند و برندہ و سندی پیش می کند (؎) بہ تیری کہ بران چو الماس بود ؛ زرہ پیش او ہمچو قرطاس بود ؛ مولف عرض کند کہ تعمیم معنی پیدا کردہ محقق و معاصر عجم باسناد او مطابق نیست و ازین سند معنی اول الماس ظاہر است

واز تشبیہ تیزی لازم نیاید کہ کنایہ گیریم از برای ہر چیز تند و برندہ اگر سندی دیگر بدست آید استعارہ توان گرفت نہ کنایہ قتاتل (اردو) سخت اور کاٹنے والی چیز۔

(۸) الماس - بہ تحقیق بالمعنی عرق و قطرہ ہای خوی ہم آمدہ و این استعارہ باشد بہ تشبیہ سپیدی و جلا - سند این بر الماس خجالت در لغات می آید (اردو) عرق - پسینہ کا قطرہ - مذکر۔ (۱۸۱۴)

الماس اشک استعمال - مرکب اضافی تشبیہ اشک باشد بالماس چنانکہ ظہوری گوید (ے) درخشک سال گریہ خیز الماس اشک من ؛ سورا نہاکہ در جگر ابر تر نہاد ؛ (اردو) الماس اشک اردو مین بہی کہ سکتے ہین یعنی الماسی اشک - صرف سپیدی اور چمک دمک کی تشبیہ کی وجہ سے۔ (۱۸۱۵)

الماس افشاندن در چیزی استعمال - صاحب آصفی ذکر الماس افشاندن کردہ واز سندش الماس در جگر افشاندن پیدا ست و متعلق از ہمین مصدر عام باشد کہ خصوصیتی با جگر ندارد و کنایہ باشد از قصد ہلاکت کردن و زہر دادن کہ ریزہ ہای الماس زہر قاتل است (خزین اصفہانی ے) الماسم اگر در جگر افشاند عطا کرد ؛ خون دل اگر در قدحم کرد بجا کرد ؛ (اردو) زہر دینا - ہلاکت کا ارادہ کرنا۔

الماس بار اصطلاح - اسم فاعل مرکبی است بمعنی بارندہ الماس - فارسیان در صفت تیغ آوردہ اند نظر بر تشبیہ آب و تاب و جوہرش و این کنایہ باشد صاحبان بحر دہار و اند ذکر این کردہ اند ضعیف است کہ سندی پیش نشد و لیکن موافق قیاس است و معاصرین عجم ہم اتفاق دارند (اردو) الماس بار تیغ کی صفت مین کہ سکتے ہین - (حضرت جلیل

(۱۸۱۹)

ے) اسکی نگاہ کرتی ہے ٹکرے دل وجگر؛
یہ تیغ وہ چلی ہے جو الماس بار ہے؛

الماس بلب سائیدن مصدر اصطلاحی کنایہ باشد از زہر خوردن ناصر احت این بر (الماس سودن) کنیم (اردو) زہر کھانا۔ الماس چبانا۔

الماس بیریان اصطلاح۔ معاصرین عجم الماس باآب وتاب راگویند۔ صاحب بول چال ذکر این کردہ گوید کہ (بیری لیانت) در انگلیسی زبان الماسی را نامند کہ پہلو ہایش تراشیدہ باشد والماس ہشت پہلو والماس مثمن ہم نامند کہ بواسطہ آن آب وتابش از ہر پہلو ظاہر شود وصاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ہمین اصطلاح را بحذف تحتانی اوّل (الماس بریان) نوشتہ بامّی حال این مفرس باشد بحذف تحتانی ہاوتا۔ از لغت انگلیسی (اردو) چکدا ہیرا۔ پہلو تراشا ہوا ہیرا۔ ہشت پہلو ہیرا۔

الماس پارہ اصطلاح۔ بقول بحر وبہار و وارستہ مرادف آتش پارہ کہ بمعنی شورخ و شنگ است کہ ذکر این در محدودہ بر معنی اول آتش پارہ گذشت (خان خالص ے) مرہم جراح زخم دل مانی کند؛ الماس پارہ برساند خدا من؛ مؤلف عرض کند کہ این کنایہ باشد و در کلام خان خالص الماس پارہ بمعنی حقیقی ہم توان گرفت کہ قلب اضافت پارہ الماس باشد۔ یعنی شاعر گوید کہ چون علاج زخم دل ما از مرہم نمی شود خدا کند کہ پارہ الماسی بدستم رسد کہ از و زخم را تازہ کنم تا صورت اندمال پیدا نشود یا بخورم وہلاک شوم کہ الماس پارہ ہم قاتل است (اردو) دیکھو آتش پارہ کے پہلے معنی۔

الماس پیکانی اصطلاح۔ مرکب توصیفی بقول بہار نوعی از الماس کہ بشکل پیکان بود مؤلف عرض کند کہ در آخر این یای نسبت است

یعنی الماسی کہ منسوب بہ پیکان و نوکدار است ازہمین قسم الماس در ہر قسم جوہر و سنگ خارا سوراخ کنند کہ بشکل برمہ باشد (محمد قلی سلیم ؎) اختیار راختر طالع گناہ من نبود ۔ آسمانم گفت این الماس پیکانی بگیر ۔ (اردو) وہ برماجس کے نوک پر ہیرکنی ہو۔ دکن مین اسکو ہیرے کا برما کہتے ہین جس سے ہر قسم کا آئینہ اور بلور اور سخت سے سخت پتھر مین سوراخ کیا جاتا ہے۔ یا نوکدار الماس۔

الماس تر استعمال کنایہ از الماس نوکدار کہ ترصفت آنست و آب و تاب نوکش رو شن تر باشد ہمچون قطرہ آب و تر بمعنی روشن ہم آمدہ چنانکہ عرفی گوید (؎) داغی بنہم بر دل و آن داغ کہ باشد ۔ لب تشنۂ الماس تر و تشنۂ مرہم ۔ (اردو) ہیرکنی ۔ مونث ۔ ہیرے کا نوکدار نکرا مذکر۔

(الف) الماس تراش اصطلاح صاحبان

(ب) الماس تراشیدن بحر و بہار و خان آرزو در چراغ) ذکر الف کردہ اند (۱) نوعی از شیشہ و جواہر حکاکی کردہ مؤلف گوید کہ اسم مفعول ترکیبی است بمعنی تراشیدۂ الماس و کنایہ از شیشہ و جواہری کہ بواسطہ حکاکی نقش بر او کردہ باشند و (۲) بتحقیق یا آئینہ و جواہری کہ آنرا از قلم الماس تراشیدہ و شکستہ باشند یا خود از الماس صورت دادہ باشند یعنی از الماس ساختہ باشند مثلاً ما الماس را بتراشیم و بشکل گوہری ۔ مدور یا بشکل دیگر درست کنیم و این معنی ہم حاصل اسم مفعول ترکیبی است و (۳) بقول محققین بالا آنکہ الماس را بتراشد مؤلف گوید کہ بدین معنی اسم فاعل ترکیبی است و (ب) مصدر این باشد ۔ بہار و خان آرزو از برای معنی اول سندی آوردہ (؎) عشق بر داغ دلم سودہ الماس تراش ۔ تا نماند ۔ دُر اشکم چہ عجب گر بود الماس تراش ۔

(۱۸۲۰)

ہر دو محققین نازک خیال می فرمایند کہ مراد از
دُر در اینجا دُر نجف است و آن سنگیست مشہور
کہ از کوہ نجف اشرف خیزد و تا صورت و قوعی
بہم رساند (انتہی) مؤلف عرض کند کہ عجب
است از ین تشریح کہ دُر نجف و سنگ کوہ نجف
را از معنی این شعر تعلقی نیست بخیال ما دُر در اینجا
بمعنی حقیقی است و اضافت آن بسوی اشک
بر سبیل تشبیہ و دُر اشک اشک باشد و شاعر
آنرا الماس تراش گفتہ بمعنی دوم کہ نتیجہ تحقیق
ماست یعنی شاعر گوید کہ دُر اشک ما از الماس
تراشیدہ شدہ است یعنی حقیقتش از الماس
است کہ آنرا مدوّر کردہ بشکل دُر کردند و سودہ
آن یعنی برادہ کہ از تراشیدنش بہم رسید آن را
عشق من بر داغ دلم بمالید تا تازہ شود بخیال
ما ہمین است معنی شعر و بس نمیدانیم کہ محققین
نازک خیال چگونہ این را متعلق بہ معنی اول کردہ اند
و چہ طور از معنی دُر۔ دُر نجف را پیدا کردہ اند

قاتل (اردو) الف (۱) دکن مین الماس
تراش ایک خاص قسم کے نقش کا نام ہے جو
نکی گوٹے پر کیا جاتا ہے اور نیز آئینون پر بھی
اور موتی چور بھی ایک قسم کا نقش ہے جو آئینون
پر مثل موتیون کی لڑی کے بذریعہ ہیرکنی کندہ
کیا جاتا ہے ہمکو ان دونون کا نام محاورہ اردو
مین نہین ملا۔ پس اوس آئینے یا جواہر کو فارسیون
نے الماس تراش کہا ہے جس پہ ہیرے کے
قلم سے نقش کیا گیا ہو۔ (۲) وہ آئینہ یا جواہر
جو ہیرے کے قلم سے تراشا گیا ہو۔ یا وہ چیز جو
خود ہیرے کو تراش کر بنائی گئی ہو جیسے ہم نے
ایک ہیرے کے ٹکرے کو مدوّر تراشکر موتی کی
شکل بنالی جس کو ہیرے کا موتی کہ سکتے ہین
پس فارسیون نے اسکو بھی الماس تراش کہا ہے
اور یہ اسم مفعول ترکیبی ہے یعنی الماس کا تراشا
ہوا۔ (۳) ہیرے کا قلم یا وہ قلم جس کی نوک پہ
ہیرکنی لگی ہوئی ہو جس سے آئینون اور جواہر پر

نقش کرتے ہین یا آئینون اور جواہرات کو تراشتے ہین - فارسیون نے اسکو بھی الماس تراش کہا ہے اور یہ اسم فاعل ترکیبی ہے - یعنی الماس کو تراشنے والا (ب) الماس کو تراشا -

الماس تو اصطلاح - بقول صاحب سفت و مؤید بکسر سین مہملہ و ضم فوقانی بمعنی دندان تو مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است و متعلق بہ معنی ششم الماس - ضرورت نداشت کہ ذکر این کنیم (اردو) تیرے دانت -

الماس خالدار اصطلاح - مرکب توصیفی بقول بحر و بہار نوعی از الماس معیوب کہ دانہ سیاہ یا سرخ داشتہ باشد و پسین را بسیار بدین شمار ند خان آرزو در چراغ ہدایت ذکر این کردہ - (ب) نقش داغی عیب باشد لوح ہای سادہ را قیمتش نازل شود الماس چون شد خالدار (اردو) خالدار الماس جس پر سیاہ یا سرخ خال ہون اور یہ کم قیمت ہوتا ہے

اور عیب دار - مذکر -

الماس خجالت اصطلاح - مرکب اضافی بقول بہار و بحر کنایہ باشد از عرق خجالت - مخفی مباد کہ الماس بمعنی عرق مذکور شد بر معنی ہشتم الماس و این متعلق بہ ہمان است (میرزا اجلال اسیر ۵) بیستون معدن الماس خجالت گردید ز شبنم گل تر اشید دم تیشۂ ما (اردو) عرق شرم - پسینے کے قطرے جو ندامت کی وجہ سے چہرے پر آئین - مذکر -

الماس دندان شدن مصدر اصطلاحی بقول بحر و اند کمال الحاح و فروتنی کردن صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ و معاصرین عجم ہم تصدیق این کنند مؤلف گوید کہ معنی لفظی این دندان کسی ہمچو الماس تابیدن و تابیدن دندان ہمان وقت ظاہر شود کہ لب باز شود و دندان ظاہر گردد و این در وقتی می شود کہ کسی بہ عجز و الحاح شکلی ظاہر کند کہ مشابہ خندہ

نداست باشد فارسیان این را ونداں نمودن
ہم گفتہ اند کہ بجای خودش می آید (اردو) دانت
نکالنا۔ بقول آصفیہ عجز ظاہر کرنا۔ منت سماجت
کرنا (میر سجاد ۵) زلفون کے جب ابجھتے ہین
اس ساتھہ آکے بال ؛ دیتا ہے شانہ عاجزی سے
دانت تب نکال ؛

الماس رنگ | استعمال۔ بقول بہار عجم
در صفت تیغ مستعمل مؤلف گوید کہ موافق قیاس
است کہ تیغ در آب و تابش مشابہ الماس
باشد و عیبی نیست اگر برای دیگر اسلحہ ہم استعمال
این کنیم کہ مماثل تیغ باشد در صفا و جلا (اردو)
الماس رنگ۔ تیغ کی صفت مین کہ سکتے ہین۔

الماس رود | اصطلاح۔ بہار باستناد کلام
فردوسی ذکر این کردہ از معنی ساکت و صاحب
انند نقل نگارش مؤلف گوید کہ جز این نباشد
کہ نام مقامی یا رودی باشد کہ در آن معدن
الماس بود معاصرین عجم تصدیق خیال ما کنند و
گویند رودی است در اصفاہان (۵) رستم
ہمہ سوی الماس رود ؛ نہ ہنگام کنج است و
باج و درود ؛ (اردو) الماس رود اصفہان
مین ایک ندی کا نام ہے جس مین الماس کی
کان ہے۔

الماس ریختن | استعمال۔ بمعنی الماس
مصنوعی ساختن چنانکہ عرفی گوید (۵) بگداز تیغ
مرہم و الماس ریختم ؛ آن برمراد راحت و این
در گلوی دل ؛ (اردو) الماس ڈہالنا۔

الماس ریزہ | استعمال۔ بقول بہار و انند
بقلب اضافت معروف مؤلف گوید کہ اگرچہ
معنی این عام است ولیکن فارسیان الماس ریزہ
پارہ الماسی را گویند کہ بغایت کوچک و بالای انگشت
باشد یا نوک قلم الماس کہ بکار حکاکی و نقاشی
و ہم برای بریدن و سوراخ کردن بلور و
آئینہ و جواہر و سنگ سخت و فولاد و امثال
آن استعمالش کنند یا یکی از ریزہ ہای الماس

که بعد شکستن آن حاصل شود و استعارۃً چیزی تیز و نوکدار را هم گفته اند که در جسم نخلد و تکلیفی دہد (عرفی ـ) الماس ریزہ کس نخزد در دیار عشق ؛ کانجا بتو تیا نبود صلح دیدہ را ؛ (ظہوری ـ) برہم نمی زند همہ شب دیدہ گر سرشک ؛ الماس ریزہ در تہ پہلوست خاک را ؛ (اردو) بقول آصفیہ ہیرے کی کنی ۔ دکن مین ہیرکنی اور ہرکنی بھی کہتے ہین ۔ ریزہ الماس جو حکاکی اور نقاشی کے کام مین آئے یا الماس کا ٹکڑا یا کوئی تیز اور نوکدار چیز جس کے چبھنے سے تکلف ہو ۔

الماس سفتن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی است از قبیل دُر سفتن و این ادعای محض است (فیضی ـ) سیماب بموج گریہ رفتہ ؛ الماس بنوک شعلہ سفتہ ؛ (اردو) الماس پرونا ۔

(۱) الماس سودن | استعمال (۱) بمعنی حقیقی است کہ

(۲) الماس سودہ |

سائیدن الماس باشد (عرفی ـ) زحمت مکش ای خضر کہ از بیم ملامت ؛ الماس بسایند بلب تشنہ لبانش ؛ مولف عرض کند کہ از ہمین سند مصدر اصطلاحی (الماس بلب سائیدن وسودن) پیدا می شود کہ کنایہ باشد از زہر خوردن و (۲) بقول (صاحب ناصری در خاتمۂ کتاب) کنایہ از برف ریزہای یخ بستہ (ناصری ـ) الماس سودہ پختہ بر طرف صحرا ریختہ ؛ تا ہر کہ زو بگریختہ مجروح انتاش پاستی ؛ مؤلف گوید کہ این در حقیقت مرکب توصیفی است (اردو) (۱) الماس کو پیسنا کرنا (۲) برف کے ٹکڑے ۔ مذکر ۔

الماس شربتی | استعمال مرکب توصیفی بقول بہار و انند نوعی از الماس مؤلف گوید کہ الماس سرخ نیم رنگ باشد و کمیاب ۔ (اردو) شربتی الماس ۔ گلابی الماس ۔ مذکر ۔

الماسِ شیرین | اصطلاح ۔ بقول صاحب بحر

نوعی از الماس مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ ہمین قسم را الماس شربتی نامند کہ گذشت (اردو) الماس شیرین ایک قسم ہے الماس کی اور یہ الماس سرخ کے اقسام مین داخل ہے جس کا ذکر لفظ الماس پر ہوا ہے۔

الماس فعل | اصطلاح۔ بقول بحر و بہار در صفت تیغ مستعمل۔ یعنی چیزی کہ فعل او در کشتن مثل الماس باشد در جلا و صفا ہم (اردو) فارسیون نے تیغ کی صفت مین الماس فعل کا استعمال کیا ہے جیسے الماس رنگ۔ الماس بار۔

الماس گداختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی است و ادعای شاعری چنانکہ فیضی گوید ؎ بگداختہ الماس جگر تاب کہ دید ؟ بر آتش تیز موج آب کہ دید ؟ (اردو) الماس گلانا۔

الماس گون | اصطلاح۔ بقول بحر و بہار مرادف الماس رنگ کہ گذشت و بصفت تیغ مستعمل (اردو) دیکھو الماس رنگ۔

الماس نباتی | اصطلاح۔ بقول بہار و بحر از قبیل الماس شیرین نوعی از الماس۔ بہ تحقیق ما الماسی کہ رنگش سپید محض نباشد ہمچو مروارید (اردو) الماس کی ایک قسم کا نام الماس نباتی ہے جس کا رنگ مثل موتی کے میلا ہوتا ہے۔

الماس نشاندن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی است (فیضی ؎) یاقوت ز دیدہ ام فشاندی ؟ الماس بہ سینہ ام نشاندی ؟ (اردو) الماس جڑنا۔ بٹھانا۔

الماس نہادن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سندی کہ پیش کردہ مصدر مرکب (الماس بر دل افگار نہادن) پیدا است کہ معنی آن تازہ کردن زخم است و بس (عرفی ؎) گر راہ بمرحم کدۂ عشق بیابی ؟ الماس بنہ بر دل افگار دگر ہیچ ؟ (اردو) الماس زخم پر چھڑکنا۔ زخم کو تازہ کرنا۔

الماس یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی حاصل کردن الماس است وبس (ظلمہ مزوری ؎) الماس لطافت از کجا یافتہ ؛ کان لعل چنان بجیلہ بشکافتہ ؛ (اردو) الماس پانا۔

الم الم بقول برہان بضم دو ہمزہ و لام وسکون دوم میم گردہ گردہ و فوج فوج بود چہ الم بمعنی فوج و گروہ است - صاحبان بحر و سروری و ناصری ہم ذکر این کردہ اند و صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب تحت دستور پنجم (لغات غریبہ) بتبدیل (الام الام) این را آوردہ بخیال ما جزین نیست کہ مخفف الآم الام باشد کہ بجایش گذشت و صراحت ماخذش ہم ہمہ - انجا مذکور (اردو) دیکھو الام الام۔

الم داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی رنج و غم داشتن و مبتلای آن بودن است (رفیع قزوینی ؎) مگو کہ صید حرم گر شدم چہ غم دارم ؛ کہ از تغافل صیاد صد الم دارم ؛ (عرفی ؎) در وصل تو دانم دل عرفی المی داشت ؛ آخر بکنایت گلہ از شرم وادب کرد ؛ (اردو) مبتلاے غم و الم ہونا۔

الم دیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی رنج و غم کشیدن است (قاسمی گونا بادی ؎) ہمہ عاجزیم و الم دیدہ ایم ؛ ز بیداد دوران ستم دیدہ ایم ؛ (اردو) رنج و الم مین مبتلا ہونا۔

الم رسیدن استعمال - بمعنی رنج رسیدن است (انوری ؎) از تیغ تو ای بقای دولت ؛ منگر المی - سد فگار ا ؛ (اردو) الم پہنچنا بقول امیر رنج پہنچنا ؛ (نواب مرزا شوق ؎) پہنچا ماں باپ سے اگر ہے الم ؛ اس کا کرنا نہ چاہئے تہین غم ؛

الم زدہ استعمال - بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بمعنی اندوہناک دیگر کسی از محققین ذکر

این نکرد ولیکن موافق قیاس است ومعاصرین عجم استعمال این می کنند (اردو) الم زدہ۔غمزدہ

الم فزودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی زیادہ شدن غم والم است۔ (شاپور طہرانی ؎) چہ ورطرب کشاید زنوای عود ما را؟ کہ زہر ترانۂ او الم فزود ما را؟ (اردو) رنج وغم زیادہ ہونا۔

م المعنی فی بطن الشاعر | مثل - بقول بحر استعمال این درجائی کنند کہ معنی بتی یا عبارتی خوب دریافت نشود یا محض بی معنی باشد بہار گوید کہ عنصر دانش آوردہ کہ معاویہ لفظی گفتہ بود در نہایت فصاحت وبلاغت وپیچیدگی وقصد امتحان امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام داشت کہ آیا معنی آنرا می توانند برآورد یا نہ وازان لفظ خنجر برمی آمد وقتی کہ آن ابیات را پیش حضرت می فرستد بامعان نظر قصد او را فہمیدہ برگوشہ آن پارہ کاغذی نوشید کہ "المعنی فی بطن الشاعر" وازان روز مثل شد واستعمال این درجائی کنند کہ معنی بتی وعبارتی خوب دریافت نشود یا آن محض بی معنی باشد (انتہی) مؤلف گوید کہ فارسیان ہمین مثل را بجائی زنند کہ معنی مقصود از الفاظ نبراید (اردو) صاحب امیر اللغات نے اسی مثل کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ شعر کے معنی شاعر کے دل مین لفظون سے ظاہر نہین ہوتے۔جہان مکنون خاطر لفظون سے ظاہر نہین ہوتا وہان طنزاً کہتے ہین (انتہی) دکن مین ایسے ہی محل پر یہ مثل مستعمل ہے اور نیز یہ بھی کہ "آپ کا مطلب آپ ہی جانین"

الم کشیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف الم دیدن است کہ گذشت۔ (مفید بلخی ؎) زتو در دو ماز مانی شود آرمیدہ خاطر؟ کہ زدرغ دل چو ما ہم الم کشیدہ باشی؟ (عرفی ؎) دلم زجور خسیان الم کشد ورنہ؟ نیگزد ستم مردم اصیل مرا؟ (اردو) مبتلای رنج وغم ہونا

م - افسوس ہے کہ مقدم مؤخر ہوا

(۱) الم گداختن
(۲) الم گداز

استعمال - صاحب آصفی ذکر (۱) کردہ و بہار (۲) را آوردہ از معنی ساکت و سند ہر دو از کلام عرفی است (ے) آہ کہ طبل جنگ زد آنکہ بگاہ آشتی

چاشنی ستم دہد لطف الم گداز را ؛ مؤلف گوید کہ (۱) بمعنی کم کردن رنج و غم باشد و (۲) اسم فاعل ترکیبی بمعنی کم کنندہ رنج و الم (اردو) رنج و الم گھٹانا - رنج و غم کو گھٹانے والا - کم کرنے والا -

الموت بقول برہان و جہانگیری بفتح اول و ثانی بر وزن جبروت نام قلعہ ایست مشہور کہ مابین قزوین و گیلان واقع است و آنرا بسبب ارتفاعی کہ دارد آلہ موت گفتند ی بمعنی عقاب آشیان چہ آلہ بمعنی عقاب و آموت بمعنی آشیان باشد و چون عقاب در جاہای بلند آشیان می کند آن قلعہ را بدین نام خواندند و بکثرت استعمال الموت شدہ گویند کہ در زمان سلطان ملک شاہ حسن صباح گرفت و مدتہا در تصرف ملاحدہ بود و تاریخ گرفتن آن نیز الموت است (یعنی ۴۸۷ھ) صاحب ناصری فرماید کہ از ترجمۂ دساتیر کہ ساسان ہنجم کردہ مو را بمعنی عقاب آوردہ و تا و وال بیکدیگر تبدیل می یابد چنانکہ تود و توت اندرین صورت مود بمعنی عقاب و الہ بمعنی خانہ باشد و الموت بمعنی خانہ عقاب چنانکہ صبای کاشانی گفتہ (ے) ماکیان را بود ی مخلب و منقار دلی ؛ صید را مخلب و منقار رباید چون مود ؛ از خراطین و زخرد ب کسی خواست پرند کرم بایست ز ابریشم و برگش از تود ؛ و فرماید کہ مو دیدم نیست الا چیق کہ خانہ ایست از نی و چوب (عبد القادر نائنی ے) کراست قدرت آن کین حصار گردون را ؛ بجای خویش بدارد چو قلعۂ الموت ؛ صاحب رشیدی گوید کہ اصل این آلہ آموت بود یعنی عقاب آشیان زیرا کہ عقاب آشیان خود جای بلند می کند و این قلعہ نیز بر کوہ بلند واقع شدہ و بحوالہ آثار البلاد گفتہ

کہ آموت بمعنی تعلیم است وچون بادشاہی بجہت شکار عقابی براہ کوہ رفت ومقامی وسیع ومنیع دید قلعہ ساخت والموت نام کرد زیرا کہ بتعلیم عقاب در انجا رسید وبرین تقدیر آموت مخفف آموختہ باشد خان آرزو در سراج فرماید کہ قلعہ ایست در قہستان وبر آموت بمد ہ اول ومیم قبل واو گوید کہ بمعنی آشیان جانوران شکاری وبقول بعض مطلق آشیانہ وازین مرکب است الموت کہ نام قلعہ ایست وآن مرکب از الہ کہ بمعنی عقاب است وآموت بمعنی آشیان وچون قلعہ مذکور در غایت ارتفاع بود وعقاب وغیرہ در قلل جبال آشیانہ می کنند بدین نام موسوم شد وبقول بعض مخفف آموخت کہ بہ رہنمائی عقاب قلعہ ساختند انتہی مؤلف عرض کند کہ صاحب برہان مورد الہ بمعنی عقاب آوردہ وبقولش الہ بمعنی عقاب ہم آمدہ وہمین معنی در ممدودہ ہم گذشت۔ حاصل اینست کہ در وجہ تسمیہ این محققین نازک خیال طبع آزمائیہا کردہ اند وجا دارد کہ ما ہم کنیم ولیکن اگر ہوس است ہمین قدر بس است (اردو) الموت۔ ایک قلعہ کا نام جو قزوین اور گیلان کے درمیان واقع ہے۔

النجان بقول برہان وجامع وناصری بفتح اول وکسر ثانی وسکون نون وجیم بالف کشیدہ ونون دیگر زدہ نام الکہ ایست در صفاہان کہ برنج در انجا حاصل می شود وپشہ بسیار ہم دارد مؤلف گوید کہ لنجان بدون الف ہم بہمین معنی آمدہ وآلنج آلو را گویند چنانچہ در ممدودہ گذشت جا دارد کہ در ان سرزمین ہمچون برنج پیدوار آلو ہم بزمانی باشد وآنرا در وجہ تسمیہ دخلی باشد وبقول ناصری نام این الکہ بلنجان ہم ہست وجا دارد کہ مبدل برنجان باشد کہ رای مہملہ بہ لام بدل شود ہمچون چنار وچنال وتبدیل الف با با می موحدہ خلاف قیاس

صورت گرفتہ وجا دارد کہ اصل این النگان باشد کہ النگ سبزہ زار را گویند چنانکہ می آید وکاف فارسی بہ جیم بدل شدہ النجان شد ہمچون نگام ونجام ومقام پیدا وار برنج را سبزہ زار گفتن غلط نباشد کہ درنجہا زمین سرسبز بنظر می آید والف ونون آخر افادہ معنی علیت می کند وجا دارد کہ زائد باشد ومی توانیم کہ برای جمع گیریم از قبیل درختان واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

(اردو) النجان۔ صفاہان مین ایک سرزمین کا نام ہے جہان چاول کی پیداوار ہے اور مچھر کثرت سے ہین۔

النگ | بقول برہان وسراج جامع بفتح اوّل (۱) بمعنی دیواریکہ برای گرفتن قلعہ ومحافظت خود سازند۔ صاحبان ناصری ورشیدی و (جہانگیری درخاتمہ کتاب) بذیل دستور پنجم (متعلق بہ لغات غریبہ) ذکر این کردہ اند و وارستہ صراحت کند کہ ہمین باشد مورچال (خسرو ۵) پس پشتیش النگ گل کشیدہ ۔ سپہ را در درون دل کشیدہ ۔ پس ماذکر این در محدودہ بر معنی دوش کردہ ایم۔ صاحب ہفت بہر سہ معانی ۱ و ۲ و ۳ صراحت کاف فارسی کردہ بخیال ما این لغت سنسکرت است بمعنی دیوار و در ہند ہم بزبان ہندی ہمین معنی دارد و استعمال این در اردو ہم ہمین معنی آمدہ ولیکن صاحبان ساطع و امیر اللغات و فرہنگ آصفیہ معنی این در ہندی بمعنی طرف وجانب وپہلو نوشتہ اند وصاحب آصفیہ بمعنی قطار ہم آوردہ ناسخ دہلوی گوید (۵) آئینہ خانۂ دل ویران ہے کیا وسیع ۔ سد سکندر ایک اسی کی النگ ہے ۔ توانیم عرض کرد کہ معنی اصلی این در سنسکرت قطار باشد ومجازاً برای دیوار مستعمل شد وفارسیان استعمالش بسبیل مجاز بمعنی دیواری کردند کہ برای محافظت خود سازند (اردو)

دیکھو النگ کے دوسرے معنی۔

(۲) النگ۔ بقول برہان وسراج وجامع جمعی کہ مردم بیرون قلعہ جا بجا بجہۃ گرفتن قلعہ ومردم قلعہ بواسطہ محافظت قلعہ تعین کنند۔ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور پنجم (متعلق بہ لغات غریبہ) این را آوردہ ماذکر این در محمدودہ بر معنی سوم کردہ ایم خیال ما آنست کہ این معنی مجاز معنی قطار است کہ بضمن صراحت ماخذ بذیل معنی اول گذشت کہ صف مردم ہم قطار را ماند یا مجاز معنی دیوار کہ بر نمبر (۱) مذکور شد کہ صف مردم ہم مشابہ دیواری است حیف است کہ سند این پیش نشد (اردو) دیکھو آلنگ کے تیسرے معنی۔

(۳) النگ۔ بقول برہان وناصری وداریستہ وسراج بضم اول سبزۂ زار وفرماید کہ بدین معنی ترکی باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور پنجم (متعلق بہ لغات غریبہ) ذکر این کردہ (زلالی ؎) ز پاس عدلش در چشم شیر بیشہ علوی ؛ چرد چو برۂ آہو برین النگ شاد مؤلف گوید کہ ذکر این در محمدودہ بر معنی چہارم گذشت محققین ترکی زبان این را ترک کردہ اند ولیکن معاصرین ترک تصدیق این معنی کنند پس عجبی نیست کہ فارسیان ہمین لغت ترکی را استعمال کردہ باشند یا بالعکس آن (اردو) دیکھو آلنگ کے چوتھے معنی۔

(۴) النگ۔ بقول داریستہ بمعنی مطلق دیوار باغ وقصر ہم (مبرم شاہ قزوینی ؎) کونت در بہشت بود موی در سرش ؛ در چشم اہل ذوق النگ در بہشت ؛ ماذکر این تعمیم بر معنی پنجم آلنگ در محمدودہ کردہ ایم۔ صاحب انندراج ظہوری سند دہد کہ در صفت اسپ گفتہ (؎) چہ چمن ہا فگندہ از چمنی ؛ گشتہ تا در النگ دہر چنان ؛ مؤلف عرض کند کہ صراحت ماخذ

کہ برمعنی اوّل کردہ ایم متعلق است باین معنی ہم (اردو) حصار۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر احاطہ۔ چاردیواری (اسیر ؎) شاد ہے دل قیدی زلف بت بے پیر کا ؛ ہاتھ آیا ہے حصار عافیت زنجیر کا ؛

(۵) النگ۔ بقول خان آرزو در چراغ بضم اوّل وفتح دوم وسکون نون وکاف فارسی بمعنی صحرا باشد (تاثیر ؎) در عرصۂ باغ تختہ سنگی ؛ افتادہ چو پشتہ در النگی ؛ صاحب لغات ترکی او النگ را بہ تفخیم ضمہ بمعنی دشت شیر آوردہ مؤلف عرض کند کہ جزین نیست کہ فارسیان واو علامت ضمہ را کہ در رسم الخط ترکی نوشتہ میشود ترک کردند و النگ را بضم اول بمعنی مطلق دشت وصحرا استعمال کردند کہ مفرس باشد (اردو) جنگل۔ بقول آصفیہ مذکر۔ دیکھو اغریوس۔

النگہ بقول برہان وناصری وجامع بفتح اول وثانی وسکون ثالث وفتح کاف شعلہ آتش را گویند۔ صاحب ہفت این را بکاف نوشتہ وصراحت نمی کند کہ عربی است یا فارسی وصاحب انند بکاف عربی گوید ولغت فارسی۔ بخیال ما کاف فارسی است فارسیان ہای نسبت بر لغت النگ زیادہ کردہ النگہ کردند ومعنی لفظی این منسوب بہ دیواری کہ برای محافظت لشکریان سازند وکنایہ از شعلہ کہ ہمچون دیوار بلند شود وبدان محافظت ہم کنند چنانکہ لشکریان اطراف خود برای محافظت دیواری کشند وگوی ہمچون خندق سازند ہمچنان آتش ہم روشن کنند تا کہ فاصل باشد میان خود ولشکر غنیم از ینجاست کہ آلنگ اگرچہ بمعنی دیوار است ولیکن بمعنی خندق وگوی ہم بمجاز مستعمل پس منسوب بہ دیوار مذکور را مجازاً

بمعنی شعلہ آتش گرفتن درست باشد و بکثرت استعمال مطلقاً بمعنی شعلہ آتش استعمال یافت (اردو) شعلہ۔ مذکر۔

الٹی بقول برہان درشیدی وجامع بفتح اوّل وسکون ثانی وکثر ثالث بہ تحتانی زدہ چوب بازوی دروازہ را گویند۔ صاحب ناصری گوید کہ ظن غالب است کہ این لغت ترکی است صاحب سروری بحوالہ تحفۃ السعادت ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ اسم جامد فارسی زبان باشد محققین ترکی ازین ساکت اند وجا دارد کہ مفرس گیریم از لغت سنسکرت الٹنگ کہ بقول صاحب ساطع بمعنی گوشہ وطرف وجانب آمدہ فارسیان کاف را بہ تحتانی برخلاف قیاس بدل کردہ باشند و برای چوب بازوی در نام نہادہ باشند وبہتر آنست کہ اسم جامد فارسی زبان گیریم کہ تبدیل خلاف قیاس پسند خاطر مانیست فارسیان چار چوب دررا در ریواس گویند و ہندی آن چوکھٹ و ازین چار چوب چوب زیرین را آستان و فرودین نام است وچوب بازوی در را الٹی (اردو) چوکھٹ کی بازو کی لکڑی۔

الو بفتح اول و دوم وسکون واو معاصرین عجم شعلہ آتش را گویند۔ صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و بخیال ما جزین نیست کہ بر لفظ آل کہ در ترکی زبان بمعنی سرخ گذشت واو نسبت زیادہ کردہ آلو کردند و محدودہ در استعمال بمقصورہ بدل شد و معنی لفظی این منسوب بہ سرخ و کنایہ از شعلہ آتش وجا دارد کہ فارسیان بر لغت لو کہ در سنسکرت بمعنی پرتو و شعلہ چراغ یا زبانہ آتش آمدہ (چنانچہ صاحب ساطع ذکر این کردہ) الف وصلی زیادہ کردہ استعمال کردہ اند و این بہتر است از ماخذ اول الذکر (اردو)

لو - بقول آصفیہ شعلہ آتش - دیکھو افعی زرفام -

الوا بقول برہان وہفت وجہانگیری بروزن حلوا (۱) یعنی باشد بسیار تلخ و آنرا بعربی صبر گویند وبہترین آن سقطری و (۲) نام شخصی کہ نیزہ رستم را برمیداشت ونیزہ دار او بودہ و باین دو معنی بکسر اوّل ہم آمدہ وبضم اول ہم (۳) ستارہ را گویند کہ بعربی کوکب خوانند صاحب ناصری بذکر معنی اوّل ودوم وسوم برای معنی اوّل سند دہد (سلم) زکین دمہر او گردون نماید رنج وراحت را ؛ زقود لطف او دوران دہد الوا وحلوا را ؛ (فردوسی سلم) یکی کابلی بود الوا بنام ؛ سبک تیغ کین برکشید از نیام ؛ کجا نیزہ رستم او داشتی ؛ پس پشت او ہیچ نگذاشتی ؛ (سعد سلمان سلم) زبس بدائع چون بوستان پر از انوار ؛ زبس جواہر چون آسمان پر از الوا ؛ صاحب سروری ذکر معنی اوّل و دوم کردہ صاحب رشیدی نسبت معنی اوّل فرماید کہ نام درختی است معروف کہ عصارۂ آن صبر است وبذکر معنی سوم دوم را ترک کردہ وصاحب جامع ذکر معنی سوم نکرد - خان آرزو در سراج فرماید کہ بمعنی اول ہمان است کہ ازا بہندی ایلوا نامند وبذکر معنی دوم نسبت معنی سوم فرماید کہ صحیح بہ نون عوض لام آنوا باشد جمع نو بمعنی منازل قمر (انتہی) صاحبان ناصری ورشیدی در سند معنی سوم پیروی خیال خان آرزو کردہ اند ودر مصرع دوم سعد سلمان انوا بنون صحیح خیال کردہ اند محققین نازک خیال خصوصاً خان آرزو در بعض لغات اصلاح دہد وبعض محققین در کلام متاخران ہم ہمین قسم عمل کنند - بخیال ما الوا بمعنی اول بالکسر باشد ہمان ایلوا کہ در ہندی دوائیست بسیار تلخ صاحب ساطع بر ایلوا فرماید کہ عصارہ نباتیکہ آن را در فارسی الوا ودر عربی صبر نامند پس ازین نسبت

که فارسیان تحتانی را حذف کرده استعمال کردند وبسبب عدم علم از ماخذ بالفتح هم استعمال یافت پس این مفرس باشد وانوا بمعنی دوم مجاز بمعنی سوم است که نیزه بردار رستم را ستاره نام کردند نظر بصفات وشهرت وپایه بلندش حالا عرض می شود نسبت بمعنی سوم که اصلش انوا لغت ترکی است که بقول صاحب کنز که محقق زبان ترک باشد بمعنی ستاره آمده فارسیان استعمالش بمقصوره کردند والف زاید در آخرش زیاده کرده انوا ساختند واین هم مفرس باشد وسعد سلمان در کلام خود استعمال این کرده ومعنی مصرع دومش واضح تر است حیف است که صاحبان ناصری ورشیدی در کلامش اصلاح نامرغوب کنند یعنی انوا را به نون دوم انوا قرار دهند وخان آرزو اصل لغت را اصلاح فرماید وصحیح به نون دوم انواداند وبقول هر سه محققین انوا به نون دوم جمع نوء باشد ونوء بمعنی منازل قمر وبقول صاحب انند (عربی) بمعنی ستاره مائل بغروب یا منزلی از منازل قمر وجمع آن انوا - پس ملاحظه باید کرد بر معنی شعر سعد سلمان که اگر این هر دو معنی را در مصرع دومش گیریم چه لطافت برمی خیزد - فتا تل - بخیال ما هیچ ضرورت ندارد که ایجاد بنده کنیم اگرچه گنده باشد - از ماخذی که بالا گذشت مارا در صحت انوا به لام دوم تاملی نیست وکار ما نیست که در کلام اهل زبان اصلاح دهیم صاحب محیط نسبت معنی اول فرماید که بالضم صبر را گویند وبر صبر گوید که این را به عبرانی حلوا وبه لاطینی الویس واليوز وبترکی ازوا ویونانی ورومی الیا وبفارسی قدیم انوا وعامه زرده وشبیا وباصفهانی جدوار وبانگریزی ایلیوز وبهندی ایلوا وکالانامند وآن عصاره جامد نباتی باشد - طبع آن گرم وخشک در دوم مرکب القوی مسهل - مجفف ابدان ومنافع بسیار دارد (انتهی)

(اردو) (۱) ایلوا - بقول امیر (سندی) مذکر - صبر - گھی کوار کے مغز کا خشک کیا ہوا عصارہ اور بقول بعض ایک درخت کا گوند نہایت تلخ - بدمزہ (۲) رستم کے نیزہ بردار کا نام آلوا تھا - (۳) ستارا - مذکر - دیکھو اختر کے پہلے معنی -

الواط بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاجار بفتح اوّل بمعنی مسخرہ باشد مؤلف گوید کہ ماخذ این لغت عرب لوط است کہ بقول منتخب بمعنی لگل رفتن و بریدن واندودن حوض وعمل قوم لوط کردن است (انتہی) معاصرین عجم بزیادت الف وصلی در اول و الف زاید بعد واو مفرس کردہ اند و بمعنی مسخرہ مستعمل دیگر ہیچ (اردو) مسخرہ - بقول صفیر (عربی) اسم مذکر وہ شخص جس پر ٹھٹھہ کیا جائے - ٹھٹھے باز - ظریف - وہ شخص کہ جس پہ لوگ اور وہ لوگوں پہ ہنسے -

الوان بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاجار بفتح اول (۱) بہ معنی رنگ کاری است مؤلف عرض کند کہ این لغت عرب است جمع لون (۲) بمعنی گوناگون ولیکن معاصرین عجم برخلاف قیاس استعمال این بمعنی رنگ کاری کردہ اند و استعمال شعرای فرس بمعنی حقیقی اوست (صائب ؎) قناعت کن بہ نان خشک تا بی آرزو گردی ؎ کہ خواہشہا الوان است نعمت ہای الوان را ؎ (اردو) (۱) رنگ کاری - رنگ سازی - مونث (۲) طرح طرح کے قسم قسم کے -

الوان آمیختن استعمال - بمعنی جمع کردن اقسام بمعنی حقیقی است چنانکہ انوری گوید (؎)

طبع نامیز دبی رحمتش الوان حدوث ۔۔۔ عقل نشناسد بی دفترش اکثر اقل ؎ (اردو)

(۱۸۲۳)

مختلف اقسام کو ایک جگہ جمع کرنا۔

الوان خاتم سازی استعمال۔ مرکب اضافی است (۱) یعنی اقسام خاتم سازی و معاصرین عجم (۲) یعنی سنگ موسیٰ استعمال کردہ اند و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و این تصرف در معنی برخلاف قیاس و الفاظ

تعجب خیز است و قیاس ما بدریافت وجہ تسمیہ قاصر (اردو) (۱) قسم قسم کی کاریگری جو خاتم سازی میں کی جاے یعنی انگوٹھیوں کے بنانے میں اقسام کی کاریگری۔ مونث (۲) سنگ موسیٰ۔ بقول آصفیہ (اسم مذکر) ایک قسم کا سیاہ خوش نما پتھر۔

الو بالو استعمال۔ بفتح اول در محاورہ معاصرین عجم قسمی است از میوہ۔ صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ در محمودہ گذشت و صراحت کافی ہمدرانجا کردہ ایم۔ محمودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آلو بالو۔

الوج بقول برہان و جامع و سراج بفتح اول و ضم ثانی و سکون واو و جیم نوعی از مخلصہ و آن رستنی باشد بسیار درشت و خشن و گل آن کبود و تخمش سیاہ در سنگستان و کوہستان ہا روید۔ صاحب محیط گوید کہ نوعی از مخلصہ و آنرا بفارسی کاز ریسک نامند و حیف است کہ صاحب محیط ذکر کاز ریسک نکرد و بر کاز رک گوید کہ اسم آلوج است و بس و بر مخلصہ نوشتہ کہ از خوردنش خلاص و امان نی یابند از سم افعی وغیرہ و آن نباتی است مختلف الانواع و بحسب مکانہا مختلف الشکل می باشد و تا ہفت قسم دیدہ اند و ہمہ با تلخی و گل ہمہ عنکوس و شبیہ بہ مجوج و آنرا بلغت اندلس محاجم نامند و قسیم پنجم آن را ساق مربع و برگ مدور و مشقق و شبیہ بہ برگ

بادرنجبویہ وبی بو دطعم آن تلخ و این قسم درکوہ طرابلس ونواح آن از بلاد شام ونیست آن کوہستان وزمین ہای سخت و فرماید کہ بقول بعض مخلصہ راسہ نوع است یک نوع آن را شیرازی کاذریک (بہروورای مہملہ) نامند وبفارسی بلبل شامی بالجملہ مزاج آن گرم وخشک در اوّل سوم وآشامیدن آن جہت رفع قولنج صعب وتحلیل اخلاط لزجہ وتقویت معدہ وجگر وطحال نافع ومنافع بسیار دارد۔ صاحب مخزن ہم این را ترک کردہ وبقول صاحب انندالوچ لغت فارسی است (الخ) (اردو) ایک پودے کا نام الوچ۔ کاذریسیک۔ کاذریک۔ بلبل شامی ہے جس کو مخلصہ کے اقسام سے ایک قسم کہا گیا ہے افسوس ہے کہ اس کا مشہور نام نہیں معلوم ہوسکا۔ یہ گرم وخشک ہے اور مرض قولنج کو دفع کرتا ہے اور معدہ اور جگر کے لئے مقوی۔

الوچہ معاصرین عجم بفتح اوّل وچہارم استعمال چیزی نیست نتیجہ لب ولہجہ مقامی است و این کنند بمعنی ثمری کہ مشابہ آلو بخارا است۔ بدین وجہ کہ قدا ین از آلو خرد تر باشد فارسیان صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ کلمہ چہ بر آخر آلو زیادہ کردہ اند کہ افادہ معنی قاچار ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ این ہمان تصغیر کند ہمچون باغچہ وطاقچہ۔ (اردو) دیکھو است کہ در محمودہ گذشت محمودہ ومقصورہ آلوچہ۔

الوداع بقول صاحب منتخب وداع لغت عرب است بالفتح بمعنی بدرود والف لام در اولش بقاعدہ عربی است فارسیان ہمین لغت عربی را با الف لام بروقت رخصت ومفارقت استعمال کنند و بامصدر گفتن ہم کہ در ملحقات آید (ظہوری سہ) الفراق اے عقل

سلطان جنون لشکر کشید ؛ الوداع ای سرغرور حسن خنجر برکشید ؛ (اردو) الوداع - بقول امیر عربی - بمعنی رخصت (بحر ۵) الوداع اے در و دیوار چلے ہم گھر سے ؛ قیس پہنچا نہیں بادیہ پیما ہو کر ؛ ۔

الوداع گفتن استعمال - بقول صاحب آنند بحوالہ فرہنگ فرنگ بمعنی وداع کردن بخیال ما گفتن ہمان قسم است کہ بر آب گفتن ہمراہ است این کردہ ایم حیف است کہ سندی پیش نشد (اردو) الوداع کہنا - رخصت ہونا - رخصت کرنا -

الوط بضم اول و دوم بقول بہار رندواوباش و فرماید کہ بعضی گویند ظاہرا جمع لوطی است از عالم رنود و صدور کہ جمع رند و صدر است و این قسم جمع عربی را فارسیان در الفاظ خود می آرند با کہ لفظ فارسی را بر وزن عربی نیز استعمال کنند مثلاً اکوان و اکواس جمع کون و کس و نظائر این بسیار است و بالآخر گوید کہ درین تاس است چہ در رنود و صدور حرف را و صاد ہر کدام فاکلمہ است پس اصلی بود و ہمزہ الوط از حرف اصلی نیست پس جمع لوطی چہ طور درست باشد مگر آنکہ گوئیم کہ در لفظ تحریف شدہ و صحیح لوط بر وزن سقوط است بر قیاس ہنود کہ جمع ہندی است (انتہی) خان آرزو ہم در چراغ ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ ہر دو محققین سند استعمال این پیش نکردہ اند و در استعمال معاصرین عجم الواط بمعنی مسخرہ گذشت و بس (اردو) اوباش - بقول امیر (عربی) بدچلن - آوارہ مزاج (قلق ۵) کہیں ایسا نہو کہ یہ اوباش ؛ گھات سے کرتے ہوں ہماری تلاش ؛

الوند بقول سروری و برہان بر وزن و معنی اروند - نام کوہی است مؤلف گوید کہ ہمین لغت

در عدد وده هم گذشت و برخی از ماخذ هم همدر انجا و ماخذی دیگر بر معنی اول ارونده هم مذکور و بلحاظ آن این مبدل ارونده باشد که فارسیان رای مهمله را به لام بدل کنند همچون چنار و چنال صاحب ناصری گوید (ص) از ابر بهاری است زیس چشمه که جاری شد دامن این تل همه چون دامن الوند شد خان آرزو در سراج فرماید که گویند دوازده هزار چشمه از دامن این کوه برمی آید (اردو) دیکھو اروند۔

الہ | بقول برهان وجامع (۱) بفتح اول وبضم ثانی وظهور ها عقاب را گویند و آن پرنده ایست معروف که پرها در ابر تیر نصب کنند و با تشدید ثانی هم درست باشد و (۲) بفتح اول وثانی وخفای های هوز مقلّ ازرق باشد که صمغ مانند است خان آرزو در سراج بذکر هر دو معنی نسبت معنی دوم فرماید که بهندی آنرا گوگل خوانند بهرد وکاف فارسی۔ صاحب محیط بر عقاب فرماید که بترکی قراقوش وبفارسی آله وآلوه وبهندی قاب وگیده نامند و آن طائریست معروف بزرگ جثه سیاه رنگ و از جمله طیور شکاریست گوشت آن گرم وخشک در دوم وگویند در اول۔ جهت برودت ورياح ورطوبت نافع وقریب بگوشت گاو است واکتحال زهره آن جهت ابتدای نزول آب در چشم وحدت بصر وتقویت آن نافع ومنافع بسیار دارد (الخ) ونسبت معنی دوم بر مقل فرماید که به سریانی مقلا وبرومی بذالیون وبیونانی ماویقون وافلاطن وبترکی قاراه وبعربی تفروکور ومقل الیهود وبه فارسی بوی جهودان وبهندی گوگل نامند وآن صمغ درختی است وبهترین آن ازرق وگویند که این صمغ درخت دوم است۔ طبع آن گرم در اول سوم وخشک در دوم۔ محلل است حتی که خون جامد را وملین

منضج کاسر ریاح ومنافع بسیار دارد (الخ) مؤلف گوید کہ بمعنی دوم ہم لغت زبان فارسی است (اردو) (۱) عقاب - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ایک سیاہ رنگ کے شکاری طاقتور بلند پرواز پرند کا نام جو آدمی کے برس دن کے بچہ تک کو اٹھا کر لیجاتا ہے ایک قسم کا گدھ (ناسخ ؎) نہ ملے گا کبھی شکار یقین ۔ گو عقاب گمان بلند ہوا ۔ (۲) گوگل - بقول آصفیہ ہندی - اسم مذکر - ایک درخت کے گوند کا نام جو دوائیہ میں تلخ اور بہت سی قسم کا ہوتا ہے - ہندو لوگ اکثر اپنے دیوتاؤں کو اسکی دھونی دیا کرتے ہیں (شیخ باقر لکھنوی ؎) گوگل جلا کے سیکڑوں سفلی عمل پڑھے ۔ اس تک نہ دسترس کسی تدبیر سے ہوا ۔

الہام بکسر اوّل بقول صاحب منتخب لغت عربیست بمعنی در دل افگندن و آنچہ در دل فگند خدای تعالی خیر باشد یا شر - اما اکثر استعمال او در خیر باشد فارسیان بہ معنی حاصل بالمصدر استعمال این کنند و برای معنی مصدری با مصدر کردن (انوری ؎) باپتو تو صاحبقران بذکر نیرزد ۔ دین سخن الہام آسمان برین است ۔ (بدر چاچی ؎) محمد شاہ بن تغلق کہ چون بر تخت حکم آید ۔ کند الہام ربانی ز راز غیب الہامش ۔ (اردو) الہام بقول امیر (عربی) مذکر - القا (بحر ؎) ہم ہیں شاگرد خدا اپنا عقیدہ ہے یہی ۔ بحر مصرع بھی نہ موزوں ہو جو الہام نہ ہو ۔

الہزل الذی یراد بہ الجد این بدیعہ ایست از بدائع کلام - صاحب حدائق فرماید کہ کلام بہ ہزل باشد اما مراد ازان جد بود نہ ہزل چنانکہ (؎) از آخر کار عالم اندیشہ کنید ۔ ای سورکنان زماتم اندیشہ کنید ۔ باقبحۂ دنیا نکنید آمیزش ۔ از آتشک جہنم اندیشہ کنید ۔ اگرچہ

معنی این ہزل است ولیکن مفاد آن ہمہ حکمت مؤلف گوید کہ فارسیان از برای این نامی دیگر در فارسی زبان ندارند وہمین اسم عربی را استعمال کنند (اردو) الہزل الذی یراد بہ المجد۔ ایک صنعت کا نام ہے صنائع بلاغت سے جس کے معنی بادی النظر میں ٹھٹھول ہون اور مراد و مقصد حکیمانہ۔ مترجم حدائق نے اس کی ایک مثال دی ہے (ع) اہل دنیا کو خواہش زر ہے سدا ؛ اور سر میں خمار ہے ہمیشہ مے کا ؛ زر جیفہ ہے اور طالب اسکا ہی سگ اور بادہ ہے خون حیض زال دنیا ؛ یعنے بہی ایک رباعی اسی صنعت میں لکہی ہے (ع) بک بک نہ کر دہان سنبھالو صاحب ؛ دانت اپنے نہ اسطرح نکالو صاحب ؛ کڑوی نظر آتی ہے نصیحت لیکن ؛ شیرینی مطلب کا مزا لو صاحب ؛

الٰہی بہار گوید کلمہ ایست کہ از جہت تیمن و تبرک ابتدا بآن کنند خاصۃً در وقت مناجات و التماس دعا چنانچہ درین بیت جامی (ع) الٰہی غنچۂ امید بکشای ؛ گلی از روضۂ جاوید بنمای ؛ و فرماید کہ بعضی جا لفظ الٰہی محض برای یمن و برکت بی ملاحظۂ معنی اصلی یا بطریق تکرار آید بلکہ اختلاف خطاب و غیبت در یک کلام لازم آید چنانکہ نعمتخان عالی گوید (ع) بہ غیبت ہر کہ حق آشنائی رانگہدارد ؛ الٰہی ہر کجا باشد خدا باشد نگہدارش ؛ و فرماید کہ درین جا لفظ خدا از قبیل وضع مظہر بجای مضمر است و برین تقدیر معنی قول او خدا باشد نگہدارش) تو باشی نگہدار او فافہم و تامل فانہ دقیق (انتہی) مؤلف عرض کند کہ بخیال ما ترجمۂ الٰہی خدای من و تکرار لفظ خدا در مصرع دوم محاورہ اہل زبان است و ہمچنین درین مصرع (ع) کرم کردی الٰہی زندہ باشی ؛ لفظ الٰہی بجای (خدای من بکند) واقع شدہ و این ہم محاورہ اہل لسان

باشد وبس (اردو) الٰہی - بقول امیر - آمین یا مستکلم ہے - میرے اللہ - دعا یا بد دعا و تعجب وحیرت کے لئے (آتش ۵) الٰہی بازوئے قاتل مین زور دست قدرت ہے ؛ روانی ہے اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین ؛ (ظفر ۵) الٰہی دل گیا کیونکر نکل کانٹا سا حیران ہون ؛ نہ اک سوراخ سینہ مین نہ اک روزن بغل مین ہے ؛

الٰہی پناہ اصطلاح - بہار گوید کہ از قبیل حکمت پناہ باشد - چہ حکمت از روی موضوع منقسم می شود بسہ قسم (۱) اگر موضوع آن چیزیست کہ محتاج است بمادہ در خارج وتعقل طبعی است و (۲) اگر محتاج است در خارج اما محتاج در تعقل نیست ریاضیست و (۳) اگر در ہر دو یعنی در خارج وتعقل احتیاج بمادہ ندارد الٰہی است صاحب بحر فرماید کہ کسی کہ عالم علم حکمت باشد سپاس آنرا الٰہی پناہ گویند والٰہی نام فنی از سہ فن حکمت کہ طبعی وریاضی والٰہی است (خواجہ نظامی ۵) ز فرزانگان الٰہی پناہ ؛ صد و سیزدہ بود با او براہ ؛ ہمہ انجمن سای انجم شناس ؛ بہ تدبیر ہر شغل صاحب قیاس ؛ (اردو) حکیم علم حکمت کا عالم -

الیا بقول صاحب ہفت بفتح اول وسکون لام وثناۃ تحتانیہ بالف کشیدہ خطی صحرائی را گویند مؤلف گوید کہ این ہمان است کہ ذکرش بر آلبا بہ بای موحدۂ سوم گذشت و اشارہ این ہم بدر انجا مذکور بخیال ما جزین نیست کہ غلطی کتابت آلبا را الیا کرد - (اردو) دیکھو البا -

الیاس بقول برہان وہفت بکسر اول وسکون ثانی وتحتانی بالف کشیدہ وسین بی نقطہ نام پیغمبر یست مشہور او پسر زادہ سام بن نوح است وعم حضرت خضر و (۲) نام

پادشاہ خزر و گیلان است ۔ صاحب ناصری بر معنی دوم قانع ۔ صاحب مؤید این را بدیل لغات فارسی آوردہ و صاحب انند این را لغت عرب گفتہ (اردو) (۱) الیاس ۔ بقول امیر ایک پیغمبر کا نام ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوے یہ عیزار بن ہارون علیہ السلام کے پوتے تھے ۔ صاحب آصفیہ نے بھی اسکو لغت عربی کہا ہے (۲) الیاس ۔ پادشاہ گیلان کا نام بھی ہے ۔

الیز بقول برہان بفتح اوّل و کسر ثانی و سکون تحتانی و زای ہوز جفتہ و لکد انداختن اسپ و استر و سائر ستور باشد ۔ صاحبان ناصری و جہانگیری و جامع ہم ذکر این کردہ اند مؤلف عرض کند کہ این ہمانست کہ در محدودہ گذشت ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است ۔ اسم جامد فارسی زبان باشد بمعنی مطلق جفتہ و لکد چارپایان مرادف اسکیز (اردو) دیکھو آلیز و اسکیز ۔

الف مقصورہ با میم

ام بقول برہان و ناصری و جامع بفتح اول و سکون ثانی (۱) ضمیر متکلمست و مرکب استعمال کنند ہمچو جامۂ ام و خانۂ ام یعنی جامہ من و خانۂ من و بمعنی مرا و ہستم نیز آمدہ و (۲) بالکسر بمعنی این باشد ہمچو امروز و امسال یعنی این روز و این سال و (۳) بالضم و تشدید لغت عرب است بمعنی اصل و مادر ۔ فارسیان استعمال این بترکیب عربی و بعضی الفاظ کنند چنانکہ در لغات آید ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بفتح اول ضمیر متکلم و بالکسر بمعنی این چنانکہ امسال و امروز و امشب و بدین سہ لفظ مخصوص و فرماید کہ بعضی ثقات اینہا را ہم نوشتہ اند و بعضی از متاخرین

امشام و امصبح نیز در اشعار خود آورده اند و این تصرف بیجا بلکه خطاست مؤلف عرض کند که آنچه محققین نازک خیال آم را بمعنی مرا نوشته اند درست نباشد و آنچه مجرد (م) بمعنی مرا آید مخفف ام نیست (ہلالی ۵) چنان از پا فگندام روزم آن رفتار و قامت هم ؟ که فردا برنخیزم بلکه فردای قیامت هم ؟ نسبت معنی دوم عرض می شود که ام بالکسر مبدل ان بالکسر باشد و ان مخفف این که نون به میم بدل شود مچون سنب و سمم و پان و پام و انبه و امبه عجب است از خان آرزو که ام بالکسر را مخصوص کند باسه لفظ و حرف هند بر متاخرین که چرا استعمال امشام و امصبح کردند مؤلف گوید که چه چیز مانع است و وجه تخصیص سه لفظ چیست

قائل (اردو) (۱) میرا - جیسے میرا گھر - ہون - جیسے کھڑا ہون - (۲) اِس - جیسے اس گھڑی - اس سال (۳) اصل - مان - مونث -

امارج | بقول صاحب برهان بضم اول بروزن کحاج نوعی از آش آرد است و (۲) بفتح اول توده خاکی که نشانه تیر بران نهند و (۳) نشانه تیر و (۴) افزار بزریگران - صاحب ناصری فرماید که همان آماج که در محدوده گذشت صاحب سروری بمعنی دوم و چهارم قانع صاحب جامع معنی دوم را ترک کرد خان آرزو در سراج نسبت معنی اول فرماید که مخفف اوماج است و نسبت معنی سوم گوید که مشهور بمعنی دوم و چهارم را بگذاشت صاحب سوار اسبیل این را بمعنی جای لعب و بازی و نشانه تیر معرب آماج فارسی گفته مؤلف عرض کند که اوماج بدین معنی در فارسی نیامده و محققین لسان عرب هم ازین ساکت - آماج در محدوده گذشت ولیکن معنی اول در انجا مذکور نیست و ما با خان آرزو اتفاق داریم که بمعنی اول مخفف اوماج است

کہ می آید و آن لغت ترکی است و صاحب لغات ترکی ذکرش کردہ کہ نوعی از طعام است فارسیان بحذف واو بضم اوّل خوانند و بمعانی دیگر خود آماج اسم جامد فارسی باشد و مرادف آماج کہ در ممدودہ گذشت و صراحت ہر سہ معنی بالا ہمدرانجا کردہ ایم مقصورہ و ممدودہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و معنی حقیقی این تودہ خاک باشد مطلقا پس معنی دوم بہ تخصیص نشانہ تیر و نیز معنی سوم مجاز است و بدینوجہ کہ بزرگان از آلہ خاص زمین را شیار کنند و تودہ ہا و ناہمواری ہای آنرا بوسیلہ آن دفع کنند فارسیان آن آلہ را ہم آماج نام کردند بمجاز (اردو) (۱) ایک خاص قسم کی ترکی غذا جو آٹے سے بنائی جاتی ہے (۲) و (۳) و (۴) دیکھو آماج۔

اامار | بالفتح بقول صاحب شمس و اند لغت فارسی است بمعنی ترجمہ حساب و مرادف آمار و آوارہ و آمارہ۔ صاحب اند فرمایدکہ بالکسر لغت عربی است بمعنی فرمان مؤلف عرض کند کہ ما صراحت کامل این در ممدودہ بر لفظ آوار کردہ ایم و آمار و آمارہ ہم گذشت و بخیال ما اصل این آبار و آبارہ باشد کہ بہمین معنی گذشتہ است و آن اسم جامد فارسی است و آمار و آوار بدل آن کہ بای موحدہ بہ میم و واو بدل شود ہمچون غرب و غرشم و آب و آو۔ ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است پس ابار بمعنی حساب و ابارہ ہای نسبت بمعنی کاغذ حسابی کہ بوسیلہ آن رقوم یک باب و یک قسم را جمع کنند و ہمین خیال بر معنی سوم آوار ہم ظاہر کردہ ایم کہ گذشت (اردو) دیکھو آوار کے تیسرے معنی۔

امارگیر | بفتح اول بقول صاحبان اند و مؤید ہمان آمارہ گیر کہ ذکرش در ممدودہ گذشت و ذکر ماخذ این بر آمار مذکور شد (اردو) دیکھو آمارہ گیر۔

اماره بقول برهان و ناصری و مسروری و جامع بکسر اول بر وزن اشاره بمعنی حساب و شماره باشد - چه اماره گیر حساب گیرنده را گویند **مؤلف** گوید که همان آمار ره که در ممدوده گذشت و ذکر ماخذ این بر آمار مذکور شد (لبیبی ؎ اگر خواهی سپاهش را شماره بیرون باید شد از حد اماره) (اردو) دیکھو آمار ره -

اماره گیر اصطلاح - بقول صاحب بحر و اند بکسر اول بمعنی حساب گیرنده **مؤلف** گوید که همان آمار ره گیر که در ممدوده گذشت و صراحت ماخذ این بر آمار (اردو) دیکھو آمار ره گیر -

امازیدن بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی آمیختن **مؤلف** عرض کند که دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد و بجای امازی هوز در این لفظ غلطی کتابت است و همان آماریدن به رای مهمله باشد که در ممدوده گذشت بمعنی حساب کردن باستقصا و اسم جامد این همان آمار و آمار است که بجایش مذکور شد ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجهٔ لب و لهجهٔ مقامی است - انچه صاحب شمس این را بمعنی آمیختن نوشته ظاهرا التباس محش بیش نیست اگر سند استعمال بدست آید توانیم عرض کرد که مجازاً بدین معنی هم توان گرفت که اماره کاغذی حسابی را گویند که در ان رقوم متفرقه یک قسم را فراهم کرده میزانش دهند پس جاداردکه مجازاً آماریدن را بمعنی آمیختن گیریم و اگر امازیدن را برای هوز چهارم صحیح دانیم - جا دارد که ماخذش آمیز باشد و این را امبدل آمیزیدن قرار دهیم که تحتانی اول بالف بدل شد همچون یرمغان و ارمغان (اردو) ملانا (حساب کرنا دیکھو آماریدن) و (آمیزیدن)

اماس بفتح اول بقول صاحب شمس معروف است که ورم نیز خوانند - فرماید که لغت فارسی است **مؤلف** گوید که همین لغت در ممدوده گذشت - ممدوده و مقصوره چیزی

نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است اسم جامد فارسی زبان است (اردو) دیکھو آماس۔

امّ الجیش اصطلاح۔ بقول بہار وبحر رایت مؤلف گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عربی۔ مرکب اضافی کہ امّ بالضم وتشدید بمعنی مادر واصل ہر چیز بجایش گذشت وجیش بفتح اول بمعنی لشکر ومعنی لفظی این اصل یا مادر لشکر وکنایہ باشد برای رایت وعلم لشکر۔ فارسیان قدیم ومعاصرین عجم استعمال این کنند (اردو) علم۔ بقول آصفیہ مذکر دیکھو اختر۔

امّ الخبائث اصطلاح۔ بقول بحر وبہار بمعنی شراب مؤلف گوید کہ مرکب از ہر دو لغت عربی است۔ مرکب اضافی کہ امّ بالضم وتشدید بمعنی اصل ومادر بجایش گذشت وخبائث جمع خبیثہ است کہ بمعنی پلید وناخوش باشد پس معنی لفظی این اصل یا مادر ناخوشی وخرابی باو کنایہ باشد از شراب۔ فارسیان قدیم ومعاصرین عجم استعمال این کنند (حافظ شیرازؒ) آن تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند ؛ اشہی لنا واحلی من قبلۃ العذاری ؛ (اردو) ام الخبائث بقول امیر شراب۔ مونث۔

امّ الدماغ اصطلاح۔ بقول بہار وبحر بمعنی پوست مغز مولف گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عربی مرکب اضافی کہ امّ بالضم وتشدید بمعنی اصل ومادر بجایش گذشت ودماغ بمعنی مغز پس معنی لفظی این اصل یا مادر مغز باشد وکنایہ از پوست مغز کہ بقای دماغ بحالت صحیحہ واعتدال منحصر است بر وجود پوست فارسیان قدیم استعمال این کردہ اند وصاحب انند گوید کہ این کنایہ باشد از جای اعلای دماغ وآن جوفی است از استخوان وغشائیست صلب کہ محیط جمیع دماغ است (اردو) دماغ کا پوست یا سرپوش بالائی جس سے دماغ کی حفاظت متعلق ہے۔ مذکر۔

امّ الرزائل اصطلاح - بقول بحر وبہار بمعنی جہل است **مؤلف** گوید کہ ہر دو لغت عرب و مرکب اضافی است یعنی ام بالضم و تشدید بمعنی اصل و مادر بجایش گذشت و رذائل جمع رذیلہ و رذیلہ بقول صاحب قاموس بمعنی ضد فضیلہ - پس ام الرذایل بمعنی اصل یا مادر رذیلہ باشد فارسیان تصرف در املا یعنی بہ تبدیل ذال معجمہ بہ زای ہوز ام الرزائل جہل را نام نہادند و این کنایہ باشد (اردو) جہل - بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث - جہالت - بے علمی -

امّ الصبیان استعمال - بضم اول و کسر صاد مہملہ بقول صاحب بحر وبہار دو ارستہ نام مادر دیوان کہ اطفال را آسیب رساند و در کتب طبیہ صرعیست کہ با طفال عارض شود **مؤلف** گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عرب - مرکب اضافی کہ ام بالضم و تشدید بمعنی اصل و مادر بجایش گذشت و صبیان جمع صبی و صبی بمعنی کودک کہ از شیر مادر باز نہ شدہ پس معنی لفظی این مادر شیر خواران و کنایہ از دیوی یا مرضی کہ شیر خواران را بخواب موت رساند یا آنقدر محبت با شیر خواران دارد کہ چون عارض شود نگذارد و جدا نشود - فارسیان ہم استعمال این اصطلاح کنند (راضی ؎) زہنار زتزویج نگردی شادان ۞ باشد عزبی مایۂ راحت بجہان ۞ زن صاحب فرزند چو شد علت تست ۞ دشوار بود علاج ام الصبیان (اردو) ام الصبیان - بقول امیر بچوں کی ایک بیماری جو صرع کی قسم سے ہے کہتے ہیں کہ مریض کے بالغ ہونے تک یہ عارضہ جاتا رہتا ہے اور اگر نہ گیا تو لا علاج ہو جاتا ہے (انتہی) **مؤلف** کا تجربہ یہ ہے کہ شیر خوار بچوں کے لئے یہ عارضہ مہلک اور بہت کم علاج پذیر ہے -

امّ الطریق اصطلاح - مرکب اضافی بقول بحر وبہار شارع عام را گویند **مؤلف** گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عرب یعنی

اُمّ بالضم وتشدید بمعنی اصل و مادر بجایش در گذشت
وطریق بمعنی راہ پس معنی لفظی این اصل یا مادر راہ
وکنایہ از شارع عام کہ راہہای کوچک از ہمین شارع
تعلق دارد - فارسیان استعمال این کنند (اردو)
شارع عام - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر عام
راستہ - وہ سڑک جس پر عام لوگ چلیں شاہراہ

اُمّ الطعام | اصطلاح - مرکب اضافی -
بقول بحر وبہار (۱) گندم (۲) معدہ مؤلف
گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عرب کہ اُمّ بالضم
وتشدید بمعنی اصل و مادر بجایش گذشت وطعام
بمعنی ہر چیز خوردنی پس معنی لفظی این اصل یا مادر غذا
وکنایہ باشد از گندم ومعدہ - فارسیان استعمال
این کنند (اردو) (۱) گیہون مذکر (۲) معدہ مذکر

اُمّ العلوم | اصطلاح - بقول بحر واند بمعنی
علم صرف زیرا کہ مبدای اکثر علوم است مؤلف
گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عرب - یعنی
اُمّ بالضم وتشدید بمعنی اصل و مادر - بجایش گذشت
وعلوم جمع علم پس معنی لفظی این اصل یا مادر جمیع
علوم وکنایہ باشد از علم صرف کہ اصل ہمہ علوم
است فارسیان استعمال این کنند (اردو) علم
صرف - مذکر -

اُمّ الفضائل | اصطلاح - مرکب اضافی
بقول بحر وبہار بمعنی علم مطلقاً مولف گوید کہ
مرکب است از ہر دو لغت عرب یعنی اُمّ
بالضم وتشدید بمعنی اصل و مادر بجایش گذشت
وفضائل بالفتح جمع فضیلت است پس معنی
لفظی این اصل فضیلت ہا وکنایہ از علم باشد -
فارسیان استعمال این کنند (اردو) علم - مذکر

اُمّ القریٰ | اصطلاح - مرکب اضافی بقول
بحر واند بضم قاف بمعنی مکہ معظمہ مؤلف گوید
کہ مرکب است از ہر دو لغت عربی کہ اُمّ بالضم
وتشدید بمعنی اصل و مادر بجایش گذشت وقریٰ
بمقصورہ بمعنی دہ ہا جمع قریہ پس معنی لفظی این
اصل یا مادر قریہ ہا وکنایہ از مکہ معظمہ - فارسیان

استعمال این کنند (اردو) مکہ معظمہ جہان حرم محترم واقع ہے - مذکر -

امّ الکتاب اصطلاح - مرکب اضافی بقول بہار (۱) لوح محفوظ (۲) سورہ فاتحہ (۳) آیات محکمات (۴) عقل اول و بقول بحر (۵) قرآن شریف ہم مؤلف گوید کہ مرکب است از ہر دو لغت عرب کہ امّ بالضم و تشدید بمعنی اصل و مادر بجایش گذشت و کتاب بالکسر بمعنی نوشتہ و نامہ پس معنی لفظی این اصل یا مادر تحریر باشد و کنایہ از ہر پنج معانی بالا فارسیان استعمال این کنند (اردو) (۱) لوح محفوظ - بقول آصفیہ (اسم مونث) وہ لازوال تختی جس پر خدای تعالی نے انسان کے تمام افعال شروع سے لیکر اخیر تک لکھ رکھے ہین اور اسی کے موافق ہوتا ہے (۲) سورہ فاتحہ - اسم مونث یعنی

احمد (۳) آیات محکمات جو محمد وہ مین گزرا (۴) عقل اول - بقول آصفیہ اسم مذکر - وہ پہلا فرشتہ جو باقی نو فرشتون سے اول پیدا ہوا - جو اول - نور محمدی - جبرئیل - اس کا تفصیلی بیان ارلاس پر گزرا ہے - (۵) قرآن پاک - مذکر - کلام اللہ - وہ کلام الہی جو ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل و وارد ہوا -

امّ النجوم اصطلاح - مرکب اضافی - بقول بحر و بہار (۱) کہکشان و (۲) آسمان مؤلف گوید کہ این مرکب است از ہر دو لغت عرب - امّ بالضم و تشدید بجایش گذشت و نجوم جمع نجم بمعنی ستارگان پس معنی لفظی این اصل یا مادر ستارگان باشد و کنایہ از کہکشان و آسمان فارسیان استعمال این کنند (اردو) (۱) کہکشان - بقول آصفیہ اسم مونث - دیکھو اژدہای فلک (۲) آسمان - مذکر - دیکھو سلان

امالہ بکسر اول و فتح لام لغت عرب است - بقول صاحب منتخب بمعنی میل دادن - صاحب غیاث بحوالہ رسالہ عبد الواسع گوید کہ میل دادن چیزی را از جای او بسوی دیگر و باصطلاح

اہل عربی میل دادن فتحہ بسوی کسرہ بطرزیکہ الف صورت یای مجہول پیدا کند چنانچہ کتیب امالہ۔ کتاب و رکیب امالہ رکاب و فرمایدکہ در الفاظ فارسی نیز امالہ می آید چنانچہ آزر امالہ آزار و آبید امالہ آباد (اردو) امالہ۔ اصطلاح مین فتحہ کو کسرہ کی جانب میل دینے کو کہتے ہین جس سے الف یا سے بدل جاتا ہے جیسے آباد کا امالہ آبید ہے اور آزار کا امالہ آزیر ہے۔

امام بکسر اول لغت عرب است بقول منتخب بمعنی پیشوا و راہنما و جانب قبلہ فارسیان استعمال این بمعنی پیشوا کنند و با الفاظ فارسی مرکب ہم سازند کہ در لحقات آید۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار گوید کہ معاصرین عجم ہم این را بہ ہمین معنی استعمال کردہ اند (انوری ؎) تو تمامی باثباتی لیک بدر آسمان ٭ ازدو نقصان در تحیر این زخلف آن ز امام ٭ (اردو) امام۔ بقول امیر (عربی) پیشوا۔ ہادی (رشک ؎) عم کونین ہے عبث اے رشک ٭ ہم علی سا امام رکھتے ہین ٭

امام زادۂ معتبر استعمال۔ مرکب توصیفی صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار گوید کہ معاصرین عجم برای اولاد ائمہ معصومین استعمال این کنند (اردو) سید۔ بقول آصفیہ۔ عربی اسم مذکر۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے حسنین کی اولاد

امام سبحہ اصطلاح۔ مرکب اضافی۔ بقول بحر و وارستہ و بہار و تحقیق دانہ کلانی کہ واسطہ العقد تسبیح باشد (طاہر غنی ؎) شود برائے یقین پیر دستگیر مرا ٭ امام سبحہ گر از خاک کربلا باشد ٭ (سید حسین خالص ؎) بر خود صلاح بستہ بود آری از صلاح ٭ ہرگز امام سبحہ نداند نماز چیست ٭ (اردو) تسبیح کا امام۔ سبحہ کا امام۔ مذکر۔ امیر نے لفظ امام ہی پر لکھا ہے۔ تسبیح کا وہ لمبا دانہ جو سب

دانون سے الگ شمار دانون کے ساتھہ سری
گندہا ہوتا ہے (اسیر ؎) کون مجمع سے اٹھ گیا
یارب ؛ بزم تسبیح بے امام ہوئی ؛ (کیف ؎)
ہجر صنم مین یاد خدا مین اگر کرون ؛ اشکون کا سبحہ
لخت جگر کا امام ہو ؛

امام شہر اصطلاح - مرکب اضافی بمعنی
محتسب - چنانکہ عرفی گوید (؎) ای خاک
مست شو کہ ز غیرت امام شہر ؛ سنگی بجام رند قدح
نوش می زند ؛ (اردو) محتسب - بقول آصفیہ
(عربی) اسم مذکر - حساب گیرندہ - وہ حاکم جو
خلاف شرع باتون کی ممانعت کرے (ذوق
؎) محتسب گرچہ دل آزار ہے میخوارون کا
دیکھے اک جام تو ہے یار الہی یار ونکا ؛

امام مبین اصطلاح - مرکب توصیفی
بقول بحر و انند لوح محفوظ **مؤلف** عرض کند
کہ این کنایہ باشد و مرکب است از ہر دو لغت
عرب کہ امام بالکسر بمعنی اوست کہ گذشت و مبین
بضم اول بمعنی آشکارا کنندہ و آشکار شدہ
باشد (اردو) لوح محفوظ - دیکھو ام الکتاب
کے پہلے معنی -

امام ناطق اصطلاح - مرکب توصیفی
بقول بحر و انند و غیاث عبارت از امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ **مؤلف** عرض کند کہ این مرکب
است بہر دو لغت عرب یعنی امام بمعنی پیشوا کہ
بجایش گذشت و ناطق مخفف ناطق بحق و کنایہ از امام موصوف
فارسیان ہم بہمین معنی استعمال این کنند (اردو) جعفر صادق رض

امامون بقول برہان و صفت با میم بر وزن فلاطون بلغت یونانی دوائیست کہ او را بفارسی
ماہو و بعربی حماما خوانند گرم و خشک است در دوم - بول را براند - صاحب محیط بر امامون
فرماید کہ اسم حماما است و بر حماما نوشتہ کہ اسم نبطی است و گویند سریانی و بیونانی امامون امومن
و بروی اومون و بعربی ماموح و بفارسی ماہور و بشیرازی مالو گویند و آن چند نوع می باشد

(۱۸۲۴)

نوعی ازان نباتی است شجری چوب آن سرخ و خوشبو نوع دیگر مائی که در آبہا روید و نوعی دیگر بطی و بہترین آن نوع اول - بقول شیخ گرم و خشک در سوم و بعضی در دوم گفته اند مفرق و منضج و دران قبض و تقطیع است و ضماد آن با زیت انضاج او رام حار و تحلیل آہنا کند و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب جامع الادویہ نے حما کا ذکر کیا ہے اور مشہور زمام کے خانے مین صفر ڈالا ہے - فرماتے ہین کہ ایک قسم کی گھانس ہے گرم و خشک دوسرے درجہ مین ورم جگر اور رحم اور نقرس کو مفید ہے -

امان بقول بہار زہناری و بی ہمی فرماید کہ بالفظ خواستن و دادن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بقول منتخب بالفتح بمعنی ایمن بودن و ایمنی و زنہار و امان و رسیدن استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در لحقات آید (انوری ؎) تا در ضمیر خلق نگردد کہ امر حق ؛ نزدیک ہر ضعیف و قوی با امان رسید (اردو) امان - بقول امیر (عربی) مونث - پناہ (داغ ؎) کرون مین عرض اگر جان کی امان پاؤن ؛ کہون پتے کی اگر قہر سے پناہ ملے ؛

امان بخشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی محفوظ و در پناہ داشتن است و وعدہ کردن بہ عفو (قاسمی گونابادی ؎) چو عزم امان بخشد از کلک راز ؛ بعمر ابد سازمت سرفراز ؛ (اردو) امان دینا - بقول امیر پناہ دینا (اسیر ؎) عالم کو فلک چین کہان دیتا ہے ؛ مشکل سے کوئی دم بہی امان دیتا ہی ؛ مؤلف عرض کرتا ہے کہ امان بخشنا بہی کہہ سکتے ہین -

امان بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این

کردہ کہ بمعنی مہلت بودن است کہ مہلت مجاز معنی پناہ باشد (اسیری مشہدی ؎) در عمر خویش مرحلہ پیمای عشق را ؛ چندان امان نبود کہ غباری ز پا کشد ؛ (اردو) مہلت ہونا امان ہونا۔ مہلت ملنا۔

(۱) امان پذیر | استعمال - صاحب آصفی (۲) را آوردہ

(۲) امان پذیر فتن

کہ بمعنی حاصل کردن امان است و (۱) بقول بہار معروف و مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است از (۲) (خسرو ؎) یا دما بہ کہ در ضمیر بود ؛ وان امانت امان پذیر بود ؛ (اردو) (۱) امان پذیر اردو مین بہی کہ سکتے ہین (۲) امان پانا امان حاصل کرنا (داغ ؎) پائی ہے امان کس نے تری تیغ نظر سے ؛ قربان ہو صید حرم اور زیادہ

امانت بفتح اول و دوم و چہارم بقول بہار بمعنی امان مؤلف گوید کہ لغت عرب است و بقول منتخب انچہ بکسی سپارند و امین بودن (انتہی) فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (ظہوری ؎) در امانت نیست با احباب از من دوستی ؛ مہر او را چون توانم صرف انسان ساختن ؛ (حافظ شیراز ؎) آسمان بار امانت نتوانست کشید ؛ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ؛ (اردو) امانت بقول امیر (عربی) مونث جو چیز سپرد کی گئی ہو اوسکی پوری نگہداشت کرنا۔ اور اس چیز کو بہی کہتے ہین جو بطور امانت رکہوائی جاتی ہے (رند ؎) رکہلے ہے امانت کی طرح مجہکو زمین نے ؛ میلا نہین ہونے دیا تار کفن اب تک ؛

امان جستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ جستن است (مسعود سعد جرجانی ؎) حسام تست اجل زہر اجل کہ جست امان ؛ سنان تست قضا وز قضا کہ یافت فرار ؛

(عرفی ؎) داغی کہ امان جوید از ان سینۂ دوزخ ۔ در باغ محبت ثمر نیم رس ماست ۔ (اردو) امان چاہنا۔ امیر نے امان مانگنا پر لکھا ہے بمعنی پناہ مانگنا (رند ؎) ہے کون بچائے جو ترے قہر سے یارب ۔ تجھ سے ہی امان مانگتا ہون تیرے غضب سے ۔

امان خواستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف امان جستن است (حافظ شیرازی ؎) دلم ز نرگس ساقی امان نخواست بجان ۔ چرا کہ شیوۂ آن ترک دل سیہ دانست ۔ (اردو) دیکھو امان جستن۔

امان دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ دادن است و مرادف امان بخشیدن کہ گذشت (مخلص کاشی ؎) فغان کہ غمزۂ بیداد او ندا دا مان ۔ کہ آن دو نرگس بیمار را کنم دیدن ۔ (اردو) امان دینا۔ بقول امیر پناہ دینا۔ دیکھو امان بخشیدن۔

امان داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پناہ داشتن و در پناہ داشتن بودن است (حزین ؎) نسیم آسا امان از آفت واماندگی دارد ۔ تو اندگر کسی بر داشت بار ناتوانی را ۔ (اردو) امان مین ہونا۔ پناہ مین ہونا۔

امان ساختن استعمال۔ بمعنی امان قرار دادن است چنانکہ ظہوری گوید (؎) می امن و امان ساختہ خوف و خطرم را ۔ مستی شدہ خوش محتسبی شور و شرم را ۔ (اردو) امان قرار دینا۔

امانی بقول صاحب انند بہ تخفیف یا بمعنی منسوب بہ امان کہ بمعنی امن است و ہم منسوب بہ امانت بحذف تا می فوقانی۔ صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ حیف است کہ سندی پیش نکرد ولیکن موافق قیاس است (اردو) امان مین آیا ہوا۔ امانت رکھی ہوئی چیز۔

امان یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر

(۱۱۴ ب)

این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن امان و پناہ باشد (صفی یزدی ؎) نہ یکی روز زوصل تو نشان یافتہ ایم ؛ نہ یکی شب ز فراق تو امان یافتہ ایم ؛ (اردو) امان پانا - پناہ حاصل کرنا - دیکھو امان یافتن

امتحان بقول بہار بمعنی آزمودن فرماید کہ بالفظ داشتن و کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عرب است بکسر اوّل و سوم بقول منتخب آزمودن فارسیان استعمال این بمعنی آزمایش کنند کہ حاصل بالمصدر است و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) بارہا در امتحان دم ریخت است ؛ تیغ خون مرگ در خفتان دل ؛ (اردو) امتحان - بقول امیر - عربی - مذکر آزمایش - جانچ (وزیر ؎) ہر رگ و پے مین سمائے ہو تمہین کہینچو نہ تیغ ؛ امتحان میرا تمہارا امتحان ہو جائیگا ؛

امتحان داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امتحان کردن است و داشتن بمعنی کردن ہم آمدہ (بیدل ؎) دماغ خون من چون اشک رنگی بر نمی تابد ؛ گر استغنا نگیرد دست و تیغت امتحان دارد ؛ (اردو) امتحان کرنا -

امتحان کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی آزمایش کردن است (ظہوری ؎) عیار گیری شاہش فزودہ قیمت قدرش بکورۂ غم و شادیش امتحان کرد است ؛ (اردو) امتحان کرنا - بقول امیر جانچنا - آزمانا (داغ ؎) امتحان کرکے ترا صاف پشیمان ہوے بنہ ہمنے جانا تہا کہ غیرون سے بہی کینا ہو گا ؛

امتداد بکسر اوّل و سوم لغت عرب است بقول منتخب بمعنی کشیدہ شدن و بلند بالا شدن - فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی درازی استعمال کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (انوری ؎) باقی بدوامی کہ امتدادش ؛

چون عمر ابدی کنار باشد ؛ (ولہ ؎) از شہور و سنین دور تو باد ؛ طول ایام و امتداد دہور ؛ (اردو) درازی - مونث - بمعنی طوالت -

امتداد داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی طوالت داشتن است (نثر حزین اصفہانی) "تا دو سال امتداد داشت" (اردو) طول کھینچنا (طول پکڑنا - بقول آصفیہ عرصہ کھینچنا

امتداد یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی گذشتن است (نثر حزین اصفہانی) این عادت قریب بہ پنجاہ امتداد یافت (اردو) گزرنا - بڑھ جانا) طویل ہونا -

امتزاج | بقول بہار آمیختہ شدن چیزی بہ چیزی فرماید کہ بالفظ افتادن مستعمل مؤلف گوید کہ بکسر اوّل و سوّم لغت عرب است - صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی آمیزش و موافقت و اختلاط کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (ظہوری ؎) آب با آتش ندارد آشتی ؛ امتزاج خاک و باد ما بدہ ؛ (انوری ؎) تا ہفت سپہر و چار طبعند ؛ آمیختہ ز امتزاج باہم ؛ بادات بقای عز و اقبال ؛ بیش از رقم حروف معجم ؛ (اردو) موافقت (مونث) میل - ملاپ - دیکھو اختلاط - آمیزش -

امتزاج افتادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی واقع شدن آمیزش و آمیزہ باشد (سلمان ساوجی ؎) با ہوای خاک کویت بود مارا اتصال ؛ پیشتر زان کامتزاج افتد میان ما و طین ؛ (اردو) میل ملاپ ہونا

امتزاج دادن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی اختلاط و موافقت پیدا کردن است (حزین اصفہانی ؎) لطفت میان

معجز و سحر امتزاج داد ؛ لعلت میان آتش و آب اقتران دہد ؛ (اردو) موافق کرنا ملانا - اختلاط پیدا کرنا -

امت عشق | اصطلاح - مرکب اضافی - مرادف امت مجنون کہ می آید (عرفی ۵) یا بدیہمہ عاشق شد اگر امت عشقی ؛ راضی نشود عشق بآرایش آفت (اردو) دیکھو امت مجنون -

(۱۸۲۶)

امتلا | بقول بہار بمعنی پر شدن و فرماید کہ بالفظ زدن و کردن بمعنی ہیضہ زدن مستعمل مؤلف گوید کہ بکسر اوّل و سوم لغت عرب است صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این معنی پری معدہ کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در لحقات آید (انوری ۵) کرمش آزرا کہ فاقہ زدہ است ؛ زامتلا اندر افگند بفواق ؛ (اردو) امتلا - بقول امیر (عربی) مذکر خلا کی ضد معدے کا غذا سے یا بدن کا مادّے سے بھرا ہونا اور کہین سوے ہضم کے معنی مین آتا ہے (فقرہ امیر) غذا اسوقت بھی نہو تو بہتر ہے ابھی نبض مین امتلا باقی ہے (منیر ۵) روزے ریا کی رکھکر کیا کیا بخار رہا ہے ؛ ڈر امتلا کا ہو تو قسمین نہ کھائے واعظ ؛

امتلا داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پری و سیری داشتن و رغبت بہ قی بودن (ظہوری ۵) برو ناصح مچین خوان نصیحت ؛ کہ گوشم امتلاے پند دارد ؛ (اردو) معدہ بھرا ہونا متلی ہونا -

امتلا زدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی ہیضہ زدن است و بہار بر لفظ امتلا ہم ہمین معنی بیان کردہ صاحب بحر و (خان آرزو در چراغ) گوید کہ ہیضہ زدن و صاحب مرض امتلا شدن - سند ہر سہ از کلام

زلالی خوانساری است (ے) بقتل صد اجل نوعی صلا زد ؛ که جان از برق خنجر امتلا زد ؛ مؤلف گوید که بخیال ما مرادف معنی امتلا داشتن است که گذشت (اردو) دیکھو امتلا داشتن -

امتلا کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده بہار بر لفظ امتلا این را معنی ہیضہ کردن نوشته و بخیال ما مرادف امتلا داشتن که گذشت (طالب آملی ے) زجام درد چندان می کشیدم کز ہوس ماندم ؛ ز تیغ فقر چندان زخم خوردم کا متلا کردم (اردو) دیکھو امتلا داشتن -

امت مجنون اصطلاح - بقول بحر معنی عاشقان و دیوانگان بہار گوید که پیروان مجنون که عبارت از عاشق پیشگان است مؤلف گوید که عشق پیشگان یا عاشقی پیشگان باتی حال این کنایه ایست از قبیل امت عشق که گذشت (رضی دانش ے) گناه امت مجنون فرشته ننویسد ؛ قلمروی چو سواد جنون نمی باشد ؛ (ولہ ے) نیست در محشر حسابی با گنهگاران عشق ؛ چشم لیلی عذر خواه امت مجنون بس است ؛ (اردو) عاشق - مذکر -

امتیاز بقول بہار بمعنی جدا شدن مؤلف گوید که بکسر اول و ستوم لغت عرب است صاحب منتخب هم ذکر این کرده فارسیان استعمال این (ا) بمعنی فرق و تفاوت و تمیز و تفوق کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند که در ملحقات آید (ظهوری ے) خوارتر از خودی نمی بینم ؛ نازش از امتیاز می رسدم ؛ (ولہ ع) شود ز اہل نیاز امتیاز من معلوم ؛ (ولہ ے) بد دستی چو ظهوری دگر نمی باشد ؛ گواه خصم چه دعوای امتیاز کند ؛ معاصرین عجم (۲) بمعنی اجازت هم استعمال کنند که آزاد در انگلیسی زبان لائسنس نامند - صاحب پول چال بحواله سفرنامه ناصر الدین شاه قاچار ذکر این کرده (اردو) (ا) امتیاز - بقول امیر (عربی) فرق تمیز - تفوق تعلی (نامسخ

امتیاز حق و باطل خود ستاؤں کو کہاں ؛ کیوں نہ فرعون ایک سمجھے سحر اور اعجاز کو ؛ (آتش ؎) چنکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے ؛ کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا ؛ (۲) پروانہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ حکمنامہ۔ اجازت نامہ۔ فرمان شاہی۔ لیسنس۔ پاس وغیرہ۔

امتیاز بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی تفاوت و فرق بودن است (شوکت بخاری ؎) نباشد آستین و ساعدش را امتیاز از ہم ؛ صفای ساعد او بسکہ شد از آستین پیدا ؛ (اردو) امتیاز ہونا۔ امتیاز رہنا

امتیاز دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی فرق و تفاوت پیدا کردن و ترجیح و تفوق دادن و معزز کردن (کلیم ہمدانی ؎) کج نظر سود و زیان را امتیازی داده است ؛ ہر چہ را احول دو می بیند بر دانا یکی است ؛ (مخلص کاشی ؎) ای شہ ملک دلبری عرض سپاہ نازدہ ؛ میکدۂ فرنگ را بر حرم امتیازدہ ؛ (عرفی ؎) ای دل سادہ گفتمت نام وفا مبر کنون ؛ مرہم داغ خویش را از نمک امتیازدہ ؛ (اردو) فرق پیدا کرنا۔ امتیاز دینا۔ امتیاز عطا کرنا۔ عزت بخشنا۔

امتیاز داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی تفاوت و فرق داشتن است (حاجی گیلانی ؎) کفن دزد از سخن دزد امتیاز فاحشی دارد ؛ کہ آن پیراہن تن می برد این جامۂ جان را ؛ (اردو) فرق رکھنا۔ تفاوت رکھنا۔

امتیاز دیدن استعمال۔ بمعنی اندازہ کردن امتیاز و تفوق و فرق کردن چنانکہ ظہوری گوید (؎) بقدر بینش خود ہر کسی شناسد حسن ؛ بہ بین بدولت عشق خود امتیاز مرا ؛ (اردو) عزت دینا تمیز کرنا۔

امتیاز فتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این

(۱۸۲۶)

کرده که به معنی واقع شدن امتیاز است (حزین اصفهانی ؎) درین دیار بجال هنر که پردازد فتاد در عدم آباد امتیاز اینجا؛ (اردو) امتیاز واقع ہونا۔

امتیاز کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که به معنی فرق کردن است مؤلف گوید که سندی که او پیش کرده است متعلق به (ازهم امتیاز کردن) است که بجایش گذشت و مابرای این سندی از ظهوری یافته ایم (؎) همین برنگ و نزاکت چه امتیاز کنی؛ گلی درین چمنستان مگر به بوی تو هست؛ (اردو) امتیاز کرنا۔ فرق کرنا۔

امتیاز یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که به معنی ممیز شدن و تفوق حاصل کردن است (منشی اصفهانی نثر) منسوبان این خاندان باین افسرگرامی از سائر الناس امتیاز یافته" (اردو) امتیاز حاصل کرنا۔ تفوق حاصل کرنا۔

امخته | بقول صاحب نوادر و موارد که بضمن مصدر آموختن نوشته مخفف آموخته که اسم مفعول آموختن است اگرچه سند استعمال پیش نه شد ولیکن بعید از قیاس نیست که فارسیان واو را حذف کنند همچون هوشیار و هشار و خاموش و خامش ممدوده و مقصوره چیزی نیست که نتیجه لب ولهجه مقامی است (اردو) آموختہ۔ بقول امیر (فارسی) مذکر آموختن سے اسم مفعول۔ پڑھا ہوا۔ سیکھا ہوا۔

امد | بقول برهان و ناصری و جهانگیری و جامع بفتح اول وسکون ثانی و دال ابجد بمعنی هنگام و زمان و موسم باشد (حکیم سوزنی ؎) این دستگاه تمهٔ تو دیر برنداشت؛ امد جدائی آمد و شد دستگاه شکست؛ مولف عرض کند که این لفت عرب است به فتحتین و بقول منتخب بمعنی غایت مدت و نهایت عمر بخیال ما جزین نیست که فارسیان فتح میم را به سکون بدل کرده به معنی هنگام و وقت استعمال کرده اند (اردو) زمانہ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ وقت ہنگام عرصہ مدت

امداد | بقول بہار مدد کردن و آب دادن چیزی را فرماید کہ بانفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ لغت عربست بکسر اوّل - صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی مدد کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (صائب ؎) سپہر سفلہ کہ باشد کہ دست من گیرد بزر خاک مرد بامداد مرد برخیزد ؛ (اردو) امداد - بقول امیر (عربی) مؤنث - مدد (کیف ؎) زاہدون نے مجھے کعبے کی طرف کھینچا ہے ؛ اے تو بحر خدا تم مری امداد کرو ؛

امداد شدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل شدن مدد باشد (آرزو ؎) خاک رہ سرو قدان می شوم گر شود امداد زبخت بلند ؛ (اردو) مدد ہونا امداد پانا ہی کہ سکتے ہین (اسیر ؎) پائی جو فقیر سے یہ امداد ؛ آیا ہین غریب خانہ مین شاد ؛

امداد کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی مدد کردن است (تہانی شہرستانی ؎) سرمہ سا نرگس تہی کو تا کند امداد ما ؛ از رہ دور خموشی می رسد فریاد ما ؛ (اردو) امداد کرنا - بقول امیر مدد کرنا (سودا ؎) شاہ مردان تری امداد کرین گے سودا ؛ باندھے چلکے جو تیرا ہو عدو ہاتھون ہاتھ ؛

امر | بقول آصفی بالفتح کار و واقعہ و فرمودن و فرمان مؤلف گوید کہ لغت عرب است و صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان (۱) بمعنی حکم استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (۲) در اصطلاح صرف بقول صاحب قوانین عبارت از فعلیست کہ موضوع بود برای فرمودن کاری بکسی - پس این کس مامور اگر

مخاطب باشد آن فعل بامر مخاطب موسوم گردد چنانکہ خور و بر و اگر از غائب یا متکلم بود بہر دو صورت بامر غائب نامیدہ شود و اشتقاق صیغۂ واحد امر مخاطب معروف و مجہول نزد بعضی از صیغۂ واحد مخاطب مضارع مثبت معروف و مجہول و نزد بعضی از صیغۂ واحد غائب ہمین فعل معروف و مجہول است بحذف حرف آخر و اسکان ماقبلش و چون ماقبل را کسرہ دادہ ضمیر جمع مخاطب بدان متصل سازند صیغۂ جمع آن حاصل گردد و آوردن بای زائد مکسور یا مضموم بلحاظ قانون معلوم بر ہر صیغہ امر مستحسن است مگر بر آن صیغہا کہ بحرف بر یا در و نحو ہما مصدر باشند مانند برخیز و در آمیز ہمچنین زیادت آن بآخر لفظ باش مستحسن نباشد بلکہ مخل فصاحت و فرایدکہ ہرگاہ لفظ می یا ہمی بر صیغہای اینگونہ امر بعد حذف باء داخل شود معنی آن را بطریق تاکید بدوام و استمرار مقید سازد بنا برین چنین امر را امر مدامی نامند چنانکہ "کسبی می کن تا کاہل نگردی" و "روزی از خدا میدان تا کافر نشوی" و گاہی معنی امر مدامی از آوردن ہای مختفی و لفظ باش در آخر صیغۂ واحد غائب ماضی مطلق مثبت معروف حاصل گردد چنانکہ خوردہ باش و کردہ باش (الخ) مؤلف عرض کند کہ در فارسی زبان فعل امر حقیقی - امر حاضر است و بس آنانکہ در فارسی ذکر امر غائب کردہ اند اتباع قواعد عربی ساختہ اند و حقیقت اینست کہ امر غائب چیزی نیست و نامش مضارع است و بس چنانکہ "زید را بگو کہ این کار بکند" پس کند درین مثال مضارع است نہ امر - قتائل (اردو) (۱) امر - بقول امیر - عربی - مذکر - حکم - (صبا ۵) امر آکہ آیۂ موتو ہے اے صبا مرنے پہ پیشتر سے بندھی پیشتر کمر (۲) امر بقول امیر قواعد صرف مین

اوس فعل کو کہتے ہین جو حکم پر دلالت کرے - جیسے آو - جاو - لکھہ - پڑھہ -

امرا بقول برہان بفتح اول وثانی وراے بی نقطہ بالف کشیدہ بلغت زندو پاژند (۱) شراب انگوری باشد وبسکون ثانی (۲) خرالاغ راگویند - صاحب جہانگیری درخاتمہ کتاب بدیل دستور چہارم ذکر ہردو معنی بالا کردہ بہار گوید کہ (۳) جمع امیر وفارسیان بجای مفرد استعمال نمایند - **مؤلف** عرض کند کہ این لغت عرب است بضم اول وفتح میم (دالہ ہروی ؎)

وین باختہ وہیچ بکف نامدہ دنیا ٭ باہل چندی بعبارت امرایان ٭ بخیال مافارسیان جمع عربی را بقاعدۂ خود باز جمع کنند از قبیل جمع الجموع واین ہم از ان قبیل است کہ امرا را امرایان کردند واز ین لازم نیاید کہ امرا را در فارسی زبان بمعنی واحد خیال کنیم - بہار بر ادعای خود از کلام حکیم الملک محمد حسین شہرت استناد کردہ باشد (؎) از حسرت منصب جگرم خون شدہ باشد

درخاطر اگر داشتہ باشیم امراشم ٭ بہار (امراشم) را مخفف (امراشوم) قیاس کردہ خیال ما بر خلاف اوست - یعنی شم بقول منتخب لغت عرب است بالضم بمعنی چیزہای بلند - پس (امراشم) قلب اضافت (شم امرا) بمعنی مدارج امرا ودرینجا امرا بمعنی حقیقی خود است یعنی امیران - فتامل (ارد)

(۱) شراب - مونث (۲) دہ گدہا جو ٹپہ رسان کی سواری کے لئے متعین ہو - دیکھو الاغ کے دوسرے معنی (۳) امرا - بقول امیر - امیر کی جمع - عمائد - ارکین سلطنت (منیر ؎) معمورا گر عیش محل ہے امراکا ٭ آباد خرابی سے ہے ویرانہ کسی کا ٭

امر بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی حکم بودن است (عالی ہروی ؎)	عیبم مکن کہ حالی رندیست لاابالی ٭ کین بود ام عالی فرماندہ قضارا ٭ (اردو) حکم ہونا -

(۱) امرت | بفتح اول وضم سوم (۱) مخفف امرود کہ می آید یعنی ثمر معروف بیان ماخذ این ہم ہمدرانجا کنیم

(۲) امرد | امرودست است و (۲) مخفف (اردو) (۱ و ۲) دیکھو امرود و امرود۔

امرداد | بقول ضمیمہ برہان نام ماہی از ماہ ہای شمسی۔ صاحب برہان بر مرداد بدون الف اول فرماید کہ بضم اول بروزن خرداد نام فرشتہ ایست موکل بر فصل زمستان و تدبیر امور و مصالحی کہ در ماہ مرداد و روز مرداد واقع می شود بد و تعلق دارد و نام ماہ پنجم است از سال شمسی و آن بودن آفتاب است در برج اسد کہ خانہ اوست و نام روز ہفتم از ہر ماہ شمسی و بعضی روز ہشتم ہم گفتہ اند و فارسیان بنا بر قاعدہ کلی این روز را عید کنند و جشن سازند و این جشن را جشن نیلوفر خوانند۔ درین روز ہر کہ حاجتی از پادشاہ خواستی البتہ روا شدی (انتہی) بخیال ما فارسیان ماہ مرداد را بنام فرشتہ موکل آن ماہ موسوم کردہ باشند و بزیادت الف وصلی در اولش امرداد کردند۔ حالا در دفتر دکن این نہمی ماہ است از سال فصلی کہ آغازش از ماہ آذر می شود و امرداد سی و یک روزہ باشد (اردو) امرداد۔ سال شمسی کا پانچوان مہینا اور دفاتر دکن مین سال فصلی کا نواں مہینا۔ جو اکتیس دن کا ہے۔

امر کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حکم کردن است (عرفی) نبود ہتا چو امر سکون و سیر کنی ۔ز زمانہ فاصلہ یا بد میان ستا و نور ۔ (اردو) حکم کرنا۔

امر مداومی | استعمال۔ مرکب توصیفی۔ این ہمان فعل امر است کہ تعریفش بر آمد گذشت (اردو) دیکھو امر۔

امر معروف | اصطلاح۔ بقول بحر امر کردن بکار ہای نیکو کہ در شریعت اسلام معروف و شناختہ شدہ باشد۔ چنانکہ صوم و صلوۃ و حج و زکوۃ موظف

گوید کہ مرکب توصیفی است و کنایہ باشد و بمعنی حکم معروف ضد نہی منکر انچہ بحر بصورت مصدر بیان کردہ است مقصودش حاصل بالمصدر است

(اردو) امر معروف وہ حکم شرعی ہے جو نیک کاموں کی نسبت ہے۔ جیسے نماز روزے حج زکوٰۃ اور یہ ضد ہے نہی منکر کی۔

(۱) امروت (۱) بقول برہان باتای قرشت بروزن و معنی امرود یعنی (۲) باشد و آن

(۲) امرود میوہ ایست و ذکر (۲) ہم کردہ۔ صاحب ناصری نسبت (۱) فرماید کہ مبدل (۲) باشد و فرماید کہ بہ تبدیل میم و نون انرود و انبرود ہم آمدہ و امرت مخفف امروت و امرد مخفف امرود باشد۔ معاصرین عجم استعمال (۲) کنند و صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر (۲) کردہ صاحب انند ہر دو را لغت فارسی گفتہ و بقول صاحب کنز ترجمہ این در ترکی آرمود باشد مؤلف گوید کہ امرت بفتح اول و کسر سوم بزبان سنسکرت ہر چیز نوش و شیرین را گویند و میوہ معروف را ہم و امروت بزیادت واو بمعنی میوۂ مذکور آمدہ پس بخیال ما (۱) اصل است و (۲) مبدلش کہ فارسیان تای فوقانی را بدال مہملہ بدل کنند ہمچون توت و تود اندین صورت (۱) لغت سنسکرت باشد کہ در فارسی مستعمل شد و (۲) مبدل و مفرس (اردو) امرود۔ مذکر۔ دیکھو ارہو۔

امروز بقول بہار و رشتہ معروف فرماید کہ بمعنی این زمان آرند مؤلف عرض کند کہ مبدل این روز است کہ نون بہ میم بدل شد چنانکہ کجین و کجیم و ما اشارہ این برآمد کردہ ایم (شانی تکلو ؎) امروز کسی نیست کہ در میکدہ عشق ؛ با شانی خون جگر آشام برآید (اردو) آج۔ بقول امیر۔ موجودہ دن (رشک ؎) قوت فردا کا رنج کیوں کھائیں ؛ آج

جس نے دیا ہے کل دے گا ؛

امروز داری بخور غم فردا مخور (مثل)

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بہ بیان توکل زنند کہ متوکلین غم فردا نخورند (اردو) دکن مین کہتے ہین "آج تو کھالو کل کا خدا مالک" "کل کی فکر آج نہ کرو" یہ متوکلین کی کہاوتین ہین۔

امروز را فردائی در پیش است (مثل)

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را برای تسکین کسی زنند کہ بحالت خواری و فلاکت توکلیف باشد و نیز در بیان نیرنگی دوران مرادف "نمیدانیم کہ فردا چہ می زاید" (اردو) دکن مین کہتے ہین "آج تو گزری کل دیکھو کیا ہوتا ہے" یعنی زمانے کی نیرنگی سے ہر وقت رنگ بدلتا رہتا ہے۔

(۱) امروز فردا | اصطلاح (۱)

(۲) امروز فردا کردن | بمعنی ہمدرین روزہا و با قرب زمان ورود باشد چنانکہ ظہوری گوید (ص۱) دکان مدعی امروز فردا تختہ خواہد شد؛ ببازار وفا بی مایہ رسوا ترو دمی گردد؛ (ولہ ص۱) زود می افتد زبان از کار وحشت غالبست؛ ہان ظہوری حال خود امروز فردا عرض کن؛ صاحب بحر و بہا ذکر (۲) کردہ گوید کہ بمعنی دفع الوقت و تعلل نمودن (صائب ص۲) لبش امروز فردا می کند در بوسہ دادن ہا؛ نمیداند ز خط چون دہنی کم فرصتی دارد؛ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند (اردو) (۱) آجکل - آجکل مین - آج ہی کل مین - امروز فردا مین - بقول امیر جلد اور بہت جلد (ناسخ ص۲) گر یہی ہین ترے ابرو کے اشارے قاتل؛ آجکل چلتی ہے تلوار ترے کوچے مین؛ (ظفر ص۲) جو ہمنشین رہے ان کے یہی

تو محفل سے ؛ ہماری ہوتی ہے موقوف آجکل
مین نشست ؛ (رند ۵) ڈالتا ہون کسی
جلاد کے پاتے تجھکو ؛ آجہی کل مین لگاتا ہون
ٹھکانا تیرا ؛ (فقرہ امیر) امروز فردا مین ناش
ہو جائیگی ؛ (۲) آجکل کرنا یا کرتے رہنا - امروز
فردا کرنا بقول امیر حیلہ حوالہ کرنا (نگہت ۵)
وائے قسمت جنپہ ہم مرتے رہے ؛ آجکل آرہی
ٹلے کرتے رہے ؛ (فقرہ امیر) ان سے کتاب
ملنا مشکل ہے امروز فردا کیا کرتے ہین"

(۱) امروزی | صاحب انند بحوالۂ
(۲) امروزینہ | فرہنگ فرنگ ذکر (۱
و ۲) کردہ فرماید کہ منسوب بہ امروز است
بہار ذکر (۲) کردہ مؤلف گوید کہ بمعنی صرف

امروز باشد (امیر خسرو ۵۲) ازان مہ نیست
امروزینہ این جور ؛ کہ دل بر دوستان دیرینہ
دارد ؛ حیف است کہ سند (۱) پیش نشد - و
معاصرین عجم از ہر دو ساکت (اردو) (۱) و
(۲) صرف آج - آج ہی - جیسے " نہ صرف
آج انہون نے ایسا کیا ہے - بلکہ وہ ہمیشہ ایسا
ہی کرتے ہین"

امر و نہی | استعمال - بمعنی حکم امور جائز و ممانعت
امور نا جائز است (انوری ۵۱) کاربند و منحرف
منقاد ؛ امر و نہی ترا قضا و قدر ؛ (اردو)
امر و نہی - اردو مین کہ سکتے ہین - یعنی احکام
جائز کے کرنے کا حکم اور امور نا جایز کی
ممانعت -

امساک | بقول بہار بمعنی وا ایستادن و نگاہداشتن و چنگ در زدن و باز داشتن مؤلف
گوید کہ بالکسر لغت عرب است و صاحب منتخب ذکر این کردہ فارسیان استعمال این (۱) بہ معنی
کشیدگی و (۲) بمعنی بخل و (۳) بمعنی دریغ کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب
سازند کہ در محققات می آید (ظہوری ۵۱) بہ صرفہ صرف کن امید حیات در ہجران ؛ امید

وصل ہمانست اندک امساکی ؛ سند معنی دوم و سوم بر امساک کردن می آید (اردو) امساک بقول امیر - عربی - مذکر (۱) رکاوٹ (امیر ؎) کرون جب ضبط رونے کو مکدر دل نہو کیونکر ؛ کہ طائر لوٹتے ہین خاک پر امساک باران مین ؛ (۲) بمعنی کنجوسی - خست (ناسخ ؎) زاہدا ہے فرق جتنا جود اور امساک مین ؛ جان اوتناہی تفاوت زہر اور تریاک مین (۳) دریغ - مذکر -

امساک بودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی کشیدگی بودن است (خسرو ؎) ابر را گفتم کہ چندین دور امساکت چہ بود ؛ گفت کز بہر رکاب شہ بدم در انتظار ؛ (اردو) امساک رہنا -

امساک پذیرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی کشیدگی قبول کردن است (ابوالفرج رونی ؎) سایۂ چتر تو نشگفت کہ چون خرمن مہ ؛ زیر چتر تو امساک پذیر د زہوا ؛ (اردو) کشیدہ رہنا - رکا رہنا -

امساک دانستن | استعمال - از بخل واقف بودن - صاحب آصفی ذکر این کردہ (خرین اصفہانی ؎) ساقی کف فیاض تو امساک ندانند ؛ مگذر زمن تشنہ جگر گرم خدا را ؛ (اردو) امساک جاننا - امساک سے واقف ہونا جیسے "اونکا دست کرم امساک جانتا ہی نہین"

امساک کردن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی دریغ کردن است و بہ معنی مجازی باز داشتن باشد (واہب صفاہانی ؎) سرچہ باشد کہ من از تیغ تو امساک کنم ؛ ترسم آنرا گرہ خاطر فتراک کنم ؛ و (۲) بمعنی بخل کردن (ظہوری ؎) دیدہ در گریہ می کند ہر اشک ؛ گر تو در خندہ می کنی امساک ؛ (اردو) (۱) دریغ کرنا (۲) امساک کرنا - بخل کرنا -

امسال | بالکسر بقول صاحب انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بمعنی این سال مؤلف گوید که لغت فارسی است از قبیل امروز که گذشت مبدل اِنسال و انسال مخفف این سال که تبدیل نون با میم در فارسی آمده همچون کجین و کجیم - ما اشاره این بر کلمه آم کرده ایم (انوری ۵) گشته بر امروزت ازوی ملکت افزون ؛ باد چون امروز و دی امسال و پارت ؛ (اردو) - امسال بقول امیر فارسی - مذکر ابکی برس (صبا ۵) دشت وحشت کا علاقه مجھے امسال ہوا ؛ داغ سودا صفت نیرا قبال ہوا ؛

(۱) امشاسپند | (۱) بقول برهان و جهانگیری و سروری و سراج با شین معجمه و سین بی نقطه و با ے

(۲) امشاسفند | فارسی بروزن سیلاب کند - فرشته و ملک را گویند و (۲) مراد فش صاحب ناصری فرماید که امهوسپند و امهوسفند که می آید آن هم مرادف این است که آنرا سروش هم گویند (بهرام پارسی یزدانی ۵) زامشاسپند آنکه بگزیده تر ؛ نبود یک یزدان پسندیده تر ؛ مؤلف گوید که بتحقیق ما اصل این (مه اسفند) بود بکسر اول که مه بالکسر بزرگ را گویند و اسفند در زند و پازند قدرت حق و روشنی و (بقول خان آرزو در سراج) نام فرشته موکل برنارپس (مه اسفند) بزرگ فرشته موکل برنار و مجازاً مطلق فرشته باشد - فارسیان بقاعدهٔ خود الف وصلی در اول این آوردند (امه اسفند) شد و بقاعدهٔ خود الف دوم را بواو بدل کردند همچون تاغ و توغ (اهوسفند) قرار یافت که بهمین معنی می آید که تبدیل فا به با می فارسی هم قاعدهٔ فرس است چنانکه سفید و سپید پس (اهوسفند) و (اهوسپند) هر دو صحیح باشد و اصل (امشاسپند) هم (مه اسفند) باشد که الف وصلی در اول این آمد و های هوز به شین معجمه بدل شد

چنانکہ پاہنگ و پاشنگ (واشتا سفند) مبدلش کہ ذکر تبدیل بای عربی و فا بالا گذشت ہمین است حقیقت این لغات مترادفہ (اردو) فرشتہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ خدا کے تعالی کا نورانی قاصد۔ ملک۔ ہاتف (ناسخ ؎) پر پروانہ ہے کیا شمع رخ جانان پہ گر فرشتہ بھی ادہر آئے تو شہپر جل جاے ؎

امشب | بقول بہار مشترک است در معنی شب گذشتہ و شب آیندہ۔ (میر خسرو ؎) خبرم شد است امشب بر یار خواہی آمد ؎ سر من فدای راہی کہ سوار خواہی آمد ؎ (سعدی ؎) امشب مگر بوقت نمی خواند این خروس ؎ عشاق بس نکردہ ہنوز از کنار و بوس ؎ مؤلف عرض کند کہ از قبیل امروز و امسال است کہ گذشت کہ اصل این امشب بود و امشب مخفف این شب۔ نون بہ میم بدل شد چنانکہ کجین و کجیم۔ ما اشارہ این بر کلمہ ام کردہ ایم و انچہ بہار مشترک این در شب گذشتہ و آیندہ بیان کند محل غور است از قرینہ کلام واضح می شود کہ در کلام خسرو فعل مستقبل برای شب آیندہ آمدہ و از کلام سعدی شب موجودہ و حال۔ اما شب گذشتہ را امشب نمی گویند چنانکہ بہار خیال کردہ ما در کلام عرفی و ظہوری ہم سند این یافتہ ایم و از ان ہم شب گذشتہ ظاہر نمی شود بلکہ معلوم میشود کہ کلام شاعر در شبی واقع شدہ کہ ذکرش بمیان آمدہ (عرفی ؎) عرفی بہین فسردگی کشت ماہتاب ؎ امشب کہ در بغل نہادیم شیشہ را ؎ (ظہوری ؎) رہ احوال ما کو یا منجّی می زند امشب ؎ کہ طور دیگر افغان از نہاد چنگ می روید ؎ (اردو) آجکی رات۔ اس رات۔ مونث۔

امشب ہمہ شب چیچہ زدی حلوا کو (مثل)	صاحب احسن ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت

معاصرین عجم گویند "پچہ زدی چپچہ زدی حلوا کو" و صاحب احسن الفاظ (امشب ہمہ شب) زیادہ کردہ و تکرار چپچہ زدی را حذف فرمودہ معلوم میشود کہ در کلام استادی ہمچنین دیدہ باشد حیف است کہ ذکرش نہ کرد۔ بالجملہ حال فارسیان این را بحق کسی زنند کہ در کاری مصروف و منہمک باشد و نتیجہ آن ہیچ نہ برآید (اردو) دکن مین کہتے ہین "ہنڈیا مین ڈوئی چلے چکنے کو کچھہ نہ ملے تو مزا کیا" یہ کہاوت اوس مقام پر استعمال کی جاتی ہے جب کسی شخص کو کامون مین رات دن مصروف پائین اور ان کامونکا کچھ نتیجہ ظاہر نہو۔

امضا بقول بہار علامتی است کہ بر پشت خط و قبالہ نویسند و معنی لغوی آن گذرانیدن باشد **مؤلف** گوید کہ لغت عرب است بکسر اول و بقول منتخب بمعنی گذرانیدن و روان کردن فارسیان قدیم بمعنی حاصل بالمصدر یعنی اجرا استعمال کردہ اند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند و نیز علامتی یا دستخطی را امضا نام است کہ ہر حاکم بر پشت تحریری بحکم اجرای آن ثبت کند و معاصرین عجم این را بمعنی مہر و دستخط کردن آوردہ اند و نتیجہ آن ہم ہمان صاحبان رہنما و بول چال بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ اند (اردو) اجرا۔ مہر و دستخط کرنا۔ یا وہ علامت یا دستخط جو حاکم کسی تحریر کی پشت پر بحکم اجرا ثبت کرے۔

امضا دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی اشارہ یا علامت حکم اجرا کردن و نوشتن باشد (شانی مشہدی ؎) گر زدیوان قضا حکم نجاتی آیدم ؛ نیست مجرا گر نہ بر طبعش رضای من نباشد مخفی مباد کہ مُجرا بالضم بمعنی روان کردہ شدہ و

اصطلاح دفاتر فارس جاری کردہ شدہ وطبع بمعنی مہر نہادن برنامہ وکنایہ از جاری کردنش کہ بمعنی اجرا است و امضا بمعنی مہر و دستخط کردن و نیز بمعنی علامتی است کہ بر پشت کاغذ برای جاری کردنش نویسند (اردو) کسی تحریر کی اجرائی کے لئے حکم کرنا یا اشارہ کرنا۔

امضا ساختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی جاری و نافذ کردن است (نظیری نیشاپوری ؎) از فتوت کردہ جرم دشمن غدار عفو ؛ گرچہ غدر باطنی را دشمن امضا ساختہ ؛ (اردو) جاری اور نافذ کرنا۔

امعاسین بقول برہان بفتح اول وسکون ثانی وعین بی نقطہ بالف کشیدہ وسین بی نقطہ بہ تحتانی رسیدہ و بنون زدہ بلغت رومی آب غورہ را گویند و بعربی ماء الحصرم ماذکر آب غورہ در محمودہ کردہ ایم صاحب محیط بر امعاسین فرمایدکہ آب غورہ انگور باشد (اردو) دیکھو آب غورہ۔

امغیلان بقول برہان بفتح اول وضم ثانی وفتح غین نقطہ دار وسکون تحتانی ولام بالف کشیدہ وبنون زدہ نام درختی است معروف ومشہور بمغیلان گویند خصوص مکی را از برگ آن میسازند وآنرا بعربی شوکۃ المصریہ خوانند وبتشدید ثانی ہم بنظر آمدہ۔ صاحب محیط بر مغیلان فرمایدکہ اسم فارسی است و مادر غولان ہم و بعربی ام غیلان و اغلب کہ مغیلان مفرس باشد از ام غیلان وعوام عرب آنرا طلح واہل بادیہ سمر و بسریانی قنیا نامند وبسبب بودن صمغ آن سرخ مثل رنگ خون جالینوس آنرا شجرۃ حائضہ نامیدہ و بہندی ببول وکیکر نام است وآن درختی است خاردار و بنسبت آن اکثر صحراہا و دامن ہای کوہ و دو قسم ہا باشد

بالجملہ جمیع اجزای این سرد و خشک و رد وم و بقول بعضی گرم و رد و م قابض و مجفف - نافع ثوران خون و مانع خون و اقسام سیلان مواد مرمنہ بدن از ہر جا کہ باشد و منافع بسیار دارد مؤلف گوید کہ عجبی نیست کہ فارسیان مغیلان را بزیادت الف وصلی در اولش امغیلان کردہ باشند یا ام مغیلان را بحذف تشدید استعمال کردہ باشند ولیکن درین صورت ضرور بود کہ میم مکسور باشد قیاس اول غالب است و جا دارد کہ از ام مغیلان الف اول را حذف کردہ بہ تصرف حرکت میم یعنی بہ تبدیل کسرۂ میم بہ ضمہ مغیلان بطور مفرس کردند و پس ازان الف وصلی در اولش آوردہ امغیلان ساختند و ہمین است خیال صاحب محیط (اردو) ببول - بقول آصفیہ ہندی - اسم مذکر - ایک خاردار درخت جسے ہندی مین کیکر اور فارسی مین مغیلان کہتے ہین - اسکی چھال سے چمڑا رنگتے اور شراب کا خمیر اٹھاتے ہین -

امکان بقول بہار بمعنی دست دادن و جائز و ممکن شدن فرماید کہ بالفظ داشتن مستعمل **مؤلف** عرض کند کہ لغت عربست بکسر اول و بقول منتخب بمعنی دست دادن فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی مقدرت کنند و برای معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند (صائب ؎) ہیچ لب زیر فلک بی نالہ جانکاہ نیست ؛ تار و پود عالم امکان بغیر از آہ نیست ؛ (انوری ؎) سلطان داد و دین کہ ز تمکین قدر دست ؛ در حل و عقد قدرت و امکان روزگار ؛ (اردو) امکان - بقول امیر (عربی) مذکر - مجال - طاقت - مقدور - مقدرت (رند ؎) امکان کیا جو الفت گیسو و رخ چھٹے ؛ دیدے جو کوئی حاصل چین و عرب مجھی ؛ (فقرہ امیر) میرے امکان مین ہوتا تو آج موتیون سے منھ بھر دیتا"

امکان بودن استعمال - یعنی ممکن بودن است چنانکہ ظہوری گوید (ے) امکان نزوش مباد بر کس ؛ الّا کہ ترا اختیار باشد ؛ (اردو) ممکن ہونا۔

امکان داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ یعنی ممکن بودن است (عرفی ے) حد ما از زبان دیگر نیست ؛ زمن ایں گفتگو امکان ندارد ؛ (انوری ے) نہ منتقم زانکہ امکان ندارد ؛ چو خلق عدم علت انتقامست (اردو) ممکن ہونا۔

انکہ بقول صاحب شمس لغت فارسی است بفتح یکم و سیوم نابینای مادرزاد و آنکہ جای چشم ندارد۔ دیگر کسی از محققین با او نیست و نہ سند استعمال پیش شد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو اعمی فطری۔

املا بقول بہار یعنی فروگذاشتن و مہلت دادن و از یاد چیزی نوشتن و پرگردانیدن فرمایہ بالفظ کردن مستعمل مؤلّف گوید کہ لغت عرب است بہ کسر اول و فارسیان ایں را یعنی حاصل بالمصدر یعنی تحریر استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکّب سازند کہ در لحقات آید (اردو) املا۔ بقول امیر۔ (عربی) مذکّر۔ رسم الخط کے موافق لکھنا۔ جیسے (فقرہ امیر) مرزا صاحب کا املا تک درست نہیں ہے " آپ فرماتے ہیں کہ رشک نے مونث بھی کہا ہے (ے) نامہ جانان ہے یا لکھا مری تقدیر کا ؛ خط کی انشا اور ہے لکھنے کی املا اور ہے ؛ مؤلّف عرض کرتا ہے کہ فقرۂ امیر میں املا بہ معنی تحریر مستعمل ہے لیکن وہ مخصوص ہے رسم الخط کی مطابقت کے ساتھ اور فارسیوں نے مطلقاً بمعنی تحریر اسکا استعمال کیا ہے۔

املاق بقول برہان و جامع بکسر اوّل و سکون ثانی و لام بالف کشیدہ و بقاف زدہ نام ولایتیست از ترکستان۔ صاحب سروری این را بہ لام دوّم و میم سوّم آوردہ۔ صاحب

مؤید بذیل لغات عربی نوشتہ فرماید کہ صاحب شرفنامہ این را ترکی گفتہ مؤلف گوید کہ محققین ترکی زبان ازین ساکت اند و جادارد کہ نام اصلی این ولایت بہ لام دوم و میم سوم باشند چنانکہ قول صاحب سروری است و الماق لغت ترکی است بمعنی احاطہ (کذا فی الکنز) پس فارسیان بکثرت استعمال تقدیم و تاخیر یک حرف کردہ باشند کہ مقلوب بعض در زبان فارسی آمدہ ہمچون اسطخر و استرخ و آفزار و افزار و افلدہ و الفدہ ولیکن محققین ترکی الماق را ہم نام ولایتی نہ نوشتہ اند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) الماق ترکستان کی ایک ولایت کا نام ہے۔

املا کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نوشتن است مطلقاً (صائب ؎) ز دل مجموعہ ہر روز املا میتوان کردن ؛ ازین یک قطرہ خون صد نامہ انشا می توان کردن ؛ (ہاتفی جامی ؎) بفرمود تا بر نقیض نخست ؛ یکی نامہ املا نمودند چست ؛ (اردو) لکھنا تحریر کرنا۔

املہ بقول صاحب شمس لغت عربی و فارسی است بالفتح نام میوہ ایست کہ بہندش آملہ گویند۔ صاحب ضمیمہ برہان گوید کہ ہمان آملہ کہ در ممدودہ گذشت و صاحب مؤید فرماید کہ املہ بزیادت تحتانی بعد میم فارسی آملہ باشد مؤلف عرض کند کہ ما تعریف این در ممدودہ کردہ ایم ممدودہ و مقصورہ چیزی نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامیست اصل این آملا با الف ممدودہ و الف در آخر لغت سنسکرت است کہ بقول صاحب ساطع چیزی است کہ آن را در عربی آملج و در فارسی آملہ گویند و ہم او گوید کہ آمل بالفتح در سنسکرت ترش حامض را گویند۔ بخیال ما فارسیان لغت سنسکرت آملا را بہ تبدیل الف با ہای ہوز آملہ کردہ اند ہمچون باسلہ یاسہ و جادارد کہ املہ

بمقصورہ مرکب باشد از لغت سنسکرت امل وہای نسبت ونام ثمر معروف قرار یافتہ کہ ترش حامض است (اردو) دیکھو آملہ۔

امّ ملدم اصطلاح۔ بقول بحر بکسر میم دوم و سکون لام وفتح دال کنیت تپ دائمی کہ مادر مرگ است مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است از ہر دو لغت عربی یعنی امّ بضم اول وتشدید میم بمعنی اصل ومادر گذشت وملدم بقول منتخب بالکسر بمعنی مرد فربہ وسنگ کہ بدان خستہ خرما کوبند جہت علف ستور پس معنی لفظی این اصل یا مادر سنگے است کہ بدان گزند رسد وکنایہ از تپ دائمی کہ انسان را بمرگ رساند نمیدانیم کہ صاحب بحر این را بمعنی مادر مرگ چگونہ گرفت کہ ملدم بمعنی مرگ نیامدہ در محاورۂ عرب ہم این اصطلاح بہمین معنی مستعمل است وفارسیان ہم استعمال این کنند (اردو) دائمی تپ موٹ

امن بقول بہار بی ہراس شدن فرماید کہ فارسیان (ا) بمعنی امین وبی ہراس استعمال کنند مؤلف گوید کہ لغت عربست بالفتح۔ صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر کنند کہ بی ہراسی وامنی واطمینان باشد وبرائے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند (انوری ے) ہمش بگیطۂ امن اندرون وحوش وطیور ٭ ہمش بسایۂ احسان درون رجال ونسا ٭ (ولہ ے) مرغ در سایۂ امن تو پر دگر دہوا ٭ وحش از نعمت فضل تو چر دگر دکنام ٭ آنچہ بہار استعمال این بمعنی امین و بی ہراس گفتہ سندش از کلام صائب است وہم او گوید کہ امن تر بجائے امین تر مستعمل (ے) در دسر تا نہ کشی صائب ازین بیخبران ٭ گوشۂ امن تر از خلوت خاموشی نیست (ولہ ے) از زہر چشم سنگدلان امن نیستم ٭ چون پستہ در لباس بود نوشخند ما ٭ مؤلف گوید

کہ در کلام اول صائب امن بمعنی بی ہراسی است موافق قیاس یعنی گوشۂ امن (مرکب اضافی) بمعنی گوشۂ بی ہراسی واطمینان مستعمل و در کلام دومش ہم امن بمعنی بی ہراسی واطمینان آمدہ واضح باد کہ در کلام صائب تر بمعنی بہ ولطیف است پس در معنی شعر ضرورت ندارد کہ امن را بمعنی امین گیریم البتہ در مرکبات امن کہ در ملحقات آید امن بودن وشدن را فارسیان بمعنی امین بودن وشدن آوردہ اند وصراحت معنی آن ہمدرانجا کنیم کہ فارسیان مصدر را بمعنی مفعول استعمال کنند چنانکہ خلق را بمعنی مخلوق گیرند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ (۲) امن و آمنہ بمعنی تودۂ ہیزم وپشتہ وامثال آن ومن مخففش آمدہ واز ہمین مرکب است خرمن بمعنی تودۂ بزرگ وبمدہ نیز (انتہی) مؤلف عرض کند کہ امن و آمنہ در حمدودہ گذشتہ است وسند استعمالش ہم ہمدرانجا مذکور ولیکن استعمالش بہ مقصورہ از نظر ما نگذشت حیف است کہ خان آرزو سند استعمال این پیش نکرد۔ بای حال امن و آمنہ باشد یا امن و آمنہ در ہر دو الف وصلی است واصل این ہر دو یعنی من باشد کہ بمعنی تودۂ ہر چیز بجایش می آید وخرمن مرکب از ہمین است وشک نیست کہ ہای ہوز در آخر آمنہ و آمنہ زائد است یا برای نسبت۔ دیگر ہیچ (اردو) (۱) امن بقول امیر (عربی) مذکر۔ بمعنی پناہ حفاظت (آتش ۵) امن مین رکھتی ہی جو رخ سے وارفتگی ۔ منزل ہستی مین اندیشہ نہین سیلاب کو ۔ آپ ہی نے امن چین۔ امن وامان بمعنی آرام واطمینان کہا ہی۔ (۲) دیکھو آمن اور آمنہ۔

امن آباد	اصطلاح۔ بقول بحر بمعنی جائے امن است یعنی آبادی امن دارندہ اسم فاعل	

ترکیبی (اردو) امن اور اطمینان کی جگہ کو امن آباد کہہ سکتے ہین۔

امن بودن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ایمن بودن است بہار اشارۂ اینمعنی بر لفظ امن کردہ مؤلف عرض کند کہ این از قبیل خلق است کہ بمعنی مخلوق مستعمل و جا دارد کہ کلمۂ در را محذوف گیریم (نجات اصفہانی ؎) از گوشمال برق حوادث مباش امن ؛ خود را چو موم مہر بہمیان زر مبند ؛ (اردو) مطمئن ہونا۔ مطمئن رہنا امیر نے لفظ ایمن پر ایمن ہونے کی سند دی ہی (ناسخ ؎) دل مین ایمن ہو نہ خونخوار و جو دشمن ہے ضعیف ؛ مورچہ دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو ؛

امن خواستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی طلب امن کردن است (سلمان ساوجی ؎) امن از جہان مخواہ کہ میر اجل درو ؛ ہرگز ندادہ است کسی را بجان امان ؛ (اردو) امن چاہنا۔ امن طلب کرنا

امن داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی محفوظ و مطمئن بودن است (خزین ؎) بی بادہ شہر ہستی امن و امان ندارد ؛ بغداد خط جامہ دار السلام گردان ؛ (اردو) محفوظ ہونا۔ امن مین رہنا۔ اطمینان رکھنا۔

امن شدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ایمن شدن است بہار اشارۂ این بر لفظ امن کردہ مؤلف عرض کند کہ از قبیل خلق است کہ بمعنی مخلوق مستعمل و جا دارد کہ کلمہ در محذوف گیریم (صائب ؎) ذوق حیرانی بداد چشم خون پالا رسید ؛ سینہ خم امن شد از جوش چون صہبا نشست ؛ جا دارد کہ در مصرع دوم امن را مجازاً بمعنی مقام امن گیریم (اردو) ایمن ہونا۔ بے فکر ہونا مطمئن ہونا۔ محفوظ ہونا۔ دیکھو امن بودن چیپر

ایمن ہونا کی سند ہے۔

امن شستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی از دست دادن امن واختیار کردن خطرہ و در خطر افتادن است (خسرو ؎) ایمنی امت از آنگونہ جست ٭ کامن خود از آمنۂ خود نشست (اردو) بے امن ہونا۔ خطرے مین پڑنا۔

امن کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امن دادن و مطمئن و محفوظ کردن است (صائب ؎) می کند کار خرد نفس چو گردید مطیع ٭ زرد چون شحنہ شود امن کند عالم را (ظہوری ؎) دوران ببزم امن ظہوری بجام کرد ٭ خونتابہ کہ از دم تیغ خطر چکید ٭ (اردو) امن عطا کرنا۔ محفوظ و مطمئن کرنا۔ پناہ دینا۔

امن و امان استعمال۔ ہر دو لغت عربیست مرادف یکدیگر فارسیان بمعنی اطمینان و بیخوفی استعمال کنند سند این بر امن داشتن گذشت (انوری ؎) زان پس کہ قضا شکل دگر کرد جہان را ٭ وز خاک برون برد قدر امن و امان را (اردو) امن و امان بقول امیر۔ مذکر۔ حفظ و امان۔ حفاظت بچاؤ۔ اطمینان و آرام (منیر ؎) یہ اسکے عہد مین امن و امان حاصل ہے دنیا کو ٭ کہ آتی ہے نظر جمعیت دلکی فراوانی ٭ (نثر) شہر مین امن و امان ہے۔

امنہ بقول برہان و جامع بفتح اول و ثانی و نون۔ پشتۂ ہیزم را گویند۔ خان آرزو در سراج ذکر این کردہ و در محمودہ ہم گذشت و این ہمانست کہ حقیقت این بضمن لفظ امن بر معنی دوم مذکور شد (اردو) دیکھو آمنہ اور امن کے دوسرے معنی۔

امن یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن اطمینان و پناہ

باشد (طالب آملی ؎) جگر از کاوش آن غمزہ پناہی می جست ؛ ہیچ جا امن تراز خانۂ زنبور نیافت ؛ (اردو) امن پانا ۔ جیسے ۔ ہم نے وہاں ہر قسم کا امن پایا ؛

(۱) **امنیّت** بقول صاحب منتخب بالفتح وتشدید یا وتائے مدورہ لغت عربست بمعنی ایمنی و بالضم وتشدید یا دروغ وآرزو ومراد وکتاب خواندن ۔ امانی جمع این ۔ صاحب انند ہم ذکر معانی بالا کردہ وصاحب غیاث ہم این را آوردہ ۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات بر امن فرماید کہ مصدر عربیت وفارسیان یائے تحتانی مشدّد وتائے مصدری بآن الحاق کردہ امنیّت ساختند چنانکہ در عربی یائے مشدد وتائے تانیث برائے معنی مصدری در آخر صفات آید ہمچون قابلیّت ومقبولیّت وفی الحقیقت امنیّت در کلام عرب نیامدہ وفرمایند کہ میر عبد الرشید تتوی در منتخب اللغات بر معنی ایمنی غور نکردہ بر شہرت اکتفا کردہ کہ در قاموس واشال آن این لغت یافتہ نمیشود **مؤلف** گوید کہ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند وصاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ (ظہوری ؎) ظہوری این سخن باور ندارد ؛ کہ در ملک خطر امنیّتی ہست ؛ و با مصدر دادن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(۲) **امنیت دادن** ہم بمعنی امن دادن مستعمل (نظیری نیشاپوری ؎) ظہور حسن تو امنیّتی بدوران داد ؛ کہ پادشہ زرعیّت نمی ستاند باج ؛ (اردو) (۱) دیکھو امن (۲) امن دینا ۔ اطمینان دلانا ۔ بی خوف کر دینا ۔ مطمئن کر دینا ۔

امور بضم اول ودوم لغت عرب است جمع امر ۔ صاحب منتخب بر آمر گوید کہ بالفتح کار وواقعہ وحادثہ وامور جمع آن وبمعنی فرمودن وفرمان واوامر جمع آن ۔ **مؤلف** گوید کہ

فارسیان استعمال این بمعنی کارہا کنند و با لغات فرس مرکّب ہم سازند کہ در ملحقات آید۔
(انوری ؎) تا ہست علوم را مبادی ؛ تا ہست امور را عواقب ؛ حکم تو ہمیشہ باد باقی ؛
عزم تو ہمیشہ باد ثاقب ؛ (ولہ ؎) آنکہ عدلش در انتظام امور ؛ شکل پروین دہد بہفت
اورنگ ؛ (اردو) امور بقول امیر۔ امر کی جمع (نواب میرزا شوق ؎) آگے تو
یہ نہ تھا ترا دستور ؛ کس سے سیکھے ہیں اسطرح کے امور ؛

امور خارجہ استعمال۔ مرکّب توصیفی بقول صاحب بول چال و رہنما۔ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی کاروبار متعلقۂ سلطنت ہاے غیر (اردو) غیر ممالک کے کاروبار۔ مذکّر۔

امور دیدہ استعمال۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی کار آزمودہ **مؤلف** گوید کہ از قبیل جہان دیدہ باشد حیف است کہ سند استعمال این پیش نشد معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) کاروبار سے واقف

امور کلّی اصطلاح۔ مرکّب توصیفی۔ بقول صاحب بحر آنکہ موجود باشد در عقل و معدوم باشد در خارج یعنی در خارج ذاتی نباشد کہ او را حیات و علم نام نہادہ شود (اردو) امور کلّی وہ ہین جو عقل مین موجود ہون اور خارج مین معدوم جیسے حیات اور علم۔

اموس بقول برہان و جامع و انند بفتح اول و ضم ثانی و سکون واو و سین بے نقطہ و تحتانی باشد کہ بر روی نان پاشند و آنرا نانخواہ نیز گویند و با ہمزۂ ممدودہ ہم بنظر آمدہ۔ صاحب انند صراحت کردہ کہ این اسم جامد فارسی زبان است۔ **مؤلّف** گوید کہ این ہمانست کہ تعریف کاملش بر المناگذشت (اردو) اجوائن۔ مؤنث۔ دیکھو۔ الساء۔

اموسنی بفتح اول وسکون ثانی وکسر واو وسین بے نقطہ ساکن ونون بہ تحتانی رسیدہ دوزن را گویند کہ یک شوہر داشتہ باشند ہر یک مرد یگری را اموسنی بود۔ صاحب جامع گوید کہ این را وسنی وہنود ہم گویند **مؤلف** عرض کند کہ ہمین لغت در محمدودہ گذشت بہ معنی انباغ۔ صاحب انند صراحت فرماید کہ لغت فارسی است ومحققین ترکی وسنسکرت وعربی ازین سالکت اند بخیال ما وسنی کہ بہمین معنی می آید مخفف این باشد وجا دارد کہ اصل این موسنی باشد کہ وضع شد از لغت سنسکرت یعنی موسنا کہ بقول صاحب ساطع بمعنی غضب کردن وبزور گرفتن آمدہ۔ عجبی نیست کہ فارسیان الف آخرش را بطریق امالہ بدل کردند بہ تحتانی ونام نہادند برائے انباغ کہ غضب باہمی شان معروف است وپس ازان الف وصلی در اول این آوردہ اموسنی کردند واعراب موجودہ نتیجۂ استعمال است کہ با اصلیت ہیچ تعلّق ندارد واللہ اعلم (اردو) دیکھو آموسنی۔

امّہات بقول صاحب انند بضم اول ومیم مشدّد مفتوح لغت عربست بمعنی مادران جمع امّہۃ واین لغتی است در اُمّ کہ بمعنی مادر گذشت واستعمال امّہات در انسانست۔ صاحب صراح ہم ذکر این کردہ۔ فارسیان استعمال این ترکیب کنند کہ در ملحقات آید (اردو) مان کی جمع۔ مائیں۔ مونث۔

امّہات اسما اصطلاح۔ بقول صاحب بحر وبہار وانند اسمائے اربعۂ الٰہی کہ اول وآخر وظاہر وباطن است۔ **مؤلف** گوید کہ مرکّب است از ہر دو لغات عربی زبان۔ مرکّب اضافی۔ معنی لفظی این اصل ومادرہائے جمیع اسما باشند وکنایہ از اسمائے اربعۂ الٰہی کہ بالا مذکور شد

ازمحققین عرب صاحبان صراح ومحیط المحیط این راترک کردہ اند وصاحب محیط المحیط بر امہات گوید کہ نزد صوفیہ برائے اول وآخر وظاہر وباطن مستعمل پس جز این نیست کہ فارسیان این اصطلاح را باضافت امہات بسوی اسماء قرار دادہ اند (اردو) امہات اسما۔ کنایہ ہے چار اسمائے آلمی سے یعنی اول وآخر وظاہر وباطن۔

امہات سفلی اصطلاح۔ بقول صاحب بحر(۱) عناصر اربعہ و (۲) طبقات زمین۔ بہار بر معنی اول قانع وصاحب اند باصاحب بحر متفق و صاحب محیط المحیط بر (الامہات السفلیہ) گوید کہ عناصر اربعہ باشد وبس۔ بخیال ما فارسیان ہمین اصطلاح عربی را بترکیب فارسی قرار دادند ومعنی دوم اضافہ کردند وشک نیست کہ این اصطلاح از ہر دو لغت عرب مرکب توصیفی است ومعنی حقیقی این اصل یا مادرہائے سفلی وکنایہ باشد از ہر دو معنی کہ بالا مذکور شد (اردو) امہات سفلی۔ کنایہ ہے (۱) چار عنصر اور (۲) طبقات زمین سے۔ اور چار عنصر سے مراد۔ آگ۔ پانی مٹی۔ ہوا۔ دیکھو اسطقسات۔

امہات علوی اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و بہار (۱) علوم (۲) عقول (۳) نفوس (۴) ارواح۔ صاحب اند را باصاحب بحر اتفاق۔ صاحب محیط المحیط بر (الامہات العلویہ) گوید کہ عقول ونفوس وارواح باشد **مؤلف** گوید کہ فارسیان ہمین اصطلاح عرب را بترکیب توصیفی در فارسی گرفتند کہ مرکب از ہر دو لغت عرب است ومعنی اول زیادہ کردند ومعنی حقیقی این اصل یا مادرہائے علوی وکنایہ باشد از ہر چہار معنی بالا (اردو) امہات علوی سے (۱) علوم (۲) عقول (۳) نفوس (۴) ارواح مراد ہیں اور یہ کنایہ ہے۔ اور چاروں مذکر مستعمل ہیں۔

امہوسپند بقول برہان وناصری وجامع وجہانگیری وسروری ہمان امشاسپند کہ گذشت و

امہوسفند ماصراحت ماخذاین ہر دو ہم ہمدرانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو امشاسپند۔

امی بقول بہار بضم وتشدید میم (۱) آنکہ پدرش بمیرد واز تربیت پدر محروم بودہ در کنف مادر یا قابلہ و دایہ پرورش یابد۔ درعرف ناخواندہ و بے سواد **مؤلف** گوید کہ لغت عربست وبقول صاحب منتخب آنکہ خواندن یا نوشتن نتواند یا آنکہ برخلقت امی باشد کہ کتاب نخواندہ باشد و (۲) لقب خاص نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم فارسیان استعمال این کنند و بترکیب فارسی مرکّب ہم۔ (نظامی ۵) پس آنگہ قلم برعطارد شکست ؎ کہ امّی نگیرد قلم را بدست ؎ (اردو) امی۔ (۱) بقول امیر (عربی) یاے نسبت کے ساتھ وہ شخص جس کا باپ بچپن مین مرجاے فقط مان اوسکی پرورش کی متکفّل ہو اور وہ اسی وجہ سے علم نہ حاصل کر سکے۔ مجازاً بے لکھا پڑھا آدمی۔ اور (۲) خاص آنحضرت صلی اللہ وسلم کا لقب۔ آپ کے والد بزرگوار نے آپ کی ولادت سے کچھ روز پہلے انتقال فرمایا اور بچپن ہی مین والدۂ محترمہ بھی راہی ملک بقا ہوئین اور آپ عالم علم لدنّی ہوئے لکھنا پڑھنا کسی سے سیکھا نہین اس مین حکمت الٰہی یہہ تھی کہ استاد کو آپ پر فضیلت نہو۔ (اسیر ۵) امی لقب وزبان سفینہ ؎ ناخواندہ وصد کتب بسینہ ؎

(۱) امیا بقول برہان وناصری وسروری وجامع وجہانگیری (۱) بروزن دریا و (۲)

(۲) امیان بروزن ہمیان کیسۂ زر باشد وہم او بر ہمیان صراحت کند کہ کیسۂ باشد طولانی کہ بر کمر بندند و بعربی صرّہ خوانند (از سروری ۵) از تمناے خاک آنحضرت ؎ خاک گشتہ ایم امیانہا ؎ خان آرزو در سراج گوید کہ (۱) مخفّف (۲) وہمیان کہ می آید مبدل امیان

کہ الف بہ ہا بدل شود **مؤلف** عرض کند کہ ماخذ این ہم میان است از قبیل ہمدم و ہمراز کہ ہم افادۂ معنی معیت کند و بدین وجہ کہ این کیسۂ دراز را بر میان بندند این را ہم میان نام کردند بکثرت استعمال یک میم حذف شدہ ہمیان شد و ہای ہوز را بہ الف بدل کردہ امیان کردند چنانکہ انباز و ہمباز و امیان بہ تخفیف نون امیا شد (**اردو**) ہمیانی مؤنث۔ دیکھو اپر انداخ۔

امید بقول بہار ترجمۂ رجا و امل است۔ بستہ۔ بلند۔ دراز۔ فربہ۔ مردہ از صفات و زنجیر از تشبیہات اوست (ظہوری ؎) بباز وی دل روز غم می برم ہ کہ زنجیر امید در ہم درم ہ صاحب ضمیمۂ برہان ہم این را بمعنی چشم داشتن نوشتہ و مقصودش از حاصل بالمصدر باشد کہ چشمداشت است۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی است صراحت فرماید کہ لغت فارسی است **مؤلف** گوید کہ اسم جامد فارسی زبان کہ استعمال این بہ تشدید میم و تخفیف آن ہر دو آمد (ظہوری ؎) امید کہ سرگشتہ چو زہاد نہ مائیم ہ بر بوے میت مست سراغ است دل ما ہ (ولہ ؎) امید سلسلہ و گردن اسیران است ہ چنان بمرگ ز جور فراق بگریزند ہ (انوری ؎) ہلالی را کہ بر گردون نسبت ہ ز تو امید صد جاہ و جلال است ہ (ولہ ؎) چرا فروغ نیابد ہوای سال امید ہ گر آفتاب ہنر رفت در دو پیکر جود ہ (**اردو**) امید بقول امیر (فارسی) مؤنث۔ آس۔ توقع۔ آرزو۔ خواہش۔ (داغ ؎) بے طرح پھیلا ہے ان زلفوں کا جال اب امید رستگاری اٹھ گئی ہ (غالب ؎) کوئی امید بر نہیں آتی ہ کوئی صورت نظر نہیں آتی

امید آزمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی امتحان و آزمایش امید کردنست یعنی دانستن کہ امید چہ چیز است (عرفی ؎) ز عفو و حلم تو دلہا بغایتی جمعست

که معصیت نه امید آزموده است نه بیم ؛ (اردو) امید کا امتحان کرنا۔ جاننا۔

امید آوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی امید را در دل جا دادن و نا امید نبودن است (شرف منیری ۵) چون خود گفتی که نا امیدی کفر است ؛ فرمان تو برم وامید آوردم ؛ (اردو) امید حاصل کرنا امید رکھنا ؛

امید افکندن بچیزی استعمال۔ بقول بہار معروف۔ صاحب آصفی ذکر (امید بستن) کرده **مؤلف** گوید که امید خود را وابستہ کردن بچیزی یا بکسی باشد۔ باید که این مصدر اصطلاحی را (امید افکندن بچیزی و بکسی) قائم کنیم (فرخی سیستانی ۵) چو زیر گشتم و نومید گشتم از همه خلق ؛ امید خویش فکندم بدستگیر جهان ؛ سند پیش شده متعلق است به (امید فکندن) وعیبی ندارد که فکندن و افکندن هر دو یکی است (اردو) امید کو کسی چیز یا شخص سے وابستہ کرنا جیسے میری امیدیں اون سے وابستہ ہے یا اون کی بارگاہ سے وابستہ ہے۔

امی دانا بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ کنایہ از حضرت نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (اردو) امی دانا کنایہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

امید باریدن مصدر اصطلاحی بمعنی باریدن امید که ادعائے شاعریست وکنایہ از ظاہر شدن امید چنانکہ ظہوری گوید (۵) ز اشک نا امیدی گرچہ دریا کرده ام صحرا ولی از ابر کے هر امیدی آب امیدی بارد (اردو) امید برسنا

امید بخش اصطلاح۔ بقول صاحب انند بحوالۂ مظہر العجائب بمعنی بخشندۂ امید وکنایہ از حق سبحانہ تعالی **مؤلف** گوید که اسم فاعل ترکیبی است ومتعلق بامصدر (امید بخشدن) بمعنی امید پیدا کردن (اردو) امید بخش کنایۃً حق سبحانہ تعالی کو کہہ سکتے ہین۔ یعنی دل مین امید پیدا کرنے والا۔

امید برآمدن استعمال صاحب آصفی و بہار

(امید م)

ذکر این کرده که بمعنی حاصل شدن امید باشد۔ (سعدی ؎) امید بسته برآمد ولی چه فائدہ زانکہ امید نیست کہ عمر گذشتہ باز آید ؎ (اردو) امید برآنا بقول امیر۔ آرزو پوری ہونا مقصود حاصل ہونا (انشا ؎) میری امید برآتی ہے اب انشاء اللہ ؎ کون سی چیز ہے اللہ کے جو گھر میں نہیں ؎

امید برآوردن استعمال۔ بہ تمنائے دل کامیاب کردن مرادف آرزو برآوردن است کہ در ممدودہ گذشت صاحب آصفی ذکر این کرده (سعدی ؎) طلبگار خیر است و امیدوار ؎ خدایا امید یکہ دارد برآر (اردو) امید برلانا آرزو برلانا۔ دیکھو آرزو برآوردن۔

امید برچیدن مصدر اصطلاحی یعنی دور کردن و نداشتن امید باشد (ظہوری ؎) امید خندہ برچین از لب خشک ؎ کہ مہر گریہ بر چشم تر افتد ؎ (اردو) امید نرکھنا۔

امید برخاستن استعمال۔ صاحب آصفی

(۱۸۳۵)

و بہار ذکر این کرده کہ بمعنی نومید شدن و باقی نبودن امید باشد (فغانی شیرازی ؎) بلبلم در مضیق خارستان ؎ کہ امیدم ز گلستان برخاست (اردو) امید اوٹھ جانا۔ بقول امیر۔ توقع نرہنا (ظفر ؎) کر چکے سو بار تیرا امتحان اب تو ہمیں ؎ تجھ سے امید وفا اے بیمروت اوٹھ گئی ؎

امید برداشتن استعمال۔ بمعنی نا امید شدن است صاحب آصفی ذکر این کرده (فغانی شیرازی ؎) یکبار از وفاے تو برداشتم امید ؎ چون از تو التفات تمامی نداشتم (اردو) امید قطع کرنا توقع نرکھنا نا امید ہونا (ظفر ؎) امید زندگانی اپنی آخر قطع کر بیٹھے ؎ ظفر عشق و محبت کی یہی ہم انتہا سمجھے ؎

امید برکندن (مصدر اصطلاحی) صاحب آصفی ذکر این کرده کہ مرادف امید برداشتن است (سعدی ؎) من آن روز برکندم از عمر امید ؎ کہ افتادم اندر سیاہی سپید ؎ (اردو) دیکھو امید برداشتن

امید بر گرفتن استعمال۔ بحث این بر امید گرفتن می آید و سند این ہم ہمدر آنجا مذکور (اردو) دیکھو امید گرفتن۔

(الف) امید بریدن مصدر اصطلاحی۔ صاحب آصفی و بہار ذکر این کردہ کہ بمعنی قطع شدن امید و قطع کردن امید ہم مرادف امید بر داشتن کہ گذشت (کمال خجندی ؎) کمال از غصہ خود را کشتہ گوئی ؎ امید کشتن از تیغت برید است ؎ (انوری ؎) مبر امیدش از عطائے بزرگ ؎ اے بزرگ جہان بجرم حقیر ؎ (صائب ؎) امید صائب از ہمہ کس چون بریدہ شد ؎ شمشیر آہ را ز نیام جگر کشید ؎ از ہمین مصدر است ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) امید بریدہ کہ بقول بحر و بہار و وارستہ (مرکب توصیفی) بمعنی امید یکہ بنومیدی رسیدہ (طالب آملی ؎) نومیدی وصال تو حسرت گداز بود ؎ صد جا گرہ ز دیم امید بریدہ را ؎ (اردو) الف امید ٹوٹنا۔ امید قطع کرنا (ب) ٹوٹی ہوئی امید۔ مؤنث

امید بستن مصدر اصطلاحی۔ کہ بمعنی امید کردن و امید داشتن است۔ صاحب آصفی و بہار ذکر این کردہ (کمال خجندی ؎) چہ بندم بر آن وعدہ امید نیز ؎ کز و بہرہ ام انتظار است و بس ؎ (میر معزی ؎) خداوندی کہ آرام جہان بود ؎ در و امید بستہ خلق بسیار ؎ مؤلف گوید کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) امید بستہ از ہمین مصدر متعلق کہ مرکب توصیفی است بمعنی آرزوئی کہ کردہ شدہ و جاوارد کہ بمعنی امیدی گیریم کہ توقع بر آمدنش نبود و سند این بر امید بر آمدن از کلام سعدی گذشت ؎ (اردو) (الف) امید کرنا (ب) کی ہوئی امید۔ ٹوٹی ہوئی امید

امید بودن استعمال۔ بمعنی حقیقی است کہ مرادف آرزو بودن است (شریف تبریزی ؎) چو نکرد یار رحمی ز تو اے فغان چہ حاصل ؎ ز تو بود این امیدم کہ اثر کنی نکردی ؎ (اردو) امید ہونا

امید بہتر از خوردن مثل صاحبان خزینہ

وامثال فارسی ومحبوب الامثال ذکر این کردہ اند
واز محل استعمال ساکت **مؤلف** گوید کہ فارسیان
در بیان ذوق ولذت امید این مثل را زنند کہ
لطف امید بہتر از برآمدن اوست (اردو)
دکن مین کہتے ہین "آرزو کا مزا چکت سے بہتر"
یہہ گویا بعینہ ترجمہ ہے فارسی مثل کا۔

امید چیزی در دل نشستن استعمال
بحث این در (امید نشستن) می آید وسند این
ہم ہمدرانجا (اردو) دیکھو امید نشستن۔

امید دادن استعمال۔ بقول بہار امیدوار
گردانیدن است (سعدی ؎) دلم می دہد
وقت وقت این امید ہ کہ حق شرم دارد زمویہ سپید ہ
(سلمان ساوجی ؎) دل زوصل او نشان بی
نشانی می دہد ہ جان بدیدارش امید زندگانی میدہد ہ
(اردو) امید دلانا (فقرۂ ذیل) کوئی صورت مفر
کی نہ تھی مگر تحصیلدار صاحب نے کچھہ امید دلائی ہے"

امید داشتن استعمال۔ صاحب آصفی و
بہار ذکر این کردہ کہ مرادف آرزو داشتن است
کہ در ممدودہ گذشت (حافظ ؎) تشنۂ بادیہ را ہم
بزلالی دریاب ہ بامیدی کہ درین رہ بخدا میدہی
(ظہوری ؎) بخطا ہا زتو امید عطا ہا دارم ہ
تحفۂ عفو تو بضرجرءت تقصیر نبود ہ (اردو) امید
رکھنا۔ (برق ؎) اللہ رے کرم یہہ کریمی ہے
دیکھہ برق ہ امید عفو رکھتے ہین کس کس قصور پر ہ

امید در جان شکستن مصدر اصطلاحی
بقول بہار کنایہ از بند کردن امید در جان۔
مؤلف گوید کہ این بمعنی حقیقی است وکنایہ باشد
از نا امید کردن (مجیر الدین بیلقانی ؎) چہ بد
کردم کہ پیمانم شکستی ہ امید وصل در جانم شکستی
(اردو) نا امید کرنا۔

امید رایی بریدن مصدر اصطلاحی۔ بقول
بحر بمعنی نا امید گردانیدن بہار گوید کہ بمعنی نومید
شدن است صاحبان مؤید وہفت ذکر ماضی
مطلق این کردہ اند ومعنی باصاحب بحر متفق

مؤلف گوید کہ بریدن لازم و متعدی ہر دو آمدہ و معنی بیان کردہ بہار ہم خلاف قیاس نیست و ہر دو معنی ازین مصدر پیدا میشود ولیکن سند استعمال را مشتاق باشیم۔ مخفی مباد کہ ہرگاہ پی کسی ببرند او معذور میشود از رفتار پس امید را از رفتار معذور کردن یا امید از رفتار معذور شدن کنایہ است از نا امید گردانیدن و شدن (اردو) نا امید کرنا۔ نا امید ہونا۔

امید را پی کردن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب بحر مرادف (امید را پی بریدن) کہ گذشت و بہار ہم این را بمعنی بیان کردہ خودش مرادف آن قرار دہد و صاحبان مؤید و ہفت ہم ماضی این را ذکر کردہ اند و معنی باصاحب بحر متفق صاحب ضمیمہ برہان ہم با بحر اتفاق دارد۔ مخفی مباد کہ پی کردن در محاورہ فرس بمعنی پی بریدن آمدہ (اردو) نا امید کرنا۔ نا امید ہونا دیکھو امید را پی بریدن۔

امید رسیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی واصل شدن امید است و حاصل این امید برآمدن باشد۔ (کمال اصفہانی ؎) امید آدمی بوصالت نمیرسد ۔ اندیشہ خرد بکمالت نمیرسد ۔ مقصود شعر اینست کہ امید انسان بوصالت راہ نیابد یعنی انسان بہ وصال تو امید خود را حاصل نمی کند (اردو) امید کر سکنا امید بر آنا۔ جیسے "انسان تیرے وصال کی امید نہیں کر سکتا اور اسکی امید تیرے وصال سے حاصل نہیں ہو سکتی"

امید رفتن از دل استعمال۔ صاحب آصفی ذکر امید رفتن کردہ واز سندش مصدر (امید رفتن از دل) حاصل می شود کہ بمعنی (۱) بیرون شدن امید از دل است مخفی مباد کہ رفتن در اینجا بالفتح ہا شد (طاہر انجدانی ؎) امید وصل نرفت از دل فگار ہنوز ۔ نشستہ ام بسر راہ انتظار ہنوز ۔ و بہ تحقیق ما (۲) بہ ضم ۳ رائے مہملہ دور کردن امید

(۱ امید)

از دل باشد کہ متعدّی معنی اول است (ظہوری ؎) خاکسارانت ز دل گرد تمنّا رفتہ اند ؛ از دل پر درد امّید مداوا رفتہ اند ؛ (اردو) (۱) امید دل مین باقی نرہنا (۲) دل سے امید نکالدینا۔

امید سفید شدن مصدر اصطلاحی۔ کنایہ باشد از بر آمدن امید چنانکہ ظہوری گوید (؎) مشکل کہ شود سفید امّید ؛ از بخت مپرس خوش سیاہ است ؛ (اردو) امید بر آنا۔

امید شکستن مصدر اصطلاحی۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و سندش ہمان است کہ بر (امید در جان شکستن) مذکور شد (اردو) دیکھو امید در جان شکستن۔

امید فگندن استعمال۔ یعنی امید در دل پیدا کردن است مرادف امید دادن (انوری ؎) زہی روائح جودت ز روی استعداد ؛ امید شرکت احیا فگند موتی را ؛ (اردو) امید دلانا۔ دیکھو امید دادن۔

امید کاشتن مصدر اصطلاحی۔ یعنی امید در دل قائم کردن است (ظہوری ؎) گو صد بہار ہر دم دامان سعی بر زن ؛ کشت امید کاران نشو و نما ندارد ؛ (اردو) امید دل مین قائم کرنا

امید کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آرزو کردن است (اردو) امید کرنا۔ بقول امیر امید رکھنا (آتش ؎) حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین ؛ بید مجنون بو کے امّید تمر کیونکر کرین ؛

امید کوتاہ شدن استعمال۔ بقول بہار معروف مؤلّف گوید کہ کم شدن آرزو باشد (صائب ؎) چندانکہ موی بیش زپیری شود سفید ؛ کوتہ شود امید چو شمع سحر مرا ؛ (اردو) امید کوتاہ ہونا۔ امید کم ہونا کہہ سکتے ہین۔

امید کہن گشتن استعمال از دیر نہ بر آمدن آرزو و کہن شدن آن چنانکہ ظہوری گوید (؎) قاصد امّید ہا کہن گردید ؛ گوش و لب نو بر پیام مکرر

(اردو) امید پرانی ہونا یعنی عرصہ دراز تک نہ برآنا

امیدگاہ | استعمال۔ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ جای امید۔ مؤلف گوید کہ اطلاق بر دل و بہ یار و ممدوح و حاکم وغیرہ باشد کہ دل ہم جای امید است کہ امید در دل می باشد و یار و ممدوح و حاکم ہم امیدگاہ است کہ برآمدن امید متعلق بدوست (ظہوری ؎) ہست تو آنچنان امید ظہوری ؎ کس چو ظہوری امیدگاہ ندارد ؎ (ولہ ؎) چو می بینم ندارد آنچنان قدر گناہ من ؎ کہ بندد در امید من امیدگاہ من ؎ (اردو) امیدگاہ اور کو کہہ سکتے ہیں جس سے امید متعلق ہو جیسے یار یا اپنا ممدوح یا حاکم وغیرہ اور دل کو بھی امیدگاہ کہہ سکتے ہیں اسلئے کہ امید کا مقام دل ہے۔

امید گداختن | مصدر اصطلاحی۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی دفع کردن امید از دل است (فیضی ؎) خونین شب او بہ آتشین روز ؎ امید گداز و آرزو سوز ؎ (اردو) امید مٹانا

امید گرفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امید پیدا کردن است و ازین قبیل است امید بر گرفتن ہم۔ (ظہوری ؎) در دو عالم دلم امید گرفت ؎ تب خطش کشاد در بانش ؎ (فردوسی ؎) ز جان دختر امید دل برگرفت ؎ بپیش پدر زاری از سر گرفت ؎ (اردو) امید پیدا کرنا۔

امید گسستن | استعمال۔ بقول بہار بمعنی نومید شدن (یا فرکاشی ؎) مردم و حسرتم جہان از تو امید گسلد ؎ دوختہ ام براہ تو دیدہ نیم باز ؎ (اردو) امید ٹوٹنا۔ بقول امیر یاس ہونا۔ (ظفر ؎) گر ٹوٹی نہ امید اوس مسیحا دم کے آنیکی ؎ تو کیوں توڑیں تڑپ کر اپنا دم پہلے سے پہلے ہم ؎

امید گنجیدن در دل | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر (امید گنجیدن) کردہ و از سندش مصدر (امید گنجیدن در دل) پیدا می شود کہ بمعنی حقیقی است یعنی گنجایش نداشتن امید در دل کہ دل تنگ

باشد و امید بسیار (عرفی ؎) بکیش اہل وفا
مدعا می گنجد ؛ امید در دل و در سر ہوائی گنجد ؛
(اردو) امید دل مین سمانا۔

امید ماندن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر
این کردہ کہ بمعنی توقع باقی بودن است ، مرادف
آرزو ماندن (بہائی آملی ؎) مرا امید بہبودی
نماندہ اے خوش آن روزی ؛ کہ می گفتم علاج
این دل بیمار می باید ؛ (اردو) امید رہنا
جیسے ؛ ارہی سہی امید بھی جاتی رہے ؛

امید مردہ | اصطلاح۔ مرکب توصیفی۔ امیدی
کہ مبدل بیاس شدہ باشد و امید برآمدنش نباشد
این متعلق است از (مردن امید) یا (امید مردن)
(ظہوری ؎) امید مردہ زندہ بدشنام می شود ؛
آہ از دعای من کہ بمرگ اثر نشست ؛ (اردو)
دیکھو آرزوی مردہ۔

امید نشستن | استعمال۔ صاحب آصفی و
بہار ذکر این کردہ و از سند ہر دو مصدر (امید
چیزی در دل نشستن) پیدا می شود کہ بمعنی توقع
آن در دل پیدا شدن است (علی خراسانی
؎) امید دوا در دل عاشق نہ نشیند ؛ جائی کہ
شفا خستہ و بیمار حکیم است ؛ (اردو) کسی چیز
کی توقع دل مین پیدا ہونا۔

امید نہادن | استعمال۔ مرادف خلق کردن
امید است (انوری ؎) در کین تو امید سلامت
نہ نہادند ؛ گوئی کہ نشانی ز سعیر و سقر آمد ؛ (اردو)
امید پیدا کرنا خلق کرنا۔

امیدوار | استعمال۔ بقول بہار بمعنی متوقع
فرماید کہ بالفظ بودن مستعمل۔ **مؤلف** گوید کہ
امید بمعنی خود است و وار بقول برہان بمعنی صاحب
و خداوند پس امیدوار بمعنی صاحب امید باشد۔
(صائب ؎) تلخ را امید شیرینی گوارا می کند ؛
نیست از دشنام غم امیدوار بوسہ را ؛ (اردو)
امیدوار بقول امیر توقع رکھنے والا۔ آرزومند۔
(آتش ؎) امیدوار ہین نگہ لطف کے کھڑے ؛

(۱۸۳۳)
(۱۸۳۴)

آنکھوں کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو ؛

امیدوار آمدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آمدن بحالت امید است۔ (سعدی ؎) خدایا مقصر بکار آمدیم ؛ گنہگار امیدوار آمدیم ؛ (اردو) امیدوار آنا۔ بحالت امید آنا۔

امیدوار بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی بودن بحالت امید و متوقع بودن و امید داشتن است (سعدی ؎) امیدوار بود آدمی بخیر کسان ؛ مرا بہ خیر تو امید نیست بد مرسان ؛ (اردو) امیدوار رہنا جیسے "ہم اس دفتر میں سالہائے سال امیدوار رہے لیکن نوکری نہ ملی"

امیدوار شدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امیدوار قرار یافتن و متوقع شدن است (بیکسی غزنوی ؎) زہجر سوختم و دم نمیزنم کہ مبادا ؛ ز نا امیدی من غم امیدوار شود

(اردو) امیدوار رہنا۔

امیدوار کردن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی متوقع کردن است (حیرتی تونی ؎) میان خلق ستم بر من آشکار مکن ؛ بلطف خود ہمہ کس را امیدوار مکن ؛ (اردو) امیدوار کرنا (داغ ؎) تجھے تو وعدۂ دیدار ہم سے کرنا تھا ؛ یہ کیا کیا کہ جہان کو امیدوار کیا ؛

امیدوار گردیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف امیدوار شدن است کہ گذشت (قاسمی گونابادی ؎) چنان خواہم از فضل پروردگار ؛ کزان دیگری گردم امیدوار ؛ (اردو) دیکھو امیدوار شدن۔

امیدوار نشستن استعمال۔ مرادف امیدوار بودن است (عرفی ؎) ندارم دستگیر امیدوار بخت بنشینم ؛ نہ بینم داد گر از خاک کسری دادمی خواہم ؛ (اردو) امیدوار رہنا۔ امیدوار ہونا۔

امیدواری بقول بہار مقابل نومیدی ذرتاً

(۱۰۷ ب)

که بالفظ فرو بردن مستعمل ۔ مؤلف گوید که یای مصدر بر لفظ امید وار زیاده کرده اند و بس و با مصدر بودن و داشتن هم استعمال این یافته ایم و جا دارد که با مصادر دیگر هم مستعمل شود (ظهوری ؎) عاقبت دشمن بر احوال ظهوری خنده زد ؎ این نبود امیدواری خنده می آید مرا ؎ (ولہ ؎) دارد امیدواری ورنه ؎ در فراقت چرا نمرد فراق ؎ (نظامی ؎) فرو برد امیدواری زمرد ؎ که همسال او مرد آید به درد ؎ (اردو) امیدواری ۔ امیدوار ہونا یا رہنا کا حاصل بالمصدر ۔ مؤنث ۔

امیر بقول اند لغت عربست بفتح اول و کسر دوم بمعنی حاکم و حکمران و فرمان روا و سردار و مهتر و بقول صاحب منتخب پادشاه و فرمان روا ۔ فارسیان این را بمعنی منعم و سردار و حاکم استعمال کنند چنانکه از مرکبات این ظاهر شود (انوری ؎) جهان خواجگی آن خواجه جهان که بجاه ؎ بخواجگان و امیران برش علو و علاست ؎ (اردو) امیر بقول امیر (عربی) کا رفرما ۔ بڑا آدمی ۔ دولتمند ۔ رئیس (ناسخ ؎) اس امیر با کرم کی مدح خوانی کے لئے ؎ کیا عجب گر وام لے طوطی سے منقار آئینہ ؎

(۱) امیر آب استعمال ۔ مرکب اضافی (۱)
(۲) امیر آب حیوان بقول اند بمعنی میر آب مؤلف گوید که حاکمی از طرف سلطان بر آب خاصه متعین باشد آنرا امیر آب گویند و (۲) بلحاظ معنی حقیقی کنایه باشد از خضر ۔ صاحبان بحر و اند و ضمیمه برهان ذکر این کرده اند ۔ (اردو) (۱) داروغه آبخاصه ۔ مذکر ۔ (۲) خضر علیہ السلام ۔

امیر آخور استعمال ۔ مرکب اضافی ۔ معاصرین عجم داروغهٔ اصطبل را گویند صاحب بول چال و رہنما ۔ بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصر الدین شاه قاچار ذکر این کرده و صاحب اند هم بحوالهٔ فرهنگ فرنگ این را آورده مؤلف گوید که میر آخور بحذف الف اول و فک اضافت بثبیر مستعمل (اردو) داروغهٔ اصطبل ۔ وہ افسر جو گھوڑوں کی نگرانی کے لئے مقرر کیا جاتا ہے

امیر آلائی استعمال - صاحب بول چال گوید که در محاورهٔ معاصرین عجم افسر اعلای فوج یعنی کلنل را نامند بخیال ما امیر را مضاف کرده اند بسوی آلائی - و آلائی مرکب است از آلا و یای نسبت و آلا مرادف آل یعنی سرخ گذشت پس معنی امیر آلائی سردار چیزی که منسوب به سرخ است و بدینوجه که رنگ لباس افواج سرخ باشد افسرش را بدین نام موسوم کرده اند و در زمرهٔ معاصرین عجم بکثرت استعمال کسرهٔ را و مد الف دوم هر دو حذف شود (اردو) کلنل - یعنی افسر فوج - مذکر -

امیرال استعمال - صاحب رهنما در روزنامه بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده که در روزمرهٔ معاصرین عجم بمعنی امیر البحر مستعمل و صاحب بول چال هم این را آورده بخیال ما این مخفف امیر البحر است که لفظ بحر بکثرت استعمال حذف شد و الف لامش در آخر لفظ امیر باقی ماند و فتح الف دوم هم در استعمال به سکون بدل گردید (اردو) امیر البحر بقول امیر بحری فوج کا افسر - مذکر -

امیر الامرای عساکر ضبطیه استعمال - صاحب رهنما بحوالهٔ سفرنامهٔ ناصرالدین شاه قاچار ذکر این کرده گوید که بزرگ پولیس را گویند مقصودش چنین نباشد که افسر اعلای کوتوالی را خوانند که در انگلیسی زبان انسپکٹر جنرل پولیس نام دارد و عساکر را که جمع عسکر است اضافت کرده بسوی ضبطیه و این مرکب توصیفی است بمعنی افواجی که مقرر است برای نگاهداشتن بجزم و هوش که ضبط در عربی بهمین معنی آمده کذا فی المنتخب (اردو) کوتوالی کا افسر اعلی - انسپکٹر جنرل پولیس - مذکر -

امیرانه بقول صاحب اند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ از قبیل شاهانه که هائی قابلیت بر لفظ امیر زیاده شده است و بقول بعض کلمه آنه افادهٔ معنی قابلیت دهد - (اردو) امیرانه - امیروں کے

لائق - امیروں کے قابل -

امیر زادہ استعمال - بقول صاحب آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرکب فارسی است قلب اضافت زادۂ امیر یعنی شاہزادہ و نیز لقب بنی فاطمہ - (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کہ سادات اند مؤلف گوید کہ معنی آخر الذکر بدین لحاظ است کہ حضرت امیر اشارہ است بسوی علی کرم اللہ وجہہ و امیر المومنین خصوصاً - خطاب جناب ممدوح باشد (کذا فی مدار) (اردو) امیر زادہ - امیر کا لڑکا - اور فارسیوں نے سادات کرام کو بھی امیر زادگان کہا ہے -

امیر صاحب دلق اصطلاح - مرکب توصیفی - بقول صاحبان بحر و ضمیمہ برہان وصفت اشارہ بحضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و مرادف امیر نخل کہ می آید مؤلف عرض کند کہ این کنایہ باشد (اردو) امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ -

امیر نخل اصطلاح - مرکب اضافی - بقول صاحبان بحر و مؤید و بہار مرادف امیر صاحب دلق مؤلف گوید کہ کنایہ باشد و ہمین کنایہ در عربی ہم آمدہ و نخل در عربی زبان بقول منتخب با ضم عطیہ و با لکسر کابین زن دادن بی عوضی و طلبی و پیدا کردن و بفتح نون بمعنی انگبین و با لکسر و فتح حاء حطی بمعنی بخشش ہا (الخ) و صاحب مؤید بحوالۂ شرفنامہ بر امیر النحل صراحت کردہ کہ نحل جمع نحلہ و نحلہ بمعنی دین است (الخ) و بقول منتخب نحلہ با لکسر بخشش بی عوض و بقول اللہ نحل با لکسر بمعنی مذہب و فرماید کہ جمع نحلہ بمعنی مذہب باشد و صاحب محیط المحیط نحل را بکسر اول و فتح ثانی بمعنی مذاہب گفتہ پس ہمین باشد وجہ کنایہ از جناب علی علیہ السلام کہ سردار بخشش ہای بی عوض و سردار مذہب ہا باشد و بعضی بر اند کہ چنانکہ عسل در دہن نحل مخفی می باشد ہمچنان علم در سینۂ علی کرم اللہ وجہہ مخفی بود و بناء علیہ جناب

ممدوح را نبینا علیہ الصلوۃ والسلام امیر النحل گفت

(اردو) جناب امیر علیہ السلام کا لقب امیر النحل تھا

(۱) امیّ صادق | اصطلاح - (۱)

(۲) امیّ صادق کلام | بقول برہان و

(۳) امیّ گویا | جامع و بحر یضم

(۴) امیّ گویا کلام | اوّل - اشارہ

بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم و بقول صاحب

بحر (۲) و (۳) مراد فش و بقول صاحبان بحر و

جامع دانند (۴) ہم - صاحب جہانگیری در

خاتمہ کتاب بذیل دستور دوم (۲ و ۳) را

مرادف (۱) گفتہ مؤلف عرض کند کہ ہر چہار مرکب

توصیفی است (خاقانی ۵) ہادی مہدی غلام

امیّ صادق کلام ۔ خسرو مشتم بہشت و شحنۂ چارم کتاب

(نظامی ۳ ع) امیّ گویا زبان فصیح ۔ (اردو) دیکھو امی

امیلہ | بقول برہان و سروری و جامع بروزن ہلیلہ بمعنی آملہ و آن میوہ ایست در ہندوستان

کہ در شکر پرورده کنند و خورند خان آرزو در سراج فرماید کہ تصحیف شده باشد از آملہ مؤلف

عرض کند کہ ما اشارہ این و صراحت ماخذ (آملہ بدون تحتانی) بر آملہ کرده ایم بخیال ما جز این نیست کہ

باظہار کسرۂ میم یای تحتانی را زیاده کرده اند ہمچون بست و بیست (اردو) دیکھو املہ -

امین | بقول بہار بمعنی استوار و معتمد علیہ - فرماید کہ بالفظ داشتن و کردن مستعمل مؤلف عرض کند

کہ لغت عرب است بفتح اوّل و کسر دوم - بقول منتخب امانت دار و قوی و کسی کہ بر و اعتماد کنند

و از و ایمن باشند و بی ترس شده و اسمی است از اسمای حق تعالیٰ و لقب پیغمبر ما علیہ الصلوۃ والسلام

کہ پیش از نبوت بدان مشہور بود (الخ) فارسیان استعمال این بمعنی امانت دار و معتمد علیہ کنند و بامضاف

فرس مرکب ہم سازند کہ در لحقات می آید (انوری ۵) عدل تو چنان کرد کہ از گرگ امین تر ۔

در حفظ رمہ یار دگر نیست شبان را ۔ (اردو) امین - بقول امیر (عربی) امانت دار معتمد (آتش

(۱۸۴۴)

(۵) کیا دجّال کو پیوند خاک اقبال مہدی نے ؛ خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

امین باشیدن استعمال - بمعنی امانت دار بودن و ماندن (ظہوری ۵) ولی بنمای کز راحت نہ وزد و راحتی در خود نہ ؛ درین سودا نمی تابد کہ دل چندان امین باشد ؛ (اردو) امین ہونا امین رہنا - امانت دار ہونا -

امین بودن استعمال - بمعنی لقب امین داشتن و امانت دار بودن - صاحب آصفی ذکر این کردہ (احمد جامی ۵) آندم کہ با ببارامانت در آمدیم ؛ جبریل در خزانہ حمت امین نبود ؛ (اردو) امین کا لقب رکھنا - امانت دار ہونا - امانت دار رہنا -

امین حضور استعمال - صاحبان بول چال در رہنما - ذکر این بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار کردہ اند کہ معاصرین عجم در روزمرّہ خود استعمال این بمعنی داروغۂ دربار شاہی کنند مرکّب اضافی است و این عہدہ ایست کہ در سلطنت آصفیہ آنرا (خان ساماں) نام است کہ در حضور سلطان می باشد (اردو) خانساماں - بقول آصفیہ اسم مذکّر - گھر کا سامان کرنے والا - داروغہ میر ساماں ناظر ہوتات -

امین خلوت استعمال - مرکّب اضافی - بقول صاحب بول چال میر تزک خلوت - صاحب روزنامچہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ فرماید کہ داروغۂ خلوت باشد مؤلّف گوید کہ این افسری را نام است کہ بدربار شاہی بیکے اعتبار دارد و بضرورت در خلوت شاہ ہم بار می یابد و چون شاہ بخواب رود امین خلوت محافظ او باشد - در سلطنت دکن این را شب خوابی گویند و منصبداران متعیّن باین کار بدین اسم موسوم شوند (اردو) امین خلوت - اس عہدہ دار کا نام ہے جو اسوقت بادشاہ کا محافظ رہتا ہے جب کہ وہ خلوت میں رہیں -

امین داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امین قرار دادن است (سعدی ؎) خداترس باید امانت گذار ؛ امین کز تو ترسد امینش مدار ؛ (اردو) امین قرار دینا - امانت دار بنانا - امین بنانا -

امین کردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی امانت دار مقرر کردن است (طالب آملی ؎) طالب منم کہ عشق بدین مایہ اعتبار ؛ بر گنجہای راز امین می کند مرا ؛

امین لشکر استعمال - مرکب اضافی - بقول صاحب رہنما و بول چال - بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار در روزمرہ معاصرین عجم بخشی فوج را گویند کہ تقسیم مشاہرہ فوج متعلق بدو باشد - صاحب بول چال ترجمہ این در انگلیسی زبان جنرل پی ماستر نوشتہ (اردو) فوج کا بخشی - وہ افسر جس سے تقسیم تنخواہ فوج کا تعلق ہو -

الف مقصورہ بانون

ان بقول برہان و ناصری بفتح اول و سکون ثانی بلغت زند و پازند (۱) والدہ را گویند کہ مادر باشد و (۲) بمعنی آن کہ در مقابل این است و (۳) افادہ معنی فاعلیت نیز کند - ہرگاہ در آخر کلمہ در آورند ہمچو افغان و خیزان - خان آرزو در سراج بر معنی اول و دوم قانع صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر معنی اول کردہ - صاحب تحقیق القوانین گوید کہ (۴) الف و نون ساکن بر چند اقسام آید - یکی الف و نون جمع کہ بآخر اسم واحد متصل شدہ آن را اسم جمع گرداند و فرماید کہ بواسطہ این بیشتر جمع اسم ذی روح آید مؤلف گوید کہ گاہی برای غیر ذوی الارواح ہم ہمچون خزان - اسپان - و در ختان و صراحت مزید کند کہ

ہرگاہ اسمی را کہ حرف آخرش الف یا واو یا ہای مختفی بود بدان حرف جمع کنند برای التقای ساکنین واجب گردد کہ در صورت اول و ثانی بعد الف و واو و یای و قایہ منفتوح زیادہ نمایند چنانکہ آشنایان - بدخویان و بصورت ثالث ہای موصوف را بہ کاف فارسی منفتوح بدل سازند چنانکہ آیندگان - مردگان (۵) و رسم الف و نون نسبت کہ بمعنی یای نسبت بعضی اسما ملحقست چنانکہ ایران و توران بمعنی شہر ہائیکہ بآیر و تور پسران فریدون منسوبند (۶) سوم الف و نون ساکن کہ در آخر کلمہ زائد باشد ہمچون بامدادان و جانان و آن کلمہ ما مزید علیہ خوانند مؤلف عرض کند کہ بمعنی (۱) اسم جامد زندو پازند است و (۲) لفظ ہندی متعلق بہ سنسکرت و فارسیان این را بہ ہمین معنی با الف ممدودہ نویسند و در خواندن بضم الف خوانند و این ضمیر غائب است و (۳) ہمان است کہ ذکرش بر اسم حالیہ گذشت (اردو) (۱) مان بقول آصفیہ آمان کا مخفف - (۲) وہ - بقول آصفیہ - ضمیر غائب - اسم اشارہ بعید یعنی وہ حرف جو غائب یا بعید کے اشارے کے واسطے بولا جاتا ہے (۳) دیکھو اسم حالیہ (۴) یا و نون جمع جیسے شالین - اچکنین (۵) الف و نون نسبت (۶) الف و نون زائد - ان دونون کا استعمال بعض فارسی الفاظ کے ساتھ بقاعدۂ فارسی اردو میں بھی ہے -

انا | بقول صاحب انند بحوالہ مؤید بالفتح لغت فارسی است بمعنی مادر - صاحب غیاث فرماید کہ لغت ترکی است و صاحب مؤید ہم مؤید غیاث نہ انند و صاحب کنز کہ محقق ترکی است این را بمعنی مادر با الف ممدودہ (آنا) گفتہ ہمچون آتا کہ بتای فوقانی پدر را گویند و آبا کہ بہ بای موحدہ ترجمۂ عم است و آکا کہ بمعنی برادر باشد - در ہمۂ این لغات ترکی الف

محدودہ مستعمل (کذا فی لغات ترکی) پس اگر بقول صاحب انند سند استعمال این پیش شود توانیم قیاس کرد کہ فارسیان بر آخر لغت آن کہ بہ معنی مادر گذشت الف زیادہ کردہ اند کہ مطابق قاعدۂ عام فارسی است (اردو) دیکھو آن کے پہلے معنی۔

انا الدوست استعمال - بہار گوید کہ این ترکیب از مخترعات متاخرین است مؤلف

انا الیار عرض کند کہ آنا ضمیر واحد متکلم زبان عرب و دوست و یار ہر دو الفاظ زبان فارسی کہ در اولش بقاعدۂ عربی الف لام زیادہ کردہ با آنا مرکب کردند ہمچون انا الحق و معنی لفظی این منم دوست و منم یار چنانکہ (علی خراسانی ؎) در قتل گاہ عشق انا الدوست میرنم این گفتگو ز دار و رسن می شود فزون ؛ (عالی شیرازی ؎) گل نگر لاف انا الیار بگلشن زده است بر سر دار خیال سر منصور کنیم ؛ (اردو) (۱) میں دوست ہوں (۲) میں یار ہوں۔

انا تونتن بقول برہان و ہفت باتای قرشت و نون و فوقانی بروزن (جفا جوی من) بلغت زند و پازند بمعنی گذاشتن و نہادن۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور چہارم ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی نہادن باشد و انتونتن را بحذف الف دوم بمعنی داشتن آوردہ صاحب انند و موارد ہم ذکر ہر دو مصدر بالا کردہ بخیال ما اصل این ناتوان تن باشد مرکب از لفظ ناتوان و علامت مصدر تن کہ الف دوم حذف شدہ ناتونتن شد و الف وصلی در اول این آوردہ انا تونتن کردند و از انا تونتن الف دوم حذف شدہ انتونتن گردید بمعنی حقیقی این ناتوان شدن و مجازاً بمعنی گذاشتن و نہادن مستعمل شد و معنی داشتن در انتونتن مجاز مجاز۔ شک نیست کہ در مصادر زند و پازند تن علامت مصدر است و اگر اصل انا تون ناتوان نگیریم۔ باید کہ انا تون را بمعنی

ناتوان گیریم کہ این قسم تقدیم و تاخیر حروف در لغات پہلوی وزند و پازند یافتہ می شود - یکی از معاصرین عجم گویدکہ تون در زند و پازند بضم تای فوقانی و فتح واو بمعنی توان بود فارسیان برای اظہار فتحہ واو الف زیادہ کردہ توان کردند ازین صورت ناتون بمعنی ناتوان و اناتون بزیادت الف وصلی مزید علیہش باشد و تصرف در اعراب متعلق بہ محاورۂ عوام است وبس واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

(اردو) چھوڑنا - رکھدینا -

انار بقول صاحب رشیدی معروف وبقول صاحب مؤید لغت فارسی بمعنی میوہ کہ در غایت شہرت است صاحب محیط گویدکہ بفتح ہمزہ ونون وسکون الف ورای مہملہ اسم فارسی است وبعربی رمان وبسریانی رمانا ویونانی قوطنیوس ودرہندی ڈارم وآن میوہ شریف وجلیل القدر است وماہیت آن معروف - انواع می باشد - برّی - بستانی شیرین چاشنی دار وترش وبہترین آن بستانی شیرین بیدانہ کہ الماسی نامند - لطیف تر از سائر اقسام وبہترین این رسیدۂ بزرگ دانۂ شاداب بقول گیلانی لامحالہ سرد وانار ترش بارد یابس قابض وانار شیرین سرد وتر وسردی آن از درجۂ دوم وتری آن از اول نگذشتہ وباقوت قابضہ تا آنکہ آب افشردۂ آن نیز ہمین اثر دارد بالجملہ بقول شیخ جمیع اجزای انار قابض سوای آب آن وپوست آن سرد وخشک وشدید القبض قلیل الغذا وجید الغذا وخصوصاً برای صفراوی مزاجان منافع بیشمار دارد (الخ) (انوری ص) پر شد دلم ز خون جگر چون انار لیک نپیوست دستم از تو تہی چون چنار یافت ؛ (اردو) انار - بقول امیر - فارسی - مذکر - رمان مایک مشہور میوہ ہے - جنگلی - بستانی - دیسی - ولایتی - دانہ دار - بی دانہ لیکن ولایتی شیرین اور

بے دانہ سب مین بہتر (صبا ۵) بے ثباتی پہ اپنے روتے ہین ۞ مسکراتے نہین انار چمن ۞

انار دانہ استعمال - قلب اضافت دانہ انار است کہ بعربی حبّ الرمّان گویند و بقول ہندیان دارمی سار - دافع فساد صفرا و اکثر رسفوفات ہندی - مسہلہ و ملینہ و بنابر تقویت معدہ و دل و اصلاح ادویہ مسہلہ داخل و نیز بعصر اعانت بر اسہال می نماید و در تقویت معدہ و کسر حدّت صفرا مفید و قابض (اردو) انار دانہ - بقول امیر - مذکر - چورن کی ایک قسم ہے جس مین انار کا دانہ بہی شامل ہوتا ہے - بقول صاحب جامع الادویہ انار کا بیج جسکو عربی مین حبّ الرمّان کہتے ہین سرد و خشک - قابض - ہاضم - مشہی - مقوّی معدہ وغیرہ -

انار دانہ دشتی استعمال - بقول صاحب محیط لغت فارسی است کہ حبّ قلقل را نامند و ہم او بر حبّ القلقل گوید کہ بکسر ہر دو قاف و سکون ہر دو لام و بضم ہر دو قاف نیز آمدہ و آنرا قلقل و قلقلان و بیونانی غفاوامو و بفارسی انار دشتی و بہندی گوارچکنہ نامند خوش بو و خوش مزہ و در طعم آن تلخی - گرم تر در اول دوم بارطوبت فضلیہ و گویند گرم در دوم و تر در اول - مسمن بدن و مقوّی ابدان مسترخیہ و مسخّن آنہا و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) بقول صاحب محیط گوارچکنہ - صاحب جامع الادویہ نے نہین لکہا انار دانہ دشتی اور حبّ قلقل کا ترجمہ -

انار دشتی استعمال - مرکب توصیفی - بقول صاحب محیط - رمّان بری - مضمن و بحوالہ صاحب تحفہ نوشتہ کہ ثمر آن حبّ قلقل است (کہ بر انار دشتی گذشت) و بقول محشی آن گوید کہ در حوالی گورکہپور سرکار صوبہ اودھ کثیر الوجود سہ چار برگ از زمین برآمدہ گل می کند و گل آن شبیہ بگل انار و برگ آن مانند کاسنی و اصلا چوب ندارد و ثمر آن شبیہ بانار و در بزرگی بانار متوسط

و بروی زمین میرسد و طعم آن شیرین و خسته آن بزرگ
ضخامت بیخ آن با مساوی آن صبر سقوطری و گل ارمنی
جهته درد ضربه و سقطه مجرب (اردو) خگلی انار ند
انارستان استعمال - بقول انند بحواله فرهنگ
فرنگ بمعنی باغ انار مؤلف عرض کند که از قبیل
بهارستان و خارستان باشد که ستان بقول برهان
بمعنی جای انبوهی و بسیاری چیزها و باین معنی
بدون ترکیب گفته نمی شود - پس انارستان جای
انبوهی درختان انار و باغ انار باشد و بس
(اردو) انار کا باغ - مذکر -
انار طوق دار استعمال - مرکب توصیفی
بقول بهار و انند نوعی از انار - (محسن تاثیر)
خون همه لاالها بهارش ؛ در گردن انار طوقدارش مؤلف
گوید که هر انار را بهیئت مجموعی او گویا طوقی در گردنست و همین
مناسبت محسن تاثیر انار طوقدار نظم کرده باشد
ما قسم خاص انار را ندیده ایم و نه شنیده ایم که انار
طوقدار نام اوست و معاصرین عجم هم ساکت

(اردو) طوقدار انار - بقول بهار ایک قسم کے
انار کی - مذکر -
انار فرهاد اصطلاح - بقول برهان و بحر
بکسر رای قرشت درخت انار ریست که در بیستون
واقع - گویند چون فرهاد از شنیدن فوت شیرین
تیشه بر سر خود زد - دسته تیشه خون آلود شد و از
کوه بزرین افتاد و سر آن بر زمین نشست و خوب
آن از چوب انار بود بقدرت الهی سبز شد و درخت
انار بهم رسید و انار او را چون باز کنند اندرون او
سوخته و خاکستر باشد و بس - خان آرزو در سراج
فرماید که این از نیرنگات عشق ابوالبدائع غریب
نیست چنانکه در سروری و مدار الافاضل مذکور
(انتهی) صاحب سروری بحواله شرفنامه ذکر این
کرده و صاحب جامع هم این را آورده (اردو)
انار فرهاد - اس درخت انار کو فارسیون نے
کہا ہے جو کوہ بیستون پاس دستہ تیشۂ فرہاد سے
سرسبز ہوا تہا کہتے ہین کہ وہ دستہ بہی انار کی لکڑی

کاہتہا اس درخت کے پھل مین یہ اثر ہے کہ دانے نہین ہوتے بلکہ صرف خاکستر سے بھرا ہوا ہوتا ہے

انار کوہی | استعمال - مرکب توصیفی - بقول صاحب محیط بہندی دارمی است واکثر آن ترش بشدت می باشد و آن قابض شکم و ہاضم و مشہی و مقوی دل و معدہ و دافع صفرا و شیرین آن دافع فساد اخلاط ثلثہ و برد دارمی ہم ذکر انار کوہی کردہ تعریف کامل انار بجایش گذشت - صاحب ساطع برہان گوید کہ مذکر انار است کہ بعربی رمان خوانند (اردو) پہاڑی انار جنگلی انار - مذکر -

انار گلی | استعمال - مرکب توصیفی است بقول صاحب محیط گلنار باشد و برگلنار فرماید کہ این را گل انار - ضد برگ - و ہزارہ نیز ماند جہت آنکہ گل آن بسیار بزرگ و پر برگ می باشد و گل آن ثمر نمی بندد مگر بندرت و ثمرش را میخوش دانند بتانی آن در قوت کمتر از بری است و از مطلق

آن مراد گل انار بری است و درخت آن مشابہ بدرخت انار و فارسی بہتر از ہمہ سرد و در آخر اول و خشک در دوم - قابض و حابس ہر سیلان و مقوی اعضا و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) گلنار - بقول آصفیہ - مذکر ایک قسم کا درخت انار جس مین بڑے بڑے پھولون کے سوا جو گلاب کے مانند ہوتے ہین پھل نہین لگتا - اور گلنار فارسی بھی کہتے ہین -

(الف) **انار گیرا** | اصطلاح - بقول برہان

(ب) **انار گیو ا** | (الف) باکاف فارسی بہتانی رسیدہ و رای بی نقطہ و الف کشیدہ بحوالہ فرہنگ جہانگیری بمعنی (۱) کوکنار و غوره خشخاش باشد و صحاح الادویہ یکجای را مہملہ و او آمدہ و (۲) خشخاش را نیز گفتہ اند صاحب بحر عجم و جامع بر معنی اول قانع و صاحب وی بر معنی دوم - خان آرزو در سراج بذکر معنی اول گوید کہ بکاف فارسی است و فرماید کہ

رای مہملہ دوم را واو گرفتن خطاست زیرا کہ
گیرا سرفہ را گویند و چون غورہ خشخاش سرفہ را
دفع کند آنرا باین نام موسوم کردند۔ صاحب
ناصری بحوالۂ جہانگیری ذکر (ب) بمعنی اول کردہ
و صاحب انند (ب) را بکاف فارسی آورده
مؤلف گوید کہ ما در نسخۂ جہانگیری کہ پیش ماست
(الف) را یافتہ ایم نہ (ب) را عجب است
کہ صاحب ناصری بتحقیق (ب) را بحوالۂ جہانگیری
نوشت بخیال ما غلطی کتابت نسخہ باشد و صاحب
محیط کہ محقق مفردات طب است (الف) را ذکر
نکرد بلکہ (ب) را بہ معنی دوم نوشتہ و برخشخاش
گوید کہ بفارسی انارگیوا و کوکنا روہندی پوست
گویند و بر کوکنا سفر مایدکہ اسم فارسی پوست خشخاش
است اندرین صورت اختلاف ہر دو معنی باقی
نماند و مقصد اصلی از پوست خشخاش است و بس
حالا عرض می شود نسبت اختلاف الف (الف)
و (ب) کہ بقول خان آرزو گیرا بکاف فارسی

بمعنی سرفہ است و صاحب برہان ہم ذکر این
کردہ ہرگاہ اضافت انار بسوی گیرا شد معنی لفظی
این انار سرفہ باشد یعنی اناری کہ سرفہ را دفع
کند (مرکب اضافی) و کنایہ باشد و آنانکہ انار را بسوی
(گیو بہ واو) مضاف کردہ اند معنی لفظی آن درست
نمی شود کہ گیو بکاف فارسی بمعنی گویا و لسان آمدہ
(کذا فی البرہان) و بکاف عربی بقولش کاہو
نیز بمعنی مادہ و سبب و علت۔ پس خیال ما جزین
نیست کہ بغلطی کتابت رای مہملہ را واو نوشتہ
باشند و بر ما خذ غور نکردہ و ہمین غلطی واقعشدہ در کتابت
جہانگیری ہم کہ در نسخہ ما جا بجای مہملہ است و در بعض نسخ
بہ واو چنانکہ صاحب ناصری مشاہدہ کردہ۔
بالجملہ انارگیرا بقول محیط کہ برخشخاش نوشتہ سرد
و خشک در دوم۔ مخدر و مسدد ضماد آن بر پیشانی
و سر را نافع و منافع بیشمار دارد و انچہ ہاردو
پوست۔ بقول صاحب فرہنگ آصفیہ خشخاش
کا ڈوڈوا۔

انار مشک اصطلاح - بقول صاحب برہان بکسر میم وسکون شین قرشت وکاف نام دارو مئیست کہ از ہندوستان آورند وآن تخمی باشد سرخ رنگ واندک سبزی درمیان دارد و بعربی رمّان مصری خوانند صاحب سروری بذکر معنی بالا گوید کہ در کتب طبّی گلی سرخ رنگ است صاحب جامع ہم ذکر این کردہ وخان آرزو در سراج گوید کہ بالضم وکسر ہر دو آمدہ صاحب محیط فرماید کہ نارمشک است وبر نارمشک گوید کہ اسم فارسی است بمعنی مشک الرّمان ودر یونانی نارغیت وبخراسانی کرم صوف وبفارسی روئین پیچیدہ نیز وبہندی ناگکیسر - بالجملہ آن شگوفہ ایست شبیہ بہ بسباسہ کمتر در سرخی مائل بہ زردی وخوشبو باندک زمختی وبحوالۂ صاحب جامع از اسحاق بن عمران نقل کردہ کہ تاویل آن مسک الرمان است وآن مثل رمّانہ کوچک گویا کہ گل آنست در رنگ وبوی آن خوش وبقول شیخ گرم وخشک در دوم منفعت آن مثل سنبل در ترقیق وتلطیف ومقوّی قلب ومانع از تحلیل ارواح وقاطع ابخرہ ومنافع مالیخولیا ومنافع بسیار دارد (الخ) (الا رد و) صاحب ساطع نے ناگ کیسر پر لکھا ہے کہ ایک درخت کا نام ہے - صاحب جامع الادویہ نے ناگیسر پر فرمایا ہے کہ ایک بڑے درخت کا پھول زرد رنگ جس کی خوشبو سب خوشبوؤں سے تیز ہوتی ہے مؤلّف کی رائے میں بھی یہی ہے - انار مشک افسوس ہے کہ محققین مفردات طب نے اس سے زیادہ صراحت نہیں کی - صاحب ساطع نے ناگیسر پر فرمایا ہے کہ ایک زرد رنگ پھول کا نام ہے -

انار میخوش استعمال - مرکّب توصیفی - بقول صاحب محیط انار ترش وشیرین وچاشنی دار کہ بعربی رمّان مُر وہندی کھٹ مٹھ انار نامند در سردی وتری مائل باعتدال ودر سائر افعال قریب بہ انار شیرین ودر تسکین حدّت صفرا وتوران

خون ازان زیادہ ومنافع بسیار دارد۔ سردد ردم وخشک در اوّل (اردو) کھٹ مٹھہ انار یعنی وہ انار جو ترش اور شیرین ہو۔ صاحب آصفیہ نے کھٹ مٹھا کا ذکر کیا ہے بمعنی ترش وشیرین ملجوش پس اسکو کھٹ مٹھا انار کہہ سکتے ہین۔ مذکر۔

انار ہندی اصطلاح۔ مرکب توصیفی۔ بقول صاحب محیط بل است واین ہمانست کہ ذکر این برابل وانقطی گذشت (اردو) دیکھو ابل

انار یسین اصطلاح۔ مرکب اضافی صاحبان بحر وبہار دو وارستہ گویند کہ روز نوروز چہل بار و بقولی صد بار سورہ یسین خواندہ بر انار بدمند وگویند کہ آنرا ہر کہ بی شرکت غیر خورد تمام سال از امراض جسمانی محفوظ باشد وصاحب تحقیق فرماید کہ انار ی را گویند کہ بر آن دعا دمیدہ بیمار را خورانند۔ (شاپور ۵) شرکت غیر برنمی تابد نارپستان انار یسین است ؛ (سالک قزوینی ۵) گزند بوسۂ اغیار برنمی تابد ؛ کہ گفت سیب ذقن کم زنار یسین است ؛ (صائب ۵) سیب غبغب اگر بدست آید ؛ بہتر از صد انار یسین است ؛ (اردو) انار یسین۔ فارسیون نے اس انار کو کہا ہے جس پر نوروز کے دن سورہ یسین چالیس یا سو بار پڑھکر دم کرتے ہین اور کہا جاتا ہے کہ جو کوئی اس کو بلا شرکت غیرے کہا لے تو سال بھر امراض جسمانی سے محفوظ رہتا ہے۔ لیکن آجکل ہندوستانین اس عمل کا رواج نہین ہے

انا طیطس بقول برہان باطای حطی بہ تحتانی رسیدہ وطای دیگر بسین بی نقطہ زدہ لغتی است یونانی ومعنی آن بفارسی سنگ زائیدن آسان کن وآن دانہ ایست سیاہ رنگ بمقدار جو زبوا مؤلف گوید کہ تکمیل بیانش ضرورت ندارد واین ہمان است کہ بر اکت کمت مذکور شد (اردو) دیکھو اکت کت۔

انا غاطس | بقول برہان وہفت واند با غین نقطہ دار بالف کشیدہ وطای حطی مضموم بہ سین مہملہ زدہ بلغت یونانی سنگی باشد کہ چون آنرا بآب بسایند رنگی مانند خون ازان برآید وبا شیر زنان در چشم چکانند ورم چشم وبسیاری آب آمدن از چشم را نافعست وآنرا بعربی حجر الاناغاطس گویند۔ صاحب مخزن بر حجر الاناغاطس ذکر این ہمین قدر کردہ۔ حیف است کہ محققین مفردات طب از صراحت مزید سکوت ورزیدہ اند ونام معروف این در دیگر السنہ معلوم نہ شد (اردو) اناغاطس یونانی زبان مین ایک پتھر کا نام ہے جسکو پانی کے ساتھ گھسنے سے لال رنگ نکلتا ہے جس شخص کی آنکھ ورم کرگئی ہو اور اس سے پانی بہتا ہو اوس مین اسکو عورت کے دودھ مین ملاکر ٹپکانے سے مرض مذکور رفع ہوجاتا ہے۔

انا غلس | بقول برہان بضم غین نقطہ دار ولام وسکون سین بی نقطہ بیونانی دوائیست کہ آنرا بفارسی مرزنگوش وبعربی آذان الفار گویند چہ برگ آن بگوش موش می ماند باسرکہ برگزیدگی عقرب مالند نافع است۔ صاحب محیط بر اناغالس فرماید کہ لغت یونانی است وبحذف الف دوم ہم آمدہ وبلغت نبطی اناکیر وبفرنگی انکالن وبعرب حشیشۃ العلق وآذان الفار گویند۔ نباتی است۔ وگیلانی این را ورای آذان الفار گفتہ بالجملہ جمیع اجزای این گرم وخشک در آخر دوم یا سوم۔ بسیار محلل مع قبض ومجفف بی لذع وجاذب ومفتح سدد ومنافع بسیار دارد (الخ) (اردو) بقول صاحب جامع چوہہ کنی۔ گوش موش ایک گھانس ہے جس کے پتے مشابہ ہوتے ہین چوہے کے کان کے۔ اور بیج مثل دہنیا۔ گرم وخشک۔

انا لیقی | بقول برہان بالام وقاف ہر دو بہ تحتانی رسیدہ دوائیکہ آن را انجرہ گویند وتخم

آنرا بذرالاسخرہ و بعربی قریض خوانند تخم آن مستعمل است اگر مقدار سہ درم ازان با شیر گوسفند بخورند قوت باہ دہد و بعضی گویند ہمان بذرالاسخرہ باشد و صاحب محیط گوید کہ انا یقی اسم رومی اسخرہ باشد و برہان اسخرہ فرماید کہ اسم فارسی و بعربی معروف بقریض الکلب و مجرب الکلاب و یونانی اقلابونس و بلغت دارالمرز کرنہ و بترکی کجبیت و بلاطینی ارتیک پریم و بلغت گیلان ہرتیکہ و بہندی اوٹنگن و کہارہ و آن خشیشہ معروف است بستانی و بری بہترین آن سنگین مائل بسیاہی بالجملہ گرم در اول دوم و خشک در آخر آن مفرح محلل بقوت و محرق و منافع بسیار دارد (انخ) (اردو) اوٹنگن۔ کہارہ۔ صاحب ساطع نے اوٹنگن پر لکھا ہے کہ یہ ایک پودے کا نام ہے جسکو اسخرہ کہتے ہین۔

اناہید بقول برہان و ناصری و جامع و سراج باہای تحتانی رسیدہ و بہ دال زدہ بمعنی ناہید کہ ستارۂ زہرہ باشد۔ صاحب سروری فرماید کہ این را بیدخت ہم نام است مولف عرض کند کہ صاحب برہان ناہید را بدون الف اول ہم آوردہ گوید کہ ستارۂ زہرہ و کنایہ از دختر رسیدہ باشد بہمین دو معنی ناہیدہ را بزیادت ہای ہوز در آخر ہم ذکر کردہ و بر ناہید بدون تحتانی گوید کہ دختر نارپستان و مخفف ناہید کہ ستارہ باشد و بر ناہیدہ بہای ہوز در آخر صرف دختر نارپستان نوشتہ و ناہی را بمعنی زہرہ مخفف ناہید گفتہ ہمہ محققین این را لغت فارسی گفتہ اند مولف عرض کند کہ نہود مصدر عربست بالضم بمعنی برآمدن پستان دختر و ناہد اسم فاعلش بمعنی دختر نارپستان و در فارسی کنایہ باشد از ستارۂ زہرہ۔ و ناہیدہ بزیادت ہای نسبت منسوب بہ دختر نارپستان یعنی ستارہ زہرہ و صاحب برہان خطائے فاش کردہ کہ این را صرف بمعنی دختر نارپستان نوشت و بر خلاف حقیقت رفت و در ناہید یای تحتانی علامت اظہار کسرہ باشد و این رسم الخط ترکیان است کہ فارسیان اختیار کردند

و در ناہیدہ ہم یای تحتانی علامت کسرہ و ہای ہوز آخرہ برای نسبت و معنی او صرف زہرہ باشد کہ منسوب است بہ دختر ناہید پستان ہمچون ناہدہ و شک نیست کہ ناہی بدون دال مخفف ناہید باشد بہرہ و معنی آن و در اول اناہید الف وصلی است و بس - صاحب سواد السبیل اناہید را بذال معجمہ معرب اناہید بمعنی زہرہ گفتہ (اردو) زہرہ - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - لولی فلک - ناہید - ایک ستارے کا نام جو تیسرے آسمان پر ہے -

انائی بقول صاحب سروری بفتح ہمزہ - بیوقوف و نادان را گویند (زرتشت بہرام ۵)

جہان سیمچند پر انائی ۞ کہ او را پیشہ باشد بیوفائی ۞ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما ماخذ این لغت عرب آنا است کہ بالفتح بمعنی خود است - اہل عرب چنانکہ از انا - انانیت را بمعنی خودی و خودبینی و منی استعمال کردہ اند ہمچنان فارسیان از ہمان کلمہ آنا لغت انائی وضع کردند کہ معنی آن خودی و خودبینی و تکبر باشد و مجازاً نادانی و بیوقوفی ہم نادان و بی وقوف چنانکہ ادعای صاحب سروریست سندش موافق قیاس ماست (اردو) انانیت - بقول امیر (عربی) مونث - بمعنی خودی - پندار (منیر ۵) مانع وصل ہے انانیت ۞ جب نہ ہونگا یہ تب ملوگے آپ ۞ بیوقوفی - نادانی - مؤنث -

انب بقول برہان و اند بفتح اول و ثانی و سکون بای ابجد (۱) بادنجان را گویند و آن معروف است خوردن آن با فراط جذام و صداع و بیخوابی آورد و بعضی گویند عربی است - صاحب جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ - صاحب محیط بر آنب فرماید کہ بادنجان باشد و بر بادنجان گوید کہ این معرب بادنگان و باتنگان فارسی است و بعربی آنت بفتحتین و منغدود و قہب و بفارسی

کهلت و کهلم در ملک مالوه رنگتا و بهندی بگن و بهانٹا و بهٹا مستعمل در غذا و بهترین آن نو و تازهٔ کوچک کم تخم کبود - گرم و خشک در آخر دوم طعم بادنجان مرکب از قبض و تلخی و لقاحت و حراقت است و آن بالخاصیت مسکن صداع حار و مقوی معده و مفتح سدد می که از غیر آن بهم رسیده باشد زیرا که خود مسدد جگر و طحال است مضار این بر منافع غالب بتحقیق مانب لغت عرب است و صاحب خزانه صراحت کرده است که بعربی این را بادنجان و حدقه و انب و کهلب نام است (۲) مخفف انبه - (اردو) (۱) بیگن - بقول آصفیه (هندی) اسم مذکر بادنجان - بنٹا - بناؤن - (۲) دیکهو انبه -

انباخون بقول برهان و جامع و ناصری با خامی نقطه دار بروزن افلاطون حصار قلعه و حیاط محکم را گویند ما صراحت ماخذ این بر انباخون کرده ایم که به بای دوم و نون سوم گذشت عوام فرس بناو قفیت ماخذ تقدیم و تاخیر حروف کنند و آنرا قلب بعض نام است و این هم از آن قبیل باشد و بس (اردو) دیکهو انباخون -

انبار بقول برهان و ناصری و جهانگیری و جامع بالفتح بروزن زنگار (۱) بمعنی لبریز و مملو و پر باشد - صاحب ناصری فرماید که انبار دن و انباشتن مصدر این و انباره و انبارده و انبارگی هم از همین است (ما صراحت هر یکی بجایش کنیم) بهار گفته که این جمع نبر است بمعنی توده ها و فارسیان بمعنی ذخیره بالفظ کردن و نهادن استعمال کنند و صاحب مؤید آورده که انبار بمعنی توده باشد و بس مؤلف عرض کند که بقول صاحب منتخب که محقق لغات عرب است انبار بالفتح غله ها و ارتفاعات بسیار که یکجا جمع باشد و خانه سوداگر که در و متاع چیده باشند جمع نبر بالکسر

(الخ) پس متحقق شد کہ ہمین لغت عرب را فارسیان بمعنی واحد یعنی تودہ استعمال کردہ اند و ہمین است اسم مصدر و ماخذ انبار دن و انباشتن و انبار یدن کہ می آید انچہ محققین بالا این را بمعنی لبریز و مملو و پر آوردہ اند کم التفاتی شان است از نیکہ بر معنی مصادر بالا رفتہ اند یعنی انبار دن بمعنی تودہ کردن و پر کردن چاہ و مغاک بخاک و جز آن آمدہ و خیال نکردند کہ در پر کردن مغاک ہم تودہ کردن خاک در ان معنی حقیقی باشد و نتیجۂ آن است پری آن پس لازم نیاید کہ ازین معنی مصدری انبار را بمعنی لبریز و پر گیریم سندی برای معنی لبریز و پر و مملو پیش نشد الا اینکہ صاحب جہانگیری از کلام ظہیر فاریابی استناد کردہ و ہو ہذا (ے) بیک سخن دہن آرزو فروبندی ؛ بیک سخن شکم آرزو انبار ی ؛ ما عرض کنیم کہ این سند مصدر انبار دن است بمعنی مجازی نہ اسم جامد انبار و تحقق ما معنی حقیقی انبار محض تودہ باشد و بس (اردو) انبار۔ بقول امیر ڈھیر۔ ذخیرہ۔ مونث (قلق ے) رہتی تہی پہولون کی جہان انبار ؛ ڈھیر ہین اس مقام پر خس و خار ؛

(۲) انبار۔ بقول برہان و سروری و رشیدی و جامع و سراج بمعنی فرو ریختن و افتادن دیوار و امثال آن نیز۔ صاحب جہانگیری سندہا آوردہ (سنائی ے) نہ فلک را بکام بگذاریم ؛ پنج و چار و سہ را بہ انباریم ؛ (شمسی طبسی ے) زمین کردار ا بامن گرنباشد آسمان خاکی ؛ در انبارم بسیل اشک ازین پس ہفت بنیانش ؛ مؤلف گوید کہ حیف است کہ این ہر دو اسناد ہم بکار شان نمیخورد این ہر دو تمثیل متعلق است بہ مصدر انبار دن و معنی آن تودہ کردن و پر کردن است و در مجرد انبار معنی فرو ریختن دیوار و امثال آن اصلا نیست و تودۂ خاکی کہ بعد افتادن و فرو ریختن قائم شود آنرا انبار می توان گفت و آن غیر از معنی اول نیست عجب است از محققین نازک خیال

فتائل (اردو) دیکھو معنی اول۔

(۳) انبار۔ بقول برہان و ناصری و سروری و رشیدی و جہانگیری و جامع بمعنی خس و خاشاک و فضلۂ انسان و سرگین حیوانات دیگر کہ مزارعان بر زمین زراعت ریزند (سروری در ہجو) شعر رنگارنگ از طبع کج حیدر کلوج ؎ ہمچنان سرمیزند کز تودۂ انبار گل ؎ خان آرزو در سراج فرماید کہ ترجمۂ این بہندی کھات باشد مؤلف عرض کند کہ انبار درین شعر مجازاً بمعنی خاشاک و فضلۂ مجتمعہ باشد کہ آنہم بشکل تودہ جمع می شود و این مجاز معنی اول است۔

(اردو) کھات۔ بقول آصفیہ۔ (ہندی) اسم مؤنث۔ وہ میلا اور کوڑا وغیرہ جسے گڑھا کھود کر دبا رکھتے ہین اور کچھ عرصہ کے بعد نکال کر کھیتون مین ڈالتے ہین جس سے زمین کی طاقت بڑھتی ہے اور درخت خوب پھلتا ہے مؤلف کہتا ہے کہ انبار کے اس معنی کا حقیقی ترجمہ کوڑا کرکٹ ہے جس کی ڈھیر زمین پر ایک جگہ جمع کی جاتی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اُس سے کھات کا کام لیا جاتا ہے۔ صاحب آصفیہ نے کوڑا کرکٹ پر لکھا ہے کہ (ہندی) اسم مذکر۔ (گھانس پھونس) خار و خس۔ آخور۔ الاتبلا (انتہی) اس ڈھیر مین میلا شریک نہین۔ کیا جاتا اس لیے کہ عفونت پھیلتی ہے اور میلا اور فضلہ عموماً دفن کر دیا جاتا ہے۔

(۴) انبار۔ بقول برہان بمعنی استخر و تالاب ہم آمدہ۔ صاحبان رشیدی و جہانگیری و جامع میفرمایند کہ بمعنی بر کہ آب نیز۔ چنانکہ آب انبار۔ خان آرزو در سراج گوید کہ بدین معنی آب انبار است نہ انبار تنہا مؤلف عرض کند کہ آب انبار قلب اضافت انبار آب است کہ آب بلندر افارسیان مجازاً انبار آب ہم گفتہ اند چنانکہ در تالاب و استخر جمع باشد و ہم بطریق

مجاز مجرد انبار بمعنی انبار آب مستعمل - خان آرزو در کلام مولوی معنوی استعمال این ندیده باشد ؎
مشت گندم که اندرین دام است ؎ هست آنرا مدد ز انباری ؎ باغ دنیا که تازه میگردد
آخر آبش بود ز انباری ؎ (اردو) تالاب - مذکر - دیکھو استخر -

(۵) انبار - بقول رشیدی امر بمعنی انباشتن و فرا ریختن خانه مؤلف عرض کند که امر انباردن
و انباریدن باشد که برای انباشتن هم استعمال این کنند و این ظاهر است که از مصدر انباشتن
امرش انباش باشد ولیکن استعمال این متروک است نبار علیه امر انباردن را استعمال کنند و
این همان است که از کلام ظهیر فاریابی بر معنی اول گذشت و آنچه صاحب رشیدی از معنی
دوم امر گرفته قابل غور است که تسامحش بیش نیست زیرا که انباردن و انباریدن بدو معنی آمده
یکی انبار نمودن و دیگری مجاز آن که پر کردن چیزی باشد از چیزی دیگر که نتیجه انبار کردن است
پس انبار امر همین دو معنی باشد مثلاً اگر گوئیم (دیواری را بینبار) کنایه باشد از نیکه دیوار را بر
و بشکن و انبار کن و اگر گوئیم (چاهی و مغاکی را از خاک بینبار) معنی آن کنایتاً این است که
انبار خاک در چاه قائم کن یعنی پر کن آن چاه را از خاک - پس معنی مجرد انباردن غیر از انبار کردن
و پر کردن نباشد و مصادر اصطلاحی (انباردن خانه و دیوار) یا (انباردن چاه از خاک) متعلق باشد
به امر حاضری که بالا مذکور شد - نباید که از مجرد انبار معنی (خانه را فرا ریز) پیدا کنیم فتامل (اردو)
ڈھیر کر - ڈھاوے - بہروے -

(۶) انبار - بقول صاحب جهانگیری و رشیدی و جامع بالکسر مخفف این بار یعنی این مرتبه -
(ملک طیفور) ؎ انبار دلم بخویش داری ماند ؎ این کاوش غصه در جگر می ماند ؎ این درد نه همچو

دردهای دگر است ؛ این غم نه بغم های دگری ماند خان آرزو در سراج فرماید که تحقیق آنست که درین حال انبار به میم باشد که بسبب آنکه نون و با هر جا جمع شوند و اوّل ساکن بود جائز است که هر دو به میم بدل شوند بسبب قرب مخرج چنانکه کنب و کمّ و دنب و دمّ پس این لفظ بقیاس امسال و امروز نیست مؤلف عرض کند که لله العجب که خان آرزو برخلاف حقیقت تائید خیال خود می کند که بر کلمهٔ امّ گذشت که ما همدر را نجا تردید ش کرده ایم یعنی او بر کلمهٔ امّ فرموده که استعمال این برای روز و شب و سال مخصوص است یعنی امروز و امشب و امسال و هم او نوشته که بجز این هر سه لفظ استعمال کلمهٔ امّ نباید کرد و ما همدر انجا گفته ایم و بر هر یک لفظ بجایش صراحت کرده ایم که امّ مبدل آن باشد و آن مخفّف این پس وجهی نیست که امّ را مخصوص به سه لفظ بالا کنیم الحاصل چون تحقیق خان آرزو از کلمهٔ امّ گذشت و بر لفظ انبار رسید معلوم شد که تخصیص آن سه لفظ قائم نمی ماند بنا ٔ علیه در اینجا می خواهد که تائید خیال خود کند قاعدهٔ را باستناد خود بیان میکند که در کنب و دنب جاری است یعنی فارسیان نون و با ی موحّده هر دو را به میم بدل کرده کم و دم کرده اند مگر نمی داند یا تجاهل کند که در انبار قاعدهٔ مذکور جاری نشده زیرا که اگر نون و با هر دو را به میم بدل کنیم انمار باقی می ماند و انچه انبار به میم مستعمل است و مسلّمهٔ اوست بر خلاف دعوای اوست حیف است اگر محقّقین بتائید غلطی خود از ارتکاب غلطی دیگر کنند اگر ما بر لفظی خیال غلط قائم کرده ایم نباید که بتائید ش غلطی دیگر کنیم حقیقت این است که انبار بالکسر مخفّف این بار است و فارسیان به تبدیل نون دوم به میم انبار هم استعمال کرده اند همچون امروز و امصبح و امشام و امسال که اصلش این روز و این صبح و این شام و این سال بود و تبدیل نون با میم در دیگر الفاظ هم نظر آمده

چنانکہ کجین و کجیم کہ بمعنی برکستوان است کہ روز جنگ پوشند و اسپ را نیز پوشانند۔ پس انبار را مخفف این بار نہ گرفتن و آنرا غلط دانستن و انبار را صحیح پنداشتن و آنرا بر قیاس امروز و امسال ندانستن یعنی چہ و چرا و بچہ حجت قائل (اردو) اس دفعہ۔ اس بار۔

انبار بارہ اصطلاح۔ بقول صاحب جامع بروزن بدیادگار یعنی مردم فربہ و بیکارہ و ہیچ کارہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندی پیش نشد و استعمال این از نظرہا ہم نگذشت و معاصرین عجم ہم ازین ساکت ولیکن موافق قیاس است یعنی اسم فاعل ترکیبی است بمعنی بار انبار وارندہ و کنایہ باشد از مرد فربہ کہ ہیچ کارگی لازمہ فربہی است (اردو) موٹا اور فربہ شخص جو کسی کام کے لائق نہ رہا ہو۔

انبار خانہ استعمال۔ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ جای ذخیرہ اسباب۔ معاصرین عجم ہم استعمال این کنند قلب اضافت خانۂ انبار است ولیس (اردو) دکن مین انبار خانہ اس کمرہ کو کہتے ہین جو مختلف قسم کے سامان کا مقام ہو۔ صاحب آصفیہ نے لفظ گودام پر لکھا ہے اسم مذکر۔ مال خانہ ذخیرہ۔ مال گھر۔ مودی خانہ۔

انبار دار استعمال۔ بقول بہار و انند یعنی صاحب ذخیرہ جمع بات مؤلف گوید کہ معنی لفظی این کسی و چیزی کہ تودہ ہای بلند دارد فارسیان این را بصفت یا استعمال کردہ اند یعنی بت انبار دار گفتہ اند و ظاہر است کہ اشارہ باشد از پستان یا کفلش کہ استعارۃً آنرا انبار گفتہ اند (سیفی ۵) اعتباری نیستم پیش بت انبار دار ۔ صد ہزار انبار غم دارم من بی اعتبار ۔ (اردو) انبار دار اس شخص کو کہ سکتے ہین جس کے پاس ہر قسم کا سامان کثرت سے ہو یعنی ڈھیر لگی ہوئی ہو۔ اسم فاعل ترکیبی۔

انبار داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از کلام سیف اسفرنگی سندی آوردہ کہ بر انبار دار گذشت معنی لفظی این داشتن کسی

وچیزی از سامان مختلف توده ها (اردو) صاحب انبار ہونا - سامان کے انبار کا مالک ہونا -

انبارگی بقول برہان وسروری وانند بروزن ومعنی انباشتگی باشد کہ بمعنی پری وبسیاری نعمت است - صاحبان جامع وناصری ذکر این بذیل لفظ انبار کرده اند واز صراحت معنی ساکت وصاحب جامع فرماید کہ انبارش ہم مرادف این است - صاحب مؤید بحوالۂ شرفنامہ واوات گفته کہ بمعنی پری نعمت وفراخ حوصلہ مؤلف گوید کہ حیف است کہ محققین بانام ونشان سند استعمال این پیش نکردند واینچه مؤید فضلا نوشته آن را غیر فضلا نهمند کہ تتابع اوست کہ (فراخ حوصلگی) را فراخ حوصله گفته - فراخ حوصله اسم فاعل یعنی کسی وکسی کہ حوصله او فراخ باشد واین ترجمۂ انبارگی اصلا نمیتوان شد کہ انبارگی حاصل بالمصدر انبار وانبار یدن است کہ می آید از قبیل انباشتگی کہ حاصل بالمصدر انباشتن است ومعنی لفظی این تودگی وپری واضافت بسوی نعمت را تسلیم نه کنیم تا آنکه استعمالش در کلام فارسیان بنظر نیاید - صاحب موارد بمقابله مصادر انبار دن وانباریدن ذکر این نکرده ومجرد انبارش وانبار را حاصل بالمصدر قرار داده (اردو) کثرت - مؤنث - پری - مونث - بہراوندگی

انبار دن بقول برہان وجامع باوان ابجد بروزن ومعنی انباشتن است کہ پر کردن وانبار کردن چیزی باشد از چیزی دیگر - صاحب بحر صراحت مزید کند کہ مثل پر کردن چاه ومغاک بخاک وجز آن (کامل التصریف) ومضارع این انبارد - صاحب موارد فرماید کہ (۱) بمعنی پر شدن و (۲) پر کردن و (۳) گرفتن وحاصل بالمصدر این انبار وانبارش خان آرزو در سراج وصاحب سروری بر معنی دوم قانع وصاحب نوادر ذکر معنی اول ودوم کرده صاحب مؤید فرماید کہ پر کردن جای عمیق بخاک وجز آن باشد وبس - مؤلف عرض کند کہ مرکب است از اسم جامد انبار ودن علامت مصدر

و معنی حقیقی این تودہ کردن چیزی همچون انبار کردن غله و انبار کردن خاک و معنی پر کردن مجاز است یعنی چون مفعول این چاه یا شکم یا مغاک باشد نتیجه تودہ کردن چیزی در آن پر کردنش باشد که خلا باقی نماند چنانکه انبار دون شکم که سندش بر معنی اول انبار گذشت و انبار دون هفت بیان که سند این بر معنی دوم انبار مذکور شد انچه صاحب موارد بمعنی لازم آورده محتاج سند استعمال است که از نظر ما نگذشت حیف است که او هم سندی پیش نکرد و هم ازین قبیل است معنی سوم (اردو) (۱) بهر جانا - (۲) بهرنا - پر کرنا - لینا -

انبارده بقول برهان و سروری (۱) بمعنی انباشته که پر کرده باشد و (۲) بمعنی پر نعمت و با نعمت هم آمده - صاحب نوادر بذکر معنی اول نسبت معنی دوم گوید که مردم با نعمت که تاری بطر گویند - خان آرزو بذکر هر دو معنی فرماید که معنی دوم که قوسی ذکرش کرده مجاز باشد موافق عرض کند که بمعنی اول اسم مفعول انبار دون است و اگر برای معنی دوم سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد که مجاز معنی اول باشد که مردم با نعمت هم پر کرده شده از زر و نعمات است (اردو) (۱) بهرا هوا - (۲) تونگر -

انبار ساختن استعمال بمعنی تودہ کردن است (ظهوری ۵) ز رشک غیر دل انبار داغ غم نمی سازم ؛ که هرگز خوشهٔ چین را برق در خرمن نمی باشد ؛ (ولہ ۵) در گلستان کو بسعی باد گل خرمن شود ؛ گر نسازد غنچه انباری بوی خویش را ؛ (اردو) انبار لگانا - ڈھیر لگانا

انبارش بقول برهان و سروری بروزن افزایش پر کردنی را گویند و آن چیزی باشد که جوف درون چیزی را بآن پر کنند و آنرا بعربی حشو خوانند - خان آرزو در سراج ذکر این کرده فرماید که حاصل بالمصدر انبار دون باشد

(الف مقصوره)

و ذکر حشو ہم کند (اردو) بہراو۔ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مذکر۔ بہرتی۔ حشو۔ آگندگی آپ ہی نے بہرتی پر فرمایا ہے کہ وہ چیز جو کسی چیز کے اندر بھری جاے مؤلف عرض کرتا ہے کہ بلحاظ معنی حقیقی انبار دن اس کا ترجمہ تودہ اور ڈھیر۔ دیکھو انبار۔

انبار شدن استعمال۔ بمعنی تودہ شدن لازم انبار ساختن است (ظہوری ؎) زبرق حسرتم دودی نزد برخرمنم ہرگز ؛ شد انبار آرزوی خام تا کی از اثر جوشم ؛ (اردو) ڈھیر لگنا۔ کثرت سے جمع ہونا۔

انبار قلعہ استعمال۔ بقول صاحب رنہا بحوالۂ سفرنامۂ ناصرین شاہ قاچار مقامی کہ سامان قلعہ در انجا جمع باشد۔ صاحب بول چال فرماید کہ مخزن و مال خانہ مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است (اردو) مخزن۔ بقول آصفیہ (عربی) مذکر۔ خزانہ کی جگہ۔ جمع کرنیکی جگہ۔ گودام۔ گودام گہر۔ میگزین۔ یعنی بارود خانہ دیکھو انبار خانہ۔

انبار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تودہ کردن و ذخیرہ کردن و خرمن کردن باشد۔ مرادف انبار ساختن کہ گذشت (سرخوش ؎) ہر کس انبار کند خرمنی از گندم وجو ؛ من ناکاشتہ تخمی خجلم وقت درو (ظہوری ؎) کی توان در سینہ داغ انبار کرد ؛ کز شرار آہ تخم سوز میست ؛ (ولہ ؎) ہنوز می کنم انبار یک جہان حیرت ؛ اگرچہ کشت تمنا ز حاصل افتادہ است ؛ (ولہ ؎) تخم ز اخگر نفسان سینہ اگر کاشتہ ؛ راحت انبار کند دل مگر از خرمن داغ ؛ (ولہ ؎) نکردی حاصل امسال انبار ؛ بدہ بر باد کار پار بنشین ؛ (اردو) دیکھو انبار ساختن۔

انبارگی بقول شمس بالفتح با کاف فارسی بمعنی پُری مؤلف عرض کند کہ حاصل بالمصدر

(۱۸۴۸)

انبار دن توان گرفت ولیکن سند استعمال میخواہم
کہ از محققین دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو)
بہراو - دیکھو انبارش -

انبار نمودن چیزی در چیزی استعمال
صاحب جامع کہ از اہل زبان است ذکر این
بذیل لفظ انبار کردہ مقصود جز این نباشد کہ
پر کردن چیزی در چیزی (اردو) بھرنا -

انبار نہادن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی انبار کردن و داشتن است
(ظہوری ؎) آرزومی کارم و انبار حسرت
می نہم ؛ منتش بر من اگر بر قم بخجر من دشمن است ؛

(ولہ ؎) نہم انبار شکر از کشتہ خویش ؛
گہی بر قیم اگر در خرمن افتد ؛ (اردو) دیکھو
انبار کردن - انبار ساختن -

انباریدن بقول صاحب بحر و موارد و
نوادر مرادف انبار دن متقنین فرس این را
مصدر جعلی گفتہ اند کہ بر لفظ انبار یای معروف
و علامت مصدر دن را زیادہ کردہ وضع
کردند و بقول شان انبار دن کہ گذشت مخفف
این باشد مؤلف گوید کہ باصول ما مصدر اصلی
است کہ اسم این مصدر لغت فارسی است (کامل
التصریف) مضارع این انبارد (اردو) دیکھو انبار دن

انباز بقول برہان و سروری و رشیدی و جامع و جہانگیری و سراج بروزن و معنی
شریک و رفیق و ہمتا را گویند (سعدی ؎) مگو دشمن تیغ زن بر درست ؛ کہ انباز دشمن
بشہر اندر است ؛ (مولوی معنوی ؎) ہمہ توئی و ورای ہمہ دگر چہ بود ؛ کہ در خیال نیاید
کسی ترا انباز ؛ مؤلف گوید کہ اسم جامد فارسی زبان است صاحب کنز ہم کہ محقق
ترکی است این را لغت فارسی گفتہ (اردو) رفیق - شریک - عربی - بقول آصفیہ
(صفت) ملا ہوا - ساتھی -

انباز بودن استعمال - بمعنی شریک بودن است (عرفی ؎) بگومیت خبری کز نہایت قدرت ؛ نتیجہای ضمیر ترا بود انباز (اردو) شریک رہنا۔

انباز داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی مثال و مقابل و شریک داشتن باشد (نثر حزین اصفہانی) در محفل آرائی و معرکہ سازی و قصہ پردازی شبیہ و انباز ندہشت" (اردو) مثال رکھنا۔ مقابل رکھنا۔

انباز شدن استعمال - بمعنی شریک و سہیم شدن است (انوری ؎) گرہی گشت بر ابروی شریفت پیدا ؛ از سیاست شدہ با عقدۂ گردون انباز ؛ (اردو) شریک و سہیم ہونا۔

انباز گشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی شریک و حصہ دار گردیدن است (خسرو ؎) کافسر او را پسر انباز گشت ؛ وین پسر از وی بہ پسر باز گشت ؛ (انوری ؎) عقد ابروی قضا از پی تسکین شغب ؛ گشتہ با عقدۂ گردون بسیاست انباز ؛ (اردو) شریک و سہیم ہونا۔

انباز ناک استعمال - بقول بہار بالفتح و زای تازی و نون بالف کشیدہ و کاف تازی ترجمۂ مشترک کذا فی الملحقات - فرماید کہ درین تامل است - صاحب انند نقل نگارش رضا صاحب ضمیمہ برہان ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ بدون سند استعمال این تسلیم نہ کنیم - معاصرین عجم ہم ساکت (اردو) مشترک - شریک۔

انبازی بقول بہار مزید علیہ انباز و ایضاً شراکت و صاحب انند و ہفت ہمزبانش رضا صاحب ضمیمہ برہان گوید کہ ترجمۂ شرکت باشد مؤلف عرض کند کہ خلاف قیاس نیست کہ یای مصدری بر لفظ انباز زیادہ کردہ اند و سند بہار از کلام میر خسرو است (؎) چگونہ مرگ تو اندکہ خلق را

بکشد؛ اگر نہ خشم تو با مرگ باشد انبازی؛	این سند بکار انبازی نمی خورد - انچہ بہار
عرض می شود کہ اگر درین شعر انبازی نیایی	این را مزید علیہ انباز گرفتہ محل نظر است
مجہول گیریم یای وحدت است و اگر یای	و طالب سند دیگر باشیم - (اردو) شرکت
معروف گیریم لازم آید کہ (بعد خشم تو) کلمۂ را مخدوف	بقول آصفیہ (عربی) اسم مونث شراکت
گیریم ولیکن بخیال ما ضرورت ندارد و یای	ساجھا - شمولیت - اشتراک - شمول یا لحاظ
وحدت در خشم معنی نازک پیدا کند با می حال	یا شاملات -

(الف) انباش صاحب شمس نسبت (الف) گوید کہ بالفتح بمعنی کاہ گل کردن

(ب) انباشتن است و مقصودش حاصل بالمصدر باشد و دیگری از محققین ذکر این نکرد و (۲) بقولش بمعنی انباردن کہ گذشت صاحب برہان ذکر (ب) کردہ فرماید کہ بمعنی پر کردن و مملو گردانیدن و انبار نمودن باشد و نسبت انباشت فرماید کہ ماضی انباشتن صاحب بحر نسبت (ب) فرماید کہ مرادف انباردن و کامل التصریف و مضارع این انبارد و صاحب سروری نوشتہ کہ پر کردن جای بخاک وغیرہ و ذکر ماضی مطلق ہم کردہ خان آرزو در سراج بمعنی پر کردن و مملو کردن قانع - صاحب موارد این را بمعنی (۱) پر شدن و (۲) پر کردن و (۳) گرفتن آوردہ مؤلف عرض کند کہ اصل این ہمان انباردن است کہ گذشت فارسیان رای مہملہ را بہ شین معجمہ بدل کنند چنانکہ آغاردن و آغاشتن و ما صراحت ماخذ انباردن بجایش کردہ ایم - صاحب موارد کہ صراحت سہ معنی کردہ است نسبت آن عرض می شود کہ صاحبان تحقیق معنی اول و سوم را ترک کردہ اند و او (انباشتن چاہ) را بمعنی

اوّل و (انباشتن دریا) را بہ معنی دوّم و (انباشتن دیدہ بسرمہ) را بمعنی سوّم آوردہ و صراحت کامل این مصادر مرکّبہ و ملحقات آید بعض صاحبان تحقیق انباشتہ را بطریق لغت منقول نوشتہ اند و آن در حقیقت اسم مفعول ہمین مصدر است دیگر ہیچ و نسبت (الف) عرض می شود کہ اعتبار را نشاید کہ سند استعمال پیش نشد و از محقّقین فرس کسی با صاحب شمس نیست (اردو) (الف) کاہ گل - دیکھو (ارزہ) (ب) (۱) بہر جانا - (۲) بہرنا - پر کرنا - (۳) لینا -

انباشتن چاہ بچیزی (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب موارد کہ بذیل انبار دن آوردہ بمعنی پر شدن چاہ بچیزی است (سراج الدین راجی ؎) ز انباشتن چاہ زنخدانش مشک معلوم شد کہ دل برون نیاید ز پشک مؤلّف گوید کہ این متعلّق است بہ معنی اوّل انباشتن و (انباشتن چاہ زنخدان بمشک) کنایہ است از سبزہ بر آمدن و خط پیدا شدن کہ سیاہی خط را بمشک تشبیہ دادہ و مشک در اینجا بمعنی خط است و این استعارہ باشد (اردو) بادلی کا بہرنا کسی چیز سے -

انباشتن دریا بچیزی استعمال بمعنی پر کردن دریا باشد و این متعلّق است بمعنی دوم انباشتن (اسدی ؎) بدان کرد شاید نہان آفتاب بدین شاید انباشت دریای آب پ صاحب موارد ذکر این بذیل انباشتن کردہ (اردو) دریا کو بہرنا - پاٹنا -

انباشتن سرمہ در دیدہ مصدر اصطلاحی بمعنی پر کردن چشم از سرمہ و اندودن سرمہ بچشم و کنایہ باشد از سرگین کردن چشم و سرمہ کردن بہ چشم - صاحب موارد ذکر این بذیل انباشتن کردہ و این را متعلّق کردہ بہ معنی سوّم انبار دن بہ خیال ما متعلّق است بہ معنی دوم (بیدل ؎) سرمہ عبرت عبث از وضع دہر انباشتم

دیدۂ ما را غبار خویش هم بسیار بود ؛ (اردو) آنکھ مین سرمہ لگانا ۔

انباشتن نمک در طبع (مصدر اصطلاحی) بمعنی پر کردن نمک در طبع باشد و کنایہ از نمکین کردن طبع و ذوق پیدا کردن در طبع (طالب آملی ؎) طالب نمک لعل تو انباشته در طبع ؛ زان روی چو گفتار تو شعرش نمکین است ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل انباشتن کرده و این متعلق به معنی دوم اوست (اردو) طبیعت کو نمکین کرنا ۔ ذوق پیدا کرنا

انباغ بقول برہان و جہانگیری و جامع و سروری با غین نقطه دارد و زن را گویند که در نکاح یکمرد باشند و هر یک مر دیگری را انباغ باشد (مرادف اموسنی که بجایش مذکور شد) (ناصرخسرو ؎) زین قبه که خواهران انباغی ؛ هستند در و چهار هم پهلو ؛ خان آرزو در سراج فرماید که این همان انباز است که زای آن بغین بدل شده و در اصل بمعنی شریک است و بمعنی دو زن شوهرت گرفته مؤلف گوید که تبدیل زای هوز بغین معجمه موافق قیاس باشد چنانکه آمیزو آمیغ و جاوارد که این مبدل انباز باشد که بمعنی شریک گذشت فارسیان بوسیلۂ این تبدیل معنی عام را خاص کردند و برای زنی نام نهادند که شریک زن دیگر است یعنی اموسنی و خان آرزو تسامح کرده که دو زن را انباغ گفته نه چنان باشد بلکه هر یکی از ان انباغ باشد مرد یگری را (اردو) دیکھو اموسنی ۔

انبان بقول بہار (۱) مرادف انبانه بالفتح ظرف چرمی که در ان زاد نگاهدارند و به معنی توشه دان (مسیح کاشی ؎) گر آب ناشتا خورد از زیستی خضر ؛ زانبان کهنه نادر د این سفله نان برون ؛ صاحب سروری فرماید که پوستی را گویند که از گوسپند درست و دباغت کنند تا

ظرف چیز ہا شود و بعربی جراب خوانند (خاقانی ۵) برین نان ریزہ ہا منگر کہ شب دارد
درین سفرہ کہ از دریوزۂ عیسی است خشکاری در انبانش ؛ صاحب ناصری فرماید کہ (۲)
کنایہ باشد از آدمی فربہ و بیکارہ و شکم خوارہ - صاحب ضمیمۂ برہان گوید کہ ہر خریطۂ را انبان نام است
کہ دران چیز ہا کنند - صاحب انند نوشتہ کہ این ماخوذ از بن است و بر بن نویسد کہ بالکسر و تشدید
نون فرہبی و منی فرماید کہ در فارسی زبان انبان چہ طور شد - خان آرزو در سراج فرماید کہ
ترجمۂ این در عربی جراب و این را انبانہ و انباپخہ نیز گویند و اغلب کہ این ماخوذ از انبار دان
باشد پس در اصل انبارن بمعنی صاحب پر کردن بود چرا کہ نون برای اتصاف می آید چنانکہ کرت
نوشتہ شد و را حذف گشتہ (الخ) مؤلف عرض کند کہ این است طبع آزمایہای محققین سلف
کہ در بعض لغات از صد یکی نظر بر ما خذ کردہ اند - بخیال ما این مرکب است از لغت سنسکرت و
فارسی کہ ان در سنسکرت بقول ساطع بالفتح بمعنی غذا است و بان کلمہ ایست در فارسی زبان
کہ بقول برہان بالفظی مرکب شدہ افادۂ معنی محافظ کند ہمچون کلہ بان و باغبان پس معنی لفظی آن بان
محافظ غذا است کہ زاد را نگاہدارد و موسوم بہ توشہ دان ہم و این عجبی نیست کہ بسیاری از لغات
فرس با لغات سنسکرت و ترکی و عربی بترکیب فارسی مرکب آمدہ و نسبت معنی دوم عرض میشود
کہ استعارہ باشد کہ مردم فربہ و شکم خوارہ را انبان گفتند و توشہ دان نامش نہادند کہ فربہی و شکم
خوارگی اش انبان را ماند (اردو) (۱) وہ چرمی مشک یعنی زنبیل جس سے ولایت مین
توشہ دان کا کام لیتے ہین یعنی سوکھی غذائین اس مین بھر لیتے ہین (مونث) (۲) موٹا
آدمی - فربہ -

انبان باد اصطلاح - بقول صاحب عجم باضافت (۱) پوستی کہ آنرا پر باد کردہ آہنگران آتش افروزند و (۲) شکم آدمی و (۳) مجازاً آدمی را نیز گویند - بہار گوید کہ (۴) کنایہ از آدمی فربہ و بیکارہ - صاحب ضمیمہ برہان فرماید کہ انبانی را گویند کہ پر از باد کردہ باشند و شکم آدمی را نیز و صاحب مؤید بر معنی اوّل و دوّم و سوم قانع مؤلّف عرض کند کہ مرکّب اضافی است بخیال ما ہر چہار معنی کنایہ باشد کہ بمعنی اوّل انبان کہ گذشت شبیہ باشد بدکش آہنگران وچون آنرا اضافت کردند بسوی باد کنایہ شد برای دکش آہنگران و بمعنی دوم شکم آدمی ہم مشابہ انبان است و باد ہم در شکم باشد و بمعنی سوم و چہارم آدمی ہم فی الجملہ با انبان شباہت دارد نظر بر شکم و باد شکم و خصوصاً آدمی فربہ کہ شکش بزرگ باشد (اردو) (۱) دھونکنی - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - دم کش - آگ پھونکنے کا آلہ - وہ کھال جس سے لوہار آگ دھونکتے ہیں (۲) آدمی کا پیٹ - مذکر (۳) آدمی مذکر (ذوق ؎) کہتے ہیں ذوق آج جہان سے گزر گیا ؛ کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے ؛ (۴) دیکھو انبان کے دوسری معنی

انبان بار اصطلاح - بقول صاحب برہان بروزن مردان کار مردم فربہ و بیکارہ و ہیچ کارہ - صاحبان بحر و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ مرکّب اضافی است یعنی انبان را کہ گذشت اضافت کردند بسوی بار کہ بمعنی سنگینی باشد پس انبان بار - یا باشد کہ بوجہ سنگینی مردم فربہ و شباہت شکمس با انبان کنایہ است برای مردم فربہ و دیگر ہیچ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و بدینوجہ کہ محققین فرس این را ترک کردہ اند خیال می کنیم کہ ہمان انبان باد باشد کہ دال مہملہ را بہ تصحیف کتابت رای مہملہ کردند و اللہ اعلم (اردو) دیکھو انبان باد

چوتھے معنی۔

(الف) انبانچہ — بقول بہار و رشیدی وشمس (الف) مصغر انبان و بہار نسبت (ب) گوید کہ زنبیل خضر علیہ السلام وظاہر اعبارت از ابریق است کہ آب در آن نگاہدارند۔ صاحب بحر گوید کہ زنبیلی کہ آب بقا دران باشد۔ خان آرزو در چراغ ذکر این کردہ باہبار تتبع مؤلف عرض کند کہ متحقق شد کہ انبانچہ مصغر انبان است و انبان بہ تحقیق پوست کہ زنبیلی است چرمی ہمچون مشک پس (ب) را ابریق چرا گوئیم کہ ابریق کوزہ بالولہ و دستہ باشد برخلاف انبان کہ آن در حقیقت مشک چرمی است و عموماً بکار آب ہم مستعمل پس انبان چرمی را کہ زنبیل باشد بکار مشک گرفتن ہیچ غرابت ندارد بخلاف ابریق کہ آنرا بصورت مجاز انبانچہ قرار دہیم۔ قاتل (وحید ۵) در آب بقا شیروان غوطہ خوت

(ب) انبانچہ خضر — وشمس (الف) مصغر انبان و بہار نسبت (ب) گوید کہ زنبیل خضر علیہ السلام وظاہر اعبارت از ابریق است کہ آب در آن نگاہدارند۔ صاحب بحر گوید کہ زنبیلی کہ آب بقا دران باشد۔ خان آرزو در چراغ ذکر این کردہ باہبار تتبع مؤلف عرض کند کہ متحقق شد کہ انبانچہ مصغر انبان است و انبان بہ تحقیق پوست کہ زنبیلی است چرمی ہمچون مشک پس (ب) را ابریق چرا گوئیم کہ ابریق کوزہ بالولہ و دستہ باشد برخلاف انبان کہ آن در حقیقت مشک چرمی است و عموماً بکار آب ہم مستعمل پس انبان چرمی را کہ زنبیل باشد بکار مشک گرفتن ہیچ غرابت ندارد بخلاف ابریق کہ آنرا بصورت مجاز انبانچہ قرار دہیم۔ قاتل (وحید ۵) در آب بقا شیروان غوطہ خوت

چو انبانچہ خضر از آب پر ؛ (اردو) (الف) چھوٹی مشک زنبیل۔ مؤنث (ب) خضر کی چھوٹی سی زنبیل مشک مؤنث

(الف) انبانچہ سلیمان — اصطلاح۔ مرکب

(ب) انبان خضر — اضافی (الف)

(ج) انبان سلیمان — و (ج) بقول بہار انبانے کہ سلیمان داشت کہ ہر وقت ہر چہ می خواست از و برمی آمد۔ صاحب بحر عجم ذکر (ج) کردہ فرماید کہ انبان ظرف چرمیست کہ در وزاد راہ نگاہدارند و حضرت سلیمان علیہ السلام انبانی داشت کہ ہر چہ ہر وقت دلش می خواست از ان برمی آمد بقدرت اللہ تعالی و انبانچہ مصغر آنست و واو رستہ ہمزہ بانش۔ صاحب انند ذکر (ب) کردہ و مقصودش از ہمان انبانچہ خضر است کہ گذشت بدون تصغیر (ملا وفا ہروی الف ۵) اسیر لقمۂ مردم مباش تا باشی ؛ توکل تو بر انبانچہ سلیمان است ؛ (محمد قلی سلیم (ج) ۵) لبالب سفرۂ ہر مرد دہقان ؛ ز نعمت ہمچو انبان

سلیمان ؛ (اردو) (الف) سلیمان علیہ السلام کی چھوٹی سی زنبیل (مونث) جس مین سے جو چیز مقصود ہوتی تھی نکل آتی تھی (ب) خضر کی زنبیل یا مشک - مؤنث (ج) سلیمان علیہ السلام کی زنبیل - مؤنث -

انبان شناور اصطلاح - مرکب اضافی بقول بحر و بہار خیک پہ باد یا سبوئی کہ شناور بمدد آن در دریاہای عریض شنا تواند نمود مؤلف عرض کند کہ سبو را بہ مجاز گیریم و حقیقت این مشک چرمی است کہ پر از باد کنند و در شناوری از برای نو آموزان عموماً و برای ماہران ہم در دریاہای پہناور عریض خصوصاً بنظر احتیاط باخود دارند کہ از غرقابی محفوظ دارد (اردو) وہ خالی مشک ہوا سے بھری ہوئی جس سے تیرنے مین مدد لیتے ہین - مؤنث -

انبان نفط اصطلاح - بقول آنند بالفتح وکسر نون سوم وسکون فاوطای مہملہ حقہ چرمین باشد کہ از نفط و بارود پر کردہ بمدد آتش بر دشمنان اندازند مؤلف عرض کند کہ مرکب اضافی است و دیگر محققین ازین ساکت - خلاف قیاس نیست انبان بمعنی خود است و در اینجا مجازاً بہ معنی کیسہ چرمین و نفط لغت عرب است بہ فتح نون و طاے حطی در آخر - صاحب غیاث فرماید کہ نفط معرب نفت ست بمعنی روغنی خاص و بقول خیابان بالکسر دارویی کہ حکما ساختہ اند ہر جا کہ اندازند آتش در گیرد (اردو) فارسیون نے انبان نفط اوس چرمی کیسہ کو کہا ہے جس مین بارود بھر کر آگ دیتے ہین اور دشمن مقابل پر پھینکتے ہین یہ نازک اور طویل تھیلی ہوتی ہے جس کو بارود بھرنے کے بعد حلقہ کر لیتے ہین اسی کا نام دکن مین بان ہے - صاحب آصفیہ نے لفظ بان پر لکھا ہے ایک قسم کی ہوائی جو اگلے زمانے کی لڑائیون مین دشمن پر چھوڑا کرتے تھے - مؤنث -

انبانہ | بقول برہان وبہار وسروری وجامع وناصری مرادف معنی اوّل انبان کہ گذشت وہای ہوز در آخر این زائد است وبس (حافظ) ؎ چہ جای من کہ بلغزد سپہر شعبدہ باز ۔ از ان حیل کہ در انبانۂ بہانہ تست ۔ (اردو) دیکھو انبان کے پہلے معنی ۔

انبر | بقول برہان وجامع بفتح اوّل وضم ثالث وسکون رای قرشت (۱) آلتی باشد از آہن کہ زرگران وسگران طلا وس تفتہ را بدان گیرند وبعربی کلّوب خوانند ۔ بہار گوید کہ (۲) افزاری کہ بدان آتش گیرند وآنرا در عرف ہندوستان دست پناہ خوانند (حکیم منجیک ؎) بلیف خرپا پیچیدہ خواہمت ہمہ تن ۔ فشردہ خایہ با نبر بریدہ کیر بہ کاز ۔ (سعید اشرف ؎) جز با نبر استش از ہمسایگان نتوان گرفت ۔ نیست آسان بر گرفتن دل زیار غمگسار ۔ صاحب سروری بر معنی اول قانع صاحب ناصری نسبت معنی اوّل فرماید کہ نعل بندان از پای اسپ میخ ونعل ہم از ہمین آلہ کشند ۔ خان آرزو در سراج ذکر ہر دو معنی کردہ مؤلّف عرض کند کہ اسم جامد فارسی زبان است صاحبان اند وغیاث این را لغت ترکی گفتہ اند ما محققین ترکی ازین ساکت (۳) بہ تحقیق ما انبر بفتح اوّل وسوّم مخفّف انبار ہم کہ مصدر انبریدن از ہمین اسم جامد می آید (اردو) (۱) سنسی ۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث ۔ ایک اوزار کا نام جس سے لوہار یا سنار گرم دہات کو آگ کے اندر سے پکڑ کر باہر لاتے ہین اور اس سے تھام کر چوٹ لگاتے ہین ایک قسم کا زنبور (۲) دس پنا ۔ چمٹا ۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ۔ دست پناہ ۔ آتش گیر ۔ آتش کش ۔ آگ پکڑنے کا آلہ ۔ دیکھو آتش گیر ۔ (۳) دیکھو انبار کے پہلے معنی ۔

(۱) انبروت | صاحب برہان و جامع و ہفت نسبت (۱) گوید کہ بروزن عنبر روت امرود

(۲) انبرود | باشد میوہ معروف و بقول جامع (۲) مراد فش - صاحب سروری و جہانگیری ہم ذکر (۲) کردہ خان آرزو در سراج ذکر (۲) کردہ فرماید کہ امرود کہ گذشت مبدل این است بر قیاس خم و خنب (مولانا شہانی کاشانی از سروری ۵۲) انبرودش کہ قندان نخجل است ؎ از حلاوت حیات بخش دل ست ؎ مؤلف عرض کند کہ اصل (۱) امروت و اصل (۲) امرود است کہ ذکر ماخذش ہمدر انجا کردہ ایم فارسیان بعوض میم - نون و با ہر دو را آورند چنانکہ خم را خنب کردند و دم را دنب و بہمین قاعدہ امروت و امرود را انبروت و انبرود خواندند - خان آرزو برعکس این گفتہ یعنی امرود را مبدل انبرود خیال کردہ سبب آنست کہ از ماخذ خبر ندارد کہ ذکرش بر امروت کردہ ایم (ارد و) دیکھو ارد و -

انبرہ | بقول برہان و جامع بضم ثالث بروزن قنفذہ (۱) ہر چیز موی ریختہ را گویند عموماً و شتر موی ریختہ را خصوصاً و (۲) اسپ و شتر آبکش را نیز گفتہ اند و در عربی شکنبہ را گویند و (۳) بمعنی درّہ کوہی نیز و بفتح ثالث بروزن حنجرہ ہم آمدہ - صاحب رشیدی و سروری بہ تخصیص معنی اوّل قانع (غوّاص ۵۲) بر کنار جوی بنیم رستہ بادام و سیب ؎ راست پنداری قطار اشتر اند انبرہ ؎ صاحب جہانگیری بفتح اوّل و ضم سوم فرماید کہ در بعض فرہنگہا شتر آبکش را نیز گویند و در عربی شکنبہ و درّہ کوہ را نامند - خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل نسبت معنی دوم فرمودہ کہ این اصلی ندارد - صاحب مؤید فرماید کہ اشتری کہ از بس بار کشیدن مویش ریختہ و نیز شکم درّہ کوہ و قیل بفتح با اشتر آبکش و غیر آن کذا فی شرفنامہ و در ادات بمعنی آسیاکش - صاحبان اند

وغیاث این را بحوالۂ برہان مرادف انبر قرار دادہ اند و از ہر سہ معانی بالا ساکت بخیال ما در غلط افتادہ اند کہ برہان اینرا مرادف انبر نہ نوشت مؤلف عرض کند کہ الف اول درین وصلی است یعنی فارسیان نبرہ را بزیادت الف وصلی در اولش انبرہ کردند و نبرہ بفتح اول و ثالث در عربی آماس اندام و جای بلند بر آمدہ و نبر بالکسر کرمی است کہ پوست شتر بر تن او آماسد و آبلہ ناک گردد (کذا فی منتہی الارب) پس موی ہر کہ بر یزد مرضی است کہ عارض شود بوجہ کرمی کہ در پوست پیدا شود و ازین عارضہ خراش در جلد پیدا شدہ بیاماسد فارسیان ہمین لغت نبرہ را بزیادت الف وصلی انبرہ کردند و بمعنی اول استعمال نمودند و ازین کہ شتر و اسپ آبکش را ہم موی پشت بریزد و پشت درم کند مجازاً ہمین نام موسوم کردہ باشند و معنی سوم ہم بمجاز باشد نظر بر بلندی درّہ کوہ کہ بلغت عرب نبرہ جای بلند بر آمدہ را ہم گفتہ اند از ہر چیزی (اردو) (۱) وہ شخص یا جانور یا اونٹ جس کے بال گر گئے ہوں (۲) وہ گھوڑا یا اونٹ جس سے آب کشی کا کام لیں (۳) صاحب آصفیہ نے درّہ پر لکھا ہے کہ پہاڑ کی گھاٹی یا دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ یا فراخی یا وسعت۔ مذکر۔

انبریدن بقول سروری بفتح اول ہمان انباریدن کہ گذشت مؤلف گوید کہ محققین دیگر ازین ساکت اند و سند استعمال ہم پیش نشد بخیال ما جز این نیست کہ مخفف انباریدن گیریم بحذف الف دوم (اردو) دیکھو انباریدن۔

انبزان بفتح اول و چہارم بقول صاحب ضمیمۂ برہان نام سلخ باشد کہ روز سی ام است صاحب مؤید بذیل لغات فارسی بحوالۂ شرفنامہ و قنیہ ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ

معاصرین عجم ازین ساکت و محققین سلف ہم ذکر این نکردہ اند و ہر دو محققین بالا سند استعمال این ہم نیاوردہ - جا دارد کہ بہ رای مہملہ و بہ فتح موحدہ انبران باشد بمعنی پری دارندہ اسم حالیہ از انبر کہ امر حاضر مصدر انبریدن است بزیادت الف و نون در آخر ہمچون افتان و خیزان و کنان و معنی لفظی این پرکنان و کنایہ از روزسی ام ماہ کہ ماہ کامل است و از جمیع ایام مش پرکنند و جا دارد کہ الف و نون را زائد گیریم اندرین صورت مزید علیہ انبر بود کہ مخفف انبار است بمعنی پری کہ روزسی ام ماہ و یوم تکمیل اوست واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - ماخذ این برای ہونہار ہیچ بفہم نمی آید جز این کہ این را اسم جامد گیریم بہ معنی سلخ ماہ (اردو) سلخ - بقول صاحب آصفیہ (عربی) اسم مؤنث - پوست کشی - کھال کھینچنا - چاندرات - چونکہ اس روز چاند زمین اور آفتاب ایک سمت مین اس طرح واقع ہوتے ہین کہ چاند زمین کے آگے آکر ہمین اپنے رخ روشن کی جھلک دیتا ہے گویا پردے سے منہ نکالتا ہے اسوجہ سے اس تاریخ کا نام سلخ رکھا (الخ) دکن مین سلخ اس روز کا نام ہے جس کی شام مین ہلال نظر آئے چونکہ مہینہ اس دن شعاع آفتاب سے باہر نکلتا ہے اس لئے اس دن کا نام سلخ رکھا گیا - صاحب غیاث نے رسالہ نجوم کے حوالہ سے اس کی وجہ تسمیہ یہی بیان کی ہے - الحاصل ہر ماہ قمری کے تیسوین دن کا نام سلخ ہے -

انبساط بقول بہار گستاخ شدن مؤلف گوید کہ لغت عرب است بکسر اوّل و سوّم و بقول منتخب گستاخ شدن و کشادہ روشدن و گسترہ شدن - فارسیان استعمال این بمعنی خوشی و انشراح و اختلاط کنند صاحب مؤید ذکر این کردہ و برای معنی مصدری بامصادر فرمود

مرکب سازند کہ در لغات می آید (اردو) انبساط - بقول امیر عربی - مؤنث - خوشی (بحر ـــ) دنیا مین کچھ بساط نہین انبساط کی ؛ اترین نہ سوکھے گھاٹ کہین آشنای عیش ؛

انبساط نمودن استعمال - بہ معنی خوشی و مسرت کردن و خوشنود شدن است (خواجہ جمال الدین سلمان ـــ) پادشاہا بندہ در حضرت بر سم عرضداشت ؛ انبساطی می نماید بر امید رحمتت ؛ (اردو) خوشی کرنا - خوش ہونا -

(الف) انبست
(ب) انبستہ (الف) بقول برہان بر وزن کم بست غلیظ و بستہ شدہ و (ب) بقولش بر وزن برجستہ ہر چیز کہ آن بستہ و سخت شدہ باشد و بدشواری واشود و حل گردد و شیر و ماست و خون بستہ شدہ را نیز گویند - صاحب ناصری ذکر ہر دو کردہ گوید کہ غلیظ و بستہ شدہ ہر چیز حتی ماست و خون بستہ - صاحب سروری بر (الف) فرماید کہ بہ معنی غلیظ و بر (ب) نوشتہ کہ چیزی بستہ کہ بدشواری واشود و بحوالہ تحفہ فرماید کہ مثل مداد و خون و امثال آن (شاکر بخاری ب ـــ) خون انبستہ ہمی ریزم بر زرین رخ ؛ زانکہ خونابہ نماند است درین دیدۂ تر ؛ ہم او گوید کہ در مؤید انبستہ بر وزن قرینہ و انبستہ بر وزن بیزہ - باین معنی آمدہ کذا فی ادات الفضلا - صاحب جہانگیری صرف (ب) را آوردہ گوید کہ چیز سخت کہ زود حل نشود (شہریاری ب ـــ) چون زخونابہ نماند است اثر در جگرم ؛ خون انبستہ ہمی ریزد از چشم ترم ؛ خان آرزو در سراج بذیل الف فرماید کہ انبست و زیادت ہا انبستہ ہر دو بمعنی غلیظ و بستہ شدہ نوشتہ اند - صاحب رشیدی ہم ذکر ہر دو کردہ مؤلف گوید کہ این اسم جامد نباشد کہ لفظ بستہ درین مرکب است و متعلق است با معنی - بخیال ما خود این نیست کہ

فارسیان (آن بسته) را مخفف (آن چیز بسته) گرفته اند بمعنی چیزی که منجمد و سخت باشد پس در استعمال کلمهٔ آن بدون ممدوده آن شد بالضم چنانکه محاورهٔ ایشان است و انبسته بالضم بصورت لفظی قرار یافت بمعنی مذکور محققین بالا برماخذ خود نکردند و الف اول را مفتوح گرفتند پس انبسته مخفف انبسته باشد بحذف های هوز آخر (اردو) (الف وب) منجمد چیز جمی ہوئی چیز سخت چیز۔ جیسے خون منجمد۔

انبله | بقول برہان و ناصری و سروری و جہانگیری و رشیدی و جامع بفتح اوّل و ثالث بر وزن حنظله تمر ہندی را گویند و بہندی املی خوانند۔ خان آرزو در سراج بذکر اقوال محققین سندی از مسعود سعد آورده و ہوند (ع) چون ہلیله زرد شان و رد ترش چون انبله ۵ و فرماید که این غلط و خطای محض است بلکه انبله درین جا ہمان آمله است که بہندی آنوله خوانند و بسبب اجتماع نون و با ہر دو میم شده آمله شد و مقابلهٔ او درین مصرع مسعود سعد به ہلیله دلالت صریح دارد که ہمان آمله باشد که از اجزای اطریفل است و بمعنی تمر ہندی گفتن خطاست که بدین معنی نه در ہندیست و نه در فارسی۔ من ادعی فعلیه السند (انتہی) مؤلف عرض کند که آمله را بقاعدهٔ تبدیل انبله کردن موافق قیاس است که میم با با و نون و با و نون با میم بدل شود ہمچون دم و دنب و سم و سنب ولیکن نمی شود که انبله را برخلاف جمہور محققین تمر ہندی نه گیریم۔ صاحبان جہانگیری و رشیدی اگر از اہل ہند باشند و صاحب برہان را نظر بر سکونت ہند معتبر ندانیم۔ جا دارد ولیکن در اہل زبان بودن صاحبان ناصری و جامع و سروری شکی نیست و قول شان نسبت اسم جامد فارسی زبان معتبر تر از خان آرزو دست نمیدانیم که او سند

چه چیز می خواهد سه کس از اهل زبان انبله را بالاتفاق تمرهندی گفته اند اگر بقاعدهٔ تبدیل فارسی لفظ آمله هم صورت انبله پیدا کند لازم نیاید که معنی حقیقی انبله از لفظ دور شود. خیال ما این است که قاعدهٔ تبدیل حروف را در هر یک لفظ جاری کردن ضرور نیست. در محاورهٔ فرس لغاتی را که مبدل یابیم و آن تبدیل موافق قاعده باشد اشاره می کنیم که این تبدیل موافق قیاس است مثلاً اگر فارسیان آمله را انبله هم می گفتند ما صراحت می کردیم که انبله مبدل آمله باشد به همان قاعده که ذکرش بالا گذشت اگر اهل زبان انبله را بمعنی تمرهندی گویند محققین هندی نژاد حق آن ندارند که تردیدش کنند و گویند که این مبدل آمله باشد و بمعنی تمرهندی نباشد نمیدانیم که خان آرزو چرا این قدر جبری می کند ما همین قسم بحثی بر انبار هم کرده ایم و تسامح خان آرزو و اصرارش را ظاهر ساخته ایم و بر اکثر لغات دیگر هم همین قسم اشاره نموده ایم. خیال قطعی ما اینست که انبله بقول محققین زبانداران بمعنی تمرهندی صحیح باشد و معاصرین عجم هم فی زماننا استعمال همین لغت برای تمرهندی کنند و چون بر ماخذ انبله نظر می کنم توانیم عرض کرد که بقول صاحب ساطع املی بزبان سنسکرت بالکسر بمعنی تمرهندی است پس جا دارد و موافق قیاس است که فارسیان به همان قاعدهٔ که ذکرش بالا گذشت میم را با (نون و با) و یای تحتانی را با های هوز بدل کرده انبله کردند و بمعنی تمرهندی استعمالش نمودند چنانکه دم را دنب و سم را سنب و شایگان را شاهنگان هم گویند اگر خان آرزو در مصرع مسعود سعد که بالا مذکور شد انبله را بمعنی آمله گیرد و (رو ترشی) را که در مصرع مذکور است با آمله زیاده مناسب پندارد عیبی ندارد و توانیم گفت که انبله در اینجا مبدل آمله هم باشد و اگر سند کلام شاعری دیگر برای معنی تمرهندی می خواهد اول عرض کنیم که سند را بانظم تخصیص نسبت نثر اهل زبان هم برای

او کافی است و ہرگاہ متحقق شد کہ صاحب ناصری از اہل طہران و صاحب برہان جامع از تبریز و صاحب لغات سروری از اہل کاشان است پس نوشتۂ این ہر سہ محققین بحق اسند نثر است و واضح تر از نظم کہ اگر در نظم دیگران این لغت را پیدا کنیم شاید کہ خان آرزو گوید کہ درین شعر ہم انبلہ بمعنی آملہ واقع شدہ باری حال برای دفع اصرارش سند نظم ہم پیش می کنیم کہ از ظہیر فاریابی بدست آمدہ (ر ۵) گر عدو لافی زند تا با تو ہم جنسی کند ؛ عاقلان دانند مور از مار و شہد از انبلہ ؛ صاحب جہانگیری ہمین سند را برای معنی تمر ہندی آوردہ است اگر ہوا جویان و متبعین خان آرزو درین شعر ہم انبلہ را بمعنی آملہ گیرند جا دارد کہ بیچارہ ظہیر فاریابی صراحتاً معنی انبلہ ہمچو محققین تبریزی و کاشانی و طہرانی نکردہ است ما خان آرزو را از جمیع محققین ہندی نژاد باعتبار فضیلت خاص و مذاقی کہ از فارسی زبان داشت فائق می دانیم و احترامش کنیم ولیکن در بحثی کہ اصرار بر رای خود می کند چارہ نداریم کہ خیال خود را پیش اہل علم کنیم - فتامل ح بالجملہ بقول صاحب محیط تمر ہندی بہندی املی و انبلی سرد در اول و خشک در دوم - مسہل لطیف تر از آلو بخارا و مزیل خفقان حار و قی صفراوی و مقوی معدہ و منافع بیشمار دارد (الخ ۱۲ اردو) املی بقول امیر مونث - فارسی مین انبلہ - عربی مین تمر ہندی ہندوستان کے ایک مشہور اور بڑے درخت کی پھلی ہے - خامی کی حالت مین نہایت ترش اور بعض درخت کی سبز اور بعض کی سرخ ہوتی ہے اور پختہ اور خشک ہونے پر سرخ تیرگی مائل اور چاشنی دار ہو جاتی ہے - مزاجاً دوسرے درجہ مین سرد و خشک (ر شک ۵) کیون نہ چوسا کرین تیرے لب شیرین اے گل ؛ لال املی کے مربے کا مزا پاتے ہین ؛ -

انبمن | بقول برہان وناصری وہفت واندبروزن صف شکن بلغت ژندو پاژند انگور باشد که بعربی عنب گویند مؤلف گوید که یکی از زردشتان معاصر صراحت کرد که در ژند و پاژند این نام خوشہ انگور است در حالت ابتدائی که گلشن دانہ کند وکثرت دانہای کوچکش بیرون از شمار تودۂ بادنجان را ماند بعینہ ازینجاست که فارسیان قدیم این را انبمن گفتند که انب بمعنی بادنجان گذشت ومن تودۂ ہر چیز را گویند چون خرمن هم او گفت که انگور را در فارسی قدیم ہفتاد نام است از آغازدانہ اش تا بہ پختگی (اردو) انگور۔ مذکر۔ دیکھو انزم اور بقول بعض خوشۂ انگور۔ مذکر۔ جو ابتدائی حالت میں ہو جس کے دانے نہایت کثرت سے اور بہت چھوٹے ہوتے ہیں۔

انبوب | بقول برہان وجامع وسراج بروزن مرغوب فرش وبساط گستردنی را گویند صاحب ناصری فرماید که بساط گسترده باشد۔ صاحب برہان بوب بدون الف ونون هم بہمین معنی آورده فرماید که باین معنی بجای حرف اول یای حطی هم آمده یعنی یوب مؤلف عرض کند که بہ تحقیق ما این اسم جامد فارسی قدیم است وبوب مخفف این وحقیقت بوب تحتانی بجایش بیان کنیم که قاعدۂ تبدیل موافق قیاس نیست وغیر از تحریف وتصحیف بالتباس کتابت چیزی دیگر بنظر نمی آید وجا دارد که این را مفرس خیال کنیم که انبوب بلغت عرب بمعنی خیابان وزمین بلند آمده پس تصرف فارسیان باشد که این را بہ معنی فرش وبساط استعمال کردند (اردو) فرش۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ بساط۔ بچھونا۔ بستر۔ گستردنی۔ بچھانے کی چیز جیسے جازم۔ دری۔ بوریہ۔ چانئی۔ غالیچہ۔ قالین وغیرہ۔

انبوبہ | بقول برہان وجامع بروزن منصوبہ (۱) ماشورہ را گویند و (۲) لولۂ آفتابہ و مانند

آنرا نیز - صاحب مؤید این را بذیل لغات عرب بیای تحتانی بعوض موحدهٔ پنجم آورده وصاحب غیاث گوید که حرف پنجم را بای تحتانی دانستن خطاست و ذکر هر دو معنی بالا کند مؤلف عرض کند که ماشوره بقول برهان بر وزن قارورهٔ نی کوچکی را گویند که جولاهگان ریسمان بران پیچند از برای بافتن و نی که یکسر آن در دهان و سر دیگر در آب نهند و بمکند و مطلق لوله را هم صاحب منتخب برنا بیب و انبوب فرماید که بالضم بندهای نی و هر دو جمع انبوبه باشد و بر انبوبه گوید که بالضم بند نی - پس بخیال ما این لغت عرب است که فارسیان بهر دو معنی بالا استعمال کرده اند - صاحب جهانگیری بر معنی اول قانع عجب است که اکثر محققین خصوصاً صاحب انند این را لغت فارسی نوشته (اردو) (۱) نلی - بقول آصفیه (هندی) اسم مؤنث - جلاہے کی نال - ماشوره - (۲) آفتابے کی نلی - مونث - اور اسی کے مثل -

(الف) انبودن | بقول برهان و ناصری و جامع بر وزن افزودن (۱) بر بالای چیدن باشد - صاحب بحر این را سالم التصریف گفته که غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیامده وصاحب جهانگیری بر معنی برچیدن قانع (ابن یمین ؎) باغبانی نیفشه می انبود ؛ گفتش ای چنگ پشت جامه کبود ؛ چه رسید است از زمانه ترا ؛ پیر ناگشته در شکستی زود ؛ گفت پیران شکسته دهراند ؛ در جوانی شکسته باید بود ؛ صاحب موارد ذکر معنی بالا کرده وصاحب نوادر این را (۲) به معنی وجود گرفتن هم آورده (شاعر ؎) بودنت در خاک باشد عاقبت ؛ همچنان کز خاک بود انبودنت ؛ خان آرزو در سراج فرماید که (۳) بمعنی پیدا کردن و آفریدنست - فرماید که صاحب برهان این را بذال معجمه آورده و بدال مهمله بمعنی اول نوشته قیاس وضابطه می خواهد که هر دو جا بذال

معجمه باشد - مؤلف عرض کند که ----------

(ب) انبوذن | به ذال معجمه بقول برهان بمعنی اصل کائنات و آفرینش و بقول صاحب ناصری مصحف و صحیح همان انبودن بمعنی آفرینش - و بقول جهانگیری و سروری و جامع به ذال معجمه صحیح باشد و این همه محققین از برای این همان سند آورده اند که منسوب به شاعر به (الف) گذشت و در مصرع دوم انبوذن را به ذال معجمه نوشته اند - بخیال ما تسامح و کم غوری صاحبان تحقیق است که (ب) را بمعنی آفرینش قائم کرده اند و سند جمله محققین برای این معنی همان یک شعر است که منسوب به شاعر گذشت و انچه خان آرزو نسبت الف معنی سوم آورده عجبی نیست که هم باستناد همین یک شعر باشد و آنکه صاحب نوادر معنی دوم قائم کرده ماخذ آن هم همین شعر است نمیدانیم که خان آرزو بچه اصول و حجت الف و ب هر دو را بذال معجمه صحیح پندارد و هیچ نمی فرماید که در انبوذن این همه معانی چطور پیدا شد - خیال ما انیست که (ب) تصحیف محض است و (الف) مرکب است از کلمه آن و مصدر بودن - آن بالفتح لغت سنسکرت است که بر اسمی آمده افاده معنی نفی کند و فارسیان این کلمه را در فارسی هم استعمال کرده اند چنانکه الف نفی را از سنسکرت گرفته اند که ذکرش بر اجنبان گذشت - الحاصل انبودن بمعنی برجا نبودن است و کنایه از برچیدن چنانکه در شعر این همین بر معنی اول (الف) گذشت و معنی دوم و سوم هیچ است که طبع آزمایان از همان یک شعر شاعر پیدا کرده اند بخیال ما در مصرع دوم مصدر بودن را با آن که ضمیر غائب و اسم اشاره باشد استعمال کرده اند و بودن بمعنی هستی گرفتن و بوجود آمدن (کذا فی الموارد) و جا دارد که انبودن را مبدل انباردن گیریم که

یعنی انبار کردن گذشت - فارسیان در لب و لہجہ خود الف ساکن را واو خوانند جان را جون گویند و بتبدیل الف با واو هم در قاعدهٔ فارسی آمده چنانکه تاغ و تورغ در رای مهمله در تلفظشان حذف شد چنانکه شنا روشنا - پس انبار دن بسبیل تبدیل و حذف بر زبان شان انبودن باقی ماند که بمعنی انبار کردن باشد ازینجاست که صاحبان برهان و ناصری و جامع معنی اول (الف بالای هم چیدن نوشته اند و معنی شعر ابن یمین اندرین صورت هم درست می شود (اردو) (الف) (۱) توڑنا جیسے پھول توڑنا (۲) وجود میں آنا یہ ہونا - (۳) پیدا کرنا ہست کرنا - (ب) دیکھو آفرینش -

انبور بقول صاحب ضمیمه برهان و مؤید (۱) بمعنی انبر که افزاری باشد و بجایش گذشت و (۲) پر کردن و مملو ساختن مؤلف گوید که انبور مزید علیه انبر است که برای اظهار ضمه موحده واو آورده اند و این عادت اهل فارس است که ضمه را در تلفظ در از خوانند و این رسم در کتابت فارسی شائع و ماخوذ است از رسم الخط ترکی که نزدشان عام باشد و نسبت معنی دوم عرض می شود که مقصودشان غیر از حاصل بالمصدر نباشد که پری است اندرین صورت انبور مبدل انبار باشد که الف ساکن در تلفظ فارسیان به واو ظاهر شود و آنرا در کتابت هم جا دادند و تبدیل الف به واو هم آمده چنانکه اشاره این بر انبودن کرده ایم (اردو) (۱) دیکھو انبر (۲) دیکھو انبار -

انبوس بقول برهان و اند و هفت بر وزن افسوس تخمی باشد که آنرا نانخواه گویند و به تقدیم ثالث بر ثانی هم آمده یعنی انبوس - صاحب محیط ذکر این کرده گوید که همان نانخواه ناصراحت کامل این برانسا کرده ایم و معلوم می شود که این لغت یونانی است حیف است

صاحبان تحقیق صراحت این نکرده اند و صاحب انند لغت فارسی گوید و انچه به تقدیم و تاخیر یک حرف آمده مقلوب بعض باشد ولیس (اردو) دیکھو السا۔

انبوسیدن بقول برهان بروزن افروزیدن بمعنی پدید آمدن و ظاهر شدن و موجود گردیدن و بقول صاحب بحر سالم التصریف که غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیاید۔ صاحبان جهانگیری و جامع و نوادر و سراج ذکر این کرده اند و صاحب موارد این را کامل التصریف گفته و مضارع این انباسد نوشته و سند استعمالش پیش نکرده و بقول ناصری بمعنی افزودن و پدید آمدن و از کلام شاعر سند این مصدر دهد (ه) بودنت در خاک باشد عاقبت همچنان در خاک انبوسیدنت ؛ مؤلف عرض کند که این همان شعر مجهول الشاعر است که بر لانبودن) پیش ازین مصدر گذشت۔ لله العجب محققین لغت چه مایه بی تحقیقی را بکار برند که شعری را بشاعر مجهول التخلص منسوب می کنند و برای یک لغت سندش پیش می کنند و متصل آن بر لغت دوم همان شعر را به تحریف و تبدیل یک دو لفظ بسند لغت دیگر پیش می سازند هم او فرماید که این مرادف انبودیدن است و انبودیدن مصدری نیست و نیامده عجب است از محقق طهرانی بخیال ما این مصدر لیست که وضع شد از لغت عرب نبوس که صفت مشبه از نبس است بمعنی حرکت کننده فارسیان الف وصلی در اول و یای معروف و علامت مصدر و ن در آخرش آورده انبوسیدن کردند و مجازاً بمعنی ظاهر شدن و پدید آمدن گرفتند که حرکت چیزی آن چیز را ظاهر کند و اگر از مصدر نبش صفت مشبه آن یعنی نبوش را ماخذ این گردانیم معنی آن ظاهر کننده و معنی انبوشیدن ظاهر کننده شدن یعنی پدید آمدن باشد اندرین صورت باید که قاعدۀ

تبدیل شین معجمہ بہ سین مہملہ ہم جاری کنیم چنانکہ کشتی وکستی حیف است کہ سند استعمال این مصدر پیش نشد ولیکن اتفاق محققین اہل زبان برای وجود این کافی است حالا بر زبان معاصرین متروک است و ماخذ این غیر از آنکہ بیانش بالا گذشت ہیچ بفہم ما نمی آید (اردو) ظاہر ہونا۔

انبوہ بقول برہان وسروری وجہانگیری وناصری وجامع بر دون اندوہ (اہ یعنی فرورختن دیوار باشد واتفاق محققین است کہ انبہ بدون واو مخفف این باشد بہمہ معانی۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اغلب کہ (انبیر بہ رای مہملہ) را کہ امالہ انبار است بمعنی فرورختن دیوار وغیرہ آمدہ انبہ خواندہ اند وانبہ چون مخفف انبوہ است آنرا نیز بہمین معنی تصور کردہ اند واین تصحیف است وخطا در خطا مؤلف عرض کند کہ انبوہ اسم جامد زبان فارسی است مقصود محققین از معنی اول جزاین نباشد کہ این مرادف انبار است کہ تعریفش بجای خودش کردہ ایم یعنی تودۂ خاک دیوار افتادہ وفرورختہ را فارسیان انبار گفتہ اند وجا دارد کہ انبوہ ہم گویند۔ خان آرزو خیال تصحیفی کہ پیدا کردہ است ضرورت ندارد البتہ طرز بیان محققین فرقی بین دارد با تعریف ما وہر آنیہ خطا در خطا است کہ تودۂ خاک دیوار فرورختہ را فرورختن دیوار گفتن وبقیاس بعید لغت مسلمہ محققین را تصحیف خواندن۔ ہرگاہ استعمال انبوہ برای مردم وغیر مردم آید چنانکہ بمعنی دوم صراحت این می آید وچون انبار بہمین معنی گذشتہ است پس وجہی نیست کہ انبوہ را مرادفش ندانیم وجا دارد کہ بقاعدۂ فارسی انبوہ را مبدل انبار خیال کنیم کہ تبدیل الف با واو ورای مہملہ باہای ہوز می آید چنانکہ تاغ وتوغ وہوبر وہوبہ قاتل (اردو) دیکھو انبار کے دوسرے معنی۔ یعنی وہ۔ تودۂ خاک جو دیوار گرنے سے جمع ہو۔

(۲) انبوہ - بقول برہان و سروری و جہانگیری و ناصری و جامع و بہار بمعنی مملو و پر و بسیار خواہ بسیاری مردم خواہ چیزی دیگر و بقول صاحب رشیدی بمعنی بسیاری و کثرت (میر خسرو ؎) گہرہای مبین دیدند انبوہ ٭ نہ دور و ریا شود حاصل نہ در کوہ ٭ (فردوسی ؎) ز انبوہ لشکر مرا باک نیست ٭ ازان سبز خمیہ دلم پاک نیست ٭ (صاحب ناصری ؎) دگر روز رزمی با نبوہ شد ٭ ز تن ہر کجا دشت بدکوہ شد ٭ خان آرزو در سراج فرماید کہ تحقیق آنست کہ انبوہ بمعنی کثرت است مطلقاً خواہ در انسان و خواہ در غیر انسان مؤلف گوید کہ معنی بسیار و کثیر ہم کہ مسلمہ صاحبان تحقیق بالا گذشت بیرون از تحقیق نیست کہ سند آن ہم از کلام میر خسرو گذشتہ است نمید انیم کہ محقق فاضل چرا معنی کثرت را مخصوص می کند - فعّال (اردو) بہت - مذکر - کثرت - مؤنث -

(۳) انبوہ - بقول برہان و سروری و ناصری و جامع و سراج نام قصبہ ایست در بالای کوہی از مضافات ویلمان - صاحب جہانگیری فرماید کہ شراب انجا شہرت عظیم گرفتہ (شاعر ؎) گر بنک خوری بنک قزل کوہ بخور ٭ ور باد خوری بادۂ انبوہ بخور ٭ (اردو) انبوہ - ایک قصبہ کا نام ہے جو مضافات ویلمانین واقع ہے - جہانکی عمدہ شراب مشہور رہے -

(۴) انبوہ - بقول ناصری و رشیدی کثیف و غلیظ ہم (کمال اسمعیل ؎) انبوہ و گران و زشت و ناخوش ٭ مانندۂ ابر مہرکانی ٭ خان آرزو در سراج فرماید کہ این معنی متعلق بہ معنی دوم باشد یعنی از معنی کثرت بر کثیف و غلیظ نیز اطلاق آن آمدہ مؤلف گوید کہ درست است (اردو) غلیظ - بقول آصفیہ (عربی) گاڑھا - کثیف - موٹا - جیسے ابر غلیظ - مکدر - گدلا -

(۵) انبوہ - بقول صاحب رشیدی و بہار بہ معنی مجلس (نظامی ؎) با نبوہ می با جوانان گرفت

نجلوت پی کاردانان گرفت ؛ مؤلف عرض کند کہ این ہم مجاز معنی دوم است کہ جلوت برخلاف خلوت جای کثرت وبسیاری مردم است (اردو) مجلس - بقول آصفیہ - عربی - اسم مؤنث بیٹھنے کی جگہ - وہ مقام جہاں پر آدمیوں کا گروہ جمع ہو - بزم - سبھا - انجمن مجمع - سوسائٹی جلسہ - مؤلف کہتا ہے کہ خلوت کا عکس - یا رعام اسی کا ترجمہ ہے -

(۶) انبوہ - بقول بہار بمعنی مجموع و فراہم آمدہ - و او از کلام نظامی سندی پیش کردہ کہ بزانبوہ شدن می آید مؤلف عرض کند کہ نظامی انبوہ شدن را بمعنی جمع و فراہم آمدن نوشتہ کہ بجا نبوہ می آید و در انبوہ مجرد ہمان معنی کثرت است و بس کہ بر نمبر (۲) گذشت (اردو) دیکھو انبوہ کی دوسرے معنی - جس پر انبوہ کا ترجمہ ہے یعنی کثرت - مؤنث -

(۱۸۵۱)

انبوہ شدن	استعمال - بمعنی جمع شدن و فراہم آمدن است و متعلق باشد بہ معنی دوم انبوہ (نظامی ؎) چو انبوہ شد لشکر بیکران ؛ عدو خواست از نام نام آوران ؛ خبر داد عارض کہ شش صد ہزار ؛ بر آمد دلیران مفرد سوار (اردو) جمع ہونا -
انبوی	بقول برہان و جامع و ہفت بمعنی بوی کردن است و چیزی را نیز گویند کہ بوی آمدہ و گندیدہ باشد و مطلق بوی ہم خواہ بوی خوب و خواہ بوی بد و بوی کنندہ نیز کہ اسم فاعل است و امر باین معنی ہم یعنی بوی کن - صاحب سروری بحوالہ تحفہ فرماید کہ بہ معنی بوی گرفتہ صاحب ناصری گوید کہ بہ معنی بوکردن و بمعنی گندیدہ و بمعنی فاعل و امر و انبوسیدن مصدر آن مؤلف عرض کند کہ بو و بزیادت یای زائد بوی اسم جامد زبان فارسی است بقیاس قدیم ہر اسم جامد را کہ می خواستند تعریف کنند ذکر آن با کلمہ آن می کردند چنانکہ آن بو آن بستہ

وغیرہ - ما اشارہ این بر انبوون ہم کردہ ایم و این قسم استعمال در اکثر الفاظ فارسی یافتہ ایم و کلمہ آن در فارسی از قبیل الف لام عربی است پس بعض اہل لغت کلمۂ آن را داخل لغت کردند و عوام ناواقف از ماخذ ہم آن را بہ زبان راندند ہمین است حقیقت انبوی کہ اصلش محض بو باشد پس معنی این غیر از رائحہ نیست - پس از محققین بالا آنانکہ معنی مصدری را بیان کردہ اند کار از تحقیق نگرفتہ اند و چیز بو آمدہ و بوی کنندہ و بوی گرفتہ کہ ذکرش در بیان محققین گذشت ہمہ نتیجۂ بی غوری است شک نیست کہ انبوی امر حاضر است از مصدر انبوئیدن کہ می آید و ہرگاہ امر با اسمی مرکب شود افادہ معنی اسم فاعل و اسم مفعول دہد و از مجرد امر حاضر بدون ترکیب معنی فاعلی یا مفعولی حاصل نمی شود محققین فاضل استعمال امر مرکب را دیدہ باشند و معنی فاعلی و مفعولی بر مجرد انبوی قائم کردہ باشند و این قسم غلطی در اکثر الفاظ دیگر ہم کردہ اند و ما ہمدر انجا اشارہ آن کردہ ایم - الحاصل انبوی درین جا بجز اسم جامد و مزید علیہ بوی چیزی دیگر نیست و ہمین است اسم مصدر انبوئیدن کہ می آید و بو عام است برای گند و شمیم ہر دو و شک نیست کہ مجرد بو اکثر برای بوی بد مستعمل و ہمین است استعمال این در اردو ہم - انچہ صاحب ناصری انبوسیدن را متعلق بہ این کند تسامح او باشد و در کتابت کہ انبوسیدن را انبوسیدن نوشت دیگر ہیچ (اردو) بو - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث باس گند - مہک شمیم - بدبو - سڑانڈ -

(الف) انبوئید | صاحب برہان بر (الف) گوید کہ بمعنی بوی کرد و امر مجمع نیز یعنی بوی
(ب) انبوئیدن | کنید و بوئید مؤلف عرض کند کہ مشتق است از (ب) کہ مصدر باشد

(ج) انبوئیدہ | و ماضی بہ تحتانی معروف و جمع امر بہ تحتانی مجہول و (ب) بقول برہان مصدر انبوی بمعنی بوی کردن و بوئیدن و بقول بحر (کامل التصریف) مضارع این انبوید صاحبان موارد و نوادر و سروری ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ ظاہر ابوئیدن مخفف این است مؤلف گوید کہ نہ چنین باشد بلکہ انبوئیدن مزید علیہ بوئیدن است صاحب موارد ہم متفق باماست و ما صراحت این خیال بر انبوی کردہ ایم کہ اسم مصدر ہمین است فارسیان بر انبوی یای معروف و علامت مصدر دن زیادہ کردہ مصدری وضع کردند (ج) اسم مفعول این است (فرید الدہر۔ (الف) از سروری ؎) چو انبوئید زلف مشکسایش ؛ ختن گردید از سر تا بپایش ؛ (حکیم سنائی۔ الف ؎) گفت اطفال راہی پوئید ؛ این نکو بادرا میانبوئید ؛ (فخر زرکوب۔ ب ؎) از دست خیال روی تو وقت سحر ؛ گلدستۂ وصل تو ہمی انبویم ؛ (حکیم سنائی ب ؎) بمشام آنکہ گل بیامیوید ؛ از مشامش نشاط دل روید ؛ (اردو) (الف) سونگھا۔ ماضی۔ سونگھو۔ جمع امر (ب) سونگھنا مصدر (ج) سونگھا ہوا۔ اسم مفعول۔

انبہ | بقول برہان بضم ثالث و ظہور ہای ہوز بروزن اندہ (۱) مخفف انبوہ (کہ گذشت) و بفتح ثالث و خفای ہای ہوز (۲) میوہ ایست در ہندوستان صاحبان سروری و رشیدی و جامع بر معنی اول قانع۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ بفتح اول و سکون نون و فتح بای موحدۂ آخر و ہای خفی۔ میوہ ایست در ہندوستان و فارسیان بی ہای ہوز می خوانند (قاسم دیوانہ شہدی ع) انب دکن بہ سیب صفاہان نمی رسد ؛ صاحب

سوار السبیل گوید که انبه معرب انب باشد که بهندی آم خوانند- مؤلف گوید که در (۱) واو حذف شده است چنانکه خامش وخاموش و (۲) در محاورهٔ معاصرین عرب معرب ومعاصرین عجم هم این را استعمال کنند وثمره ایست هندی- صاحب محیط فرماید که بفارسی و هندی وخصوص نزد اهل دکن بهمین اسم معروف و معرب آن انبج و در اکثر بلاد هند آم وانب بالف ممدوده وخفای نون وبتورانی نغزک وبزبان سنسکرت سوت که اسم محض است و مامڑی یعنی بسیار خوشبو- در اکثر بلاد هند و در بعض بلاد دیگر هم یافته میشود مانند سواحل بلاد یمن وعمان وسودان واقسام انبه بسیار است در هر که خوشبو زیاده تقویت دل ودماغ بسیار دارد وبوئیدن آن نیز مقوی دماغ بالجمله مضر محرورین خصوص در صلاح معده واندک مولد ریاح ونفخ دیر هضم علی الخصوص آنکه شیره غلیظ دارد باید که در تقلیل وتلطیف آن کوشند وقسم تخمی کم آب آن هم ثقیل ودیر هضم ونفاخ وریشه دار آن ازین بدتر وقابض ومورث امراض سوداوی- بالجمله اگر بمراعات مزاج استعمال کرده شود در تقویت حکم چوب چینی دارد اگرچه حکمای هند این میوه را سرد نوشته اند ولیکن ترش او هم خالی از حرارت نیست وانبهٔ پخته مطلقاً شیرین باشد یا ترش سرد وتر وشیرین دل را خوش کند وبیمرگی دور نماید وبدن را فربه سازد وبادی کند وگران وبهی ومقوی جمیع اعضا ودافع فساد صفرا وملین ومشهی طعام وبرافروزنده رنگ بدن (الخ) مؤلف عرض کند که

انبه پیوندی قسم لطیف این است وبرخلاف ----------

انبهٔ تخمی است که درخت آنرا از پیوند وصل شاخ درخت پیوندی با درخت

تخمی یا تخمی بہ تخمی یا پیوند پیوندی بہ پیوندی حاصل کنند وثمر این ہر سہ را انبہ پیوندی نامند و معاصرین عجم ہم استعمال ہمین لفظ کنند۔ چنانکہ مؤید الشعرای اصفہانی در آخر ملاقات خود با قاآنی خدایش بیامرزد (ے) ای مؤید انبہ پیوندی ہندوستان بہ درد کن پیوند الفت با دل ما بستہ است بہ درخت انبہ تخمی از کاشتن تخم انبہ حاصل شود آن بسومی سال از روز تیاری پیوندش بار دہد و این بعد ہفت سال از روز کاشت (اردو) آم۔ بقول امیر (ہندی) آمر (سنسکرت) انبہ (فارسی) یہ ہندوستان کا ایک مشہور میوہ ہے قلمی آم اور تخمی آم اسی کے اقسام ہین (الخ) مؤلف عرض کرتا ہے کہ محاورۂ اردو مین قلمی آم اسی کا نام ہے جس کو دکن مین پیوندی آم کہتے ہین باعتبار معنی۔ دکن کا نام صحیح ہے اس لئے کہ بغیر پیوند باندھنے کی صرف قلم تراش کر بونے سے درخت قائم نہین ہوتا۔ محاورۂ فلاحت مین قلم اور پیوند کا جو فرق ہے اس پر محاورۂ اردو مین لحاظ نہین کیا گیا ہے۔ صاحب دلیل ساطع نے آم کو سنسکرت کا لغت کہا ہے۔

انبیر | بقول ناصری بر وزن زنجیر (۱) بمعنی گل خشک و گل تر و (۲) بمعنی پر کردن و (۳) بمعنی امر ہم آمدہ و این از لغت اضداد است و بقول جامع و برہان (۴) کیش و مذہب و دین ہم و بقول رشیدی (امالۂ انبار بمعنی انباشتن و پر کردن) و گل خشک و تر را نیز گویند صاحب جہانگیری ہم ذکر معنی اول و دوم کردہ صاحب مؤید ہم ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ سند یک معنی ہم پیش نشد بقاعدۂ تبدیل بر سبیل امالہ تبدیل الف دوم انبار با تحتانی موافق قیاس است و مراد از معنی اول تودۂ گل باشد خشک و تر و بس

و این مجاز است که معنی حقیقی انبار محض توده باشد و مراد از معنی دوم - حاصل بالمصدر باشد که پری و تودگی است نه پر کردن و معنی سوم اما له انبار که امر مصدر انبار دن است و معنی چهارم تعجب خیز و خلاف قیاس بدون وجود سند استعمال محل تامل که اکثر محققین هم این را ترک کرده اند (اردو) (۱) خشک مٹی یا کیچڑ کی ڈھیر - مؤنث (۲) پری - بہرا و - بہرتی - مؤنث (۳) بہر - امر (۴) مذہب - دین - مذکر -

انبیرہ بقول برہان و سروری و رشیدی و جامع بر وزن زنجیرہ خلاشہ و خاشاکی را گویند که بعد از پوشش خانہ بر بام اندازند تا بر بالای آن خاک و گل ریزند و ببیندایند - صاحب ناصری و جہانگیری گوید که چوب ریزہ و کاہ و خاشاک که بر بام اندازند تا بر بالای آن چون گل ریزند فرو نریزد و در میان دیوار تخته نیز نهند تا دیوار محکم گردد مؤلف عرض کند که به انبیر (که اما له انبار گذشت) های نسبت زیاده کرده اند یعنی منسوب به انبار و این چیزی است که در دکن آنرا کلچی گویند یعنی در درست کردن سقف خانہ چون چوبها بر دیوارها قائم کنند تا سقف به دو طریق کرده می شود یکی آنکه خشت های کوچک را که در دکن تارس نام دارد با ارزه یعنی گچ - با یکدیگر وصل کنند و پس از آنکه خشک شود بالای آن سنگ ریزه یا خشت ریزها را با آهک آمیخته بریزند و این را در دکن بنجارہ نام است و بعد از آنکه خشک گردد بر روی آن ارزۂ خالص یعنی گچ کنند تا سقف تیار می شود و این را سقف پختہ گویند و همین را در دکن سقف تارس نامند - طرز دیگر اینست که بجای خشت کوچک تخته ها یا پاره های کوچک تخته ها بالای چوبینه بنشانند و بر آن سنگ ریزه یا خشت ریزه ها را با آهک خمیر کرده فرش کنند

ومساکین بعوض تختہ وپارہ ہائے تختہ پارہ ہائے ہیمہ وہیزم وخاشاک نہند وبالائے آن گل ولابہ ریزند پس ہمین تختہ ہا یا پارۂ تختہ ہا یا ہیمہ وہیزم وخاشاک را انبیرہ نام است کہ بالائے آن تودۂ خاک بمقدار معین قائم شود وبوسیلۂ ہمان تختہ وہیزم وخاشاک قائم ماند وفرو نریزد از اینجاست کہ این را انبیر یعنی منسوب بہ انبار نام شد کہ حامل انبار است وتعلق ونسبت دارد بہ انبار (اردو) وہ تختے یا لکڑی کے ٹکڑے جو چھت کی تیرون پر بچھاتے ہین اور پھر اوس پر چونا اور سنگریزے یا صرف مٹی کا فرش کرتے ہین صورت اول مین ایسے سقف کو پختہ چھت کہتے ہین اور صورت ثانی مین کچی چھت۔ اور انھین تختون یا لکڑی کے ٹکڑون کے سہارے سے وہ فرش چھت پر قائم رہتی ہے۔ دکن مین ان ٹکڑون کو کلچی اور کلچیان کہتے ہین اور محاورۂ ہند مین برگے اور انھین برگون کا نام فارسی مین انبیرہ ہے۔ صاحب آصفیہ نے برگا بمعنی چھوٹی تیر لکھا ہے۔ اور درحقیقت یہہ چھوٹی تیر نہین ہے بلکہ لکڑی یا تختہ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہین جو دو تیرون کے درمیانی خلا کو بند کرنے کی غرض سے بچھائے جاتے ہین۔ اور اسی کو لکھنو مین بقول حضرت جلیل برگا اور اور دہلی مین برگا کہتے ہین اور دکن مین برگے اون چھوٹی تیرون کو کہتے ہین جو قبر مین لاشے کی حفاظت کے لئے قائم کئے جاتے ہین بعض اہل لکھنو کا قول ہے کہ لکھنو مین بھی برگے انھین معنون مین مستعمل ہین بعض اہل لکھنو دکن کی کلچی کو جھانپ کہتے ہین ہم نے اپنے استاد حضرت جلیل کے ارشاد کی بنیاد پر ایک غزل لکھی ہے جسکی ردیف مین برگے کا استعمال کیا ہے اُسی غزل کا یہہ ایک شعر ہے (ے) وہ کوٹھے پر ہین اور زیر قدم ہے اُن کے سیر اول ہا بنی ہین پسلیان عاشق کی سقف بام کے برگے ؛

انبیر یدن بقول صاحب موارد مرادف انبار دن صاحب نوادر فرماید کہ امالۂ انبار یدن است۔ دیگر محققین مصادر این را ترک کردہ اند وسند استعمال پیش نشد۔ موافق قیاس است مرکب از انبیر و یدن

معروف و علامت مصدر دن (کامل التصریف)	(اردو) دیکھو انبار دن ۔

انبیس بقول برہان و ناصری بروزن تلبیس خرمن غلہ پاک کردہ را گویند ۔ صاحبان جہانگیری و سروری وجامع این را با گندم مخصوص کردہ اند ۔ صاحب رشیدی بحوالہ سامی گفتہ کہ تودۂ غلۂ پاک کردہ را نامند **مؤلف** عرض کند کہ مبدل انبیر باشد برخلاف قیاس کہ تبدیل راے مہملہ باسین مہملہ از نظر ما نگذشت اگر نقص تلاش ما باشد و مثالے دیگر از برائے این قسم تبدیل بنظر آید موافق قیاس دانیم باقی حال از ہمان انبیر کہ امالہ انبار بمعنی تودہ و خرمن گذشت انبیس ساختہ اند و تخصیصی در معنی پیدا کردہ اند و اگر این را ماخوذ از لغت مرکب سنسکرت (انبیسی) گیریم تحتانی آخرہ حذف شدہ انبیس باقی ماند کہ بمعنی غیر شریک است یعنی آن بمعنی بدون و بیسی بمعنی شرکت پس بدین وجہ کہ غلہ صاف و پاک کردہ از شریک خود کہ خس و خاشاک باشد جدا میشود جا دارد کہ فارسیان انبیس خرمن غلۂ پاک کردہ را نام نہادہ باشند واللہ اعلم ۔

(اردو) پاک کئے ہوے غلہ کی ڈھیر ۔ مؤنث ۔

انبیلا بقول برہان و جامع و ہفت بالام بالف کشیدہ گرگ جنگی را گویند و آن جانور یست در ہندوستان شبیہ بگاومیش و بر سر بینی شاخی دارد ۔ صاحب انند این را گرگدن جنگی گوید ۔ صاحب محیط بر گرگدن فرماید کہ این را بعربی جرئیش و بہندی گینڈا نامند گوشت آن حلال و مزاج آن گرم و خشک بخور شاخ آن جہت بواسیر و عسر ولادت نافع و ہر یک عضو آن و خزو بدنش منافع دارد (الخ) و بر گینڈا نوشتہ کہ گوشت این دافع فساد باد و حابس بول و براز **مؤلف** عرض کند کہ این ہمان جانور است کہ ذکر این بر آرج کردہ ایم ۔ صاحب انند صراحت کردہ کہ این لغت فارسی است ۔ بخیال ما این مبدل انبیرہ باشد ۔ امالۂ انبارہ کہ بمعنی لفظی این منسوب بہ انبار یعنی ہمچو انبار ہیئت مجموعی این جانور با کلفتی اعضا و مجسم فربہی انبارے

را ماند۔ فارسیان رائے مہملہ را بہ لام و ہائے ہوز آخرہ را بالف بدل کردہ اند ہمچون چنار و چنال و یاسہ و یاسا (اردو) دیکھو ارج۔

انباشتن بقول صاحب ہفت بہ بائے سوم پارسی مرادف انباشتن کہ بیائے عربی گذشت **مؤلف** عرض کند کہ مبدل آنست کہ بائے عربی بفارسی بدل شود ہمچون تب و تپ دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد معاصرین عجم بر زبان دارند (ظہوری ۵) ز حرف شکری بر داستان شوری بر آگندم ؛ نمک در چشم خواب انباشتم افسانہ را نازم ؛ (اردو) دیکھو انباشتن۔

انتخاب بقول بہار بمعنی برگزیدن و فرماید کہ بالغت افتادن و زدن و کردن مستعمل **مؤلف** گوید کہ لغت عربست بکسر اول و سوم و بقول منتخب بیرون کشیدن تخمہ و برگزیدن (انتہی) فارسیان استعمال این (۱) بمعنی حاصل بالمصدر کنند (۲) بمعنی منتخب ہم آمدہ و برائے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند تخصیص این ہر سہ مصدر بیان کردہ بہار نیست چنانکہ از ملحقات ظاہر شود (ظہوری ۵) کوچہ گزیدگی ہنر برگزیدگان ؛ ایام را خجالتی از انتخاب خویش ؛ (نثر) ممدوح ما انتخاب روزگار است یعنی منتخب روزگار (اردو) انتخاب بقول امیر (عربی) مذکر (۱) پسند کرنا۔ چننا۔ **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ آپکا مطلب حاصل بالمصدر سے ہے فرماتے ہین کہ (۲) چیدہ اور منتخب کے معنون مین بھی مستعمل ہے (آتش ۱) آتش کو جن کے قتل کیا اسنے اسلئے ؛ ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے ؛ (ولہ ۲) شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا ؛ دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے ؛

(الف) **انتخاب آلودہ**	استعمال۔ (الف) بقول صاحبان بحر و بہار ذکر (ب) ہم بہمین معنی کردہ اند
(ب) **انتخاب آلودہ**	خان آرزو در چراغ فرماید کہ معروف و بمعنی انتخاب زدہ

وصراحت مزید کند که آلودن آنچه به تتبع مؤلف درآمده
در دو جا اطلاق کرده شود یکی در ذوات اشیا و آن
در صورت اختلاط یکی است با دیگری مثل تیغ خون
آلود و آب گرد آلود دوم در صفات و آن بر تقدیر
اوصاف است چون چشم خواب آلود و دل در آلود
در صورت اول اگر حکم نعت و منعوت بهم رساند
آلوده نگویند مثلاً خانهٔ آدم آلود یا آدم شمشیر آلود نگویند
پس آنچه در اشعار شیخ محمد علی حزین که از جملهٔ افاضل
و شعرای ایران است (ماه سحاب آلود را ماند) واقع
شده ـ فقیر آرزو را در آن تامل است ـ فتامل ـ

مؤلف حقیر عرض کند که خان آرزو بخیال خود
قاعدهٔ مدون کرده که ذکرش بالا گذشت و پس از آن
کلام قدمای اهل زبان را با ایجاد بنده موافق نیافته
خود را در تامل انداز د و اعتراض ملیحی بر اهل زبان کند
و نمی داند که قواعد فرع محاورهٔ زبان است حقیقت
این است که آلوده اسم مفعول مصدر آلودن است که
لازم و متعدی هر دو آمده و آلود بحذف های موقوف

آلوده ـ و انتخاب آلود و انتخاب آلوده هر دو قلب
اضافت باشد بمعنی آلودهٔ انتخاب و کنایه از انتخاب
کرده شده و منتخب پس (چشم خواب آلود) را صحیح
پنداشتن و (خانهٔ آدم آلود) را غلط دانستن و بر (ماه
سحاب آلود) اعتراض کردن دلیل قلت ذوق
محاوره باشد (طاهر وحید ؎) گر به بینم مصرع مژگان
خواب آلودهٔ ؛ می توانم گفت بیتی انتخاب آلودهٔ را
(اردو) برگزیده بقول آصفیه (فارسی) چھانٹا ہوا
پسندیده منتخب ـ هر دلعزیز ـ

انتخاب افتادن استعمال صاحب آصفی
ذکر این کرده که بمعنی واقع شدن انتخاب و موقع انتخاب
بدست آمدن است (نظیری نیشاپوری ؎) مرا از سلامت
و حرمت سه انتخاب افتاد ؛ امام ساده رخ و عشق پاک و
بادهٔ صاف ؛ (اردو) انتخاب کا موقع ملنا ـ

انتخاب داشتن استعمال ـ صاحب آصفی
ذکر این کرده که بمعنی قابل انتخاب بودن است (صائب
؎) هلاک حسن خداداد او شدم که سراپا ؛ چو شعر حافظ شیراز

انتخاب ندارد ؛ (ظہوری ؎) گزیدہ است ہمہ داغہای عشق ظہوری ؛ بزیر برجگر و سینہ انتخاب ندارد ؛ مخفی مباد کہ استعمال منفی این در شعر صائب بمعنی سراپا منتخب بودن است و در کلام ظہوری قابل امتیاز نبودن (اردو) قابل امتیاز ہونا۔

انتخاب رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انتخاب بعمل آمدن و منتخب کردن است (حافظ ؎) سواد نامۂ موی سیاہ چون شد طے ؛ بیاض کم نشود در صد انتخاب رود ؛ (اردو) انتخاب کیا جانا۔ منتخب کرنا۔

(الف) **انتخاب زدن** | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر (الف) کردہ کہ بمعنی انتخاب کردن و منتخب شدن است و (ب) بقول صاحب بحر و بہار مرادف انتخاب آوردہ۔ مؤلف گوید کہ اسم مفعول مصدر مرکب (الف) است بمعنی منتخب و برگزیدہ (صائب ؎) بیاض گردن او را ز نقطہ ریزی خال ؛ توان شناخت کہ

(ب) **انتخاب زدہ** | گشت است انتخاب زدہ ؛ (وحید قزوینی ؎) زدیدہ ام نرود خاک گر شود جسمم ؛ ہر آن نگہ کہ زروے تو انتخاب زد است ؛ (اردو) (الف) منتخب کرنا۔ ہونا (ب) منتخب یعنی برگزیدہ۔ الف کا اسم مفعول دیکھو انتخاب آوردہ۔

انتخاب ساختن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انتخاب کردن است (نظیری نیشاپوری ؎) بعد ازان انشا مرکب کردہ باہم مفردات ؛ شخص انسان انتخاب کل اسما ساختہ ؛ (اردو) انتخاب کرنا۔ منتخب کرنا۔ (فقرۂ امیر) بہت سے موتی ہیں آپ انمیں سے انتخاب کر لیجئے ؛

انتخاب شدن | استعمال بمعنی منتخب شدن است کہ متعلق بمعنی دوم انتخاب باشد (ظہوری ؎) بدیگران ہوس برگزیدہ ارزانی ؛ برائے خاطر من حسرت انتخاب شدہ ؛ (اردو) منتخب ہونا۔ انتخاب ہونا جیسے ؛ آج صدر نشین کا انتخاب ہو چکا ہے

انتخاب کردن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این

کردہ کہ مرادف انتخاب ساختن و تعلق بمعنی دوم انتخاب است (صائب ؎) سراغ قبلہ کند در حرم سبک عقلی کہ جاے بوسہ زروی تو انتخاب کند ؛ (اردو) انتخاب کرنا۔ دیکھو انتخاب ساختن۔

انتخاب نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف انتخاب کردن است (شانی شہدی ؎) چوآدمی بجہان نیست دل بہر کہ بندم ؛ کسی زصفحہ خاطر مخواہ انتخاب نماید ؛ (اردو) انتخاب کرنا۔

انتخاب یافتن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منتخب شدن است (نصیر ہمدانی۔ نثر) ابصر بصیرت سخن شناسان سخن یاب کہ از نسخہ کائنات انتخاب یافتہ ازین بوستان معنوی وچمن روحانی بہرہ مند باد ؛ (اردو) منتخب ہونا۔

انتشار بقول بہار پراگندہ شدن۔ **مؤلف** گوید کہ لغت عربست بکسر اول وسوم صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی پراگندگی کنند وبراے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند (اردو) انتشار بقول امیر (عربی) مذکر۔ پریشانی۔ گھبراہٹ (کیف ؎) کسی کی زلف پریشان کا دل کو سودا ہے ؛ تمام عمر رہے کیوں نہ انتشار مین روح ؛

(الف) **انتشار کردن** استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منتشر کردن است وازسند پیش کردہ اش (ب) **انتشار کردن چیزی** بمعنی منتشر کردن آن چیز است چنانکہ انتشار کردن نفس کہ بمعنی پریشان کردن نفس باشد واین کنایہ باشد (سعدی ؎) سعدی بہر نفس کہ برآورد در سحر ؛ چون صبح در بسیط سحر انتشار کرد ؛ (اردو) (الف) منتشر کرنا۔ پھیلانا۔ (ب) کسی چیز کا پھیلانا۔ منتشر کرنا۔

(الف) **انتشار یافتن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منتشر شدن است وازسند پیش کردہ اش (ب) **انتشار یافتن چیزی** بمعنی صادر شدن وشائع شدن ومشہور شدن آن چیز است چنانچہ انتشار یافتن حکم (اثر شیرازی ؎) نگذاشت پانزجادۂ مسطر برون قلم ؛ تاحکم او برست روی انتشار یافت (اردو) (الف) منتشر ہونا۔ (ب) شائع ہونا۔ صادر ہونا

انتظار بقول بہار چیزی را چشم داشتن۔ فرماید کہ بالفظ بردن و داشتن و کردن و کشیدن مستعمل **مؤلف** گوید کہ بکسر اول و سوم لغت عرب است صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و برائے معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند و تخصیص چار مصدر بیان کردۂ بہار نیست چنانکہ از ملحقات ظاہر شود (ظہوری ؎) وفائے وعدہ ہا را انتظار مہ ؛ بامروزی و فردائی رساند است ؛ (اردو) انتظار۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ راہ دیکھنا (برق ؎) کہ ہندیجے قاصد افسوس آنکھون مین جان ہے ؛ سائل کو انتظار ہے تیرے جواب کا ؛

انتظار بدتر از مرگ است مثل صاحبان خزینہ و امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان در مذمت انتظار و بیان صعوبت آن این مثل را زنند کہ مردن بہ است از انتظار کشیدن و این مبالغہ است و بس (اردو) بقول امیر ؛ الانتظار اشد من الموت ؛ اردو مین مستعمل ہے (ہلال ؎) الانتظار اشد من الموت سچ تو ہے ؛ مردہ مین انتظار مسیحا مین ہو گیا ؛ دکن مین کہتے ہین ؛ انتظار سے موت بھلی ؛ یہہ بعینہ ترجمہ ہے فارسی مثل کا۔

انتظار بردن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انتظار کشیدن و انتظار کردن و منتظر بودن است (فوقی یزدی ؎) مرا قیامت و مردن بصورت دگر است ؛ مسافران عدم انتظار من مبرید ؛ (اردو) انتظار کھینچنا۔ انتظار کرنا۔ (غالب ؎) نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ ؛ اگر شراب نہین انتظار ساغر کھینچ ؛

انتظار دادن استعمال بمعنی منتظر داشتن است (صائب ؎) بسکہ بر دلہا سوال من گرانی می کند ؛ کوہ با حاضر جوابی انتظار من می دہد ؛ (اردو) انتظار مین رکھنا۔ منتظر رکھنا۔

انتظار داشتن استعمال۔ صاحب آصفی

(۱۰۷۱)

ذکر این کردہ کہ بمعنی انتظار کردن و انتظار کشیدن است (مخلص کاشی ؎) تو باش اے ہمنشین گر انتظار دوست میداری ؛ کہ من از شوق نزدیک است بگذارم بجا خود را ؛ (ظہوری ؎) چو شتابان دیگر از برای وعدہ وصلش ؛ ندارم انتظار وعدہ مدت بر نمی تابد ؛ (اردو) انتظار کرنا۔

انتظار فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حکم انتظار دادن است و منتظر داشتن (کمال اصفہانی ؎) تا کیم انتظار فرمائی ؛ وقت نامد کہ روی بنمائی ؛ (اردو) انتظار کرانا۔

انتظار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منتظر بودن است (مغربی نیشاپوری ؎) آنکہ چون معبود عالم را بعدلش مژدہ داد ؛ پیش از آدم کرد عالم عدل او را انتظار ؛ (اردو) انتظار کرنا۔

انتظار کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انتظار کردن و منتظر بودن است (صائب ؎) عاقل بپای خویش بزندان نمی رود ؛ اے چشم روز حشر مکش انتظار ما ؛ (اردو) انتظار کھینچنا۔ دیکھو انتظار بردن۔

انتظاری بقول بہار۔ بیای نسبت آنکہ انتظار داشتہ باشد (طالب آملی ؎) ہر دل ز تو اشک ریز حسرت ؛ چون گوشۂ چشم انتظاری ؛ مؤلف گوید کہ بخیال ما در مصرع دوم بالفظ انتظار۔ یای وحدت است نہ نسبت اگرچہ ادعای بہار خلاف قاعدہ نیست ولیکن مخل فصاحت است ما در کلام فرس ندیدیم و نہ از معاصرین عجم شنیدیم کہ منتظر را انتظاری گفتہ باشند (اردو) منتظر انتظار کرنے والا اور ہماری رائے کے لحاظ سے صرف انتظار اس کا ترجمہ ہے اس لئے کہ لفظ فارسی مین یای وحدت ہے۔

انتظام بقول بہار راست شدن کار و بہ ترتیب نیکو در رشتہ کشیدن چیزی را و فرماید کہ با نظر برخاستن و دادن مستعمل۔ مؤلف عرض کند کہ لغت عربست بکسر اول و سوم و صاحب منتخب ہم

ذکر این کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی درستی کار استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید و تخصیص دو مصدر بیان کردہ بہا نباشد (اردو) انتظام۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ بندوبست۔ اہتمام۔ ترتیب (صبا) اپنے دل پر ہے اختیار ہمیں ؛ ملک کا انتظام کرتے ہیں ؛ (برق ؎) ختم تجہیز یہ کام ہے تیرا ؛ واہ کیا انتظام ہے تیرا ؛ (مسرور ؎) چیزیں سب انتظام سے رکھو ؛ کام تم اپنے کام سے رکھو ؛

انتظام برخاستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی باقی نماندن انتظام است (شائق مشہدی ؎) بعہد دست تو گوہر چنان پریشان شد ؛ کہ انتظام جواہر ز ریسمان برخاست ؛ (اردو) انتظام باقی نہ رہنا انتظام نہ رہنا۔ انتظام اٹھ جانا۔

انتظام پذیرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی انتظام شدن و قرار یافتن است (خسرو نثر) برحسب ارادت خاطر انور ما انتظام می پذیرد ؛ (اردو) انتظام پانا

انتظام جستن استعمال۔ بمعنی خواستن انتظام است و خواہش انتظام کردن چنانکہ انوری گوید (؎) قاصدی را کہ انتظام حال میجوید چو من ؛ راہ درگاہ نظام الملک مقصد کردہ اند ؛ (اردو) انتظام چاہنا۔

انتظام دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انتظام کردن است۔ (ظہوری ؎) دہم انتظام مہام مہی ؛ باحکام آیام برہان شہی ؛ (اردو) انتظام کرنا انتظام دینا (میر حسن ؎) جہان کو انہوں نے دیا انتظام ؛ برائی بھلائی سبھائی تمام ؛

انتظام گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی

(۱۸۵۴)

ذکر این کردہ کہ مرادف انتظام پذیرفتن است (ابو الفضل نثر) قوائم دوستی و یکتا دلی انتظام گرفت ۔۔ (اردو) انتظام پانا - انتظام بیٹھنا (فقرۂ امیر) جب ہر ایک چیز کا معمول بندھ گیا اور انتظام بیٹھ گیا اصغری دوسری کاموں کی طرف متوجہ ہوئی

انتظام یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی انتظام گرفتن است (ظہیر فاریابی ؎) بروزگار تو ان یافت انتظام جہان ؛ کہ از حمایت خوبی پیازشد کافور ؛ (اردو) انتظام پانا - دیکھو انتظام پذیرفتن -

انتعاش | بقول بہار بلند شدن و نیکو شدن و برخاستن فارسیان بمعنی عیش و نشاط بالفظ کردن استعمال کنند مؤلف گوید کہ این لغت عرب است بکسر اوّل و سوّم - صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (عرفی ؎) ہر خندۂ دریچہ کشاینده غم است ؛ ہر انتعاش نائرۂ قفل ماتم است ؛ (اردو) عیش - بقول آصفیہ (عربی) مذکر - خوشی کے ساتھ زندگانی کرنا - عشرت - آرام - آسودگی - چین - سکھ - خوشی - (سالک ؎) یون ہی دل غم سے اگر ہجر مین خوگر ہوگا ؛ وصل مین عیش مجھے خاک میسر ہوگا ؛

(۱۸۵۵)

انتعاش بردن | استعمال زائل کردن عیش و نشاط و حاصل کردن آن باشد (عرفی ؎) طبع سرد از تو برد انتعاش ؛ سینۂ شیرین ز تو جوید خراش ؛ (اردو) عیش زائل کرنا عیش مٹانا - عیش و نشاط حاصل کرنا -

انتعاش داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی عیش و نشاط داشتن و بحالت عیش و نشاط بودن است (سلیم طہرانی ؎) دارد از خط شکستہ انتعاشی طبع او ؛ زشت تر باشد شکستہ چون شود پای کلاغ ؛ (اردو)

عیش و نشاط مین ہونا۔

انتعاش کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی عیش کردن است بہار ذکر این بذیل لفظ انتعاش فرمودہ از میرزا جلال اسیر

سند آوردہ (ے) می پرستم دمی پیمانہ نگذارد دست انتعاشی ہر دم از روی دل ما می کند ؛ (ولہ ے) بخواب نیست خیالی میسرم کہ شبی ؛ خیال خواب کنم شانہ انتعاش کنم ؛ (اردو) عیش کرنا۔

انتفاع بقول بہار بمعنی سود گرفتن و بالفظ بردن مستعمل مؤلف عرض کند کہ بکسر اول وسوم لغت عرب است وصاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بہ معنی حاصل بالمصدر کنند۔ یعنی سود و نفع باشد و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو) انتفاع۔ بقول صاحب تذکیر و تانیث۔ مذکر۔ (اختر ے) عوض دل اگر ملا بوسہ ؛ ہم یہ سمجھے کہ انتفاع ہوا ؛

انتفاع بردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی نفع رسانیدن است

(والہ ہروی ے) می گویم از زبان تو حرف و فا بدل ؛ از ہیچ می برم سود یوانہ انتفاع ؛ (اردو) نفع پہنچانا

انتقال بکسر اول و سوم۔ بقول منتخب رفتن از جای بجائی۔ فارسیان ہم این را بہ معنی نقل مقام استعمال کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند (انوری ے) در خورشید رای روشنت ؛ سوی چارم چرخ روی انتقال ؛ از سواد شب نماند گرد روز ؛ آنقدر کاید رخش را زلف و خال ؛ (اردو) انتقال۔ بقول امیر (عربی) مذکر۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا۔ مؤلف کہتا ہے کہ غالباً آپکا مقصد نقل مقام سے ہے یعنی حاصل بالمصدر (صبا ے) پس از فنا بہی یہی ہے جو بیقراری روح ؛ بہشت سے نہ کہین اور انتقال کرین ؛

انتقال فرمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی نقل مقام کردن است (حزین اصفہانی نثر) قطع علائق ازین دیار نمودہ بکعبہ مکرمہ انتقال فرمودہ" (اردو) نقل مقام فرمانا - ہجرت کرنا -

انتقال نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف انتقال فرمودن است (منشی اصفہانی - نثر) ازو بہ صلب قصی انتقال نمود - (اردو) دیکھو انتقال فرمودن

انتقال یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منتقل شدن است (منشی اصفہانی نثر) ازو بہ پسرش غالب رسیدہ وازو بہ لوی انتقال یافت" (اردو) منتقل ہونا

انتقام | بقول بہار کینہ کشیدن فریاد کہ بالفظ کشیدن و گرفتن مستعمل مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بکسر اول و سوم صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ فارسیان استعمال این بہ معنی حاصل بالمصدر یعنی کینہ کشی کنند و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید و تخصیص دو مصادر بالا نباشد (ظہوری ؎) باش فارغ از خیال انتقام ؛ کار اہل کینہ را ہم کینہ ساخت ؛ (اردو) انتقام - بقول امیر - عربی - مذکر - بدلا - عوض (قلق ؎) بگڑے بیٹھے تھے جان دینے پر ؛ لوگوں سے انتقام لینے پر ؛

انتقام انداختن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی محول و متعلق کردن انتقام است بکسی و انتقام گرفتن ہم (حزین اصفہانی ؎) سینہ ام انتقام گردون را ؛ گر بآہ دلاور اندازد ؛ (اردو) انتقام لینا -

دیکھو انتقام -

انتقام بودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حقیقی است (حزین اصفہانی ؎) گر شود نیم نفس فرصت بال افشانی ؛ انتقام قفس و دام چہ خواہد بودن ؛ (اردو)

انتقام ہونا - جیسے "واہ اچھا انتقام ہوا"

انتقام کشیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی (۱) انتقام گرفتن است صاحب بحر ہم این را آوردہ فرماید کہ بمعنی کینہ کشیدن و پاداش گرفتن باشد (ظہوری ۵) کرد درخندہ گریب اسرانی ؛ گریہ ازدیدہ انتقام کشید ؛ (حیاتی توفی ۵) فغان کہ رنجش جانان بآن مقام رسید کہ ہرکہ کردگنہ ازمن انتقام کشید ؛ و بہ تحقیق ما (۲) مبتلائے انتقام شدن ہم (ظہوری ۵) چون ظہوری انتقام از تلخکامی ہا کشید ؛ ہرکہ جوش از حسرت لبہای ہمچون نوش زد ؛ (ولہ ۵) درنگی در تلافی گر جفائی بینی از دشمن ؛ ہمان خود می کشد از خود بزودی انتقام کس ؛ (اردو) (۱) انتقام لینا - بدلہ لینا (۲) انتقام میں پھنسنا - مبتلا ہونا -

انتقام گذاشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی درگذر کردن از انتقام باشد (صائب اصفہانی ۵) انتقام ہرزہ گویان را بخاموشی گذارد ؛ تیغ می گوید جوابی مرغ بی ہنگام را و (۲) بہ تحقیق ما سپرد کردن انتقام بہ دیگری (عرفی ۵) رفتیم و انتقام ستم ہای غیر را ؛ با عادت طبیعت گردون گذاشتیم ؛ (اردو) (۱) انتقام سے درگزر کرنا (۲) انتقام کو کسی دوسرے پر چھوڑ دینا یعنی کسی دوسرے کی تفویض کرنا -

انتقام گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی حقیقی است (وحید قزوینی ۵) نیکی برای اہل کرم چون قبول نیست ؛ نتوان ز خصم خویش گرفت انتقام خویش ؛ (اردو) بدلہ لینا - انتقام لینا -

انتلہ سودا | بقول برہان و ہفت بفتح اول و سکون ثانی و کسر فوقانی و لام مفتوح و ہای مکسورہ و فتح سین بی نقطہ و سکون واو و دال ابجد بالف کشیدہ بلغت سریانی جدوار باشد کہ آنرا ماہ فرنجیز گویند - صاحب محیط بر انتلہ گوید کہ لغت عجمی اندلسی است و آن دو قسم باشد یکی سیاہ و آنرا انتلہ

سوداگویند و آن جدوار اندلسی که آنرا بلوط الارض و باندلسی فیهق و بهندی نرسی نامند و قسم دوم سفید و آنرا انثله بیضا و عوام اندلس فیهق گویند۔ سیاه آن گرم و خشک در دوم و گویند خشکی آن در اوائل سوم و در تریاقیت قائم مقام تریاق فاروق خصوصاً در اوجاع شکم و رحم نافع و مجرب و مبهی و مسخن معده و جگر و محلل مواد بلغمی و منافع بسیار دارد (اردو) جدوار۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مؤنث۔ ایک زہر دور کرنے والی جڑ جیسے جدوار ختائی۔

انتما بقول بہار نسبت گرفتن فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ بکسر اوّل و سوم لغت عرب است و بقول منتخب نسبت یافتن بکسی فارسیان استعمال این بمعنی تعلق و نسبت کنند (انوری ؎) ز اعتدال ہوائی کہ دولتت دارد ۔ بآد را چو نبات انتمای نشو و نماست ۔ (اردو) تعلق۔ مذکر۔ نسبت۔ مؤنث۔

انتما کردن استعمال۔ بہ معنی نسبت یافتن و منسوب شدن است بہ کسی۔ صاحب آصفی ذکر این بمعنی نسبت گرفتن کردہ (کمال اصفہانی ؎) بجز بخدمت تو بندہ انتما نکند ۔ بہر کجا کہ پژوہش رود ز نسل و نژاد ۔ (اردو) نسبت پانا منسوب کیا جانا۔ متعلق ہونا۔

انتونتن بقول صاحب برہان و ہفت با نون و تای قرشت بر وزن پہلو شکن بلغت ژند و پاژند بہ معنی داشتن باشد کہ از دارندگی است صاحب موارد ہم ذکر این کردہ و صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب خود بذیل دستور چہارم این را آوردہ۔ این ہمان است کہ صراحت ماخذ این برانا تونتن گذشت۔ نمیدانیم کہ مقصود صاحب برہان از دارندگی چہ باشد و ارندگی حاصل بالمصدر داشتن است و لفظا با این مصدر ہیچ تعلق ندارد (اردو) رکھنا۔

انتونی بقول بہار بفوقانی و واو و نون بتحتانی رسیدہ نام خلیفۂ اول حضرت عیسیٰ بزعم نصاری (حاذق گیلانی ۵) نزدیک کمینہ عالم توۂ انتونی و بیدرست ملزم ۂ صاحب انند صراحت کند کہ این لفظ لاتن است مؤلف عرض کند کہ مقصودش از زبان لاطینی باشد۔ (اردو) انتونی۔ زبان لاطینی اور عقیدۂ نصاری مین عیسی علیہ السلام کے خلیفۂ اول کا نام ہے

انتہا بقول آصفی معروف۔ مؤلف عرض کند کہ بکسر اول و سوم بقول منتخب لغت عرب است بمعنی بپایان رسانیدن و بچیزی رسیدن و باز ایستادن۔ فارسیان استعمال این بمعنی حد و نہایت کنند کہ مقابل ابتدا باشد و برای معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در مقامات آید (ظہوری ۵) مدار دست ظہوری ازان جریدہ روان ۂ کہ انتہای رہ خود در ابتدا فرد ۂ (انوری ۵) صفات مدح تو در ابتدای مصحف مجد ۂ مثال لغت تو در انتہای دفتر جود ۂ (اردو) انتہا۔ بقول امیر۔ عربی۔ مونث۔ حد۔ نہایت (ناسخ ۵) موی مژگان ہو گئے پانی مین رہنے سے سفید ۂ انتہا رونے کی کچھ اے دیدۂ نمناک ہے ۂ

(۱) **انتہا پذیر شدن** استعمال (۱) بمعنی

(۲) **انتہا پذیر فتن** ختم شدن و بانتہا رسیدن باشد (ظہوری ۵) کاروبار انتہا پذیر شدہ است ۂ روش ابتدا بکار مبر ۂ و (۲) مراد فش صاحب آصفی ذکرش کردہ (عالی شیرازی نثر) شخصی گفت الٰہی جنگ تنبورک نیز باجل موعود انتہا پذیرد" (اردو) ختم ہونا۔

انتہا داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی حد و غایت داشتن است حزین اصفہانی ۵) مطرب ترانۂ وگر از پردہ سازکن ۂ زیرا کہ حرف عشق نمیدارد انتہا (اردو) انتہا ہونا۔ جیسے "اُن کے ظلم کی کوئی حد اور

(۱۸۵۸)

انتہا نہیں ہے "ظلم کی انتہا ہو چکی" جس کی	ابتدا ایسی ہو اسکی انتہا کیسی ہو گی"

انج بقول برہان وسراج بفتح اوّل وسکون نون وجیم (۱) اطراف وگرداگرد روی ورخسار باشد و (۲) بمعنی بیرون رفتن وبیرون کشیدن هم آمده و (۳) امر باین معنی هم یعنی بیرون بکش - صاحب سروری وجهانگیری ذکر معنی اوّل ودوم کرده - صاحب رشیدی برگرداگرد رو قانع - صاحب جامع بذکر هر سه معنی نسبت معنی اوّل گوید که رخساره که اطراف وگرداگرد روی باشد **مؤلّف** عرض کند که نژ - بقول برهان اسم جامد فارسی زبان است بمعنی دندانه کلید وبیرون کشنده چیزی را واز همین اسم جامد مصدر نژیدن بمعنی کشیدن می آید - پس بخیال ما فارسیان زای فارسی را به جیم بدل کردند همچون کژ وکج وکژنگ وکجک والف وصلی در اولش آورده انج کردند ومعنی حقیقی این بیرون کشنده وباز کننده وظاهر کننده - انچه محققین بالا بمعنی مصدری آورده اند درست نباشد وبمعنی بیرون رفتن هم ناقابل تسلیم وخلاف قیاس وسندی نخواهد وحقیقت معنی سوّم ظاهر است که انجیدن مصدری است که از همین اسم جامد وضع شده ومعنی آن بیرون کشیدن که می آید پس انج امر است از همین مصدر - حالا عرض می شود نسبت معنی اول که گرداگرد روی ورخسار - خط باشد وآن حدیست که روی ورخسار را بیرون می کشد وظاهر می کند پس فارسیان انج را مجازاً بمعنی گرداگرد روی ورخسار استعمال کرده باشند وبدون سند این معنی را هم تسلیم نه کنیم که از معنی حقیقی بسیار بعید است ولیکن جا دارد که بدین معنی مبدّل انک باشد که نفتحتین در ترکی زبان رخساره را گویند (کذا فی المؤیّد) اندرین صورت تبدیل کاف عربی بفارسی وباز تبدیل کاف فارسی به جیم موافق قیاس باشد - انچه صاحب جامع صراحت

معنی اوّل کردہ در غلط افتادہ کہ رخسارہ اطراف وگرداگرد روی نیست نتیجۂ تحقیق ما ہمین قدر است کہ آنچ معنی بیرون کشندہ وظاہر کنندۂ چیزی است ولیس واین معنی بلحاظ ماخذیت کہ ذکرش بالاگذشت وقیاس میخواہد کہ معنی این اظہار وانشا ونزع باشد نہ بمعنی مصدر بلکہ حاصل بالمصدر۔ وعجبی نیست کہ محققین بالا برای ہمین مقصد بیرون کشیدن نوشتہ باشند ولیکن طرز بیان شان اظہار مطلب نمی کند (اردو) (۱) منھ اور رخسار کی حد۔ یعنی خط۔ مونث (۲) باہر کھینچنے والا۔ کھولنے والا۔ ظاہر کرنے والا (اظہار۔ انشا۔ بمعنی حاصل بالمصدر) (۳) باہر کھینچ۔ امر۔

انجالیدن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وکسر لام لغت فارسی است بہ معنی پر کردن وسیر گشتن وسیراب کردن وبازداشتن از تندی وغلبہ وانسداد گستاخی نمودن ومانده کردن ودلالت کردن ومعلوم کردن ونصیحت دادن وبرتافتن (انتہی) از محققین مصادر کسی ذکر این نکرد وسندی پیش نشد ومعاصرین عجم ہم بر زبان ندارند وماخذ ہم معلوم نشد مجرد بیانش اعتبار را نشاید۔ خیال ما اینست کہ از غلطی املا یا تصحیف در کتابت وجود این قائم شد (اردو) بھرنا۔ سیر ہونا۔ سیراب کرنا۔ باز رکھنا۔ گستاخی کا انسداد کرنا۔ عاجز کرنا۔ تھکانا۔ دلالت کرنا معلوم کرنا۔ نصیحت دینا۔ چمکنا۔

انجام بقول برہان وناصری وسروری بروزن اندام (۱) انتہا وآخر ہر کار وہر چیز باشد کہ بنظام آید (۲) فاعل را نیز گویند کہ نہایت رساننده وآخر آورنده باشد (۳) امر بابن معنی ہم یعنی آخر کن وبنہایت برسان۔ صاحب رشیدی وجہانگیری بر معنی اوّل قانع خان آرزو

در سراج بذکر معنی اوّل فرماید کہ ازہمین است راہ انجام یعنی راہ را بانجام رساننده مؤلف عرض کند اسم جامد فارسی زبان است و اسم مصدر انجامیدن کہ می آید معنی اوّل الذکر حقیقی است و دوم بمجالت ترکیب اسمی ہمچون راہ انجام و جان انجام و نتوان گفت کہ انجام افادۂ معنی فاعلی کند و بہ معنی سوّم امراست از مصدر انجامیدن بالجملہ این مقابل آغاز است و در زبان معاصرین عجم مستعمل (ظہوری ؎) از لطف خطّ مشکبو پرمایہ تر از آرزو ۔ ہم حسن بی انجام است و ہم عشق بی آغاز ما ۔ (صائب ؎) دو چشم والہ قربانیان پس از تسلیم ۔ دو شاہد اند کہ انجام بہ ز آغاز است ۔ (اردو) (۱) انجام ۔ بقول امیر (فارسی) مذکّر ۔ آغاز کی ضد ۔ خاتمہ ۔ انتہا نتیجہ ۔ مآل ۔ تکمیل (میر انیس رباعی) انجام بخیر ابتدا بگڑی ہو ۔ گہر گر نہ پڑے کہیں بنا بگڑی ہے ۔ کشتی سے انیس ہم کنارے ہو جائیں ۔ الٹا دریا بہا ہوا بگڑی ہے (کیف ؎) سچ ہے شراب عشق کا انجام رنج ہے ۔ کیا کیا خمار میں نہ مجھے دردسر ہوا ۔ (ناسخ ؎) ہے ہوس یار سے ہم سے کرے غیر کو ترک ۔ مطلب اپنا وہ ہے جو قابل انجام نہیں ۔ (۲) انجام دینے والا (۳) انجام دے ۔

انجام جستن استعمال ۔ بمعنی دریافت کردن و جستن نتیجہ (عرفی ؎) عرفی انجام غمت از رہ روان دل مجوی ۔ آنچہ در این رہ بخواہی در سرا انجام است و بس ۔ (اردو) انجام کی تلاش کرنا ۔ نتیجہ دریافت کرنا ۔	انجام دادن استعمال ۔ بقول بحر و بہار بمعنی سامان دادن ۔ صاحب تحقیق درست گوید کہ بہ معنی (باتمام رساندن) است مؤلف عرض کند کہ مراد ف اتمام دادن باشد (صائب ؎) صائب چہ فارغ اند

(۱۰۵۹)

ز اندیشۂ حساب ؛ جمعی کہ کار آخرت انجام داده اند ؛ (ولہ ؎) ہر کجا گیری گلی در آب معمار خودی ؛ کار ہر کس را دہی انجام در کار خودی (اردو) انجام دینا - بقول امیر - پورا کرنا (فقرۂ امیر) تم اس کام کو انجام نہیں دے سکتے "

انجام داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده کہ بمعنی غایت و انتہا داشتن است (صائب ؎) شمشیر کشیدی و بخونم نہ نشاندی ؛ افسوس کہ آغاز تو انجام ندارد (اردو) انجام ہونا - جیسے " خدا جانے اسکا انجام کیا ہوگا " اخر اس کا یہ انجام ہوا "

انجام دیدن | استعمال - واقف شدن از انجام و نتیجہ (عرفی ؎) از وصل نہان ماکہ غم آغاز نیافت ؛ انجام کسی ندیده آغاز نیافت (اردو) نتیجہ سے آگاہ ہونا - آغاز و انجام سے واقف اور خبردار ہونا -

انجامش | بقول انند بالفتح و کسر میم (فارسی) بمعنی آخرت چون روز انجامش ای روز آخرت کہ قیامت است چنانکہ فردوسی گوید (؎) تو گفتی مگر روز انجامش است ؛ یکی رستخیز است یا رامش است ؛ مؤلف گوید کہ حاصل بالمصدر انجامیدن باشد (اردو) دیکھو انجام -

انجام نمودن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده کہ بہ معنی ظاہر کردن انجام و آگاہ کردن از مآل باشد (فردوسی ؎) بگفتند با رازیان راز خویش ؛ نمودند آغاز و انجام خویش ؛ (اردو) انجام اور نتیجہ سے آگاہ کرنا -

انجام یافتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده کہ بہ معنی تمام شدن و ختم شدن و بانجام رسیدن است (قاسمی گونابادی ؎) چو زو کار آن کشور انجام یافت ؛ ز خوبان آن مملکت کام یافت ؛ (اردو)

انجام پانا - بقول امیر تکمیل کو پہنچنا - پورا ہونا
(فقرۂ امیر) ریاست کا سارا کام آپ ہی
کے دم سے انجام پاتا ہے"

انجامیدن بقول بحر بالفتح تمام شدن
و بانتہا و آخر رسیدن کارہا - کامل التصریف
مضارع این انجامد - صاحبان ضمیمہ برہان
ورشیدی و موارد و نوادر و سراج ذکر این
کرده اند - صاحب موارد حاصل بالمصدر
این انجام گوید مؤلف عرض کند کہ انجامش
ہم کہ ذکرش گذشت بالجملہ این مرکب است
از اسم جامد انجام و یای معروف و علامت
مصدر دون مقننین فارسی این را مصدر جعلی
گویند و باصول ما اصلی است کہ از اسم جامد فارسی
زبان وضع شد (اردو) تمام ہونا - آخر ہونا - انجام کو پہنچنا

انجامیدن بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مصدر فارسی است بمعنی
فکرمند و اندیشناک شدن - دیگر اہل تحقیق ازین مصدر سکوت ورزیده اند و سندی
پیش نشد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند - اگر ما خذ این لغت عرب انجار را قرار دہیم
معنی آن بریدن درخت است و جا دارد کہ فارسیان مجازاً ہمین مصدر را بمعنی اندیشناک
شدن قرار دادہ باشند ولیکن بدون سند استعمال اعتبار را نشاید (اردو) فکرمند ہونا -

انجبار بقول برہان و جامع با یای ابجد معرب انگبار است و آن رستنی باشد سرخ
رنگ و پیوستہ در کنار جوئبار روید و عصارۂ آن نیز سرخ می باشد نواسیر را نافع صاحب
محیط گوید کہ مشتق از جبر و گویند اسم رومی نباتیست کہ در مرابع و کنار نہرہا میان علیق
می روید - ازادویۂ شریفہ - کثیر المنافع - قلیل المضار - سرد و خشک در اول و در ان
قبض ظاہر و قوت محللہ مع رطوبت است نافع نزف الدم و منافع بسیار دارد (الخ

(اردو) صاحب جامع الادویہ نے اس کا مشہور نام انجبار لکھا ہے اور صراحت کی ہے کہ فارسی میں انگبار کہتے ہیں ایک درخت ہے ملک شام کا کل اعضا سے خون بند کرتا ہے۔ بواسیر اور پیچش اور قے کے لئے نافع۔

انجخ بقول برہان وجہانگیری بفتح اوّل وسکون ثانی وضم ثالث وخای نقطہ دار ساکن بہ معنی چین وشکن روی واندام۔ صاحب ناصری فرماید کہ درین لغت خا وغین تبدیل یابند یعنی انجغ ہم آمدہ ہمچون انجوخ وانجوغ ومصدر این انجوخیدن وانجوغیدن وانجیدن آمدہ۔ صاحب سروری صراحت کند کہ چینی کہ بر روی وشکم افتد از پیری یا بسبب دیگر صاحب رشیدی نسبت معنی اوّل صراحت فرمودہ کہ چینی کہ بر میوہ وشکم وجز آن افتد انجخ باشد وصاحب جامع فرماید کہ چین وشکن موی واندام۔ صاحب انند صراحت کردہ کہ اسم جامد فارسی است ومحققین پابند لغت فرس ہم ذکر این کردہ اند خیال ما اینست کہ انجوغ بغین معجمہ کہ می آید اصل است وشان لغت متقاضی این است کہ ترکی باشد ولیکن محققین ترکی زبان ازین ساکت باوجود این معاصرین ترکی با ما اتفاق دارند۔ باقی حال انجوخ بہ خای معجمہ مبدّل باشد ہمچون (تاغ وتاخ) وانجخ وانجغ۔ مخفف آن کہ واو حذف شدہ ہمچون ہوشیار وہشیار وایں اسم مصدر انجیدن است کہ می آید۔ ماہین لغت را بہ بای موحدۂ دوم بجای نون دوم وخای معجمۂ سوم بجای جیم سوّم (انجوخ) ہم یافتہ ایم وذکرش بجای خودش گذشت وماخذش ہم ہمدرانجا مذکور شد عجبی نیست کہ بہ تصحیف کتابت وعدم تحقیق ماخذ ہمان انجوخ را بنون دوم وجیم سوم انجوخ کردہ باشند وبحذف واو انجخ شد واللہ اعلم معاصرین عجم بر زبان

ندارند (اردو) دیکھو انجوخ کے دوسرے معنی۔

انجختن بقول سروری وسراج ومؤید ونوادر وبرہان باجیم بروزن ومعنی برجستن باشد وصاحب ہفت صراحت کردہ کہ بفتح اوّل وسکون نون وفتح جیم وسکون خای منقوطہ وفتح مثناۃ فوقانی ونون زدہ معنی برجستن است۔ صاحب بحر فرماید کہ سالم التصریف باشد یعنی غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نیامدہ مؤلف عرض کند کہ بلحاظ معنی حقیقی انجخ کہ گذشت معنی این چنین وشکن براندام یا میوہ واقع شدن فارسیان این را مجازاً بمعنی برجستن استعمال کردہ اند کہ در وقوع چنین وشکن ہم برجستگی بعمل می آید واز برای معنی حقیقی اسم جامد۔ مصدری دیگر مستعمل است یعنی انجیدن کہ می آید۔ باقی حال مقنّنین فارسی این را سماعی واصلی گفتہ اند ومن وجہٍ قیاسی دانیم وباصول ہم اصلی است کہ وضع شد از اسم جامدی کہ مقرّر است پس علامت مصدریّت با لفظ انجخ مرکّب کردہ اند (اردو) بقول صاحب موارد۔ پھاندنا۔ اچھل جانا۔

انجیدن بقول بحر عجم بفتح اوّل وضم ثالث مخفف انجوخیدن۔ سالم التصریف یعنی غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نمی آید۔ صاحب برہان فرماید کہ بمعنی درہم کشیدہ شدن پوست روی واندام باشد وبقول (خان آرزو در سراج) افتادن چین وشکنج بر رو وشکم ومیوہ و جز آن۔ صاحب موارد فرماید کہ انجوخیدن وانجوغیدن وانجغیدن مرادف این باشد ونیز صراحت کند کہ مضارع این انجد۔ یعنی صاحب موارد این را کامل التصریف داند برخلاف صاحب بحر مؤلف عرض کند کہ قولش را تسلیم نہ کنیم تا آنکہ استعمال مضارع این در کلام

فرس بنظر نیاید و معنی بیان کردہ خان آرزو
کہ بالا گذشت صریح تر است از دیگر محققین
مخفی مباد کہ این مصدر وضع شدہ است
بترکیب اسم جامد انجخ با یای معروف و
علامت مصدر ون۔ پس اگر اسم این مصدر
را لغت فارسی گیریم۔ با صول ما مصدر
اصلی است و اگر غیر فارسی گیریم جعلی بہر دو
صورت موضوع بر قیاس است (اردو)
منھ یا بدن یا کسی میوے وغیرہ پر شکن اور
جھریاں پڑنا۔

انجدان بقول برہان بر وزن مردمان (۱) معرب انگدان است و آن رستنی باشد
کہ اشتر غاز گویند و صمغ آن را بعربی حلتیت و بیخ آنرا اصل الانجدان (۲) و بعضی گویند
نباس است و آن جانوری باشد شبیہ بآدمی۔ صاحب ناصری فرماید کہ بلغت تبریزی
کلوپر گویند و (۳) نام دیہی است بکاشان مؤلف عرض کند کہ بر اشتر غاز صراحت کردہ ایم
کہ بقول محققین بیخ درخت انجدان است و صاحب محیط ہمدرانجا نوشتہ کہ اشتر غاز شبیہ
بانجدان بلکہ از جنس اوست و ہم او بر انجدان گوید کہ معرب انگدان فارسی و جائیکہ
مطلق انجدان مذکور شود مراد از تخم آنگ است و آن کاشم باشد نزد بعضی۔ نام این
بیونانی طرومبون و بہ زندرانی کولا پر کہ قسمی است از اقسام این و درخت این را بیونانی
سلیقون نام است و بیخ درخت این اشتر غاز و گیاہ این کحاۃ و صمغ این حلتیت۔ و
بفارسی انگزہ و بہندی ہینگ نام دارد۔ بالجملہ تخم انجدان گرم و خشک در دوم
مفتح و محلل و ملطف و جالی و فاد زہر سموم و معیر بوی بدن و منتن براز است و منافع
بسیار دارد (الخ) (اردو) (۱) صاحب جامع الادویہ نے اسم مشہور کے خانے میں

صفرڈالا ہے اور انگدان پر فرمایا ہے کہ یہ ایک بوٹی ہے ولایتی جس کا گوند ہینگ ہی گرم وخشک۔ ورموں کو تحلیل کرتی ہے اور پیشاب اور حیض کی مدر (ہینگ کا درخت) (۲) نساس بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ بن مانس ایک قسم کا حیوان جو انسان سے مشابہ ہوتا ہے اور عربی بول سکتا ہے۔ دیو مردم جنگلی آدمی۔ منھ حبشی بندر یا ہنومان سے مشابہ (۳) کاشان مین ایک موضع کا نام انجدان ہے۔

انجدک ماصراحت این برہان کردہ ایم کہ صمغ درختی است فارسیان بر لغت عرب (نجد) کہ بفتحتین بقول منتخب بمعنی خوی کردن از ماندگی آمدہ الف وصلی در اول وکاف تصغیر یا تحقیر در آخر زیادہ کردہ (انجدک) صمغ درختی را نام نہادند کہ ہمچون خوی درخت است و این مفرس باشد (اردو) دیکھو اکروبک۔

انجرک بقول برہان وجہانگیری وسراج بکسر ثالث وفتح رای قرشت وسکون کاف (۱) نام دشتی وصحرائی است غیر معلوم و (۲) مرزانگوش را نیز گویند وآن نوعی از ریاحین است کہ در دوا ہا بکار برند و در عربی آذان الفار (نظامی ۵) بدشت انجرک آرام کردند بنوشانوش می در جام کردند۔ صاحب جامع بر معنی اول قانع مؤلف عرض کند کہ وجود انجرک کہ بہ معنی اول است منحصر بر علم نظامی است وصاحبان تحقیق را متحقق نشد کہ کدام دشت وکجا واقع است ونسبت معنی دوم عرض می شود کہ صاحب محیط بر مرزنجوش گویدکہ معرب مرزنگوش باشد کہ بعربی سمسق وحبق الفیل وعنقر وبیونانی مروقوس وانا غیلس وثاموس وطامیوس وبہندی مروانا مند وآن غیر از آذان الفار است (وماصراحت مروا

برار دشیران کردہ ایم) بالجملہ مزنجوش بقولش گرم در آخر دوم وخشک در اول آن و قوت این نبات لطیف است وتسخین وتجفیف در درجہ سوم می کند ومُلطّف ومحلّل و مفتّح وجالی وجاذب ومفتح سدد دماغ ونافع شقیقہ وصداع رطوبی وسوداوی ورياح غلیظہ ودردگوش نطولاً وقطوراً ومنافع بسیار دارد (الخ) پس معلوم شد کہ آذان الفار ورای انجرک است وانچہ مزنجوش را انجرک گفتند وجہ تسمیہ این واضح نہ شد وبعض محققین صراحت کردہ اند کہ لغت فارسی است پس اسم جامد فارسی باشد وصاحب محیط بر مزنجوش ہم ذکر انجرک نکرد وبر آذان الفار صراحت کردہ است کہ غیر مزنجوش باشد ودر انجا ہم ذکری از انجرک نہ نماید ولیکن بر انجرک گوید کہ ہمان مزنجوش وبقول بعض آذان الفار للہ العجب در تحقیق اسمای مفردات طب چہ مایہ اختلاف رو دادہ است نتیجہ این ہمہ تحقیق آنست کہ انجرک بقول بعض مزنجوش باشد وبقول بعض آذان الفار وانچہ صاحبان تحقیق مزنگوش را آذان الفار دانستہ اند درست نیست اگرچہ معنی ترکیبی ہر دو لفظ اتحاد دارد وہمین اتحاد است کہ محققین را در غلط انداخت صاحب محیط بر آذان الفار خوش صراحتی کردہ (اردو) (۱) انجرک ایک جنگل کا نام ہے جس کا ذکر صرف نظامی کے کلام مین ہے لیکن اہل تحقیق کے پاس متحقق نہین ہوا کہ وہ جنگل کہان اور کس ملک مین واقع ہے (۲) دیکھو اردشیران۔

انجرہ بقول برہان بروزن پنجرہ نباتیست کہ آنرا بہ عربی ثباتُ النار گویند بفتح بای ابجد وتخم آنرا قریض خوانند سہ درم آنرا با شیر تازہ بخورند قوۃ باہ دہد وبکوبند وبا عسل

برقضیب بمالند سطبر گرداند- صاحب محیط فرماید که این اسم فارسی است- صاحب جامع ذکر این کرده و ما حقیقت و خواص و طبیعت این برا نالیقی بیان کرده ایم- صاحب سروری گوید که گیاهی است که چون بعضو آدمی رسد بگزد و آنرا گزنه هم گویند- صاحب ناصری از کلام خودسندی آورده (ـــه) چند از پی انجیره کافتن ؛ بتخم تهی تخم انجره ؛ (اردو) دیکھو انالیقی

انجسا بقول برهان بفتح اول وسکون ثانی وکسر جیم وسین بی نقطه بالف کشیده بمعنی اوخلسا نوعی از سرخ مرد باشد و آنرا بعربی شجرة الدم گویند خون شکم را بند د- صاحب جامع گوید که مرادف انجوساکه می آید و صاحب محیط بر انجوسا فرماید که اسم شنجار است و بر شنجار نوشته که معرب شنگار فارسی است- صاحب انند فرماید که انجسا لغت یونانی است و بخیال ما مخفف (انجوسا به نون دوم) که می آید و انجوسا- همان (انجوسا بیای عربی دوم و خای معجمه سوم) که گذشت کاتبین چابکدست و نقل نگاران بی عقل بای موحده را نون و خای معجمه را جیم نوشتند- بالجمله تعریف کامل این بر (انجوسا) نوشته ایم (اردو) دیکھو انجوسا-

انجسکیدن بقول انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بفتح اول وثالث وسکون سین مهمله و کسر کاف تازی لغت فارسی است بمعنی باز آمدن و باز داشتن- دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این مصدر نه کرد و نه سند استعمال پیش شد اعتبار را نشاید که ماخذ این هم هیچ به فهم نیاید (اردو) باز آنا- باز رکھنا-

(الف) انجخ (الف) همان انجخ که با خای معجمه گذشت یعنی این اصل است و

(ب) انجغیدن (انجخ به خا) مبدل این که غین معجمه به خای نقطه دار بدل شود همچون

چرغ و چرخ و انجیدن مصدر این که به ترکیب یای معروف و علامت مصدر دن بر (الف) وضع کردند و مرادف انجیدن که گذشت و جادارد که انجیدن را مبدل این گوئیم بهمان قاعده که بالا مذکور شد مخفی مباد که (الف) مخفف انجوغ است و (ب) مخفف انجوغیدن که می آید باقی حال (الف و ب) را معنیً مرادف انجخ و انجیدن دانیم و صراحت ماخذ بر انجخ کرده ایم - صاحبان برهان و جهانگیری و جامع ذکر (الف) و صاحبان موارد و نوادر و رشیدی ذکر (ب) کرده اند (ارد و) (الف) دیکھو انجخ (ب) انجیدن -

انجگک بقول برهان با کاف بروزن مردمک دانهٔ باشد سیاه شبیه بدانهٔ امرود و مغز سپید و ارد و آنرا بخورند - خاصیتش آنست که هرچند فراش خیال جاروب سبیل بر جل خرسک ریش زند از پوست آن پاک نتوان کرد - صاحب ناصری در دیباچه کتاب بذیل آرایش چهارم فرماید که حاصل معنی برهان این است که پوست آن بر ریش خورنده می افتد و فراش خیال بجاروب سبیل نمیتواند آنرا پاک کرد و فرماید که انجگک زبان شیراز یست فارسی آن دانک افزونک و معرب آن دانج ابروج (کذا فی المخزن) و این را انجوچگ بجیم و کاف فارسی خوانند صاحب محیط اینرا ننوشت و ذکر انجوچگ هم نکرد و بر انجگک به نون دوم و جیم عربی و لام و کاف عربی گوید که دانج ابروج را نامند و بر دانج ابروج فرماید که دانک افرونک نیز نامند و بشیرازی انجگک - معروف بقرطم هندی است و نزد قومی از عطاران عراق معروف به فلفل ابیض و آن تخم امرود صحرائی است بزرگتر از بهدانه مثلثی شکل - گرم در اول و معتدل در رطوبت و یبوست و بر شتهٔ آن مائل به یبوست و آن موافق سینه و حنجره و اعصاب و مزید جوهر منی

ومحرک باہ ومنافع بسیار دارد و بر قرطم ہندی فرماید کہ حب النیل باشد و بر حب النیل بذکر قرطم ہندی نوشتہ کہ بفارسی تخم کبکو و بچہ و بہندی کالادانہ وکسوا و مرجائی وزیر کی وکواڈوری (الخ) وجہ تسمیۂ این متحقق نشد اسم جامد فارسی زبان باشد (اردو) جنگلی جام کے بیج۔ اور بلحاظ ترجمۂ حب النیل۔ بقول جامع الادویہ کالادانہ۔

انجل بقول برہان وناصری وجامع بفتح اوّل وکسر ثالث وسکون ثانی ولام وتحتی باشد کہ آنرا خطمی خوانند۔ صاحب محیط گوید کہ خطمی است وما صراحت خواص وطبیعت خطمی بر معنی سوم البا کردہ ایم۔ صاحب انند انجل را اسم جامد فارسی زبان گفتہ (اردو) خطمی۔ دیکھو البا کے تیسرے معنی۔

انجلک بقول صاحب مؤید وہفت بفتح یکم وضم سوم نام میوہ ایست کہ لطافت ندارد **مؤلف** گوید کہ این ہمان است کہ بکاف چہارم وپنجم گذشت وبعض محققین در انجا ہم بہ غلطی کتابت بجای کاف چہارم لام نوشتہ اند وبہ تحقیق ما انجلک وانجلک ہر دو یکی است و ہمدرا انجا صراحت کافی کردہ ایم (اردو) دیکھو انجلک۔

انجم بقول بہار بالفتح وضم جیم۔ ستارہ ہا جمع نجم وتخم دوانہ وشیشہ از تشبیہات اوست صاحب انند وتتبع فرماید کہ لغت عرب است جمع نجم بمعنی ستارہ ہا **مؤلف** گوید کہ فارسیان بمعنی واحد ہم استعمال کنند (کلیم ؎) وار د فلک زانجم تخم ہزار آفت ؛ اما چو گریۂ ما تخم شرر ندارد ؛ (صائب ؎) بہ صبح دانہ انجم تمام می سوزد ؛ بہیچ شورہ زمین تخم پاک خویش مریز ؛ (میر ناصر علی ؎) از جنون شوری بیازار جنان انداختم ؛ شیشۂ انجم زطاق آسمان

اندختم: (اردو) انجم - بقول امیر انجم کی جمع - تارے (آتش ۵) معشوق نہیں کوئی حسین تم سے زیادہ: مشتاق ہیں کس ماہ کے انجم سے زیادہ:

انجم افشردن مصدر اصطلاحی - بقول بحر وانند بمعنی محکم کردن ومضبوط ساختن - صاحب ضمیمہ برہان گوید کہ این کنایہ باشد - صاحب مؤید (انجم فشاردن) را بہ معنی محکم کردن وشتابیدن نوشتہ **مؤلف** عرض کند کہ غلطی کتابت در لفظ ومعنی ومتعلق بہ مطبع نولکشور باشد کہ در بعض نسخ قلمی بحث این را لفظ بلفظ مطابق صاحب بحر یافتہ ایم - مخفی مباد کہ افشردن بمعنی محکم کردن بیا آمدہ کذا فی البحر وانچہ خیال ماست بر افشاردن مذکور شد کہ اصل افشردن است یعنی افشردن بخیال ما محکم کردن است وبس - پس افشردن انجم بہ معنی محکم کردن انجم باشد وتصفیہ معنی بیان کردہ محققین بدون سند دشوار است کہ انجم را کہ داخل لفظ است چگونہ از معنی خارج کنیم طالب سند باشیم (اردو) مضبوط کرنا - پکا کرنا

انجم داد اصطلاح - بقول صاحب ناصری مشتری فرماید کہ در دساتیر آمدہ واین انجم پارسی است نہ بمعنی ستارۂ انجم کہ عربی است **مؤلف** عرض کند کہ ما بر اساس صراحت کردہ ایم کہ فارسیان دہ فرشتگان را عقول گویند ونزد حکما زیادہ ازین متحقق نیست وصاحب غیاث عقل را بمعنی فرشتہ نوشتہ - صاحب کاشف الاصطلاحات صراحتی کہ کردہ است در ان ہریک فرشتہ بیان کردۂ غیاث را عقل نام نہادہ پس این اصطلاحی است کہ عقل فلک مشتری را فارسیان انجم داد گفتہ اند یعنی قلب اضافت داد انجم بمعنی عدل ستارہ ہا ومراد از عادل ستارہ ہا کہ عدل بہ معنی عادل آمدہ وعادل ستارہ ہا کنایہ باشد از فرشتۂ پنجم

وعقل فلک مشتری و مشتری را فارسیان
قاضی فلک گفته اند - ذکرش بذیل ارلاس
(د) کرده ایم و هیچ است آنچه صاحب ناصری
انجم را درین اصطلاح انجم پارسی نام نهاده
و غیر انجم عربی گفته زیرا که انجم در پارسی در
معنی ستاره ها از نظر نگذشت (اردو) پانچوان
فرشته - دیکهو ارلاس کا حرف (د)

انجم روز اصطلاح - بقول برهان و بحر و
ناصری و جامع کنایه ایم کنایه از آفتاب عالمتاب
است - غالب دهلوی در قاطع برهان گوید که
ستاره روز و اختر روز نشنیده ایم و انجم روز کس
نشنیده اگر همچنین تازی را با پهلوی آمیختن
داشت انجم روز می نگاشت نه انجم روز که انجم
جمع است و آفتاب مفرد - قاطع القاطع در
در جوابش گوید که کاتب غلط فهم انجم سوز را انجم
روز نوشته و کاپی نویس قید یکسر میم بر ان افزوده
(انخ) بخیال ناصاحب قاطع القاطع یا رای جامع
نداشت و مشکل تازه پیدا کرد همه نسخ مطبوعه و قلمی
برهان بالاتفاق انجم روز را با خود دارند - صاحب
قاطع القاطع چرا نمی گوید که غالب دهلوی انرا محاوره
عجم واقف نیست که فارسیان در بعض لغات
مجازا جمع را به معنی واحد استعمال کنند چنانکه آفتاب
به معنی لقب و خطاب و ماهمین صراحت بر لفظ انجم
هم کرده ایم و صاحبان ناصری و جامع که از اهل
زبانند تائید برهان می کنند پس انجم روز بمعنی انجم
روز کنایه صریح است برای آفتاب و غالب
دهلوی شاید نمی داند که بسیاری از لغات عربی
و فارسی و ترکی و سنسکرت و غیرهم بترکیب
فارسی با لغات فرس مستعمل اند پس چه خطا شد
اگر فارسیان انجم روز آفتاب را گفتند و غالب
دهلوی حقی ندارد که بر اصطلاح زبان که دو شاهد
تبریز و اصفهان تصدیقش کرده اند چون و چرا کند
(اردو) دیکهو آفتاب کے دوسرے معنی -

انجم سیاه اصطلاح - بقول بهار - در مدح

ملوک استعمال کنند و این از جهت کثرت سپاه و فیروزی بود مؤلف گوید که اگرچه سندی پیش نشد ولیکن معاصرین عجم بر زبان دارند اسم فاعل ترکیبی است یعنی سپاه مثل انجم دارنده و کنایه باشد از لشکر بیشمار دارنده که صفت پادشاه باشد (اردو) انجم سپاہ کسی بادشاہ کی نعت مین کہ سکتے ہین یعنی بیشمار لشکر رکھنے والا۔

انجم سوز اصطلاح - بقول بحر و مؤید و فیمهٔ برهان آفتاب باشد - صاحب جهانگیری در خاتمهٔ کتاب بذیل دستور دوم ذکر این کرده مؤلف عرض کند که این کنایه باشد که آفتاب جهانتاب سوزنده و خراب کنندهٔ ستارگانست که پیش فضیلتش بی جلا مانند و بنظر نیایند (اردو) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنی۔

انجم شناس اصطلاح - بقول بهار کنایه از منجم و رصدبند - مؤلف عرض کند که اسم فاعل ترکیبی است یعنی شناسنده ستارگان (خواجه نظامی ؎) رقیبان لشکر بائین پاسبان نگهبان تزا مرد انجم شناس ؛ (اردو) نجم بقول آصفیه (عربی) مذکر - نجوم جاننے والا بستارون کا علم جاننے والا - نجومی - دیکھو اختر شناس و اختر شمار۔

انجم کده استعمال - بقول بهار از عالم تبکده مؤلف گوید که مقام ستارگان و کنایه باشد از فلک (درویش واله هروی خطاب به آفتاب ؎) خاک از تو بهشت طیلسان شد ؛ انجم کده از تو بوستان شد ؛ (اردو) آسمان - مذکر - انجم کدہ بھی کہ سکتے ہین۔

انجم گردون پیمای اصطلاح - بقول بحر و شمس کوکب سبعه مؤلف عرض کند که مرکب توصیفی است (اردو) سبعہ سیارہ - بقول آصفیه (عربی) اسم مذکر مشہور سات سیارے

انجمن بقول برهان و ناصری و سروری و رشیدی بضم ثالث و فتح میم و سکون نون (۱) مجلس و مجمع را گویند و (۲) بمعنی گروه و فوج مردمان هم آمده - صاحب جهانگیری بمعنی اول

قانع - خان آرزو در سراج بذکر ہر دو معنی فرماید کہ ظاہرا مرکب است از انج و من - انج بمعنی گرد اگرد و من بمعنی تودہ و مراد از ہر دو بطریق مجاز حلقہ و دور بسیار و بہ معنی مردم بسیار کہ کہ یک جا جمع و حلقہ شوند استعمال یافتہ - پس بہ معنی جای نشستن نباشد و حلقۂ بزم و مردمان باشد بہار گوید کہ مجلس و مجمع و نیز بہ معنی جمع و فراہم آمدہ - بالفظ شدن و برہمزدن و بہ معنی حلقہ و صف بالفظ کشیدن مستعمل و این مجاز است مؤلف عرض کند کہ از طرز بیانش واضح است کہ اقوال محققین بالا را جمع کردہ است و بس بخیال ما (۱) بمعنی مجلس است و (۲) بہ معنی جمع و جماعت و با انحصار مصادر بہار را اتفاق نداریم کہ از لحقات ظاہر شود و نسبت ماخذ عرض کنیم کہ انج بقول محققین بہ معنی گرد اگرد روی و رخسار گذشت نہ گرد اگرد محض و بہ تحقیق ما بہ معنی بازکنندہ و ظاہر کنندہ و اظہار مبدل و مزید علیہ نژ - چنانکہ ذکرش بجای خودش کردہ ایم - و من بمعنی تودہ ہر چیز پس معنی حقیقی (انج من) ظاہر کنندہ و اظہار تودہ ہر چیز و کنایہ از مجلس و مجمع و گروہ و فوج مردمان کہ ظاہر کنندہ کثرت مردم باشد و بہتر ازینست کہ انجمن را مرکب گیریم از انجم و من قلب اضافت من انجم پس انجم بہ معنی ستارہ ہا گذشت و من بہ معنی خود اندرین صورت معنی لفظی (انجم من) تودۂ ستارہ ہا و مجازا گروہ و فوج مردمان را گفتہ اند - چنانکہ انجم سپاہ بمعنی بسیار سپاہ دارندہ گذشت و بمعنی مجلس و مجمع مجاز مجاز - پس از دو میم جمع شدہ یک میم حذف شدہ انجمن باقی ماند - صاحب غیاث بحوالۂ شروح نصاب گوید کہ در آخر این - نون برای نسبت است بسوی انجم - یعنی مناسبت با ستارگان دارد و ای چنانکہ ستارگان باہم متصل می باشد (انج) این است حقیقت ماخذ این - نکتہ پروران نازک خیال تصفیۂ آخر کنند (صائب ۵۱) کرد تسلیم بہ من مسند بتیاں را

ہر سپندی کہ درین انجمن از جا برخاست ؛ (ملّا وحشی ۵) بدستی غرورش ہنگامہ گرم نگذاشت ؛ افسردہ کرد صحبت بر ہم زد انجمن را ؛ و بمثال معنی دوم در ملحقات بر انجمن شدن می آید۔

(اردو) (۱) مجلس۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مؤنث بیٹھنے کی جگہ۔ وہ مقام جہاں پر آدمیوں کا گروہ جمع ہو۔ بزم۔ سبھا۔ انجمن۔ مجمع۔ مجمّع بقولہ (عربی) اسم مذکر۔ مجلس۔ لوگوں کے جمع ہونے کی جگہ (۲) گروہ۔ بقولہ (فارسی) اسم مذکر۔ آدمیوں کا جتھّا۔ جماعت۔ امیر نے انجمن پر فرمایا ہے کہ (مؤنث) سبھا۔ محفل۔ (سحر ۵) پھولوں میں بو دلہن کی ہے رونق اس انجمن کی ہے ؛ دل کو ہوا چمن کی ہے آئین جوان سبزہ رنگ ؛ (نسیم از آصفیہ ۵) کیا قوّت بازو تھی زہے ہمّت قاتل ؛ دیکھا جو کسی کو س گروہ شہدا تھا ؛

(الف) انجمن آرا (اصطلاح) بقول بحر و بہار رئیس مجلس و صاحب مجلس مؤلّف عرض کنندہ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی آرایندۂ مجلس و زیب و زینت دہندۂ مجلس و متعلّق بامصدر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(ب) انجمن آراستن و آرائیدن بمعنی زیب و زینت دادن بہ مجلس چنانکہ صائب گوید (۵) آنکہ در خلوت آئینہ ندارد آرام ؛ چہ خیال است شود انجمن آرای کسی

(الف) مجلس کو رونق دینے والا (ب) مجلس کو رونق دینا۔

(الف) انجمن افروختن (ب) انجمن افروز (ج) انجمن افروزی استعمال صاحب آصفی ذکر (الف) کردہ کہ بہ معنی روشن کردن مجلس و زیب و زینت دادن بہ مجلس باشد و (ب) اسم فاعل ترکیبی آن و بصیغہ صاحب بحر مرادف (انجمن آرا) و (ج) حاصل بالمصدر (الف) (طالب آملی ب ۵) توئی

تو انجمن افروز خاطرم ای گل ؛ حدیث غیر تو
بر گوش رغبتم باد است ؛ (ظہوری ؎)
انجمن افروزی انجم ظہوری کہنہ شد ؛ می کنم بر
سینہ از داغش چراغان نوی ؛ (اردو) (الف)
دیکھو انجمن آرائیدن (ب) دیکھو انجمن آرا
(ج) انجمن کی زینت افزائی - مونث -

انجمن داشتن استعمال - بمعنی مجلس داشتن
است - صاحب آصفی ذکر این کردہ (غزی
فیروز آبادی ؎) منم کہ راہ بجائی نمی برم
ورنہ ؛ نسیم گلشن و پروانہ انجمن دارد ؛ (اردو)
صاحب مجلس ہونا - جیسے " ان حضرات سو
ہر ایک - صاحب مجلس ہین - یعنی ہر ایک کے لئے
ایک انجمن ہے -

انجمن ساختن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ کہ بمعنی ترتیب دادن مجلس و محلس
قرار دادن باشد (فغانی شیرازی ؎) یک
چراغ است در بیخانہ و از پرتو آن ؛ ہر کجا
می نگرم انجمنی ساختہ اند (صائب ؎) چون
غنچہ رجمعیت دل انجمنی سازد ؛ برگ طرب خویش
ز رنگین سخنی سازد ؛ (اردو) مجلس قائم کرنا -
انجمن قرار دینا - مجلس کرنا -

انجمن سای اصطلاح - بقول صاحب
بحر و بہار بہ معنی مصاحب و مقرب مؤلف
گوید کہ بہ معنی حقیقی - اسم فاعل ترکیبی است - کہ
سائیدن بمعنی سودن و سودن بہ معنی مساس
کردن و کہنہ شدن و بدست و پای مالیدن
آمدہ (کذا فی بحر عجم) پس کسی کہ سائندہ و مساس
کنندۂ انجمن است کنایہ باشد از شریک مجلس و
راہ یافتہ در انجمن - صاحب آصفی (انجمن سودن)
را ذکر کردہ و سندی پیش کردہ کہ ازان استعمال
انجمن سای ظاہر است (نظامی گنجوی ؎)
ہمہ انجمن سای اختر شناس ؛ بہ تدبیر ہر شغل
صاحب قیاس ؛ (اردو) شریک انجمن
شریک محفل و مجلس -

انجمن شدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که (۱) بمعنی جمع شدن است و این متعلق بمعنی دوم انجمن (نظامی ؎) شدند انجمن کاردانان دهر ز فرهنگ خسرو گرفتند بهر ز (۲) مجلس قرار یافتن و این متعلق به معنی اول انجمن (صاحب ؎) خلوت ز گفتگوی دو تن انجمن شود ؛ از خاموشی هزار زبان یک سخن شود ؛ (اردو) (۱) جمع ہونا (۲) مجلس قرار پانا

انجمن شگفاندن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که به معنی رونق دادن انجمن است (فیضی ؎) هر یک شگفاند انجمن را ؛ نمود شکوه خویشتن را ؛ (اردو) مجلس کو رونق دینا۔

(الف) انجمن طراز استعمال - صاحب آصفی ذکر انجمن

(ب) انجمن طرازی طراز دیدن کرده که به معنی رونق دادن و قائم کردن انجمن است که طراز دیدن بقول صاحب بحر معنی آراستن و ساختن آمده پس (الف) بقول صاحب بحر و بهار مرادف انجمن آرا که گذشت مؤلف گوید که اسم فاعل ترکیبی است به معنی رونق دہندہ و قائم کنندۂ انجمن و صاحب انجمن و (ب) حاصل بالمصدر (فیضی ؎) می باش با انجمن طرازی ؛ میکوش بمیهمان نوازی ؛ (اردو) (الف) مجلس کو رونق دینے والا - مجلس قائم کرنے والا (ب) مجلس کا قیام - مجلس کی آراستگی۔

انجمن کردن استعمال - صاحب ناصری بذیل لفظ انجمن سند این از کلام خود آورده که به معنی قرار دادن انجمن باشد (؎) داورے را دوش ز انجم انجمن کرد آفتاب ؛ وز سر اندیشه از هر در سخن کرد آفتاب ؛ (اردو) مجلس بنانا مجلس قرار دینا۔

انجمن کشیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کرده که به معنی قائم کردن جماعت

باشد متعلق بہ معنی دوم انجمن (نظامی گنجوی)
ے) جہان از دلیران لشکر شکن ؛ کشیدہ
چو انجم یکی انجمن ؛ (اردو) جماعت قائم کرنا

انجمن کہکشان اصطلاح - بقول
بحر و مؤید و ضمیمہ برہان بمعنی راہ کہکشان
کہ سفیدی میان آسمان باشد مؤلف گوید
کہ ما بر اثر دہای فلک حقیقت کہکشان بیان
کردہ ایم کہ قطار ستارہای کوچکی است - پس
در اینجا انجمن کہکشان بمعنی جماعت وصف

ہمان ستارہ ہا است کہ بہیئت مجموعی بہ کہکشان
موسوم شدہ و کنایہ از راہ کہکشان - یعنی
سپید راہی کہ در کہکشان بنظر آید (اردو)
دیکھو اثر دہای فلک - یعنی وہ راستہ جو کہکشان
میں نظر آتا ہے -

انجمن گاہ استعمال - بقول بہار موضعی کہ
دران انجمن واقع شود از عالم بزم گاہ و مجلس گاہ
(خواجہ نظامی ے) بہ بیعت دران انجمن گاہ بود
ز احوال پیشینہ آگاہ بود ؛ (اردو) مجلس کا مقام - مذکر

انجوج بقول برہان بر وزن محلوج چوب عود باشد و بہترین وی آنست کہ در تہ
آب نشیند - گویند عود بیخ درختی است کہ آنرا می کنند و زیر خاک دفن کنند تا مدتی معین و
بعد ازان برمی آورند - پوسیدہ آنرا می تراشند و باقی عود خالص می ماند و بہترین آن مندلی
باشد و صاحب ناصری صراحت مزید کردہ کہ مندلی نام جزیرہ ایست و صاحب جامع ہم
ذکر این کردہ صاحب انند صراحت فرماید کہ بہر دو جیم لغت فارسی است و صاحب محیط بر
(انجوج - بہ حای حطی آخر) گوید کہ عود باشد و بر عود فرماید کہ اسم جنس چوب و شاخ و درختہا
کہ بہندی لکڑی و ڈالی نامند و از مطلق آن مراد اطبا - عود ہندیست کہ بہ عربی عود الخور
و منجوج و یونانی آغالوجی و ریقاون و بہندی اگر نامند و آن چوب درختی است و مندلی

ازبہترین اقسام این باشد۔ بقول شیخ الرئیس گرم وخشک در دوم شرب آن ملطف ومفتح سدد وکاسر ریاح ومنشف رطوبت ومقوی احشا وجمیع اعضا ومنافع بسیار دارد وما ذکر این اجمالا برمعنی سوم اگر کردہ ایم (اردو) دیکھو اگر کے تیسرے معنی۔ صاحب آصفیہ نے عود پر اس کا ذکر فرمایا ہے۔ مذکر۔

(الف) انجوخ | (الف) بقول برہان ورشیدی (۱) بہ معنی چین وشکن روی

(ب) انجوخیدن | واندام از غایت پیری یا بسبب دیگر وپژمردہ شدن میوہ۔ و

(۲) آب دہن یعنی تف و (ب) بمعنی برہم کشیدہ شدن پوست روی واندام وبقول رشیدی شکنج وچین افتادن۔ صاحب جہانگیری نسبت (الف) بذکر ہر دو معنی بالا فرمایدکہ (۳) بمعنی عود باشد (شمس فخری ص۵۱) سپہر گفت چو بخت شہنشہم فیروز ؛ شنید عقل وبدو گفت ہان مگوای شوخ ؛ کہ بخت شاہ جوانست وچہرہ اش شاداں ؛ گرفتہ روی تو از غایت کبر انجوخ ؛ صاحب بحر نسبت (ب) فرمایدکہ بہ معنی کشیدہ شدن پوست دوی واندام۔ سالم التصریف کہ غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نمی آید۔ صاحبان نوادر ومواردہم ذکر (ب) کردہ اند مؤلف عرض کندکہ ما بر انجخ کہ بدون واو گذشت صراحت ماخذ کردہ ایم وآن مخفف (الف) است۔ صاحبان تحقیق بالاتفاق بر معنی اول ودوم قناعت کردہ اند ونسبت معنی سوم بیان کردۂ جہانگیری خیال ما اینست کہ انجوج بہ جیم سوم وپنجم بہ ہمین معنی گذشتہ است کہ اسم جامد فارسی زبان است۔ کاتبین۔ جیم آخرہ را خای معجمہ کردند ودر نسخۂ جہانگیری تصحیف راہ یافت ازینجاست کہ ہمہ محققین این معنی را ترک کردہ اند ومعنی سوم با ماخذہم تعلق ندارد

و در مرادفات و مصدر این هم بیان نشد و نسبت معنی دوم عرض می شود که همین معنی بر (انجوخ) به موحدهٔ دوم و خای سوم و پنجم هم گذشت و ماخذش هم همدر انجا مذکور - جا دارد که به التباس لفظی نون دوم و جیم سوم در اینجا هم قائم شد همین سبب است که بعض محققین بر مخفف این معنی دوم را ترک کرده اند و مصدر این هم متروک - حالا عرض می شود نسبت (ب) که مرکب است از اسم جامد (الف) و یای معروف و علامت مصدر دان مقننین فارسی این مصدر را جعلی گویند و باصول ما هم که ماخذ این انجوغ به غین معجمهٔ آخر لغت ترکی باشد چنانکه صراحت این برانجخ کرده ایم (اردو) (الف) (۱) دیکهو انجخ (۲) دیکهو انجوخ (۳) دیکهو انجوج (ب) دیکهو انجیدن -

انجوسا بقول برهان و جامع با سین بی نقطه و الف کشیده بمعنی بنجسا که نوعی از سرخ مرو باشد و بعربی شجرة الدم خوانند - خون را بند - صاحب ناصری فرماید که در فرهنگها نیافتم و بپارسی نمی ماند صاحب نهت صراحت کرده که بالفتح است مؤلف عرض کند که بحقیقت این برانجسا بیان کرده ایم که بدون واو گذشت (اردو) دیکهو انجباو انجوسا -

(الف) انجوغ صاحبان برهان و سروری و جامع و رشیدی ذکر (الف) کرده اند که

(ب) انجوغیدن مرادف انجوخ است که به خای معجمهٔ پنجم گذشت و صاحبان برهان و بحر و موارد (ب) را مصدر (الف) قرار داده اند مؤلف گوید که الف اصل است و انجوخ به خای معجمهٔ آخر مبدلش و انجخ بدون واو مخفف آن - ما صراحت کامل بر مخفف و نیز بر مبدل کرده ایم و (ب) مرکب از (الف) یای معروف و علامت مصدر دن و بقول صاحب بحر عجم سالم التصریف

کہ غیر از ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیامدہ (اردو) (الف) دیکھو انجوخ (ب) دیکھو انجیدن

انجوک بقول برہان و جامع و ہفت و انند و شمس بروزن مفلوک نام دشتی و بیابانی است نامعلوم مؤلف گوید ہرگاہ بیابان نامعلوم است نام این از کجا معلوم شد حیف است کہ محققین سند لفظی ہم پیش نکردند و صراحت نکردند کہ این لغت را از کجا یافتند و مال کدام زبان است صاحب انند البتہ گوید کہ لغت فارسی است و معاصرین عجم ساکت اند پس ترک این بر بیان تفوق داشت (اردو) انجوک - ایک جنگل کا نام ہے جو بقول محققین نامعلوم ہے -

انجیدن بقول برہان و موارد و ناصری و جامع بروزن رنجیدن (ا) بمعنی استرہ زدن باشد یعنی حجامت کردن صاحب بحر فرماید کہ (کامل التصریف) و مضارع این انجد است - صاحب جہانگیری گوید کہ استرہ زدن را بتازی حجامت خوانند (نظامی ۹) دوای درد او انجیدن گوش ؛ دم الاخوین او خون سیاوش ؛ صاحب سروری گوید کہ بر حجامت نیز اطلاق این کنند چون آن عضو را ریزہ ریزہ کنند - صاحب نوادر بذکر معنی اول تا چہارم ذکر انج کردہ گوید کہ مشلہ - خان آرزو در سراج فرماید کہ این تصحیف آجیدن است مؤلف عرض کند کہ آنچہ صاحب سروری نسبت ریزہ ریزہ کردن گوید کہ متعلق بہ استرہ زدن است - تسامح اوست کہ در استرہ زدن عضو معمول ریزہ ریزہ نمی شود بلکہ مجروح شود و پس این است طرز بیان محققین سلف کہ معنی اصلی و حقیقی را بر باد کند آنچہ صاحب نوادر انج را مشلہ گوید خطای اوست کہ انج معنی مصدر ندارد و تعلق او من حیث اسم جامد با معنی دوم باشد کہ می آید و خان آرزو درست فرماید کہ این متعلق بہ آجیدن باشد ولیکن بقول او تصحیف نیست بلکہ انجیدن مزید علیہ آجیدن

است کہ فارسیان نون زائد در بعض الفاظ زیادہ کنند ہمچون پاداش و پاداشن - ما بر آنجیدن صراحت ماخذش نہ کردہ ایم بنا ً علیہ ہمدریجا تلافی مافات کنیم یعنی آنجیدن مبدل آژیدن است بہ معنی استرہ زدن و مرکب از آژی و علامت مصدر دن و آژی مخفف آژینہ و آژینہ آلہ را نام است کہ سنگ تراشان بوسیلۂ آن سنگ آسیا را ناہموار کنند تا در آرد کردن غلہ بہتر بدست آید - پس معنی حقیقی آژیدن آژینہ زدن است و معنی مجازی آن استرہ زدن بالجملہ آنجیدن بزیادت نون بعد الف انجیدن و بمعنی استرہ زدن مستعمل شد و بہتر ازین است کہ انجیدن را مبدل آنجیدن گیریم فارسیان الف را بانون بدل کنند ہمچون اغل و نغل پس از دو الف اول انجیدن یک الف بنون بدل شدہ انجیدن شد (اردو) پچھنے لگانا - آنجیدن کی تیسری معنی

(۲) انجیدن - بقول برہان و بحر و موارد و جہانگیری و ناصری و جامع و سراج بہ معنی بیرون کشیدن - صاحب سروری ہم بحوالۂ شرفنامہ ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ صاحب نوادر بذیل این مصدر انج را مثلہ گوید و خیال نمی کند کہ اسم جامد مثل مصدر بچہ دلیل خیال ما اینست کہ انجیدن بدین معنی مرکب است از انج و یای معروف و علامت مصدر دن و ما صراحت معنی انج بجایش کردہ ایم کہ گذشت پس انج اسم مصدر این باشد فارسیان بزیادت یای معروف و علامت مصدر دن مصدری ساختند (کامل التصریف) و مضارع این انجد (اردو) باہر نکالنا - باہر کھینچنا -

(۳) انجیدن - بقول برہان و بحر و موارد و جامع زمین را آب دادن کہ سیراب کردن زمین باشد - جیف است کہ سند استعمال این پیش نشد - اگر استعمال این ثابت شود توانیم

عرض کرد که مجاز باشد و از معنی حقیقی استره زدن یعنی چنانکه انسان را از استره زدن تسکین خاطر
شود زمین را هم از آبرسانی تسکین شود - یکی از معاصرین عجم گوید که حالا این در استعمال متروک
است و پیشینیان این را به معنی تر و بالا کردن زمین از شیار استعمال می کردند و این عمل پیش از
آب دادن زمین کنند تا بعد ازین زمین را آب دهند و سیراب گردد اندرین صورت سیراب کردن
معنی مرادی است از شیار کردن و شیار کردن مجاز است از استره زدن یعنی چنانکه استره زدن
راحت بخش انسان است همچنان شیار کردن راحت بخش زمین باشد (ا ر د و) دیکھو آب دادن
(۴) انجیدن - بقول بحر و موارد و جهانگیری و سروری و جامع و رشیدی و برهان - ریزه ریزه کردن
صاحب ناصری گوید که بالفتح ریزه ریزه کننده و امر به ریزه کردن - خان آرزو در سراج فرماید که تصحیف
آجیدن است و صاحب موارد بدیل این ذکر انجمن کرده گوید که به معنی ریزه ریزه و اسم فاعل و امر و
سندش از ابن یمین آورده (ے) دائم آبش بود تنور آشوب ؛ اگر انجیش این بود پیوست پس مؤلف
گوید که سند ابن یمین متعلق به انجمن است نه انجیدن - بخیال مالم التفاتی صاحبان تحقیق است که این معنی
را تراشیده اند - معنی این بر سبیل مجاز جراحت رساندن باشد نه ریزه ریزه کردن و این معنی مجازی پیدا
شد از معنی اول که در استره زدن - عضو معمول جراحت کشدنه پاره پاره شود نظامی در کلام خود
انجیدگان را که جمع اسم مفعول همین مصدر است به معنی مجروحان و جراحت کشیدگان آورده که تائید
خیال ما می کند و عجیب اینست که بعض محققین اول الذکر از همین شعر نظامی استناد معنی بیان کرده خود هم
گرده اند (ے) زمین خسته از خون انجیدگان ؛ هوا بسته از آه رنجیدگان ؛ انچه صاحب ناصری معنی
فاعلی و امر نوشته و انچه صاحب موارد معنی ریزه ریزه و اسم فاعل و امر آورده جزاین نباشد که امتیاز

مصدر و مشتقاتش نکرده و انچه خان آرزو تصحیف آنجیدن نوشته تصفیهٔ آن بر معنی اوّل کرده ایم (اردو) مجروح کرنا - زخمی کرنا -

انجیده | بقول برهان و سروری بر وزن کندیده (۱) بلغت یونانی گندنای کوهی باشد که به عربی حشیشة الکلب خوانند و صوف الارض نیز گویند - و شوار زائیدن زنان را سود مند بود و (۲) بفارسی بمعنی ریزه ریزه کرده شده صاحب رشیدی بر معنی دوّم قانع - صاحب محیط نسبت (۱) فرماید که فراسیون باشد و گویند که اسم یونانی گندناست و برگندنا گوید که بقول ولیقوریدوس به اثمن و نزد بعضی انجیده مؤلّف عرض کند که این همان است که ذکرش بر اخریط گذشت نسبت معنی دوم عرض می شود که اسم مفعول انجیدن بهمه معانیش که گذشت هیچ خصوصیت با پاره پاره کرده شده نیست (اردو) (۱) دیکھو اخریط (۲) انجیدن کا اسم مفعول - یعنی پچھنے لگایا ہوا - باہر کھنچا ہوا سینہ کی ہوئی زمین زخمی -

انجیر | بقول برهان و جامع بر وزن زنجیر (۱) میوه ایست معروف و (۲) مطلق سوراخ را گویند عموماً و سوراخ کون را خصوصاً و (۳) نام جوی آبیست در هرات و آنرا جوی انجیل به لام هم گویند صاحب جهانگیری فرماید که مرادف انجیره که می آید و نسبت معنی دوم ذکر تعمیم نکرد - صاحب ناصری بذکر معنی اوّل و معنی خاص دوّم نسبت معنی سوّم فرماید که نهر انجیر جوئیست در هرات که از میان باغ زاغان می گذرد و چشمه ایست در چهار فرسخی یزد بر سر راه خراسان و بالآخر فرماید که انجیره هم به همین هر سه معنی آمده و فرماید که (۴) به معنی سوراخ کننده هم همچون کشکنجیر - صاحب رشیدی بر معنی اوّل و چهارم قانع - خان آرزو در سراج ذکر معنی اوّل و سوم و چهارم کرده و بهار نسبت معنی اوّل فرماید که درختی است معروف و اطلاق آن بر بار آن مجاز و پستان از تشبیهات اوست (جامی ص۵) بیان و ایگان پستان انجیرهٔ پی طفلان

باغ از شیره پرشیرهٔ (ابو العلای شوستری ۵ع) ای کیر من ای کیر تو انجیر که داری
خوری و قی کنی و باک نداری ؛ (مولانا نبائی ۳ع) جوی انجیر درمیانه روان ؛ مؤلف
عرض کند که بمعنی اول بقول صاحب محیط اسم زبان فارسی است و بعربی تین و بیونانی
سوقی و اهل یمن بلس گویند و بقول صاحب صیدنه انجیر بسیار عسل را شاه انجیر نامند
و از مطلق آن مراد ثمر آنست و بهترین میوه هاست و مزاج انجیر تر و شیرین معتدل در گرمی و
گویند گرم در اول و تر در دوم - مولد نفخ و صفرا و شدید النضج و ملین و منافع بسیار دارد الخ
و بقول صاحب ساطع انجیر لغت سنسکرت است بمعنی اول و بقول صاحب کنز بکسر اول لغت
ترکی است بمعنی تین و صاحب خزانه - مؤید این - پس بخیال ما فارسیان و ترکان این را از
سنسکرت گرفته اند و نسبت معنی دوم عرض می شود که بمعنی عام اسم جامد فارسی زبان و معنی
خاص مجاز آن است و مصدر انجیردن که بمعنی سوراخ کردن می آید وضع شد از همین اسم
جامد - حالا عرض می شود نسبت معنی سوم که مخفف انجیره باشد که بهمین معنی می آید و معنی لفظی
آن منسوب به سوراخی که منبع این جوی باشد از کثرت استعمال های هوز حذف شد یا استعارةً
انجیر که بمعنی سوراخ بود رودی را نام نهادند که مجرای آن رود سوراخی باشد و الله اعلم -
نسبت معنی چهارم عرض کنیم که حیف است از محققین و خصوصًا از خان آرزو که با نزاکت خیالی
که داشت همزبان شان شد و انجیر را بمعنی سوراخ کننده نوشت و خیال نکرد که انجیر امر است
از مصدر انجیردن که می آید و بحالت ترکیب با همی - اسم فاعل ترکیبی باشد همچون کشکنجیر پس انجیر
مطلق را بمعنی سوراخ کننده گفتن قانون فارسی را پس پشت افگندن است و حقیقت معنی

چہارم جزین نباشد کہ امر است از انجیرون قاتل (اردو) (۱) انجیر - بقول امیر فارسی مذکر - تین - ایک مشہور میوہ ہے جو دیسی اور ولایتی ہوتا ہے (بحر ۵) شاخ جو داغ محبت کی ہے وہ ہے نیشکر ۵ دانۂ حنظل مین بہی پایا مزا انجیر کا ۵ (۲) سوراخ مقعد کا سوراخ - مذکر - (۳) فارسی مین ایک نہر کا نام انجیر ہے جو ہرات مین واقع ہے اور نیز یزد مین ایک چشمہ کا نام انجیر ہے - (۴) سوراخ کر (انجیرون کا امر)

انجیر آدم اصطلاح - بقول برہان و بحر نام میوہ ایست در ہندوستان شبیہ بحنظل صاحب سروری گوید کہ گرد و سرخ رنگ باشد و در میان او نقطۂ سفید - و خان آرزو در سراج گوید کہ دو نقطۂ سفید باشد - صاحب محیط فرماید کہ اسم جمیز است و بقول الوریحان میوہ ایست بزرگتر از جوز و رنگ آن سیاہ مائل بخاکستری در پہنائی و گردی مثل انجیر کہ آنرا ہندی گلر گویند در کوہستان کابل و بسیار و آنرا زنان بجہت فربہی بکار برند و شاخہای آن شبیہ بدرخت بید و چون شاخہا را زنان باہیزم آمیختہ بسوزند ہر کہ بآن آتش گرم شود و راعشی افتد و بیخبر شود - گیلانی گوید کہ آن مثل حنظل مدور و سرخ رنگ باشد و در وسط آن نقطۂ سفید و آن ثمر شجریست در ہند کہ منفعت آن معلوم نیست (الخ) و بذیل البوا گوید کہ گویند انجیر آدم است و ہم او بذیل جمیز نویسد کہ بفارسی انجیر آدم و ہندی گولر نامند و فرماید کہ چون در حرف بعض ثمر آن پشمی باشد لہذا آنرا ثمر پشمہ ہم گویند و بعضی انجیر آدم را ثمر دیگر دانستہ اند - بالجملہ جمیز گرم در دوم و تر در اول جہت وسواس و درد سینہ و نفث الدم و گرد نافع و منافع بسیار دارد مؤلف گوید کہ انجیر آدم ظاہرا مرکب توصیفی است بمعنی انجیر سیاہ رنگ یا گندم گون کہ آدم بقول شمس بحوالۂ دستور بہمین

معنی آمدہ (اردو) گولر۔ بقول آصفیہ ایک درخت اور اس کے پھل کا نام جو انجیر سے مشابہ ہوتا ہے مذکر۔

انجیر بغدادی | استعمال۔ مرکب توصیفی۔ بقول صاحب محیط ثمر رقع یمانی است و در مصر آن را انجیر یمن نامند و برقع یمانی فرماید کہ بالفتح باشد و این را رقاع و جوز الرقع و بفارسی شتر پای گویند۔ و درختیست بقدر درخت گردگان و ثمر آن شبیہ بہ انجیر با شیرینی و انطاکی نوشتہ کہ در مصر مشہور بانجیر افرنجی و آن را انجیر ہندی نیز نامند و درخت آن در اطراف صنعای یمن و مصر نیز بہم رسد ثمر آن مائل بطعم انجیر ولیکن کم شیرین۔ یکے از ادویۂ مقیہ۔ گرم و خشک در دوم و قاطع نزف الدم و نفث الدم و بلغم و جالی قصبۃ الریہ و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) رقع یمانی ایک پھل ہے جو انجیر سے مشابہ ہوتا ہے جس کا مشہور نام معلوم نہ ہو سکا لیکن ہم قیاس کرتے ہیں کہ یہ پھل ہے جس کو صاحب جامع الادویہ نے جوز الرقی لکھا ہے جو انجیر صحرائی کے مشابہ ہوتا ہے۔ صاحب آصفیہ نے یہ پھل پر فرمایا ہے کہ اسم مذکر۔ اندر این حنظل۔

انجیر دشتی | استعمال۔ بقول محیط انجیر صحرائی است برگ آن کوچکتر از برگ بستانی و کذا شجر آن و با سمیت و بسیار گرم و تند و در جمیع افعال قوی تر و احراق آن شدید تر و تحلیل آن قوی تر خصوصاً حریف یابس قوی الجلا مائل بتفریح و منافع بسیار دارد و اہل ہند این را اکنڈ مری و کنڈ گولر نامند۔ موافق گولر می دانند خصوصاً برای دفع برص و مزاج آن بعضی سرد و بعضی گرم نوشتہ اند (الخ) و بر پیرنی ہم ذکر این کردہ (اردو) جنگلی انجیر۔ مذکر۔

انجیر دن | بقول برہان بروزن شمشیر زن بمعنی سوراخ کردن باشد چہ انجیر بہ معنی سوراخ آمدہ صاحب بحر فرماید کہ سالم التصریف است

که غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیاید و بقول موارد (کامل التصریف) و مضارع این انجیرد و انجیر امر و حاصل بالمصدر این - صاحبان سراج و نوادر و سروری ذکر این کرده اند مؤلف عرض کند که مرکب است از اسم جامد انجیر و دن علامت مصدر - باصول ما مصدر اصلی است که از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و قیاسی است و موضوع بر خلاف جمهور مقننین فرس که نزد ایشان سماعی باشد (اردو) سوراخ کرنا چھیدنا -

انجیر وزیری اصطلاح - بقول صاحب ضمیمهٔ برہان نوعی از انجیر باشد بغایت سفید و لطیف - صاحب جمشن گوید که نهایت شیرین می باشد - صاحب برہان بر (وزیر) فرماید که زرد چوبه را گویند پس جزین نباشد که این انجیر خاص را بزیادت یای نسبت منسوب کرده اند باز زرد چوبه بنظر به مشابهت پس مرکب توصیفی باشد و بس - صاحب برہان بر شاه انجیر که نوعی از انجیری آید نوشته که آنرا انجیر وزیری هم گویند و ما اشارهٔ شاه انجیر بر لفظ انجیر کرده ایم که انجیر بسیار عسل را شاه انجیر گویند پس نسبت انجیر بسوی شاه یا وزیر جزاین نباشد که بهترین قسم انجیر را این نام نهاده اند اندرین صورت معنی وزیر درین اسم دستور باشد که در عربی دستور را وزیر گویند (اردو) انجیر وزیری اور شاه انجیر اس انجیر کو کہتے ہین جو اقسام انجیر سے سب سے اعلی قسم ہے جس مین شیرینی بہت زیادہ ہوتی ہے -

انجیره بقول برہان بر وزن زنجیره بمعنی انجیر باشد بهر سه معنی (۱) میوه معروف (۲) سوراخ مقعد (۳) نام چشمه که صراحت این بر انجیر گذشت صاحب سروری بمعنی اول و دوم قانع (شفروه ۵) و لبست صد هزار دل گم شده همچو کاروانها در انجیره (مولوی معنوی ۵) چه باور

ازان خرما که مریم چشم روشن شد ؛ ازان خرما شدم
پر دل ندارم برگ انجیره ؛ (شمس فخری ۵۲)
ولی نا بنگرد از انتفاعت ؛ مدامش خرزه در انجیره
باشد ؛ (حکیم سنائی ۵۲) هر که شد کون پرست
برخیره ؛ گو زیاد ثواب انجیره ؛ صاحب بهانگیری
بذکر معنی اوّل و دوم صراحت کند که انجیره به معنی
سوم است برخلاف انجیر که به معنی رود معلوم
گذشت - خان آرزو در سراج بذکر معنی سوم
فرماید که ظاهرا جائی که چشمه مذکور برآمده درخت
انجیری باشد یا میتواند که از سوراخ سنگی برآمده باشد
و از معنی اوّل و دوم ساکت مؤلف عرض کند
که حیف است که سند استعمال معنی سوم پیش نشد
و بخیال ما در انجیره بمعنی اوّل های هوز زائد باشد
و بمعنی دوم و سوم های نسبت که مقعد و چشمه منسوب باشد
بسوراخ (اردو) دیکهو انجیر جیسا ان تینون معنوں کا ترجمہ موجود ہی

انجیر هندی | استعمال - این همان است که ذکرش
انجیر یمن | برانجیر بغدادی گذشت - و اضافت
انجیر بسوی هند یا یمن جزین نباشد که در سرزمین
هند و یمن بسیار پیدا می شود (اردو) دیکهو
انجیر بغدادی -

انجین | بقول برهان بروزن رنگین (۱) بمعنی ریزه ریزه باشد و (۲) ریزه ریزه کننده را نیز
گویند و (۳) امر بانجیدن هم هست یعنی ریزه ریزه کن و (۴) بمعنی کاهگل مالنده هم بنظر آمده صاحب ناصری بمعنی اول
و سوم قانع و صاحب سروری بمعنی دوم و صاحب رشیدی بر دوم و سوم صاحب جامع بذکر هر چهار معنی معنی
اول را ریزه ریزه کردن گفته خان آرزو به بیان هر چهار معنی بالاتحقیق خود ظاهر کرد که ظاهرا همان انجین است بغیر نون که گذشت
(ابن یمین ۵) دائم آبش بود تنور آشوب ؛ اگر انجنیش این بود پیوست ؛ مؤلف عرض کند
که اگر نج را به معنی حقیقی گرفته یا نون نسبت برآخرش زیاده کنیم انجین به معنی منسوب به اظهار
یا منسوب به گرد اگر در خسار توان گرفت چنانکه گوهرین شکرین و اگر انجین را میدل و مخفف

آژینہ قرار دہیم معنی این آلتی باشد از فولاد کہ سنگ آسیا بدان تیز کنند وجا دارد کہ معنی سوم ازین پیدا شود - اندرین صورت الف دوم آژینہ بہ نون ودرای فارسی بجیم بدل شود ہمچون - اغل وغلن وکژنگ وکجک - وہای ہوز آخرہ حذف گردد چنانکہ گیاہ وگیا واگر انجین را اسم جامد فارسی زبان بہ معنی اوّل ودوم وچہارم دانیم جادارد وبرای این مشتاق سند استعمال باشیم ومیدانیم کہ معنی سوم یعنی امر چطور پیدا شد کہ انجیدن بہ نون دوم وپنجم وہفتم مصدری نیست وعجب تر آنست کہ خان آرزو حوالۂ این بر اجین کند واجین لغتی نیست وہم او بجایش ننوشت ومعاصرین عجم از استعمال انجین ساکت پس نتیجۂ این ہمہ جگر کاوی ہمین قدر است کہ باستثنا دشعرا بن یمین این را لغتی دانیم ومعنی چہارم کشان کشان بدست آید - فتاّل - (اردو) (۱) ریزہ ریزہ (۲) ریزہ ریزہ کرنے والا (۳) ریزہ ریزہ کر (۴) کاہگل کرنے والا -

انچہ بالضم ہمانست کہ در ممدودہ گذشت فارسیان بمقصورہ خوانند ومعاصرین عجم در تحریر ہم بمقصورہ استعمال کنند وبممدودہ نوشتن وخواندن مکروہ دانند از ینجاست کہ ما لغات این را در ممدودہ نہ نوشتیم وہمدرینجا ذکر کنیم (اردو) دیکھو آنچہ -

انچہ آدم می کند بوزینہ ہم مثل - صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ از معنی ومحل استعمال ساکت اند مؤلف عرض کند کہ چون فارسیان صنعت وکار کسی را در محل اعتراض بینند ومیدانند کہ بہ بی توجہی سرانجام دادہ است بر سبیل ناخوشی خود این مثل را زنند مقصود آن باشد کہ اگر این کار را بہ بوزینہ سپرد می کردیم او ہم ہمچنین سرانجامش می داد چنانکہ تو دادۂ پس فرق میان تو وبوزینہ چہ باشد (اردو) دکن میں جب کسی شخص کو بے توجہی سے کام بگاڑتا ہوا

پاتے ہین تو کہتے ہین "ایسے انسانون سے تو باندر بھلا" یہ انتہاے شکایت ہے یعنی اگر یہ کام بندر کے سپرد ہوتا تو وہ بھی تجھہ سے بہتر سرانجام دیتا۔

انچہ برخود نہ پسندی بدیگری مپسند (مثل)

صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مثل را بطور موعظت و پند برای کسی زنند کہ او خود نمی کند و بحق دیگران اعتنا نہ کند (اردو) دکن مین کہتے ہین "جو چیز اپنے کو نہ بھاے وہ غیر کو کیون جاے" اسکا مطلب یہ ہے کہ جس چیز یا جس کام کو اپنے لئے غیر مفید اور مضر سمجھا جاتا ہے وہ غیر کے لئے کیون تجویز کیا جائے۔

انچہ پیر دخشت بنید جوان در آینہ مثل

این مخفف ہمانست کہ ذکرش در محمد ودہ کردہ ایم مقصود ہر دو یکی است (اردو) دیکھو "آنچہ پیر دخشت بنید جوان در آینہ نہ بنید"

انچہ در بغداد است گردد سر خلیفہ مثل

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت اند فارسیان این مثل را در وصف بیداری حاکم و فرمانروا می زنند مقصود آنست کہ خلفای بغداد بذات خود شان بہ تبدیل لباس از حال رعایا خبردار می شدند و ہرچہ بر رعایا می گذشت ازان واقف می بودند تا آنکہ بیداری شان ضرب المثل شد یعنی ہرچہ در بغداد بر عامہ رعایا می گذرد گویا گرد سر خلیفہ می گذرد (اردو) اس فارسی مثل کا ترجمہ یہ ہے کہ بغداد مین جو کچھ ہوتا ہے اس سے خلیفہ واقف رہتا ہے۔ دکن مین ہمارے آقاے ولی نعمت حضرت غفران مکان میر محبوب علیخان نوّر اللہ مرقدہ کے عہد میمنت مہد مین یہ مقولہ زبان زد عام تہا کہ "تنکا ہلے تو رئیس کو خبر ملے" یعنی خفیہ اخبار کا انتظام اس خوبی کے ساتہہ تہا کہ والی ریاست ہر شخص کی حالت سے واقف رہتا تہا یہی مقولہ گویا ترجمہ ہے اس فارسی مثل کا۔

(الف) انچہ در دل ست بر زبان می آید
(ب) انچہ در دیگ است بچچہ می آید

صاحبان

خزینہ و امثال فارسی ذکر (الف) کردہ اند و صاحب احسن (ب) را نوشتہ ہر سہ از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ معاصرین عجم (الف) را بہ تقدیم و تاخیر الفاظ بصورت مصرعی استعمال کنند یعنی (ع) آید بزبان ہر انچہ باشد در دل پ مقصود آنست کہ ہر چہ در دل انسان باشد خود بخود بر زبان می آید و مخفی نماند کہ (ب) مثال آنست کہ آنہم صورت مثل گرفتہ (اردو) دکن مین کہتے ہین "جو دل مین تہا آخر وہی منہ سے نکلا" "دل کی بات منہ سے نکل آئی" "تلگہاٹ مین کہتے ہین "دل مین بسا سو منہ پر دسا" یعنی جو بات دل مین ہے منہ پر دکہائی دیتی ہے۔

انچہ در طبع تو نیاید راست
تو نفہمیدہ مگو کہ خطا ست

مقولہ صاحبان

خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان این مقولہ را بطور موعظت و پند زنند مقصود آنست کہ اگر چیزی در فہم نیاید باید کہ از دیگری دریافت و تجسس کردہ و نباید کہ بر انتہای فہم خود آن را خطا و غلط قیاس کنیم (اردو) دکن مین کہتے ہین "جو سمجہہ مین نہ آئے سمجہو" اسکا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی بات کو ہم نہ سمجہہ سکین تو اپنا قصور ہے کسی اور سے مدد لین اور سمجہین جلدی مین حکم نہ لگائین کہ وہ غلط ہے۔

انچہ دیدی از دست رفت

مقولہ صاحبان

خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این مقولہ را برای حفظ ما تقدم بطرز موعظت و پند زنند مقصود انیست کہ فکر کار پیش از وقت باید کرد و ہر چیز کہ تو مشاہدہ آن کردی گویا آن از دست رفتہ است یعنی وقت آن

باقی نماند که تو فکری کنی (اردو) دکن مین کہتے ہین "وقت سے پہلے فکر کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وقت آگیا تو فکر و کوشش کا موقع بہت کم ملتا ہے۔

انچہ عوض دارد گلہ ندارد | مثل صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ چون کسی گلہ و شکوہ از بی التفاتی یا چیزی دیگر یا کسی کند فارسیان در جوابش این مثل را زنند مقصود آن باشد کہ شکوہ و گلہ چیزی کہ می کنی وقت آن از دست رفتہ است معاوضہ آن در اختیار است و این جوابی است بصورت مثل کہ تسکین گلہ مند و شاکی می کند و مخاطب را از خجلت مصئون دارد و نیز این مثل را بجواب گلہ و شکوہ می زنند کہ ہر چہ ترا پیش آمد عوض و مکافات اعمال تست کہ تو ہم در فلان وقت با ما ہمچنین کردہ (اردو) دکن مین کہتے ہین "جیسا کیا ویسا پایا" یعنی جب عوض ہے تو پھر گلہ کیسا

یعنی جب کوئی شخص کسی دوسرے سے گلہ کرتا ہے کہ تو نے ہمارا فلان کام نہین کیا یا ہمکو فلان نقصان پہنچایا تو وہ دفع ندامت کے لئے اس مثل کا استعمال کرتا ہے یعنی خاطر جمع رکھو کہ ہم اسکا معاوضہ کردین گے۔ یا جب وہ نقصان رسانی جو زید نے بکر کے حق مین کی بکر کی کسی بدسلوکی کا معاوضہ تہا۔ تو زید اس کہاوت کے ذریعہ سے بکر کو یاد دلاتا ہے کہ یہ آپکے افعال کا معاوضہ ہے اور گلہ کا محل نہین ہے۔

انچہ کنی بخود کنی گر ہمہ نیک و بد کنی | مقولہ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ فارسیان این را بطور موعظت و پند زنند۔ مقصود آنست کہ ہر چہ بحق دیگران کنی نیک باشد یا بد معاوضہ آن بتو حاصل شود (اردو) دکن مین کہتے ہین "اپنا کیا اپنے آگے آئے گا" "جو کروگے وہ پاؤ گے" یعنی غیر کے ساتھ

اچھا سلوک کرین یا برا دونون کا معاوضہ ملیگا
امیر نے لکھا ہے "اپنا کیا آگے آیا" یعنی بُرے
فعل کا خمیازہ اٹھانا پڑا" ہماری راے مین
دکن کی کہاوت فارسی مثل کا خالص ترجمہ ہی

انچہ ما در کار داریم اکثر آن در کار نیست مقولہ

صاحب خزینہ ذکر این کردہ است و از معنی
و محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان
این مقولہ را بمذمت احتیاج و ہوسنا کی میزنند
یعنی مقصود آنست کہ بخیال ما چیزہا کہ ما را در کار
است اگر غور کنیم بسیاری ازان بحق ما ضرورت
ندارد و محض ہوسنا کی است کہ در فکر آن ہستیم
معاصرین عجم این را بصورت مصرعی استعمال
کنند بہ تغیر خفیفہ یعنی (ع) انچہ ما در کار داریم
اکثری در کار نیست ۔ صاحب امثال فارسی
ہم ذکر این کردہ (اردو) دکن مین کہتے ہین
کہ "ہماری ضرورتون مین بہت سی چیزین
بے ضرور ہین" یہ مقولہ گویا بلفظہ بلفظہ ترجمہ ہی
فارسی مقولہ کا۔

انچہ ما کردیم با خود ہیچ نابینا نہ کرد مثل

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ
از معنی و محل استعمال ساکت اند مؤلف عرض
کند کہ فارسیان بر موقع وقوع غفلت این مثل
رانند و من وجہ مثل "آتش بدست خود زدہ"
باشد (اردو) دیکھو۔ آتش بدست خود زدہ"
دکن مین کہتے ہین "اندہا بہی ایسا نہ کریگا" یہ
کہاوت انتہاے غفلت کے موقع پر مستعمل ہے

انچہ نصیب است بہم میرسد مثل

ورنستانی بستم میرسد

صاحبان
خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند
و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف
گوید کہ فارسیان این مثل را بجائی
رانند کہ کسی بی سعی و تردد بمرادی رسد (اردو)
دکن مین کہتے ہین "قسمت کا لکھا ٹلتا نہین
تقدیر مین ہے تو مل ہی رہے گا"

انحراف لغت عرب است بکسر اوّل وسوّم وبقول صاحب منتخب بمعنی خم شدن ومیل کردہ شدن وبرگشتن - فارسیان این را بمعنی نافرمانی ومخالفت استعمال کنند ورا معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در لطفات می آید - (اردو) انحراف بقول امیر - عربی - مذکر - مخالفت - نافرمانی (بحر ـــ ۵) دوستون سے انحراف اچھا نہیں دشمنون سے بھی مدارا خوب ہے ٭

انحراف ورزیدن استعمال - از شاہراہ راستی ودرستی انحراف می ورزد صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی کنارہ کشیدن ومخالفت کردن است (نثر ابوالفضل) (اردو) انحراف کرنا - مخالفت کرنا - کنارہ کرنا -

انحطینا بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی وحای بی نقطہ مفتوح بنای زدہ وطای حطی بتحتانی رسیدہ ونون بالف کشیدہ بلغت سریانی نوعی از گل انار است وگویند درخت او بغیر گل ثمری دیگر ندارد - ریش روندہ وریشہای کہنہ را نافعست وآن را شیرازی گل صدبرگ خوانند - صاحب محیط بر انحطینا گوید کہ گلنار است وبر گلنار فرماید کہ معرب این جلنار وآنرا گل انار صدبرگ وہزارہ نیز نامند جہت آنکہ گل آن بسیار بزرگ وپربرگ باشد وبیونانی سینوس وسطینوس وبسریانی انحطینا ودارمانا وبرومی فلوسطون گویند اصلا ثمر وتخم ندارد - بیان خواص وطبیعت این بر انار گلی گذشت (اردو) دیکھو انار گلی -

اند بقول برہان وناصری وجامع (ا) بروزن ومعنی چند است وبمعنی چندان وچندین واندک تصغیر این وبمعنی شمار مجہول از سہ تا نہ وآن را بہ عربی ثُنیف وبضم خوانند - وبقول

صاحب رشیدی عدد مجهول میان یک و ده هم او بحوالهٔ آوات الفضلا رفرماید که میان سه و ده
صاحب سروری از انوری سند آورده (ـه) عدد سال های عمرش باد ۞ همچو تاریخ نهصد و
پنجاه و اند (جمال الدین عبد الرزاق گوید ـه) چه ماند عمر چو پنجاه و اند سال گذشت ۞ که گشت سر
تو چون خیزران نفشه سمن ۞ خان آرزو بذکر قول رشیدی فرماید که حقیقت آنست که ماخوذ است
از اندیدن که بمعنی گمان بردن و در اصل و در استعمال بمعنی چند است پس انچه رشیدی نوشته که
که میان یک تا ده باشد صحیح نبود و نیز تصغیر آن که اندک است دلالت دارد که میان سه
و ده بود و اینکه اندک بر اکثر از ده اطلاق کنند از روی مجاز است زیرا که در نیوقت بمعنی کم است
مطلقاً و تحقیق آنست که چون جمع در عربی کم از سه نباشد بتصع و نیف ایشان از سه تا نه و جمع فارسیان
هرگاه تا ده باشد چند آنان از ده تا نه و حال اندک نیز همین باشد - پس هر دو قول اول صحیح نباشد
(انتهی) مؤلف عرض کند که متحقق همین قدر است که اند بمعنی چند است یعنی عدم تعین اعداد
احاد همچون چند برده - و چند بر صد - و چند بر هزار و مماثل آن پس اگر چند را با عشرات آریم
مقصود ازان تعداد زائد از عشرات باشد که از ده تا نه بود چنانکه (ده و اند سال گذشت)
یعنی ده و چند سال گذشت که شامل است بر دوازده تا نوزده که تعین احاد نباشد و هم چنین است
استعمال این با مآت و الوف هم همچون (صد و اند درهم) و (هزار و اند درهم) به معنی چند درهم
بالای صد و هزار که مراد از چند - تعدادی است غیر معین از ده تا نه و این مخصوص نیست
برای شمار مجهول با عشرات یا مآت و الوف بلکه جاری است که گوئیم (اند سال منقضی شد) یعنی چند سال
منقضی شد و انچه بعض محققین اند را به معنی چندان و چندین نوشته اند تسامح اوشان است که بحالت

عدم وجود سند قیاس ہمین قدر اجازت می دہد کہ اندان و اندین را بہ معنی چندان و چندین استعمال توان کرد ولیکن استعمال این از نظر ما نگذشت ۔ الحاصل ہمین قدر متحقق است کہ اند بہ معنی چند باشد و اندک کہ می آید مصغر این و اند لغت فارسی است آنچہ خان آرزو این را ماخوذ از اندیدن گفتہ برعکس حقیقت رفتہ کہ اندیدن وضع شد از اند نہ اند ماخوذ از اندیدن و ما صراحت کامل وضع مصدر بجایش کنیم (اردو) چند ۔ بقول آصفیہ ۔ فارسی ۔ کچھ ۔ قلیل ۔

(۲) اند ۔ بقول برہان و جامع موازی پانصد قرن کہ عبارت از پانزدہ ہزار سال باشد خان آرزو در سراج گوید کہ این نہایت غریب است مؤلف عرض کند کہ طالب سند استعمال باشیم ۔ معاصرین عجم ہم بزبان ندارند (اردو) پانسو قرن ۔ یعنی پندرہ ہزار سال کو فارسیون نے اند کہا ہے ۔

(۳) اند ۔ بقول برہان نام درختی کہ آن را بعربی سوس خوانند و اصل السوس بیخ درخت اند باشد ۔ صاحب ناصری و سروری فرماید کہ این را مہک ہم نام است ۔ صاحب جامع گوید کہ این گیاہ بلند است ۔ خان آرزو در سراج نوشتہ کہ بدین معنی اندک است کہ بہ عربی سوس نام دارد و بفارسی مہک ۔ صاحب برہان ذکر مہک بہ ہمین معنی کردہ و در انجا اشارۂ اند نہ کردہ و صاحب محیط اند را ترک کرد و بر سوس فرماید کہ بشیرازی مہک و اسمالادن و بیونانی سوس برّی است و باصفہانی مثرو و بترکی شیرین بان و بہندی ملہٹی کا پیڑ اسم نباتی است اکتحال چوب آن سودہ ازالۂ بیاض خفیف نماید و گویند ضماد برگ تازہ آن جہت قمع بدبوی زیر بغل

ومیان انگشتان پای مجرب وچوب آن را ابن ماسویہ وامین الدولہ گرم وخشک تر از سائر اجزای آن دانستہ وباقوت جالیہ وقابضہ ومحللہ وگفتہ اند سیسارون عبارت ازان است وآتش آن تندتر از چوبہای دیگر (الخ) (اردو) ملٹھی۔ بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث اصل السوس۔ گھونچی کے درخت کی جڑ۔ بیخ مہک۔ پس اند کا ترجمہ ملٹھی کا درخت ہے۔

(۴) اند۔ بقول برہان وناصری وجامع سخن گفتن بہ شک وگمان کہ آیا چنانست یا چنین و سخن گفتن از روی تعجب۔ صاحب ناصری برای این معنی سندی آوردہ (کمال اسمعیل ؎)

بکام فکر بہ پیمودہ ام جناب ترا ؛ بہ اندکام زبہنای آسمان مبش است ؛ صاحب سروری بحوالۂ شمس فخری فرمایدکہ بہ معنی سخن گفتن۔ خان آرزو در سراج از برای این معنی طالب سند است مؤلف عرض کند کہ محققین نازک خیال تعریفی کنند کہ ابہام بران تفوق دارد بخیال ما۔ اند مجازاً بہ معنی شک وگمان وتذبذب وتعجب وغیر تیقن متعلق بہ ہمان معنی اوّل کہ گذشت و اسم مصدر اندیدن متعلق بہ ہمین است (اردو) شک۔ گمان۔ تعجب۔ غیر تیقن۔ مذکر۔

(۵) اند۔ بقول برہان وناصری وجامع بمعنی شکر وشکرگذاری۔ خان آرزو در سراج از برای این معنی طالب سند است کہ افد بفا بہ معنی شکر آمدہ نہ اند مؤلف ہم با خان آرزو اتفاق دارد ومعاصرین عجم ہم ازین معنی ساکت (اردو) شکر۔ مذکر۔ شکرگزاری۔ مؤنث

(۶) اند۔ بقول برہان بمعنی امید وامیدواری ہم ہست۔ وبقول سروری بحوالۂ شمس فخری امید داشتن۔ خان آرزو در سراج از برای این معنی طالب سند است مؤلف عرض کند کہ

اگر سند استعمال بدست آید اسم جامد فارسی زبان دانیم ومقصود شمس فخری غیر از امیدواری نباشد (اردو) امید - امیدواری - مؤنث -

(۷) اند - بہ تحقیق ما جمع است کہ کلمۂ ربط باشد وتعظیماً برای واحد ہم مستعمل چنانکہ گفتہ اند و کردہ اند (اردو) ہیں - بقول صاحب آصفیہ ہے کی جمع ونیز کلمۂ تعظیم - اند وہستند کا ترجمہ

اندا | بقول برہان وناصری وجامع بروزن عمدا (۱) بمعنی گلابہ وگاہگل بربام ودیوار مالیدن وبقول صاحب رشیدی بمعنی اندایش - خان آرزو در سراج فرماید کہ بمعنی گاہگل وگلابہ کہ بربام و دیوار اندایند وصراحت کند کہ این لفظ ماخوذ است از اندائیدن کہ بمعنی اندودن است وآن اعم است از گل مالیدن کہ بمعنی تطلیہ وطلاست در عربی ولہذا زر اندود وروی اندود وخانہ اندود گویند مؤلف عرض کند کہ قول خان آرزو اینقدر صحیح است کہ اندا بمعنی گاہگل وگلابہ باشد مطلقاً ولیکن ماخوذ از اندائیدن نیست - بلکہ اسم مصدر اندائیدن است یعنی اندائیدن از ہمین اسم جامد وضع شد کہ تفصیلش بر اندائیدن می آید وآنچہ برای تعمیم معنی این مصدر مثال زر اندود وروی اندود پیش کردہ است - نسبت این عرض می شود کہ ما را باتعمیم معنی بیان کردہ اش اتفاق است ولیکن تمثیل پیش کردہ اش صحیح نیست زیرا کہ آن متعلق بہ مصدر اندودن است واین بحث اندائیدن - و تمثیل حقیقی این از کلام ظہوری بمعنی دوم می آید کہ دران استعمال شکر اندا موجود است وآنچہ صاحب رشیدی اندا را بمعنی اندایش نوشتہ تسامح اوست کہ اندایش حاصل بالمصدر اندائیدن است بمعنی اندودگی واندا اسم مصدر است وآنچہ محققین اول الذکر اندا بمعنی گاہگل مالیدن نوشتہ اند تسامح شان است واستعمال این بزیادت تحتانی در آخر اندای ہم آمدہ کہ بجای خودش ذکر کنیم (اردو)

کا ہگل - دیکھو ارزہ -

(۲) انداـ بقول برہان وجامع ورشیدی وسراج بہ معنی کاہگل مانندہ - صاحبان ناصری و جہانگیری اندایش گرد ابین معنی آوردہ اند کہ بجای خودش آید مؤلف عرض کند کہ محققین بالا از کلام کمال اسمعیل وسعدی شاید این معنی را پیدا کردہ اند (اسمعیل ؎) بخون دیدہ ہمی شد بسر عدوی تو خاک ؛ بدان ہوس کہ گلی سازد آفتاب اندای ؛ (سعدی ؎) درم بجور ستانان وزر بہ زینت دہ ؛ بنای خانہ کنانند و بام قصر اندای ؛ ظہوری ؎) زہر غمی نیست ظہوری بجام ؛ کام اگر شد شکر انداچہ حظ ؛ ازین ہر سہ سند آفتاب اندای و بام قصر اندای و شکر اندا اسم فاعل ومفعول ترکیبی است کہ بہ ترکیب اسمی با امر معنی فاعلی ومفعولی پیدا شدہ ومجرد اندا بہ معنی فاعلی اصلا نیامدہ فتامل (اردو) کاہگل کرنے والا - گلابہ کرنیوالا

(۳) انداـ بقول برہان وجہانگیری وجامع ورشیدی وسراج بمعنی غیبت وخبث وبدگوئی وسعایت وگزبری صاحب ناصری بذکر این گوید کہ غیبت در حق کسی نیز بمنزلہ اندودن وتغیر دادن وپنہان کردن اصل وفرع است (سعدی ؎) بسمع رضا مشنو اندای کس ؛ دگر گفتہ آید بغورش برس ؛ مؤلف عرض کند کہ معنی غیبت مجاز معنی اول باشد کہ ہمچو کاہگل است یعنی چنانکہ اندایش گر بہ اندودن - صورت حقیقی دیوار ودام را مخفی کند ہمچنان غیبت کنندہ بہ خبث وبدگوئی میخواہد کہ محاسن کسی را بہ شکوہ وشکایت پنہان کند بنید انیم کہ صاحب ناصری فرع را بچہ ضرورت آوردہ وچاودار وکہ فارسیان انداراابدین معنی وضع کردہ باشند از لغت سنسکرت نند اکہ بقول صاحب ساطع بروزن زندہ بمعنی نکوہش وسرزنش

است و در اردو بمعنی غیبت مستعمل۔ صاحب آصفیہ بذیل لفظ غیبت ذکر نندا کردہ پس فارسیان نون اوّل را بقاعدۂ خود بدل کردند با الف ہمچون نغل و انگل (اردو) غیبت بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مؤنث۔ نندا۔ بدگوئی۔ بدی۔ پیچھے برائی۔

(۴) اندا۔ بقول برہان و جہانگیری و جامع و رشیدی و سراج بہ معنی خوابی کہ صلحا واتقیا بنیند و رویای صادقہ ہمان است۔ صاحب ناصری از زرودگی سند آوردہ (ے) باندا نمودند وخشور را پدید آن سراپا ہمہ نور را۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بہ معنی مطلق خواب است و معنی رویای صالحہ از خصوصیت مقام ناشی شد و این نیز گویا از معنی اندائیدن ماخوذ است چرا کہ خواب گویا چیزیست کہ بر بیداری اندودہ اند و آزا نہان کردہ مؤلف عرض کند کہ درست فرماید ولیکن تسامح اوست کہ این را از معنی اندائیدن پیدا کردہ بلکہ این مجاز است از معنی اوّل اندا قاتل (اردو) خواب۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ سپنا۔ وہ بات جو انسان نیند میں دیکھے۔ رویا۔

(۵) اندا۔ بقول صاحب رشیدی و سراج امر باندائیش مؤلف گوید کہ چنین است بلکہ مخفف امر است از اندائیدن کہ می آید یعنی امر اندائیدن۔ اندای باشد و فارسیان بحذف تحتانی آخرہ کہ در حقیقت زائد است اندا ہم استعمال کنند و حقیقت زیادتی این را بر اندائیدن عرض کنیم۔ (اردو) گلا بہ کر۔ کا ہگل کر۔ اندائیدن کے تمام معنون کا امر۔

اندا چہ | بقول برہان و جامع و جہانگیری و ناصری بروزن دریا چہ بلغت ژند و پاژند فکر و اندیشہ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ دور نیست کہ اندیشہ در اصل اندا چہ باشد کہ جیم را بشین

بدل کردہ والف را بامالہ یا ساختہ باشند پس این قیاس باشد جمیع باب اندیشیدن (انتہی) مؤلف عرض کند کہ درست گویدکہ تبدیل شین معجمہ بجیم فارسی آمدہ چنانکہ کاچی وکاشی وہیچ نفہمیدیم کہ خان آرزو جمیع باب اندیشیدن را برین قیاس چطور گیرد حقیقت ہمین قدر است کہ اصل اندیشہ انداچہ بود بزبان ژندو پاژندو بزبان پہلوی اندیشہ مستعمل شد بسبیل تبدیل و امالہ و اندیشیدن کہ می آید وضع شد از اسم جامد اندیشہ پس جمیع باب اندیشیدن را تعلق با اندیشہ باشد نہ انداچہ - زیرا کہ انداچہ حالا متروک است بر زبان معاصرین عجم ہم (اردو) اندیشہ - بقول امیر فارسی - مذکر - فکر - خوف دیکھو اسکال -

انداختن بقول صاحب بحر بالفتح (۱) بمعنی قصد و میل کردن - کامل بتصریف و مضارع این انداز دمؤلف گوید کہ بقول مقننین فرس سماعی است و بہ تحقیق ما قیاسی کہ وضع شد از اسم جامد انداز کہ بمعنی آہنگ و قصد می آید فارسیان زای ہوز را بہ خای معجمہ بدل کردند و این قاعدۂ تبدیل در افعال جاری می شود و صاحبان قواعد فارسی ذکر این کردہ اند پس انداز - انداخ شد و علامت مصدر تن بر و زیادہ کردہ مصدری ساختند کہ معنی حقیقی آن قصد و میل کردن است (اردو) قصد کرنا -

(۲) انداختن - بقول بحر بمعنی افگندن کہ مجاز معنی حقیقی است کہ بر نمبر (۱) گذشت - صاحب موارد ہم ذکر این کردہ ہمچون انداختن ناوک و تیر و سنداین در لغات می آید (اردو) پھینکنا - ڈالنا -

(۳) انداختن - بقول صاحب موارد بہ معنی گستردن چون انداختن فرش و این ہم

مجاز معنی حقیقی است کہ ذکرش بر معنی اول گذشت وسنداین در ملحقات می آید صاحب بحر ہم ذکر این کردہ (اردو) بجہانا۔

(۴) انداختن - بقول صاحب موارد بمعنی عرض کردن ہمچون انداختن ورودل صاحب بحر ہم ذکر این کردہ وسنداین در ملحقات می آید واین معنی ہم مجاز معنی حقیقی است کہ ذکرش بر معنی اول گذشت (اردو) عرض کرنا۔

(۵) انداختن - بقول موارد بمعنی ترتیب دادن است چنانکہ (انداختن جا) بمعنی ترتیب دادن جای - بخیال ما (درست کردن وقرار دادن جای) بہتر است از ترتیب دادن پس انداختن را بہ معنی درست کردن وقرار دادن گیریم واین معنی ہم مجاز معنی حقیقی است کہ بر معنی اول ذکرش کردہ ایم وسنداین در ملحقات می آید (اردو) جمانا - قرار دینا۔

(۶) انداختن - بقول صاحب موارد بہ معنی ذلیل کردن چنانکہ سعدی در گلستان گوید (ہر کہ را با دشہ بنیداز دبکسش از خیلخانہ ننوازد - مؤلف عرض کند کہ این مجاز معنی دوم است کہ گذشت (اردو) ذلیل کرنا۔

(۷) انداختن - بقول موارد بمعنی موقوف داشتن چیزی را بچیزی است ہمچون (انداختن بوقت دیگر وانداختن بر کسی وانداختن بروز دیگر) سنداینہمہ بجای خودش مذکور شود صاحب بحر وبہار اینہمہ را بذیل (انداختن چیزی را بچیزی) آوردہ اند کہ می آید مؤلف گوید کہ مقصود از منتقل ومتعلق کردن است بدیگری یا بوقت دیگر واینہم مجاز معنی حقیقی است کہ بر نمبر (۱) گذشت (اردو) موقوف رکھنا - متعلق کرنا - ٹالنا۔

(۸) انداختن - بقول موارد بمعنی کردن ہمچون (انداختن پنجہ باکسی) و (انداختن حیلہ) کہ سند این

در ملحقات مذکور شود مؤلف گوید که این هم مجاز است به معنی حقیقی که برنمبر (۱) گذشت (اردو) کرنا

(۹) انداختن - بقول موارد بمعنی پختن همچون (انداختن کباب) وسند این در ملحقات می آید و این هم مجاز معنی اوّل حقیقی است (اردو) بھوننا - پکانا -

(۱۰) انداختن بقول صاحب موارد بمعنی پوشانیدن چنانکه (انداختن انگشتری در انگشت) مؤلف گوید که تعریف موارد خلاف محاوره عجم است - انگشتری در انگشت کردن آمده نه پوشانیدن بخیال ما جا دارد که این را متعلّق به معنی دوم یا هشتم کنیم و این هم مجاز معنی حقیقی است که برنمبر (۱) گذشت و سند این در ملحقات آید - (اردو) پہنانا -

(۱۱) انداختن - بقول صاحب موارد به معنی بستن همچون (انداختن قفل بر زبان) که سند این در ملحقات می آید و بخیال مؤلف بلحاظ محاوره عجم این متعلّق است به معنی هشتم یعنی قفل کردن محاوره شان است نه قفل بستن - باقی حال این هم مجاز است از معنی اوّل حقیقی (اردو) ڈالنا

(۱۲) انداختن - بقول موارد بمعنی ضائع کردن چنانکه (انداختن زر) و سند این در ملحقات آید مؤلف گوید که این مجاز معنی دوم است و مجاز مجاز باشد (اردو) ضائع کرنا -

(۱۳) انداختن - بقول موارد بمعنی مغلوب کردن همچون (انداختن کسی) سند این در ملحقات آید - و این مجاز معنی دوم است یعنی مجاز مجاز (اردو) مغلوب کرنا - گرانا -

(۱۴) انداختن - بقول صاحب موارد به معنی دور کردن است همچون (انداختن نقاب از رخ) و سند این در ملحقات آید - بخیال ما این مجاز معنی دوم باشد که مجاز مجاز است (اردو) دور کرنا - ہٹانا -

(۱۵) انداختن - بقول موارد بہ معنی نہادن است چنانکہ (انداختن گوش بر گفتار) وسنداین درلحقات آید وبخیال ما اینہم متعلق است بہ معنی اول حقیقی (اردو) رکھنا -

(۱۶) انداختن - بقول موارد بہ معنی زدن ہمچون (انداختن خنجر ونشتر) سنداین درلحقات آید وبخیال ما اینہم متعلق است بہ معنی حقیقی اول (اردو) مارنا - لگانا -

(۱۷) انداختن - بقول صاحب موارد بمعنی فرمودن چنانکہ (انداختن صلح درمیان دو کس) سند این درلحقات آید ومؤلف گوید کہ مجاز معنی اول حقیقی است مخفی مباد کہ ظاہرا فرمودن مرادف کردن است وکردن بر معنی ہشتم گذشت - واگر (صلح فرمودن میان دو کس) گیریم معنی این درست نمی شود کہ این محل کنانیدن است پس بخیال ما معنی پیدا کردن وقائم کردن بہتر از فرمودن باشد فتامل (اردو) کرانا - قائم کرنا -

(۱۸) انداختن - بقول صاحب موارد بہ معنی برداشتن است - چنانکہ (انداختن غوغا) مؤلف گوید کہ سنداین درلحقات آید واین ہم مجاز است از معنی حقیقی اول وبخیال ما معنی برپا کردن بہتر است از برداشتن وجا دارد کہ این را متعلق کنیم بہ معنی ہفدہم ہم کہ گذشت - (اردو) برپا کرنا - قائم کرنا -

(۱۹) انداختن - بقول موارد بہ معنی مبتلا کردن چنانکہ (انداختن در اضطراب) مؤلف عرض کند کہ سنداین درلحقات آید واین متعلق بمعنی دوم ومجاز مجاز است (اردو) مبتلا کرنا -

(۲۰) انداختن - بہ تحقیق ما بمعنی جا دادن است چنانکہ (انداختن خرد در پندار) وسنداین در لحقات بر (انداختن چیزی) می آید واین مجاز معنی دوم باشد کہ مجاز مجاز است (اردو)

جگہ دینا۔

(۲۱) انداختن۔ بقول موارد بہ معنی کشیدن چنانکہ (انداختن نفس) وسند این در ملحقات آید بخیال ما این مجاز معنی حقیقی اول است (اردو) کھینچنا۔ لینا۔

(۲۲) انداختن۔ بقول صاحب موارد بمعنی ثابت کردن است چنانکہ (انداختن خطا بر کسی) سند این در ملحقات آید بخیال ما متعلق است بہ معنی پانزدہم ومن وجہ تعلق دارد با معنی دوم ہم وضرورت ندارد کہ معنی ثابت کردن قائم کنیم۔ قاتل (اردو) ثابت کرنا۔ ڈالنا۔ رکھنا

(۲۳) انداختن۔ بقول موارد بمعنی آوردن چنانکہ (انداختن حکایت درمیان) سند این در ملحقات آید وبخیال ما متعلق است بہ معنی دوم یعنی مجاز مجاز (اردو) لانا۔

(۲۴) انداختن۔ بقول موارد بہ معنی برسر کشیدن چنانکہ (انداختن چادر) سندی پیش نشد وحوالہ کرد بر نفایس اللغات وصاحب نفایس برادر مؤلف فرمایدکہ انداختن لحاف برسر آمدہ مؤلف عرض کند کہ این متعلق باشد بہ معنی ہشتم ومثال (انداختن چادر) کہ صاحب موارد ذکر کرد صحیح نیست بلکہ (لحاف یا چادر برسر انداختن) است پس معنی انداختن درین سند کردن باشد وبس (اردو) اوڑھنا۔

(۲۵) انداختن۔ بقول صاحب موارد بمعنی گفتن چنانکہ (انداختن سخن) سند این در ملحقات آید وبخیال ما این مجاز معنی حقیقی اول است (اردو) کہنا۔ بات کرنا۔

(۲۶) انداختن۔ بقول صاحب موارد بہ معنی بریدن ہمچون (انداختن سر) سند این در ملحقات آید وبخیال ما این متعلق است بہ معنی دوم ومجاز مجاز باشد (اردو) کاٹنا۔

(۲۷) انداختن - بقول صاحب انند بہ معنی ساختن - ہمچون (انداختن نقش) سند این در لحقات آید و بخیال ما این تعلق دارد با معنی ہشتم نیز (اردو) بنانا - تیار کرنا -

(۲۸) انداختن - بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار بہ معنی سرکردن است کہ برای توپ و تفنگ مستعمل - فرماید کہ انداختند بمعنی (توپ و بندوق سرکردند) باشد بخیال ما در مجرد انداختن معنی سرد کردن و زدن توپ یا بندوق نیست طرز بیانش در غلط انداز دو جا دارد کہ این را متعلق بہ معنی شانزدہم کنیم و لیکن معاصرین عجم سرکردن توپ و تفنگ گویند و استعمال زدن کم کنند (اردو) سر کرنا - چلانا -

(۲۹) انداختن - بقول صاحب موارد بہ معنی غلطانیدن است - چنانکہ انداختن در آب - یا انداختن در سینہ یا انداختن بر بستر - سند این در لحقات می آید و بخیال ما اول متعلق است بہ معنی دوم - یعنی افگندن و معنی غلطانیدن ازان پیدا می شود بوجہ آب و دوم و سوم بمعنی خوابانیدن (اردو) ڈالنا لٹھ پٹھ کرنا - غوطہ دینا - لٹانا - سلانا -

انداختن آتش بجان (مصدر اصطلاحی) متعلق بہ (آتش انداختن بچیزی) است کہ در محاورہ گذشت و در اینجا بمعنی دوم اوست کہ گذشت - (اردو) آگ لگانا - بے قرار کرنا -

انداختن آہ بآہ مصدر اصطلاحی - این ہمان است کہ در محاورہ بر (آہ بآہ انداختن) گذشت و در اینجا انداختن بہ معنی ہشتم اوست (اردو) دیکھو آہ بآہ انداختن -

انداختن افسر بر ہوا مصدر اصطلاحی این ہمان است کہ بر (افسر بر ہوا انداختن) گذشت (اردو) دیکھو افسر بر ہوا انداختن -

انداختن انگشتری بہ انگشت استعمال بمعنی انگشتری در انگشت کردن است و صاحب موارد این را بذیل انداختن متعلق بہ معنی دہمش کردہ و بخیال ما متعلق بہ معنی ہشتم است (نگارد انش نثر) انگشتری ملک را بدر آر و بمن باز دہ تا در ساعت نیک در انگشت تو بیندازم" (اردو) انگوٹھی پہنانا۔

انداختن بہ چیزی و کسی استعمال موقوف داشتن چیزی بر چیزی و بر کسی است و این متعلق است بہ معنی ہفتم انداختن۔ صاحب موارد ہمدر انجا ذکر ذکر این کردہ (ظہوری ؎) عجب گر از حضیض نامرادی بہا برون آید ظہوری کار خود را اگر بسعی اختر انداز د (عرفی ؎) غرور عسرت و تقصیر شکر وصل این کرد کہ کار ما بدعای سحر گہان انداخت (اردو) ایک چیز کو دوسری پر موقوف اور منحصر رکھنا

انداختن براہ (مصدر اصطلاحی) آہنگ رفتن کردن متعلق بمعنی اول انداختن و صراحت این بر (انداختن رفتن) می آید (اردو)۔

انداختن بر بستر استعمال بہ معنی خوابانیدن بر بستر باشد متعلق بہ معنی بست و نہم انداختن۔ صاحب موارد ذکر این ہمدر انجا کردہ (حزین اصفہانی ؎) در آب دیدہ یاد رسینہ پرورد انداز م دل بیمار خود را بر کدامین بستر انداز م (اردو) بستر پر لٹانا۔ سلانا۔

انداختن بر روز دیگر استعمال۔ این متعلق است با (انداختن بچیزی یعنی آن عام است و این خاص (مجرد ؎) بیا تا روز قیامت گرو آید چو تو محبوبی حساب روز محشر را بروز دیگر انداز د صاحب موارد ذکر این بر معنی ہفتم انداختن کردہ (اردو) کسی دوسرے دن پر ٹالنا" جیسے آج کی بات کل پر ٹالدی"

انداختن بساط استعمال بمعنی گستردن بساط است و متعلق است بہ معنی سوم انداختن بہ صاحب موارد ذکر این ہمدر انجا کردہ (حسین ثنائی ؎)

طبع جادو فہم بساط سخن ؛ باز بر طرز دیگر انداز د ؛ (اردو) فرش کرنا۔

انداختن بستر استعمال - مرادف انداختن بساط است کہ گذشت بمعنی گستردن بستر (ظہوری ؎) بستر بیماری انداختیم ؛ آتشی در آستخوان تپ زدیم ؛ (اردو) دیکھو انداختن بساط۔

انداختن بوقت دیگر استعمال بہ معنی موقوف داشتن بر وقت دیگر است و این متعلق باشد بمصدر عام (انداختن بہ چیزی) کہ گذشت و تعلق دارد با معنی ہفتم انداختن - صاحب موارد ذکر این ہمہ را نجا کردہ (صائب ؎) دولت حسن تو وقت است شود پا بر کاب ؛ کار ما را چہ بوقت دگر انداختہ ؛ (ظہوری ؎) مجال گفتگو تنگست گو وحشی زبان درکش ؛ بہ کین نصیحت را بوقت فرصت انداز د ؛ (اردو) کسی دوسرے وقت پر ٹالنا - رکھنا ۔ صبح کے وعدہ کو شام پر ٹالدیا - اس بحث کو کل پر رکھو۔

انداختن پرتو استعمال - بہ معنی افگندن پرتو باشد متعلق بہ معنی دوم انداختن (ظہوری ؎) مبادا صدکدورت بر ضمیرش پرتو اندازد ؛ بہ بیتابی دلا ظاہر نسازی صورت حالی ؛ (اردو) پرتو ڈالنا

انداختن پنجہ استعمال - بہ معنی پنجہ کردن است و متعلق بہ معنی ہشتم انداختن - صاحب موارد ذکر این ہمہ را نجا کردہ (قدسی ؎) ہر چہ خواہی کن کہ ما را با تو زور آوری جنگ نیست ؛ پنجہ با زور آوران انداختن فرہنگ نیست ؛ (اردو) پنجہ کرنا۔

انداختن تہمت استعمال - بمعنی اتہام کردن و تہمت نہادن و متہم کردن است و متعلق بہ معنی پانزدہم انداختن - صاحب موارد ہمہ را نجا ذکر این کردہ (حافظ شیرازی ؎) خواب بیداران بہ بستی دانگہ از نقش خیال ؛ تہمتی بر شب روان خیل خواب انداختی ؛

(اردو) تہمت جوڑنا۔ تہمت دہرنا۔ تہمت لگانا۔ آصفیہ۔

انداختن جا | استعمال۔ بہ معنی ترتیب دادن جا و قرار دادن جا باشد و متعلق بہ معنی پنجم انداختن صاحب موارد ذکر این ہمہ را نجا کردہ (والہ ہروی ؎) فی آنکہ ہمین کام و زبان وقف تو دارم ؛ درصدد دل انداختہ ام بہر تو جائی ؛ (اردو) جگہ بنانا۔ جگہ قائم کرنا۔

انداختن چیزی را بچیزی | استعمال۔ صاحب بحر و بہار گوید کہ بہ معنی موقوف داشتن چیزی را بر چیزی باشد (صائب ؎) دویدن در قفا باشد میان راہ خفتن را ؛ بآغوش لحد انداز خواب راحت خود را ؛ مولف گوید کہ این مرادف (انداختن بہ چیزی و کسی) است کہ گذشت و متعلق بہ معنی ہفتم انداختن (اردو) دیکھو انداختن بہ چیزی و کسی۔

انداختن حکایت درمیان | استعمال بمعنی آوردن حکایت بمیان باشد و متعلق بہ معنی بست و سوم انداختن۔ صاحب موارد ذکر این ہمانجا کردہ (خواجہ حافظ شیرازی ؎) بنفشہ طرۂ مقتول خود گرہ می زد ؛ صبا حکایت زلف تو درمیان انداخت ؛ (اردو) گفتگو کے درمیان کسی حکایت کا بیان کرنا۔

انداختن حیلہ | استعمال۔ بہ معنی حیلہ کردن و متعلق بہ معنی ہشتم انداختن است۔ صاحب موارد ذکر این ہمانجا کردہ (نادم گیلانی ؎) گر زپا افتادہ ام زنہار دست از من مدار ؛ حیلہ در صیدم نیندازی کہ بسمل گشتہ ام ؛ (اردو) حیلہ کرنا۔

انداختن خاک در کاری | (مصدر اصطلاحی) بہ معنی افگندن خاک و متعلق بہ معنی دوم انداختن و کنایہ باشد از برہم کردن و خرابی و نقصان پیدا کردن در کاری (انوری ؎) دشمنان خاک درین کار ہی اندازند ؛ ورنہ من پاکم ازین پاکتر از آب زلال ؛ (اردو) کسی کام میں خرابی پیدا کرنا۔

(۱۸۹۵)

انداختن خنجر استعمال - بمعنی زدن خنجر است و این متعلق به معنی شانزدہم انداختن باشد و صاحب موارد ذکر این همه را انجا کرده (خرین اصفهانی ؎ چندای بیوفا بسینهٔ من ۔ رشک اغیار خنجر انداز ۔ (اردو) خنجر مارنا۔

انداختن خوان استعمال - از قبیل انداختن بساط است که گذشت یعنی بمعنی گسترون خوان و سفره و متعلق به معنی سوم انداختن - صاحب موارد ذکر این همه را انجا کرده (ظهوری ؎) لطف تو به مهمانی ارباب خرد ۔ انداخته خوان سخن از خوان خلیل ۔ (اردو) دسترخوان بچهانا۔

انداختن در آب استعمال - به معنی افگندن در آب و غوطه دادن و آبزن کردن است متعلق به معنی دوم انداختن - صاحب موارد ذکر این بمعنی نسبت و نهم کرده و سند این از کلام خرین اصفهانی بر انداختن بستر گذشت (اردو) پانی میں ڈبو نا غوطه دینا - آبزن کرنا۔

انداختن در اضطراب استعمال بمعنی مبتلا کردن در اضطراب و پریشانی باشد - و این متعلق است به معنی نوزدہم انداختن و صاحب موارد ذکر این همه را انجا کرده (تلانسبتی ؎) هرکسی با شمع رخسارت بنوعی عشق داشت ۔ زین میان پروانه را در اضطراب انداختی ۔ (اردو) اضطراب میں مبتلا کرنا - مضطرب کرنا پریشان کرنا۔

انداختن در چیزی استعمال - به معنی جاداون در چیزی باشد متعلق بمعنی بستم انداختن (ظهوری ؎) تمامی عمر شد صرف نیاز و عجز پندارم ۔ خرد را عشق نگذارد که در پندارم اندازد ۔ (اردو) جگه دینا

انداختن در دل استعمال - بمعنی عرض کردن و ظاهر کردن در دل باشد متعلق به معنی چهارم انداختن - صاحب موارد ذکر این همه را انجا کرده (آصفی ؎) خواستم در دل خود به خدا اندازم ۔ یاد م آمد ستم او ز خدا ترسیدم (اردو)

(۱۸۴)

در دل ظاہر کرنا۔

انداختن در سینہ | استعمال - بہ معنی جا دادن در سینہ و خوابانیدن در سینہ متعلق بہ معنی بستم انداختن باشد و جا دارد کہ متعلق بہ معنی بست و نہم کنیم صاحب موارد ذکر این بر معنی بست و نہم کردہ و سند این از کلام حزین اصفہانی بر (انداختن بر بستر) گذشت (اردو) سینہ میں جگہ دینا - سلانا۔

انداختن در شراب | (مصدر اصطلاحی) بمعنی مبتلا کردن در شراب خواری است و متعلق بہ معنی نوزدہم انداختن - صاحب موارد ذکر این ہمانجا کردہ (حافظ شیرازی ؎) از فریب نرگس مخمور او چشم می پرست ؛ حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی ؛ (اردو) شراب خوار بنانا۔

انداختن در گمان | استعمال بہ معنی مبتلای گمان کردن و در گمان افگندن است کہ متعلق باشد بہ معنی دوم و نوزدہم (عرفی ؎) بگفتمش ز کجا داری این بشارت گفت ؛ ز صدر علامتم اقبال در گمان انداخت ؛ (اردو) گمان میں ڈالنا - گمان میں مبتلا کرنا۔

انداختن دست بر چیزی و در چیزی | استعمال بمعنی قبضہ کردن است و متعلق بہ معنی دوم انداختن (عرفی ؎) جہان کہ سایہ نشین کلاہ دولت بود ؛ بجست و دست ربایندگی بر ان انداخت ؛ (ولہ ؎) من اندرین غم و این داستان در و افگنم کہ ناگہان خردم دست در میان انداخت ؛ (اردو) ہاتھ ڈالنا - قبضہ کرنا۔

انداختن رفتن | مصدر اصطلاحی - صاحبان بحر و بہار و ارستہ ہر سہ ذکر این کردہ اند با واو عطف میان ہر دو مصدر یعنی (انداختن و رفتن) فرمایند کہ بمعنی از کاری کہ در سر انجام آن باشند دست بر داشتن و بکاری اہم از ان رفتن (مخلص کاشی ؎) بر ابہت از پئی عرض نیاز انداختم رفتم ؛ تو بیرحمانہ رخش ناز بر من تاختی رفتی ؛ سند ہر سہ محققین ہمان شعر مخلص کاشی است کہ واو عطف ندارد و مؤلف

عرض کند کہ انداختن براہ ہم بمعنی رفتن است اندرین صورت صرف تکرار واقع شود و مصدر (براہ انداختن رفتن) قرار یابد کہ بمعنی مطلق رفتن باشد و نیز در معنی پیدا کردہ محققین بالا الفاظ لاہم از ان تامل غور است کہ ضرورت ندارد قاتل (اردو) پھینک کر چلانا۔ کسی کام کو چھوڑ کر دوسرا کام کرنا۔ جانا۔

انداختن رو (مصدر اصطلاحی) بمعنی رو کردن یعنی توجہ کردن است متعلق بہ معنی ہشتم انداختن و صاحب موارد ہمدرا بجا ذکر این کردہ (مخلص کاشی ؎) بیتوانم صورت آئینہ شد پنگرید انداز خوبان رو بمن ؛ (اردو) توجہ کرنا۔

انداختن رہ بر چیزی استعمال این بمعنی حقیقی خود متعلق باشد بامعنی دوم انداختن و کنایۃً بمعنی گذشتن و سیر کردن بران چیز (عرفی ؎) ہزار لشکر ہزاران ہزار لشکر کہ باز پ ہمای دولت دین رہ بر آستان انداخت ؛ (اردو) گزرنا۔ راستہ قائم کرنا۔

انداختن زخم استعمال۔ بمعنی زدن زخم باشد و این متعلق بہ معنی شانزدہم انداختن است صاحب موارد ذکر این ہمدرا بجا کردہ (نظامی ؎) بسی گرد برگردش انداختند ؛ بسی زخم چون آتش انداختند ؛ از ہمین شعر (انداختن گرد ہم پیدا می شود کہ بجای خودش آید (اردو) زخم لگانا۔

انداختن زر استعمال۔ بہ معنی ضائع کردن زر باشد۔ متعلق است بہ معنی دوازدہم انداختن صاحب موارد ذکر این ہمدرا بجا کردہ (گلستان سعدی ؎) بفائدہ ہر کہ عمر در باخت ؛ چیزی نخرید و زر بینداخت ؛ (اردو) روپیہ پھینکدینا۔ ضائع کرنا۔

انداختن سایہ استعمال۔ از قبیل انداختن پرتو باشد کہ گذشت و این بمعنی انداختن ظل باشد متعلق بہ معنی دوم انداختن است صاحب موارد ذکر این ہمدرا بجا کردہ (خواجہ حافظ شیرازی

(۱۸۷۰)

ے) ای کہ بر ما از خط مشکین نقاب انداختی ؛ لطف کردی سایۂ بر آفتاب انداختی ؛ از همین شعر مصدر (انداختن نقاب) پیدا می شود کہ بجائے خودش می آید (اردو) سایہ ڈالنا۔ دیکھو اضافیہ

انداختن ستم | استعمال۔ بہ معنی جور و جفا کردن است و این متعلق است بہ معنی ہشتم انداختن۔ سند این بر (انداختن شراب) از کلام صائب می آید (اردو) ستم ڈھانا۔ ظلم کرنا۔ جفا کرنا۔

انداختن سخن | استعمال۔ بمعنی گفتن باشد و متعلق بہ معنی بست و پنجم انداختن۔ صاحب موارد ہمدرا بنجا ذکر این کردہ (سلیم ے) گہ نام گلی گیرم گہ یاد گلستانی ؛ زینگونہ در اندازم ہر جا سخن رویت ؛ (اردو) کہنا۔ بات کرنا۔ ذکر کرنا۔

انداختن سر | استعمال۔ بمعنی بریدن سر و این متعلق است بمعنی بست و ششم انداختن صاحب موارد ہمدرا بنجا ذکر این کردہ (نظامی ے) سر تیغ بر گردن افراختش ؛ دران یاوہ گفتن سر انداختش ؛ (اردو) سر کاٹنا۔ قتل کرنا۔

انداختن شراب | استعمال۔ بمعنی ساختن و کشیدن شراب و این متعلق است با معنی بست و ہفتم انداختن۔ صاحب موارد ہمدرا بنجا ذکر این کردہ (صائب ے) گر نیندازد ستم بر نوبہار خود کند ؛ در خزان ہر کس کہ نتواند شراب انداختن ؛ (حکیم شفائی ے) بر ہوای بادہ نوشین لبت ؛ عقل کل صد جا شراب انداختہ ؛ (یحیی کاشی ے) بدکن کز انتقام یک شراب انداختن ؛ میکشان صد بار افزون از شراب افتادہ اند ؛ (اردو) شراب بنانا۔

انداختن صلح میان دو کس | استعمال۔ مصلح شدن با شد و این متعلق است با معنی ہفدہم انداختن۔ صاحب موارد ہمدرا بنجا ذکر این کردہ (حزین اصفہانی ے) آن سلیمان شہامتی کہ بعدل ؛ صلح باز و کبوتر انداز دہ ؛ (اردو) صلح کرانا۔

انداختن عنان (مصدر۔ اصطلاحی) بمعنی افگندن عنان است متعلق بہ معنی دوم انداختن (۱) کنایہ باشد از عاجز شدن و (۲) گرم رفتار شدن کہ چون راکب عنان بنیداز د مرکب تند و تیز دوید آغاز کند (عرفی ۵) فلک کہ در سفر از رخش او جدا نشدی ؛ ہمان بگردش مہمود او عنان انداخت (ولہ ۵) گفتم این گوش بآن نغمہ سنر و گفت آری اینک از پردہ عنان سوی تو می اندازد ؛ (سنجر کاشی ۵) چو صبح چند بہ یکسو عنان تواں انداخت گذر بہ تربت ما نیز میتواں انداخت ؛ (اردو) (۱) عاجز آنا۔ عاجز ہونا (۲) باگ ہاتھ سے چھوڑنا۔ لگام کو ڈھیلا چھوڑنا۔ تیز جانا۔

انداختن غوغا استعمال۔ بمعنی برپا کردن شور و غوغا و این متعلق است بہ معنی ہجدہم انداختن۔ صاحب موارد ذکر این ہمدر انجا کردہ (حزین اصفہانی ۵) عشوہ مہر لبم اگر شکند ؛ شکوہ غوغای محشر اندازد ؛ (اردو) شور برپا کرنا۔

انداختن فتنہ استعمال۔ بمعنی برپا کردن فتنہ و فساد باشد متعلق بہ معنی ہجدہم انداختن (عرفی ۵) نشستہ بودم و دی در وثاق می گفتم ؛ چہ فتنہ بود کہ ایام در جہان انداخت (اردو) فتنہ برپا کرنا۔ فساد ڈالنا۔

انداختن فرش استعمال۔ مرادف انداختن بساط است و متعلق بہ معنی سوم انداختن صاحب موارد ذکر این ہمدر انجا کردہ (حسین ثنائی ۵) باش تا حجلہ ساز دولت تو ؛ بزم را فرش زر اختر اندازد ؛ (اردو) فرش کرنا۔ فرش بچھانا۔

انداختن قفل استعمال۔ بمعنی بستن قفل و مقفل کردن است متعلق بہ معنی دوم و یازدہم انداختن۔ صاحب موارد ذکر این بر معنی یازدہم کردہ (کمال اسمعیل ۵) عقل را ادراک صنعت دید ہا بر دوختہ ؛ نطق را وصف تو قفلی بر زبان

انداختہ (اردو) قفل ڈالنا متقفل کرنا۔

انداختن کباب استعمال بہ معنی پختن کباب باشد و متعلق بہ معنی نہم انداختن۔ صاحب موارد ہمدرانجا ذکر این کردہ (صائب ؎) اگرچہ عشق ندارد زمن فسردہ تری ٭ توان بسینہ گرم کبابہا انداخت ٭ (اردو) کباب بھونا۔

انداختن کسی استعمال بمعنی مغلوب کردن کسی را باشد متعلق بہ معنی سیزدہم انداختن۔ و من وجہ متعلق بہ معنی دوم۔ صاحب موارد ذکر این بمعنی سیزدہم کردہ (خواجہ حافظ شیرازی ؎) کوی خوبی بردی از خوبان عالم شاد باش جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی ٭ (اردو) دے مارنا۔ مغلوب کرنا۔ گرانا۔

انداختن کلاہ بر آسمان مصدر اصطلاحی بمعنی افگندن کلہ بر آسمان باشد متعلق بہ معنی دوم انداختن و کنایہ باشد از شادی کردن کہ اہل ولایت در حالت سرور و مسرت کلہ را از سر بلند کنند و این حرکت را نظر بسیان (انداختن کلاہ بر آسمان) گویند مرادف (افسر انداختن) (عرفی ؎) گر است غم جہین آسمان کہ از شادی ٭ کلاہ را نتواند بر آسمان انداخت ٭ (اردو) خوشی کی حالت مین ٹوپی اچھالنا۔ دیکھو افسر انداختن۔

انداختن گذر استعمال۔ بمعنی گذر کردن و گذشتن و این متعلق است بہ معنی ہشتم انداختن صاحب موارد ہمدرانجا ذکر این کردہ (ظہوری ؎) بزیر سر نہد از موج بالین در دل دریا اگر خواہی گذر بر چشم جیحون یار انداز ٭ (اردو) گزرنا۔ گزر کرنا۔

انداختن گرد استعمال۔ بضم کاف فارسی بمعنی فرستادن پہلوان برای مقابلہ بہ مقابل۔ ما۔ این مجاز معنی پنجم انداختن باشد۔ نظامی از کلام نظامی بر انداختن زخم) گذشت۔ (اردو) پہلوان کو مقابلہ کے لئے روانہ کرنا۔ چھوڑنا۔

(۱۰۷۳)

(۱۰۷۴)

انداختن گوش برگفتار ۔ استعمال ۔ بہ معنی گوش نہادن برگفتار و بتوجہ شنیدن متعلق بہ معنی پانزدہم انداختن ۔ صاحب موارد ہمارا بجا ذکر این کردہ (ظہوری ؎) سخن بیہودہ در کام و زبان بریکدگر چیدم ۔ نشد روزی کہ گوش برگفتارم انداز د ۔ (اردو) کان رکھنا

انداختن لباس در بر ۔ استعمال بمعنی پوشانیدن لباس است و متعلق بہ معنی دہم انداختن (عرفی ؎) درین خجستہ زمان گر نشاط آمدنست ۔ قضا لباس طرب در برزمان انداخت ۔ (اردو) لباس پہنانا ۔

انداختن می بساغر ۔ استعمال ۔ بمعنی افگندن می بساغر است و کنایہ از مست کردن ۔ متعلق بہ معنی دوم انداختن ۔ صاحب موارد ذکر این ہمدرا بجا کردہ (حزین ؎) تیغ نازت می خمارشکن ۔ بوالہوس را بساغر انداز د ۔ (اردو) شراب ساغر میں ڈالنا مست کرنا

انداختن ناوک برنشان ۔ استعمال افگندن و زدن ناوک بر ہدف باشد و این عام است برای تیر و امثال آن و متعلق است بہ معنی دوم انداختن ۔ صاحب موارد ہمدرا بجا ذکر این کردہ (صائب ؎) کودک این بوم و بر را احتیاج تعلیم نیست ۔ تا الف گفتست ناوک برنشان انداختہ ۔ (اردو) ناوک نشانہ پر مارنا ۔ لگانا ۔

انداختن نشتر ۔ استعمال ۔ از قبیل انداختن خنجر است کہ گذشت بمعنی زدن نشتر ۔ متعلق بہ معنی شانزدہم انداختن ۔ صاحب موارد ذکر این ہمدرا بجا کردہ (حزین اصفہانی ؎) جہان افسردہ شد ای عشق خون آشام اشارت کن ۔ کہ این دل مردگان را در رگ جان نشتر انداز د ۔ (اردو) نشتر چبونا ۔ نشتر دینا نشتر لگانا ۔ نشتر مارنا (آصفیہ)

انداختن نظر ۔ استعمال ۔ بمعنی نظر کردن

(۱۸۷۵)

است متعلق بہ معنی ہشتم انداختن - صاحب موارد ذکر این ہمہ را انجا کردہ (علی ترکمان ؎) نظر از دیدہ ہمان بہ کہ براہ اندازیم ؛ در رہ شوق نگاہی بہ نگاہ اندازیم ؛ ازین سند مصدر (نگاہ بہ نگاہ انداختن) ہم پیدا است کہ جای خودش می آید (اردو) نظر کرنا - دیکھنا -

انداختن نفس | (مصدر اصطلاحی) بمعنی دم زدن و کشیدن نفس است و کنایہ از چون و چرا کردن و این متعلق باشد بہ معنی بستن و کیم انداختن - صاحب موارد ہمہ را انجا ذکر این کردہ (سلمان ؎) پیش خورشیدی مرا کاریست و انگہ غیر صبح ؛ کیست کو در پیش خورشید تواند انداز دنفس ؛ (اردو) دم مارنا -

انداختن نقاب از رخ | استعمال بمعنی دور کردن نقاب باشد متعلق بامعنی چہارم صاحب موارد ذکر این ہمہ را انجا کردہ (خواجہ حافظ شیرازی ؎) بادہ نوش از جام عالم بین کہ بر او رنگ جم ؛ شاہد مقصود را از رخ نقاب انداختی (اردو) نقاب اٹھانا - نقاب الٹنا -

انداختن نقش | استعمال بمعنی ساختن نقش متعلق بہ معنی بست و ہفتم انداختن صاحب موارد ذکر این ہمہ را انجا کردہ و جا دارد کہ این را متعلق بہ معنی ہشتم کنیم (طالب آملی ؎) بیا تا رسد این نامۂ سرشک آلود ؛ چہ نقشہا کہ ببال کبوتر اندازد ؛ (اردو) نقش کرنا نقش بنانا -

انداختن نگاہ بہ نگاہ | استعمال بمعنی پیاپی نگاہ کردن - و این متعلق است بمعنی ہشتم انداختن - صاحب موارد ذکر این ہمہ را انجا کردہ و سند این بر انداختن نظر از کلام علی ترکمان گذشت (اردو) پے در پے نظر کرنا - بار بار دیکھنا -

اندا خس بقول صاحب ہفت بفتح اوّل وسکون نون و دال مہملہ بالف کشیدہ و فتح خای معجمہ وسکون سین مہملہ حمایت کنندہ و پشت پناہ را گویند دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ۔ اگر سند استعمال پیش شود اسم جامد زبان فارسی دانیم۔ معاصرین عجم بر زبان ندارند بحث کامل این بر اندخس می آید (اردو) دیکھو اندخس۔

اندار بقول جہانگیری و برہان و ناصری و جامع و سراج با اوّل مفتوح و ثانی زدہ بروزن افسار۔ افسانہ و سرگذشت باشد (مولوی معنوی ؎) لیک تلخ آید ترا گفتار من ۔ خواب می آرد ترا اندار من ۔ صاحب انند صراحت کند کہ اسم جامد فارسی زبان است (اردو) افسانہ۔ مذکر۔ دیکھو افسانہ۔

اندار بقول برہان و جہانگیری و جامع بروزن پرواز (۱) بہ معنی قصد و میل نمودن و بقول بہار و ناصری و سروری و رشیدی و (خان آرزو در سراج) بہ معنی قصد و آہنگ مؤلف عرض کند کہ اسم جامد زبان فارسی است بہ معنی آہنگ و ارادہ و ہمین است اسم مصدر انداختن کہ گذشت۔ ما ذکر این بر معنی اول کردہ ایم۔ آنچہ صاحبان برہان و جہانگیری و جامع معنی مصدری نوشتہ اند اگر مقصود از ان حاصل بالمصدر ہم باشد غیر متعلق است بامعنی اسم جامد و فرقی نازک است میان اسم مصدر و حاصل بالمصدر یعنی مطلق آہنگ و ارادہ معنی اسم باشد و آہنگ سازی معنی حاصل بالمصدر (اردو) (۲) ارادہ۔ دیکھو آہنگ کے چوتھے معنی۔

(۲) اندار۔ بقول برہان و جہانگیری بمعنی حملہ کردن۔ و بقول سروری بمعنی حملہ۔ صاحب

جامع قصد و حملہ کردن را مرادف یکدیگر قرار داده۔ اگر مقصود محققین ازین معنی مصدری ہم حاصل بالمصدر باشد اندرین صورت معنی این قصد و حملہ باشد و بس و نشان آرزو بر معنی چہارم صراحت مفرید کردہ است کہ قصد و حملہ در استعمال فرس یکی است اندرین صورت وجود این معنی ہم در انداز باقی نمی ماند بنا بر ہمی حال انداز بمعنی حملہ کردن نیست و نباشد و مجرد معنی حملہ یعنی حاصل بالمصدر در آن حالت تسلیم کنیم کہ سند استعمال پیش شود بحث کامل این بر معنی چہارم کنیم (اردو) حملہ مذکر (۳) انداز۔ بقول برہان و ناصری و جامع بمعنی مصدر ہم کہ انداختن باشد۔ مؤلف گوید کہ درینجا ہم محققین بانام و نشان تجاوز کردہ انداز قواعد فارسی کہ معنی مصدر اصلا در انداز نیست و اگر مقصود این است کہ انداز حاصل بالمصدر انداختن است جا دارد کہ ذکر این بضمن معنی اول کردہ ایم و بہمہ معانی انداختن کہ بجایش گذشت این را حاصل بالمصدرش دانیم (اردو) انداختن کا حاصل بالمصدر مختلف معانی کے لحاظ سے۔

(۴) انداز۔ بقول برہان امر باین معنی۔ یعنی قصد کن و میل نمای و بقول ناصری امر باندختن و بقول سروری امر بافگندن و بقول رشیدی امر باندختن۔ و بقول جامع امر۔ قصد و حملہ کردن و انداختن۔ و بقول (خان آرزو در سراج) امر باندختن ہم او فرماید کہ آنچہ برہان بمعنی قصد کن و حملہ نما آوردہ محل نظر است زیرا کہ بدین معنی جامد است چنانکہ نگویند کہ فلان چیز را انداختم یعنی حملہ کردم و وجہ غلط آنست کہ لفظ قصد چنانکہ در عربی بہ معنی آہنگ است فارسیان بہ معنی ارادہ جنگ و قتل استعمال کنند چنانکہ گویند فلانی را قصد فلانی است

یعنی ارادهٔ کشتن و قتل او دارد و از اینجا بمعنی حمله فهمیده اند و آن خطاست بلکه به معنی آهنگ است مطلقاً مؤلف عرض کند که خان آرزو انچه انداز را بمعنی قصد کن و حمله نما اسم جامد گرفته و به همین معنی امر نه گرفته در غلط افتاده زیرا که انداز بمعنی حمله نیست که نیامده و ما بر معنی دوم صراحت این کرده ایم حقیقت انیست که انداختن بمعنی مجازی زدن بجایش گذشت - چون انداختن خنجر به معنی زدن خنجر - پس اگر حاصل بالمصدر این مصدر مرکب گیریم - انداز خنجر باشد و مجرد انداز به معنی حمله نباشد - پس باید که انداز را امر انداختن به همه معانی آن گیریم که بجایش گذشت و معانی مجازیش که ورای معنی حقیقی گذشته است بترکیب باشد چنانکه در ملحقات انداختن ذکرش کرده ایم (اردو) مصدر انداختن کا امر حاضر تمام مضمون ہین -

(۵) انداز - بقول برہان قصد کننده - و بقول سروری افگننده و بقول رشیدی بمعنی اندازنده و بقول جامع اسم فاعل قصد و حمله کردن و انداختن و بقول خان آرزو در سراج بمعنی اندازنده (ظهوری ؎) رمیدنهای آهو چشم شیر انداز را نازم نه که کرد آزادم از هستی نگاه الفت افزایش ؛ (صائب ؎) از قضا چشم سیاه تو بیادم آمد ؛ قدر انداز نگاه تو بیادم آمد ؛ مؤلف عرض کند که این همان تسامح محققین نازک خیال است که ذکرش بر اکثر لغات کرده ایم وحیف است که خان آرزو هم همزبان شان - ایشان می دانند که معنی فاعلی یا مفعولی در امر هان وقت پیدا می شود که امر را با اسمی مرکب کنیم و اسم فاعل و مفعول ترکیبی نام همین مرکب است چون شیر انداز بمعنی اندازنده شیر و قدر انداز بمعنی نشانه باز نمیشود که درین مرکب - مجرد انداز را بمعنی اندازنده دانیم و تخصیص با معانی خاص هم درست نیست - بلکه انداز به همهٔ معانی انداختن بحالت ترکیب

افادۂ معنی فاعلی یا مفعولی کند وبس (ا ر و) بحالت ترکیب انداختن کا اسم فاعل ترکیبی۔

(۶) انداز۔ بقول برہان قیاس و اندازہ ومقیاس ومقدار چیزی۔ صاحب ناصری فرماید کہ مقدار چیزی و اندازہ و قیاس ومقیاس (فرخی ؎) جاودان شاد زیاد آن ملک کامروا نشکرش بی عدد و مملکتش بی اندازہ۔ صاحب جہانگیری بر قیاس قانع و صاحب سروری بر مقدار و مقیاس وبقول صاحب رشیدی مرادف اندازہ بمعنی مقدار۔ وبقول جامع قیاس و مقدار۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ انداز بہ معنی قیاس و تخمین است ولہذا مقیاس را اندازہ گویند و ارشاد کنند کہ صاحب رشیدی بہ معنی مقدار گفتہ و انداز و اندازہ را یکی گمان برده و آن خطاست مؤلف عرض کند کہ خان آرزو بر اصول رفتہ است و درست گوید کہ انداز بمعنی قیاس باشد و الحق این اسم جامد فارسی باشد و اندازہ بر یاء ہای نسبت بمعنی مقیاس پس آنچہ فارسیان انداز و اندازہ را بہ معنی قیاس و مقیاس مرادف یکدیگر دانستہ اند غور نکردہ اند و ما صراحت کامل و حقیقت این بر اندازہ بیان کنیم حکیم اسدی گوید (؎) تو ہستی زن و مرد من پس نخستہ ز من باید انداز فرہنگ جست

(ا ر و) انداز۔ بقول امیر قیاس الکل۔ تحفہ (فقرہ مراۃ العروس) بھلا اندازے تباؤ تو یہ کتنے کا مال ہے "

(۷) انداز۔ بقول بہار بہ معنی برجستن و این مجاز باشد (غیاثای حلوائی ؎) گرچہ دوری زدرش داشت بسی یاد مرا شوق افگند دران کو بیک انداز مرا خان آرزو در چراغ ہندہمین شعر فرماید کہ بہ معنی جستن و قصد مؤلف گوید کہ چرا نمی گوید کہ بمعنی جست حاصل بالمصدر است

مجاز از معنی حقیقی (اردو) جست - بقول آصفیہ (مؤنث) چھلانگ - پھلانگ -

(۸) انداز - بہ تحقیق ما معنی طرز ہم آمدہ کہ مجاز است از معنی حقیقی آہنگ - چنانکہ ظہوری گوید (ے) انداز بزرگ ہمتان است ؎ ہر چیز خزا وست مختصر گیر ؎ (اردو) انداز - بقول امیر طرز - ڈھنگ - طور (قلق ے) ساکن شہر کا یہ تہا انداز ؎ داغ الفت تہا دل کا محرم راز ؎ (آتش ے) گرمی جوش محبت کا وہی انداز ہے ؎ داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے ؎

(۹) انداز - بقول ناصری بہ معنی قدر و مرتبہ - دیگر کسی از محققین فرس با او نیست و سندی پیش نشد - محقق اصفہان از اہل زبان است (اردو) قدر و مرتبہ - مذکر -

اندازداشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی (۱) آہنگ داشتن است متعلق بہ معنی اول انداز (ظہوری ے) گریہ را راہ بر دیوم طلب در پیش است ؎ قطرہ بر داشتہ اندازد و بدین دارد ؎ (ولہ ے) چند در کام و زبان نالہ نہم بر سر ہم ؎ لب تنگ آمدہ انداز فغانی دارد ؎ و (۲) بمعنی طرز داشتن ہم یافتہ متعلق بہ معنی ہشتم انداز (ولہ ے) تیغ بیگانگی کشیدہ فراق ؎ ہمہ انداز آشنا دارد ؎ (اردو) (۱) قصد رکہنا - (۲) انداز اختیار کرنا -

اندازکردن استعمال - بہ معنی آہنگ و ارادہ کردن است متعلق بہ معنی اول انداز (ظہوری ے) بدو اول نجوری می دہد بال و پر خود را ؎ اگر پروانہ گاہی می کند انداز آغوشی ؎ (اردو) قصد کرنا - ارادہ کرنا -

اندازہ بقول برہان و ناصری و جہانگیری و جامع بر وزن خمیازہ (۱) بمعنی پیمانہ

ہر چیز۔ صاحب ناصری صراحت کند کہ بہ معنی پیمودن زمین بہ ریسمان یا چیز دیگر۔ صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرین شاہ قاچار فرماید کہ معاصرین عجم ذرع را اندازہ گویند مؤلف عرض کند کہ نمیدانیم کہ محقق اصفہانی چطور معنی مصدری بہ تخصیص زمین و ریسمان نوشتہ ہر گاہ اندازہ بطور عام بمعنی پیمانہ ہر چیز است برای پیمایش زمین ہم استعمالش توان کرد و این مجاز باشد از معنی دوم کہ حقیقی است (اردو) پیمانہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) مذکر۔ مشروبات یا مائعات کے ناپنے کا ظرف۔ جام شراب۔ وائن گلاس۔ ناپ۔ ناپنے کا آلہ مؤلف عرض کرتا ہو کہ جریب بہی اورد رعہ یعنی گز بہی۔ اندازہ کا ترجمہ ہے امیر نے اندازہ کے چوتھے معنی پر لکھا ہے۔ ناپ۔ پیمانہ (فقرہ امیر) درزی کو اچکن اگر کھا کچھ دیدو تو کمر کا اندازہ ہو جائے"

(۲) اندازہ۔ بقول برہان اندازہ گرفتن و قیاس کردن۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ بمعنی قیاس است و اندازہ گرفتن بمعنی قیاس کردن و بقول صاحب جامع قیاس کردن مؤلف گوید کہ صاحبان برہان و جامع در غلط افتادہ اند و معنی بیان کردہ جہانگیری درست است کہ محض قیاس باشد و صاحب ناصری کہ بہ معنی مقدار و مقیاس چیزی آوردہ متعلق بہمین است۔ صاحب رشیدی انداز و اندازہ را یکجا نوشتہ فرماید کہ بہ معنی مقدار چیزی و خان آرزو در سراج بر او اعتراض کند و گوید کہ ہر دو بدین معنی نباشد بلکہ انداز بمعنی قیاس و تخمین است و اندازہ بمعنی مقیاس مؤلف عرض کند کہ جا دارد کہ اندازہ وضع شد از انداز بزیادت ہای نسبت یعنی منسوب بہ قیاس و قیاس کردہ شد

نہ بمعنی مقیاس واگر مقیاس را بقول محققین درین معنی صحیح پنداریم از قبیل مقدار باشد که استعمالش ہم بہ معنی مفعولی است یعنی قیاس کردہ شدہ و تخمینہ و مقداری کہ در قیاس قائم شود یعنی کمیت ہر شی (سعدی ؎) باندازۂ بود باید نمود ؛ خجالت نبرد آنکہ نمود و بود (بابا فغانی ؎) طرح این مجلس برون ز اندازۂ وہم است و عقل ؛ آفرین بر دانش استاد کین اندازہ بست ؛ (انوری ؎) بہ نعت ہر کہ سخن راندم فزون آمد ؛ ہم مدیح ز اندازہ ہم طمع ز عطا ؛ (ولہ ؎) جاہش نہ باندازۂ بالا و نشیب است ؛ جودش نہ بمیاں قلیل است و کثیر است ؛ (عرفی ؎) حد حسن تو باد راک نشاید دانست ؛ این سخن نیز نہ اندازہ ادراک من است ؛ بہ خیال ما ہمین است معنی حقیقی اندازہ و دیگر معانی مجاز این (اردو) اندازہ - بقول امیر قیاس الکل - تخمینہ - (فقرہ امیر) تمہارے اندازے مین یہ کپڑا کے گز ہوگا - بے دیکھے ہوے قیمت کا اندازہ نہین ہو سکتا "

(۳) اندازہ - بقول برہان و جہانگیری و جامع بمعنی قوت و قدرت و بقول ناصری قدر و مرتبہ (نظامی ؎) پژوہندہ را یاوہ شد زان کلید ؛ کز اندازۂ خویشتن در تود ؛ بہار گوید کہ در مقامی کہ اقتضای معنی جرءت و یارا کند استعمال این کنند چنانکہ گویند "فلانی اندازہ این کار ندارد" "یا اندازۂ او نیست" (ظہوری ؎) سالہا عامل دیوان خموشی بودم ؛ ہیچکس را بمن اندازۂ تقریر نبود ؛ قدرتی ہجر تو در کشتن من بود بکار ؛ کم شفاعت گری اندازۂ تقدیر نبود ؛ صاحب رشیدی فرماید کہ بہ معنی یارا و جرءت استعمال کنند

چنانکہ گویند "فلانی اندازہ ندارد" مؤلف عرض کند کہ اینہم مجاز معنی حقیقی دوم است کہ گذشت (ظہوری ۵) وصل اندازہ مانیست ظہوری می سوزد شعلہ کی تگ بہم آغوشی خس برتابد (ولہ ۵) اندازۂ کہ باشد پا در طلب نہادن ؛ نذہد اگر نشانش تن دیگر اگر مردم (اردو) قوت۔ قدرت۔ قدر مؤنث۔ مرتبہ۔ مذکر۔

(۴) اندازہ۔ بقول بہار بمعنی نمونہ۔ فرماید کہ مجاز است مؤلف گوید کہ حیف است کہ سندی پیش نکرد۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این معنی نکرد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند اگر از کلام نظامی کہ بر (اندازہ انگیختن) می آید سند این گیرم جا دارد (اردو) نمونہ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ وہ چیز جو دکھانے کے واسطے آئے۔ انموذج۔

(۵) اندازہ۔ بقول بہار بہ معنی نشانہ۔ فرماید کہ مجاز است۔ مؤلف گوید کہ حیف است سندی پیش نشد۔ دیگر محققین ازین معنی ساکت اند طالب سند باشیم (اردو) نشانہ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر۔ ہدف۔ وہ علامت جو خاک تودہ پر تیر مارنے کیواسطے بناوین۔ چاندماری۔ گولی یا تیر مارنے کی جگہ۔

(۶) اندازہ۔ بقول خان آرزو در سراج بمعنی قصد و آہنگ ہم آمدہ۔ دیگر کسی ذکر این نکرد و نہ سندی پیش شد۔ اگر سند استعمال بدست آید مزید علیہ اندازدانیم بزیادت ہای ہوز (اردو) دیکھو اندازہ کے پہلے معنی۔

(۷) اندازہ۔ بہ تحقیق ما بہ معنی اعتدال مستعمل چنانکہ معاصرین عجم گویند "در ہر کار اندازہ نگہدار" (اردو) اندازہ۔ بقول امیر بہ معنی حد اعتدال جیسے (فقرہ) اندازے سے زیادہ بوجھ ہوگا (۱۸۷۸)

تو کشتی ڈوب جائیگی۔

(۸) اندازہ بہ معنی شمار ہم آمدہ صاحب ناصری فرماید کہ اندازہ گیر بمعنی شمارندہ کہ درین زمان بمہندس مشہور است وعلم حساب کہ ہندسہ گویند مبدّل ومعرب اندازہ باشد (ظہوری) ؎ برگرفتن پردہ زان رخسار حدّ بادنیست پنگاہ گاہی صرصر آہ مرا اندازہ باد پنجیال ما اصطلاحی است در سیاق عجم ہم کہ فارسیان رقمی را گویند کہ قائم شود بدون شرکت جزو حقیقی وانچہ بشرکت جزو حقیقی قائم شود آن را باصطلاح سیاق عجم تخمینہ نام است مثلاً اگر محاصل سال آیندہ یا مخارج آنرا صرف برقیاس وتوقع ہفصد درم قائم کنیم این اندازہ باشد واگر ہمین رقم را برقیاس مقدار معیّن سال گذشتہ یا جزو آن قائم کنیم این تخمینہ باشد چنانکہ صراحت آن در نقشۂ ذیل کردہ ایم۔

(الف) مداخل سنہ ۱۳۲۰ف				(ب) مخارج سنہ ۱۳۲۰ف			
ابواب	مداخل حقیقی سنہ ماضی اول ۱۳۱۹ف	اندازہ سنہ آیندہ ۱۳۲۰ف	جملہ	ابواب	مخارج حقیقی سنہ ماضی اول ۱۳۱۹ف	اندازہ سنہ آیندہ ۱۳۲۰ف	جملہ
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
زراعت	صا	کا	الا	خرچ عمال انتظامی	ماصہ	مار	سماصہ

این تخمینۂ مداخل ومخارج سنہ ۱۳۲۰ فصلی است کہ بر (الف) و (ب) بیان کردہ ایم کہ شامل است بر حقیقی ششماہی اول واندازہ ششماہی دوم ومجموعۂ آن کہ در خانہ چہارم مذکور شد تخمینہ نام دارد پس اگر برای موازنۂ مداخل ومخارج سنہ ۱۳۲۰ فصلی رقمی معیّن مجرد برقیاس قائم کنیم

وکار از حقیقی شش شماہ اول و اندازہ شش شماہ دوم نگیریم آن رقم قیاسی را اندازہ نام باشد (اردو) شمار۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ مذکر۔ گنتی۔ اندازہ۔ حساب (داغ) شمار اپنی خطاؤن کا بتا دون پہ تمہین شاید حساب آئے نہ آئے ؎ (فقرۂ مؤلف) اب تو اس محفل مین ہمارا بھی شمار ہونے لگا" یعنی ہم بھی اہل مجلس مین سمجھے جانے لگے۔ فن سیاق مین اندازہ اوس مشخصہ رقم کا نام ہے جو سال آیندہ کے مداخل یا مخارج کے لئے اٹکل پر قائم کی جاے جس مین حقیقی کا دخل نہ ہو۔

اندازہ آمدن استعمال۔ بقول معاصرین عجم بمعنی درست و موافق قیاس آمدن و موافق مقصد بودن صاحب لنکران گوید" عیب ندارد قدری کشاد و بلند بدو زند اگر اندازہ نیامد اینجا درست می کنند" و این متعلق است بامعنی دوم اندازہ (اردو) برابر ہونا۔ درست ہونا۔ موافق قیاس ہونا۔

اندازہ انگیختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی قائم کردن نمونہ باشد و متعلق بمعنی چہارم اندازہ (نظامی گنجوی) ؎ بدان چارگوشہ خط اطلسی ؎ برانگیخت اندازۂ هندسی ؎ مخفی مبادکہ چارگوشہ کنایۃ تخت و ثابوت را گویند۔ مقصود آنست کہ خط اطلسی از هر چہار گوشہ یعنی تخت نمونہ حساب یا عرض و طول را ظاہر می کرد یعنی عرض و طول آن تقاضا بحساب درست بود و جا دارد کہ این را متعلق بہ معنی دوم گیریم اندرین صورت معنی این ظاہر کردن اندازہ باشد (اردو) نمونہ دکھلانا اندازہ ظاہر کرنا۔

اندازہ او نیست مقولہ فارسیان چون یارای کاری در کسی نہ بینند این مقولہ بحق او زنند مقصود آنست کہ این کار در قدرت

او نباشد - صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل دستور اوّل و صاحب شمس ہم ذکر این کردہ و این متعلق ست بہ معنی سوم اندازہ (اردو) اسکے اختیار مین نہین ہے - اسکی طاقت سے باہر ہے

اندازہ برداشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قیاس کردن است و این متعلق بہ معنی دوم اندازہ باشد (ظہوری ترشیزی ؎) چہ از دیجوری شبہای ہجران حال می پرسی توان اندازۂ برداشت از روز سیاہ من ؛ (اردو) اندازہ کرنا - قیاس کرنا -

اندازہ بستن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی اندازہ کردن و قیاسی قائم کردن است سند این از کلام فغانی بر معنی دوم اندازہ گذشت (اردو) اندازہ کرنا - قیاس کرنا

اندازہ بودن | استعمال - بمعنی طاقت و قدرت بودن است متعلق بہ معنی سوم اندازہ - سند این از کلام ظہوری بر معنی سوم گذشت (اردو) طاقت اور قدرت ہونا - رہنا -

اندازہ دادن | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اندازہ کردن است متعلق بہ معنی دوم اندازہ (طغرای مشہدی ؎) کسی کز ورق دادہ اندازہ اش ؛ بتازگہ بستہ شیرازہ اش ؛ (اردو) اندازہ کرنا -

اندازہ داشتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی دانستن کمیت و متعلق بہ معنی دوم اندازہ باشد (خسرو ؎) چون قلم اندازۂ علمش نداشت ؛ علم بدل کرد و قلم را گذاشت ؛ (اردو) مقدار سے واقف ہونا

اندازہ گرفتن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی مجازی مقابلہ کردن است و این متعلق باشد با معنی دوم کہ معنی حقیقی اندازہ گرفتن - قیاس کردن است (نظامی گنجوی ؎) چو اندازہ زچشم خویش گیرد ؛ بر آہوئی صدا آہو بپیش گیرد ؛ (اردو) اندازہ کرنا - مقابلہ کرنا -

اندازۂ ہندسی اصطلاح۔ بقول صاحب بحر و ہفت و مؤید بمعنی طول و عرض و معنی لفظی این قیاس حسابی سند این بر اندازہ انگیختن (گذشت (اردو) عرض و طول۔ مذکر۔

آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی کمیت معلوم کردن است (خان آرزو ۵) تماشۂ وی کار از پشت می گردد عیان لیکن نتوان از ریش زاہد یافتن اندازۂ فش را (اردو) اندازہ معلوم کرنا۔

اندازہ یافتن استعمال۔ صاحب

انداس بقول صاحب ضمیمۂ برہان ترجمہ قیاس است دیگر کسی از محققین فارسی ذکر این نکردہ و بخیال ما این مبدل انداز باشد بہ معنی ششمش کہ گذشت۔ زای ہوز بہ سین مہملہ بدل شد ہمچون ایاز و ایاس و ہرمز و ہرمس دیگر ہیچ (اردو) دیکھو انداز کے چھٹے معنی۔

انداش گر استعمال۔ بقول صاحب ضمیمۂ برہان و شمس و مؤید مخفف اندایش گر (کہ می آید) کہ کاہگل و گلابہ بر دیوار و بام مالندہ باشد و حقیقت این بر اندایش گر بیان می شود (اردو) گلابہ اور کاہگل کرنے والا۔ مذکر۔

اندام بقول برہان و ناصری و سروری و جامع بر وزن انجام (ا) معروف است کہ بدن و عضو آدمی باشد (سعدی ۵) اندام تو چون حریر چین است ۔ دیگر چہ کنی قبای اطلس ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ بہ معنی عضو ظاہری آدمی و فرماید کہ اگرچہ اعضای او بسیار است ولیکن ہفت اندام شہرت دارد و مجازاً تمام بدن آدمی را نیز گویند چنانکہ قوسی تصریح نمودہ بہار باتفاق خان آرزو گوید کہ سینہ داخل ہمین اعضاست و تفصیل آن در (ہفت اعضا) باید و بمجاز تمام بدن بلکہ مطلق جسم را گویند۔ لہذا۔ اندام آفتاب و اندام کوہ و اندام گل

ہم آمدہ (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) آن کز نہیب خنجرش اندام آفتاب ؛ پیوستہ
می جہد چو دل برق در یمین ؛ (ولہ ؎) عکس تیغ تو اگر کوہ بہ بیند بر عکس ؛ کوہ را لرزہ از ان
بیم فتد بر اندام (میر خسرو ؎) خشک شد اندام گل از رنج باد ؛ باد در اندام کسی را مباد
و صراحت فرید کند کہ بہ معنی قامت ہم استعمال یافتہ (صائب ؎) نیست ہرچند از لباس
گل جدائی رنگ را ؛ جامۂ گلرنگ بر اندام او زیبندہ است ؛ و فرماید کہ بہ معنی سینہ۔ حریر
زخم آزمای۔ زیبا۔ سیم رنگ لطیف۔ نازک۔ یاسمین از صفات و تشبیہات اوست
مؤلف عرض کند کہ بخیال ما اصل این ہمان اندام است کہ بمعنی گلابہ و کاہگل گذشت
فارسیان بزیادت میم تخصیص در آخرش اندام کردند بمعنی گلابۂ مخصوص ہمچون نہم و دہم
و برای بدن انسان استعمال ساختند کہ ہیئت مجموعی بدن ہم دیواری را ماند کہ نشیب و فراز و ناہمواری
از گلابہ و کاہگل درست کردہ باشند و انچہ عضو را گفتہ اند ہمچون ہفت اندام و اندام نہانی بر سبیل
مجاز است کہ عضو جزو بدن است و ہر قدر اسنادیکہ بالا گذشت ہمہ مفید و مؤید خیال ماست و انچہ
بعض محققین بمعنی قامت ہم نوشتہ اند آنہم مجاز است و سند بہار از کلام صائب کہ برای قامت
بالا مذکور شد در ان ہم معنی بدن و جسم زیباتر است و جادارد کہ ماخذ این ندامی باشد کہ بقول منتخب
منتخب در عربی زبان جمع ندیم است بمعنی ہمنشینان۔ فارسیان تحتانی آخرہ را حذف کردہ الف
وصلی در اولش زیادہ کردند اندام شد بمعنی حقیقی این ہمنشینان و کنایہ از جمیع اعضا کہ ہم نشین اند
و مراد از مجموعہ آن بدن و جسم است و جادارد کہ ماخذ این ہنام باشد کہ بقول برہان بلغت ژند
و پاژند اندام را گویند۔ ہای ہوز بدل شد بہ الف ہمچون آہیون و ہیبون و دال مہملہ زائد

بعد نون آورده اند که زیادت دال در اکثر الفاظ یافته می شود همچون پیرمن و پیرمند صاحب کنز که محقق ترکی زبان است بر اندام گوید که لغت فارسی است و در عربی زبان تعریف کند که ترجمهٔ این قدّ و قوام و هندام و فرماید که مُهندم به معنی شکیل از همین هندام است صاحب محیط المحیط فرماید که هندمة مصدر ریست در عربی بمعنی راست کردن و اصلاح کردن پس مُهندم بمعنی راست کرده شده و اصلاح کرده شده باشد و هندام معرب است از اندام فارسی (انتهی) فارسیان بر سبیل مجاز اندام را که واحد است به معنی جمع یعنی اعضا هم استعمال کرده اند و سند این بر اندام داشتن می آید (اردو) اندام - بقول امیر (فارسی) مذکر - بدن (آتش ؎) رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا ؛ موی کمر کو رتبہ ہے سونے کی تار کا ؛ (وزیر ؎) بے سبب شمع کا ای گل نہیں اندام سفید ؛ ہوگئی دیکھکے یہ ساعد گلفام سفید ؛ (۲) اندام - بقول برہان و ناصری و سروری هر کاری که آراسته و منظم و باصول بود و بقول جهانگیری و رشیدی و جامع بمعنی نظام - صاحب سروری فرماید که نظام و آراستگی عضو هم - خان آرزو در سراج بذکر معنی بیان کرده برهان گوید که خطاست و فرماید که انچه در رساله اسدی واقع شده که "اندام کار منظم باشد" عبارت اندام کار بی اضافت نیست - بلکه با اضافت است و منظم باشد - خبر اندام کار - است و ظاهرا همین عبارت موجب غلط صاحب برهان است مؤلف عرض کند که معنی اندام مجازاً نظام باشد و بس (اندام گرفتن کار) که در ملحقات این می آید از همین معنی است و این متعلق است به معنی اول که بدن منتظم است ازینجاست که مجازاً به معنی نظام مستعمل شد (خواجه حافظ شیرازی

ہرچہ ہست از قامت ناساز و بی اندام ماست ؛ ورنہ تشریف تو بر بالای کس کوتاہ نیست ؛

(اردو) نظام - بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر - ترتیب - انتظام - آراستگی -

(۳) اندام - بقول برہان وجامع بمعنی زیبا و زیبائی و بقول جہانگیری آراستگی - خان آرزو در سراج گوید کہ این معنی مجاز است و فرماید کہ از کلام بعض متاخرین چنان ظاہر میشود کہ بہ معنی مورنیت باشد - بہار گوید کہ بہ معنی خوبی و زیبائی مجاز است و بہ معنی تقطیع و موزونیت ماخوذ ازین (صائب ؎) قمریان پاس غلط کردۂ خود می دارند ؛ ورنہ یک سرو درین باغ باندام تو نیست ؛ بعض اہل تحقیق اندام را در مصرع ثانی بمعنی زیبائی گرفتہ اند و بخیال ما بہ معنی قد و قامت ہم کہ متعلق باشد بہ معنی اول و رای ما اینست کہ معنی زیبائی ہم تعلق دارد بانظام کہ بہ معنی دوم گذشت و سند این بر اندام گرفتن قدمی آید (اردو) زیبائی - موزونیت زیبا - بقول آصفیہ زیب دینے والا - بھلا - خوشنما - آراستہ - موزون -

(۴) اندام - بقول برہان وجہانگیری و سروری وجامع وبہار و (خان آرزو در سراج) بمعنی ادب و آداب و بقول ناصری بہ معنی ادب (جمال الدین عبدالرزاق ؎) ہر کو نہ باندام کند بندگی تو ؛ آرند بدان سرسہ طلاقی بشش اندام ؛ و این ہم مجاز است از معنی دوم کہ مجاز مجاز باشد (اردو) ادب - بقول امیر (عربی) مذکر - ہر چیز کی حد کو نگاہ رکھنا - تہذیب - شائستگی (ظفر ؎) سر محفل ہر اک کو بیگانہ و دشنام دیتے ہین ؛ ادب اچھا سکھایا اے ظفر اُن کو ادیبون نے ؛ (سحر ؎) خاطر عشق ہے اب خاطر احباب کہان ؛ جوش وحشت مین کسی کا ادب آداب کہان ؛

(۵) اندام - بقول برہان و ناصری و سروری و جامع و (خان آرزو در سراج) بمعنی قاعدہ و روش - صاحب جہانگیری بر روش قانع و این را داخل معنی چہارم پندارد - و بقول بہار بمعنی وضع و اسلوب و بخیال ما داخل معنی دوم کہ نظام است (اردو) قاعدہ - مذکر - روش مؤنث -

(۶) اندام - بقول برہان و ناصری و سروری و جامع بمعنی فضای خانہ - خان آرزو در سراج فرماید کہ این معنی غلط است بلکہ ہمان وضع خوش و اسلوب خوش خانہ باشد مؤلف عرض کند کہ اگر بر اندام کہ بہ معنی گلابہ و کاہگل گذشت - زیادت میم تخصیص گیریم بہ معنی گلابۂ خاص باشد و مجازاً بہ معنی خوش اسلوبی خانہ توان گرفت - طالب سند استعمال باشیم (اردو) گھر کی خوش وضعی اور خوش اسلوبی - مؤنث -

(۷) اندام - بقول ناصری - بہ معنی بے نظام و نامناسب - بخیال ما محقق زبانداں تسامح کردہ است سندی می خواہیم - معاصرین عجم ہم با ما ہمزبانند (اردو) غیر مرتب - بے انتظام -

اندام آوردن استعمال - بہ معنی نظام دادن و باقاعدہ کردن (حکیم سوزنی ؎) نارد ایام ترا مثل و عدیل اندر شرع ۔ کہ حسام شدہ را باز نیارد اندام ۔ صاحب جہانگیری این را سند معنی دوم اندام قرار دادہ (اردو) باقاعدہ کرنا - انتظام کرنا - مہذب بنانا - درست کرنا

اندام اندام اصطلاح - بہ معنی ہمہ تن و سرتاپا باشد - این معنی پیدا شد از تکرار لفظ اندام (حکیم سوزنی ؎) چون سخن در نظر از لطف تو اندام گرفت ۔ بعدم باز رود خصم تو اندام اندام (اردو) سرتاپا - سر سے پاؤں تک -

اندام پیچیدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی آمادہ و مستعد شدن باشد و متعلق بہ معنی دوم اندام کہ آمادگی ہم مستلزم نظام است

(۱۰۷۹)

(نظامی گنجوی ۵) چو در زور پیچیدی اندام راہ ؛ گرہ برزدی گوش ضرغام راہ ؛ (اردو) آمادہ اور مستعد ہونا۔

اندام دادن استعمال۔ بقول صاحب بحر (۱) بمعنی خوش اسلوب و خوش ترکیب ساختن و (۲) ادب کردن و (۳) قاعدہ و روش آموختن و بقول صاحب تحقیق (۴) بہ معنی ہشیار ساختن ہم۔ بہار دو ارستہ بر معنی اول قانع۔ (صائب ۵) می دہد از سادگی اندام آتش را بچوب ؛ آنکہ می خواہد بچوب گل کند عاقل مراۃ (ولہ ۵) ز الزام پیاپی مدعی ملزم نمی گردد ؛ اگر صد سال اندامش دہی آدم نمی گردد ؛ (ولہ ۵) آتش سوزندہ را نتوان بچوب اندام داد ؛ چوب گل دیوانگان را می کند دیوانہ تر ؛ (ناظم ہروی ۵) خرامش سرو را اندام می داد ؛ لبش یاقوت را دشنام می داد ؛ (صائب ۵) رہ باریک صائب می دہد اندام رہرو را ؛ سخن سنجیدہ زن لبہای گوہر بار می باید ؛ مؤلف گوید کہ معنی اول متعلق است بہ معنی دوم اندام و معنی دوم متعلق بہ معنی چہارمش و معنی سوم و چہارم مجاز معنی پنجم آن (اردو) (۱) خوش اسلوب کرنا (۲) ادب کرنا۔ (۳) قاعدہ سکھانا (۴) ہشیار کرنا۔

اندام داشتن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی اعضا داشتن است (کلیم ہمدانی ۵) نی تاب کمر دارد نی کوہ سرینی ؛ شمع است و ہمین قامتی اندام ندارد ؛ (اردو) اعضا رکھنا۔ مرکب بہ اعضا ہونا۔

اندام دزدیدن (مصدر اصطلاحی) صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی جسم بخود کشیدن است کہ چون دست اغیار بر جسم زنی حس کند از شرم و حیا این عمل بوقوع آید و این متعلق بہ معنی اول اندام باشد (خسرو ۵) گر برم در بر شان دست بدزدند اندام ؛ سیم دزدی عجبی نیست ز سیم اندامان ؛ (اردو)

وجالی و مدربول ومفتّت سنگ ومولد معنی ومحرک جماع ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب برہان برترہ تندک ذکر این کردہ وبرترہ میرہ ذکر ایہقان وبرگلشر وگلکش ہم۔ صاحب انند صراحت کندکہ انداو اسم جامد زبان فارسی است (اردو) ترمراہ۔ بقول صاحب جامع الادویہ جرجیر۔ ایک درخت ہے جس کے پتے مولی کے پتون کے برابر ہوتے ہین۔ تہی ہے۔

انداوہ بقول برہان وجامع وسراج بفتح واو ہالۂ بنایان۔ وآن افرازیست کہ بدان گل وگچ بربام ودیوار مالند و (۲) شکوہ وشکایت وغیبت را نیز گفتہ اند۔ صاحب ناصری فرمایدکہ انداد وانداوہ بدل یکدیگر ونسبت معنی دوم فرمایدکہ کنایہ باشد۔ صاحب جہانگیری فرمایدکہ اندایہ وانداوہ مرادف یکدیگر وآنرا مالہ نیز گویند وذکر ہر دو معنی کردہ مؤلف عرض کندکہ انداوہ بمعنی کاہگل وگلابہ گذشت وبرمعنی سوئم معنی دوم این ہم مذکور شد بخیال ما فارسیان ہمان انداوہ را بزیادت یای تحتانی در آخر اندای کردندکہ بہمین معنی می آید وپس ازان یای نسبت بر آخرش آوردہ اندایہ ساختندکہ منسوب بہ انداوہ باشد وکنایہ از آلہ کہ بوسیلۂ آن کاہگل وگلابہ وگچ بر دیوار کنند وحقیقت انداوہ این است کہ بر انداو واو زیادہ کردندکہ در بعض کلمات فارسی می شود ہمچون افتادن واوفتادن وپس ازان یای نسبت بر وزیادہ کردند (انداوہ) شد وجاوارد کہ واو نسبت گیرد وہای زائد در آخر ومعنی دوم در ینجا کنایہ است کہ غیبت ہم منسوب بہ کاہگل وگلابہ باشد کہ غیبت کنندہ می خواہد کہ محاسن را بخبث خود کاہگل کند وپنہان نماید پس انچہ اندبہمین معنی دوم گذشت مخفف این باشد (اردو) (۱) تھاپی دکن مین معمارون کے ایک آلہ کا نام ہے جس سے گچ یا مٹی کا گلابہ دیوار یا چھت پر کرتے ہین

یہ پتے کی شکل مین لوہے یا لکڑی سے بنا ہوا ہوتا ہے جس پر ایک دستہ بھی لگا یا جاتا ہے - صاحب آصفیہ نے تھاپی پر کمار کا اوزار لکھا ہے جس سے وہ برتن گھڑتا ہے - ہماری راے مین رکن کا محاورہ صحیح ہے - صاحب ساطع نے تھاپی پر لکھا ہے کہ مالہ اور گاگا رون کا اوزار جس کے ذریعے سے کاہگل اور گچ دیوار پر کرتے ہین حضرت جلیل فرماتے ہین کہ انداوہ کا ترجمہ کرنی ہے جس سے گلابہ کو دیوار پر لگاتے ہین اور پھیلاتے ہین اور تھاپی وہ ہے جس سے استرکاری کو پیٹ کر مضبوط کرتے ہین - صاحب آصفیہ نے کرنی پر فرمایا ہے کہ ایک اوزار کا نام جس سے راج گارا - چونہ وغیرہ پھیلاتے اور کہگل کرتے ہین - گل مالہ - انداوہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ حضرت جلیل کے ارشاد اور صاحب آصفیہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ انداوہ کا ترجمہ کرنی ہے نہ تھاپی ہم نے کرنی اور تھاپی دونون کو دیکھا ہے یہ دونون لفظ زبان ہندی کے ہین گلابے یا کاہگل یا گچ کو دیوار پر پھیلانے والا اصلی آلہ تھاپی ہے اسی سے اصل یا گچ اٹھاتے ہین اور دیوار پر لگاتے ہین اور پھیلاتے ہین اور جب اصل یا گچ دیوار پر قائم ہوجاتا ہے تو پھر کرنی سے اسکو ہموار کرتے ہین بہرحال یہ اختلاف دہلی اور لکھنؤ کی بول چال کا ہے معتبر وہی ہے جس کو حضرت جلیل نے فرمایا ہے اور تھاپی پر جو صراحت صاحب آصفیہ نے کی ہے وہ ناکافی ہے (۲) دیکھو انداکے تیسرے معنی -

اندای بقول صاحب ضمیمہ برہان (۱) کاہگل مالندہ و (۲) امر باین معنی ہم - صاحب انند بکر معنی دوم فرماید کہ (۳) بمعنی گلابہ و کہگل مالیدن نیز و (۴) بمعنی غیبت و سعایت چنانکہ سعدی گفتہ کہ بر معنی سوم انداندکو رشد) و (۵) بمعنی خواب صلحا یعنی رویای صالحہ -

وجالی و مدر بول ومفتت سنگ و مولد منی ومحرک جماع ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب برہان برترہ تندک ذکر این کردہ و برترہ میرہ ذکر ایہقان و برگلشر وکلکش ہم۔ صاحب انند صراحت کندکہ انداو اسم جامد زبان فارسی است (اردو) ترمراہ۔ بقول صاحب جامع الادویہ جرجیر۔ ایک درخت ہے جس کے پتے مولی کے پتون کے برابر ہوتے ہین۔ تہی ہے۔

انداوہ بقول برہان وجامع وسراج بفتح واو ومالہ بنایان۔ وآن افرازیست کہ بدان گل وگچ بربام ودیوار مالند و (۲) شکوہ وشکایت وغیبت را نیز گفتہ اند۔ صاحب ناصری فرمایدکہ انداد و انداوہ بدل یکدیگر و نسبت معنی دوم فرمایدکہ کنایہ باشد۔ صاحب جہانگیری فرمایدکہ اندایہ و انداوہ مرادف یکدیگر و آنرا مالہ نیز گویند و ذکر ہر دو معنی کردہ مؤلف عرض کندکہ انداوہ بمعنی کاہگل وگلابہ گذشت و بر معنی سوئم معنی دوم این ہم مذکور شد بخیال ما فارسیان ہمان انداد را بزیادت یای تحتانی در آخر اندای کردندکہ بہمین معنی می آید و پس ازان ہای نسبت بر آخرش آوردہ اندایہ ساختندکہ منسوب بہ انداد باشد و کنایہ از آلہ کہ بوسیلہ آن کاہگل وگلابہ وگچ بر دیوار کنند وحقیقت انداوہ این است کہ بر انداد واو وزیادہ کردندکہ در بعض کلمات فارسی می شود ہمچون افتادن و اوفتادن و پس ازان ہای نسبت بر وزیادہ کردند (انداوہ) شد و جا دارد کہ واو نسبت گیریم و ہای زائد در آخر و معنی دوم در اینجا کنایہ است کہ غیبت ہم منسوب بہ کاہگل وگلابہ باشد کہ غیبت کنندہ می خواہد کہ محاسن را بخبث خود کاہگل کند و پنہان نماید پس انچہ اندر بہمین معنی دوم گذشت مخفف این باشد (اردو) (۱) تھاپی دکن مین معمارون کے ایک آلہ کا نام ہے جس سے گچ یا مٹی کا گلابہ دیوار یا چھت پر کرتے ہین

یہ پتے کی شکل مین لوہے یا لکڑی سے بنا ہوا ہوتا ہے جس پر ایک دستہ بھی لگایا جاتا ہے - صاحب آصفیہ نے تھاپی پر کمار کا اوزار لکھا ہے جس سے وہ برتن گھڑتا ہے - ہماری راے مین رکن کا محاورہ صحیح ہے - صاحب ساطع نے تھاپی پر لکھا ہے کہ مالہ اور گلکاری رون کا اوزار جس کے ذریعے سے کاہگل اور گچ دیوار پر کرتے ہین حضرت جلیل فرماتے ہین کہ انداوہ کا ترجمہ کرنی ہے جس سے گلابہ کو دیوار پر لگاتے ہین اور پھیلاتے ہین اور تھاپی وہ ہے جس سے استرکاری کو پیٹ کر مضبوط کرتے ہین - صاحب آصفیہ نے کرنی پر فرمایا ہے کہ ایک اوزار کا نام جس سے راج گارا چونہ وغیرہ پھیلاتے اور کہگل کرتے ہین - گل مالہ - انداوہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ حضرت جلیل کے ارشاد اور صاحب آصفیہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ انداوہ کا ترجمہ کرنی ہے نہ تھاپی ہم نے کرنی اور تھاپی دونون کو دیکھا ہے یہ دونون لفظ زبان ہندی کے ہین گلابے یا کاہگل یا گچ کو دیوار پر پھیلانے والا اصلی آلہ تھاپی ہے اسی سے اصل یا گچ اٹھاتے ہین اور دیوار پر لگاتے ہین اور پھیلاتے ہین اور جب اصل یا گچ دیوار پر قائم ہوجاتا ہے تو پھر کرنی سے اسکو ہموار کرتے ہین بہرحال یہ اختلاف دہلی اور لکھنؤ کی بول چال کا ہے معتبر وہی ہے جس کو حضرت جلیل نے فرمایا ہے اور تھاپی پر جو صراحت صاحب آصفیہ نے کی ہے وہ ناکافی ہے (۲) دیکھو انداکے تیسرے معنی -

اندای بقول صاحب ضمیمہ برہان (۱) کاہگل مالندہ و (۲) امر باین معنی ہم - صاحب انند بکر معنی دوم فرماید کہ (۳) بمعنی گلابہ و کہگل مالیدن نیز و (۴) بمعنی غیبت وسعایت چنانکہ سعدی گفتہ کہ بمعنی سوم اندا (کو رشد) و (۵) بمعنی خواب صلحا یعنی رویای صالحہ -

مؤلف عرض کند که چیزی نیست جزین که فارسیان بر اندا یای زائد آورده اند و مزید علیه اندا باشد بهمه معانی آن و معنی اول نتیجهٔ کم غوری اهل تحقیق است که بدون ترکیب با اسمی معنی فاعلی پیدا کرده اند و سندی پیش نه کردند و آنچه معنی سوم را بشکل مصدر بیان کرده اند تسامح شان است که مجرد کاهگل و گلابه باشد و بس و همین اسم جامد است که مصدر اندائیدن ازین وضع شده می آید (اردو) دیکھو اندا۔

اندائیش بقول برهان بروزن افزایش به معنی کاهگل کردن و گلابه ریگ مالیدن صاحب سروری هم ذکر این کرده و صاحب رشیدی درست گوید که به معنی گل مالی و اندودگی است مؤلف عرض کند که گلابه سازی و گچ کاری هم - حاصل بالمصدر اندائیدن که می آید مختص بالا دائما در اسم مصدر و حاصل بالمصدر فرقی نمی کنند و معنی حاصل بالمصدر را بشکل مصدر بیان می کنند و این تسامح شان است (اردو) کاهگل مالی - گلابه سازی - گچ کاری (حاصل المصدر)

اندائیشگر استعمال - بقول رشیدی به معنی گل مال و بقول برهان بفتح کاف فارسی و سکون رای قرشت کاه گل و گل آبه بر بام و دیوار مالنده و بقول بحر کاهگل کننده و گلابه بر بام و دیوار مالنده - مؤلف عرض کند که هر قدر معانی که بر اندائیش گذشت فاعل آن همه معانی را اندائیشگر نام است که گر - بقول برهان کلمه ایست که بحالت ترکیب افادهٔ معنی فاعلی کند همچون زرگر و آهن گر (اردو) گلابه کرنیوالا کاهگل کرنیوالا - گچ کرنیوالا۔

اندایه بقول برهان و رشیدی و جامع همان انداوه که گذشت - ما از ماخذ این همه انجا ذکر کرده ایم - صاحب جهانگیری بذیل این از حکیم سوزنی سند آورده (ے) بامچه اندودم کس را بدغ

خواست زمن عاریه اندایه کیرد (اردو) دیکھو اندازه -

اندایدن بقول بحر بروزن افزائیدن به معنی (۱) کاهگل وگلابه مالیدن بر دیوار وغیره (کامل التصریف) ومضارع این اندایدـ صاحب سروری فرمایدـ که (۲) ملمع کردن هم وفرمایدکه مرادف اندودن باشد وهم او اندایده را هم که اسم مفعول همین مصدر باشدـ مرادف اندوده گفته - صاحب موارد بذکر معنی دوم فرمایدکه (۳) پوشیده کردن چیزی بچیزی است - انداوامد ایش حاصل بالمصدر این وصراحت کند که اندودن هم به همین معنی آمده وفرمایدکه انداامر این باشد (انوری ـــ ۵) اگر فنا در هستی لگل براندایدت تراچه باک نه ذات تو مستعد فناست ؛ صاحب نوادر اندایش واندا - را اسم مصدر گفته - صاحب رشیدی بر معنی اول قانع وبهار همزبان موارد مؤلف عرض کند که این مصدر یست قیاسی وضع شده از اندای که گذشت یعنی یای معروف و علامت مصدر ودن بر اندای زیاده کرده مصدری ساختند ومعنی حقیقی این بلحاظ معنی اسم مصدر انچه برنمبر (۱) مذکور شد ومعنی دوم وتعمیم معنی سوم مجاز آن - صاحب موارد غلط کرده که اندارا حاصل بالمصدر گفته وصاحب نوادر غور نکرده که اندایش را اسم مصدر گفته هر دو محققین بر تراکت معنی اسم مصدر وحاصل بالمصدر غور نفرموده اند - معنی اندا که اسم مصدر است مطلق گلابه وگاهگل باشد ومعنی اندایش که حاصل بالمصدر است - گلابه وگاهگل سازی صاحب موارد انچه اندارا امراین گفته نه چنین باشد بلکه امراین اندای واندا تخفف آن (ظهوری ـــ ۵) بر طرف شد صدای زهد وورع ؛ جبهه شیخ وشاب لای اندا ست ؛ بخیال ما این مصدر اصلی است که وضع شد از اسم جامد فارسی زبان وتعمیم معنی سوم را نه اتفاق سند باشیم - حیف است

کہ مدّعیان این معنی سندی پیش نکردند و از اہل زبان	کرنا۔ (۲) ملتبع کرنا۔ گلٹ کرنا۔ (۳) ایک چیز کو
ہم نبودہ اند (اردو) (۱) گلابہ کرنا۔ کاہگل	دوسری چیز مین چھپانا۔

اندخس بقول برہان بفتح اول وسکون ثانی و دال بی نقطۂ مفتوح بخای نقطہ دار و وسین بی نقطۂ زدہ۔ حمایت کنندہ و پشت پناہ و بقول ناصری پناہ و پشتی و حامی صاحبان جہانگیری و سروری و جامع پناہ و پشتی قانع مؤلف عرض کند کہ اصل این اندخس باشد کہ گذشت انچہ بعض محققین معنی این حامی و پشت پناہ نوشتہ اند۔ چنانچہ بر اندخس ہم ذکرش رفتہ تسامح اوشان است۔ بخیال ما این مرکب است از اند او خس و اند بہ معنی گلابہ گذشت و خس بہ معنی اوست یعنی خاشہ و خلاشہ و خاشاک۔ پس معنی لفظی اندخس گلابہ بہ خس و خاشاک کہ پشت و پناہ دیوار و بام می باشد۔ ماہرین فن تعمیر بر انند کہ گلابہ کہ بشرکت خس و خاشاک کردہ می شود مستحکم تر می باشد از گلابۂ مجرد۔ باری حال معنی حمایت و پناہ بمجاز باشد و الف چہارم بکثرت استعمال حذف شدہ اندخس شد آنانکہ این را بہ معنی فاعلی نوشتہ اند وجہ آن انیست کہ اندخس از مصدر اندخسیدن کہ مرکب از ہمین اسم جامد می آید۔ امر ہم ہست و محققین سلف بخیال اسم فاعل ترکیبی ہر امر را بہ معنی فاعلی دانند و بر قواعد فارسی اعتنا نکنند۔ و غور نمی کنند کہ معنی فاعلی یا مفعولی نتیجۂ ترکیب امر با اسمی است۔ ازینجاست کہ بعض محققین اندخس را بہ معنی حمایت کنندہ نوشتہ اند تسامح شان بیش نیست بالجملہ معنی این محض حمایت و پناہ باشد و بس (سراج الدین راجی ؎) چرا ارائی کسی را از بر خویش ؛ کہ اندخسش نباشد جز در تو ؛ (اردو) حمایت۔ پناہ۔ مؤنث۔

اندخسو | صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ فرماید کہ به معنی پناه باشد - دیگر کسی از محققین ذکر این نه کرد و بخیال ما موافق قیاس است اما معنی حقیقی اندخس بجای خودش نوشته ایم چون واو نسبت بر آخرش زیاده کردند همچون هندو - اندخسو به معنی منسوب به گلابه کاهی شد و مجازاً به معنی پناه پس گلابه کاهی را اندخس گفتن استعاره باشد و اندخسو بدنیمینی کنایه - و جا دارد که اندخس را بمعنی پناه مخفف این گیریم (اردو) دیکھو اندخس

(الف) اندخسواده | استعمال - به دال مهمله هشتم - بقول صاحب ناصری که بر اندخس نوشته جای پناه بردن را گویند و بقول برهان - -

(ب) اندخسواره | به رای مهمله هشتم بعوض دال مهمله بمعنی جایگاه و پناه و تکیه گاه و پناه دهنده و پشتی بان و قلعه و حصار - و صاحب ناصری هم بر اندخس ذکر این کرده به معنی پناه دهنده و کنایه از قلعه و حصار - صاحب بحر عجم نسبت (ب) متفق با برهان خان آرزو در سراج بر (ب) گوید که جای پناه و امن که قلعه و حصار باشد و فرماید که بعضی پشتیبان نیز گفته اند صاحب سروری از استاد لبیبی سندی آورده (ے) زخشم این کهن گرگ ترکاره ؛ ندارم جز دلت اندخسواره ؛ مؤلف عرض کند که واو ده به دال مهمله سوم بقول برهان بمعنی اصل و بنا و مادّه هر چیز و داره به رای مهمله سوّم بقولش به معنی خداوند و صاحب پس معنی لفظی (الف) اصل پناه باشد و کنایه از جای پناه و پناه گاه و معنی لفظی (ب) صاحب پناه و کنایه از پناه دهنده و قلعه و حصار (اردو) (الف) پناه گاه - بقول آصفیہ - اسم مذکر - جائے پناه - امن کا ٹھکانا - مامن - (ب) دیکھو الف قلعہ - حصار - مذکر - پشتیبان - بقول آصفیہ اسم مذکر - سہارا دینے والا - مددگار - معاون -

اندخسیدن | بقول برهان بر وزن کم رهیدن بمعنی (۱) حمایت نمودن و پشتی کردن و پناه دادن

و (۲) پناہ گرفتن - صاحب بحر باتفاق برہان گوید کہ کامل التصریف است و مضارع این اندخسد - صاحب موارد فرماید کہ اندخس حاصل بالمصدر این باشد و بخیال ما اندخس اسم مصدر است کہ گذشت - اگر سند استعمال این بہ معنی حاصل بالمصدر بدست آید تواینم قیاس کرد کہ بروزن امر آمدہ

خان آرزو در سراج ذکر ہر دو معنی بالا کردہ فرماید کہ برین قیاس است اندخس بمعنی پناہ مؤلف عرض کند کہ خیال ما بعکس اوست یعنی این مصدر مرکب شد بترکیب اندخس و یای معروف و علامت مصدر دن - صاحب سروری و رشیدی بر معنی دوم قانع (اردو) (۱) پناہ دینا - حمایت کرنا (۲) پناہ لینا

اندر بقول برہان بروزن بندر (۱) بمعنی در و بعربی فی گویند - ہمچنانکہ اندران و اندرخانہ یعنی درون خانہ و در خانہ و فرماید کہ (۲) افادہ معنی غیریت نیز کند چون با مادر و پدر و خواہر و برادر ترکیب کنند ہمچون مادراندر و پدراندر و خواہراندر و برادراندر - صاحب ناصری بذکر معنی اول نسبت معنی دوم صراحت کند کہ دختراندر بمعنی نادختر و مخفف این است دختند و پسراندر بمعنی ناپسر و مخففش پسند و خان آرزو در سراج فرماید کہ مادراندر و پدراندر بمعنی مادری و پدری است کہ غیر حقیقی باشند مؤلف عرض کند کہ بہر دو معنی مبدل انتر کہ در سنسکرت بقول صاحب ساطع بمعنی اندرون و درمیان و سوای آمدہ و از ہمین است انتردھان بمعنی غائب و پوشیدہ از نظر - فارسیان بقاعدۂ خود تای فوقانی را بہ دال مہملہ بدل کردہ اندر کردند ہمچون تبر و بدتر و توت و تود و زرتشت و زردشت پس اندر بہ معنی اول مرادف در باشد و بہ معنی دوم - سوا و غیر - چنانکہ گویند "ہندہ مادراندر زید است" یعنی سوای مادر زید یعنی مادر او غیر از مادر حقیقی است - کنایہ از مادر علاتی (ظہوری ۵) گریۂ شادی بکام بردم و خندہ

اندر و ہان نمی گنجد۔ (اردو) (۱) مین۔ بقول آصفیہ حرف جر و ظرف بمعنی در۔ بیچ۔ اندر۔ بہیتر۔ نی۔ (۲) سوا۔ غیر۔

(الف) اندراب
(ب) اندرابہ

استعمال۔ بقول برہان و جامع بروزن منجلاب شہریست از ولایت بدخشان مابین ہندوستان و غزنین۔ صاحب ناصری صراحت کند کہ نزدیک کتل ہندوکش واقع و بحوالۂ ریاض السیاحہ گوید کہ در شمال کابل بمسافت شش مرحلہ در کوہستان واقع و از اقلیم چہارم بسیار خوش آب و ہوا و بسردی مائل است و نمک اندرابی را از بلور در صافی فرقی نباشد و برای نمایش ظروف بلور نما سازند۔ صاحب سروری فرماید کہ اندرابہ ہم نام ہمین شہر است۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اگر مابین غزنین و ہندوستان دانیم باستی کہ بدخشان مابین غزنی و ہندوستان باشد و آن خطاست و ہمین شہر را اندراو ہم گویند کہ بہندی اندراب است (فردوسی ؎) ز غزنین سو اندراب آمدم ۔۔۔ ز آسایش اندر شتاب آمدم مؤلف عرض کند کہ از وجہ تسمیۂ این ظاہر است کہ جزیرۂ باشد در آب و در (ب) ہای نسبت زائد باشد (اردو) اندراب۔ اندرابہ۔ ایک شہر کا نام ہے جو ولایت بدخشان مین واقع ہے۔

اندربای (اصطلاح) بقول برہان با بای ابجد بروزن صندل سای (۱) بمعنی ضروری و حاجت و محتاج الیہ و در بالیست باشد و (۲) نگون و سرازیر و آویختہ را نیز گویند و صاحب ناصری فرماید کہ اندروای مبدل این و در روای نیز بہمین معنی آمدہ۔ صاحب سروری برای معنی اول از فرقی سند آوردہ (؎) زہی تن ہنر و چشم نیکنامی را ۔۔۔ چو روح در خور و مجنون دو دیدہ اندربای ۔۔۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اندربا و اندروا ہر دو مخفف اندربایست

باشد که مبدل آن اندرو است به معنی اول و بقول سامانی به معنی دوم نعتی است و در
وندو بمعنی نگونسار و آویخته مرکب از اندر که مرادف در است و دو بمعنی مقلوب و بار
و تحقیق آنست که اندرو مخفف اندروار است بزیادت زای معجمه به معنی نگونسار و در و مخفف
اندرو این تمام یک کلمه و مرکب نیست زیرا که برین تقدیر عجب معنی مهمل ازین ترکیب مستفاد
می شود که هیچ طفل بدان وضع تکلم ننماید و این معنی ازو باعث تعجب (انتهی) مؤلف
عرض کند که محقق نازک خیال غلط کرده که اندرو و اندر با هر دو در مخفف اندر با بیست
گفته باید که اندرو را مخفف اندرو است گیریم و اندربار را مخفف اندربا بیست و شک
نیست که اندرو است مبدل اندربا بیست باشد که بای موحده با واو بدل شود همچون
آب و آو و معنی لفظی این (در ضرورت) و مستعمل به معنی حاجت و ضرورت و آنچه محقق
تحقیق پسند و ماخذجو نسبت ماخذین به معنی دوم بر سامانی اعتراض کرده او را طفل مکتب
قرار می دهد کم فوری خودش باشد آنچه می گوید که اندرو به معنی دوم مخفف اندرواز است
بزیادت زای معجمه در آخر درست است ولیکن درست نیست که اندرواز را یک کلمه
گیریم و مرکب ندانیم زیرا که اندرواز مبدل (اندرواژ- برای فارسی) است که می آید
همچون آژیر و آژیرو و واژ بمعنی عکس و قلب آمده چنانکه صاحب کنز ذکر این کرده پس اندرواز
بمعنی لفظی (در عکس و در قلب) باشد یعنی آویخته و سرنگون و اندربا ز مبدل آن پس چه
خطا شد که سامانی این را مرکب و متعلق به در و اگفت الحق در و را به همین معنی می آید و صاحب
برهان ذکرش کرده و خود خان آرزو بر در و می فرماید که به معنی آویخته و سرنگون و به معنی

ضروری مبدل در باو مخفف در بایست (الخ) ہرگاہ (در ضرورت) را بمعنی ضرورت وضروری استعمال کنند وخان آرزو مقر آنست پس چہ خطا شد اگر (در عکس) را بمعنی نگون و سر و آویختہ استعمال کنند حیف است کہ پیران ما خود جو بزرگان نازک خیال را طفل مکتب گویند۔ بیچارہ سامانی خیالی نازک داشت کہ تحقیق ما را بدین درجہ رساند و خان آرزو ذوق اعتراض وارد و بس۔ مخفی مباد کہ یاے تحتانی بلحاظ معنی اول اصلی است و بلحاظ معنی دوم مبدل زاے ہوز ہمچون آوآے و آواز و نسبت معنی اول نتیجہ تحقیق ما اینست کہ ضرورت و حاجت باشد نہ ضروری۔ از ینکہ اصل این معنی اول اندر بایست باشد (اردو) (۱) ضرورت مؤنث (۲) نگون بقول آصفیہ (فارسی) اوندہا لٹکا ہوا۔

اندر بایست اصطلاح بقول برہان جامع بکسر تحتانی وسکون سین وفوقانی معنی اول اندر بایے صاحب بحر ہم این را بمعنی ضروری ومحتاج الیہ گفتہ وصاحب رشیدی فرماید کہ اندر و ایست مرادف این **مؤلف** عرض کند اندر فرید علیہ در کہ گذشت و بایست اسم مصدر بایستن کہ بقول برہان بمعنی ضروری ومحتاج الیہ باشد پس معنی لفظی این (در ضرورت) باشد و مراد از ضروری و ناگزیر و محتاج الیہ و ضرورت و ماذکر این بر (اندر بایے) کردہ ایم کہ مخفف این گذشت (اردو) دیکھو اندر بایے کی پہلے معنی۔

اندر پوست سگ داری مقولہ بقول شمس و اند در تن نفس امارہ داری و قیل نفس پروری و این کنایہ از مردہ دلست دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ آنچہ ہر دو محققین کنایہ نوشتہ اند ما در مقولہ ہاے عجم این را نیافتیم و نہ این را بامعنی حقیقی من وجہ تعلقے است و حالا این مقولہ بر زبان معاصرین متروک است (اردو) نفس پروری کرتا ہے۔

مطیع نفس ہے۔ نفسانی خواہشات کا مرید ہے۔

اندرخشوارہ بقول صاحب شمس بفتح یکم وسوم باشین پناہ وحصار وجائے استوار کہ بدان پناہ گیرند دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد وسندی ہم پیش نشد خیال ما اینست کہ ہمان (اندخسوارہ) را کہ بہمین معنی گذشت بہ زیادت رائے مہملہ چارم وشین معجمہ بعوض سین مہملہ نوشتہ است وغیر از تسامح نباشد (**اردو**) دیکھو اندخسوارہ۔

اندرخو بقول صاحب شمس بالفتح بمعنی درخور وسزاوار۔ دیگر محققین ازین ساکت اند وسند استعمال ہم پیش نشد۔ اگر سندے بدست آید توانیم عرض کرد کہ مخفف آندرخور باشد کہ بہمین معنی می آید وصراحت ماخذش ہم ہمدرانجا کنیم (**اردو**) دیکھو اندرخور۔

(الف) اندرخور
(ب) اندرخورا
(ج) اندرخورد
(د) اندرخورند

(الف)۔ بفتح خائے نقطہ دار وسکون واو معدولہ وراے بے نقطہ۔ بقول صاحب بحر وبرہان وناصری وجہانگیری وجامع بمعنی لائق وسزاوار و (ب) بزیادت الف در آخر مرادف (الف)۔ و (ج) بسکون دال ابجد ہم مرادفش وبفتح رائے دوم بمعنی زیبد و (د) بسکون نون ودال ابجد بمعنی (الف) صاحب سروری بر ذکر (ج) قانع۔ خان آرزو در سراج بذکر (الف) فرمایند کہ تحقیق آنست کہ این لفظ مرکب است از آندر بمعنی معروف وخور بمعنی خوراک مخفف خورد یعنی چیزی کہ از جملہ خوراک کسی باشد وچون خوراک ہر چیز موافق و لائق آن چیز باشد کہ غذا المثل است۔ اندرخور بمعنی سزاوار ولائق مستعمل شد واین مجاز بود وفرماید کہ در (ب) الف آخر بقول رشیدی افادۂ تعظیم کند وبقول سامانی بجائے نون تمکن است در لغت عرب وبخیال خان آرزو (ب) مخفف (اندرخوراک) است یعنی کاف حذف شد ودر (د) نون زائد در آخر

(رکن الدین یکرانی ۔ از سروری (ج) ؎ نیست ہرکس در محبت مرد او ۔ نیست اندر خورد ہر دل در داو ۔ (قطران (د) ؎) اگر بہشتش اندر خورند بودی جاے ۔ جہانش مجلس بودی سپہر شادروانش ۔ **مؤلف** عرض کند کہ خورد در فارسی زبان بمعنی ذوق ولذت آمدہ ۔ کذا فی البرہان وسراج پس معنی لفظی این (در ذوق) وکنایہ از موافق ذوق ولائق و الف در (ب) زائد بقاعدۂ عام فارسی کہ در آخر ہر یک لفظ اگر خواہند الف زیادہ کنند ہمچون گیرد وگیرد او دال مہملہ در (ج) ہم زائد چنانکہ شفتالو وشفتالود ونون در (د) ہم زائد است چنانکہ گذارش وگذارشن ویگر ہیچ ۔ آنچہ برہان بر (ج) خورد را بفتح راے مہملہ گرفتہ بمعنی زیبد نوشت بخیال ما ہیچ معنی پیدا نشود تا آنکہ (اندر خوردن) را بمعنی سزاوار وزیبا شدن نگیریم واستعمال این بنظر نیامدہ اگرچہ موافق قیاس باشد (اردو) لائق ۔ سزاوار ۔

اندرخون استعمال ۔ بقول جامع بروزن عنبر گون رستنی باشد سطبر وخارناک واین ہمانست کہ بر (اندروخون) بیاید (اردو) دیکھو اندروخون ۔

اندرز بقول برہان بازاے ہوز بروزن کم عرض بمعنی (۱) پند ونصیحت و (۲) حکایت و (۳) وصیت و (۴) کتاب باشد وصاحب ناصری بر وصیت ونصیحت قانع وہم او فرماید کہ (اندرز نامہ) وصیت نامہ را گویند ۔ صاحب سروری وجہانگیری ہم بر معنی اول وسوم قانع وصاحب رشیدی بر معنی اول خان آرزو فرماید کہ بضم دال مہملہ بمعنی نصیحت است ومعانی دیگر اگر بہ ثبوت رسد مجاز باشد ۔ صاحب جامع ذکر معنی اول وسوم وچہارم کردہ (حکیم سنائی ؎) ہمہ اندرزمن بتوانیست ۔ کہ تو طفلی وخانہ رنگین است (حکیم خاقانی ؎) مر اطبیب دل اندرز گوند کر دست ۔ کزین سودا بترس از حوادث سودا بہ ترش وتلخ رضا دہ بخوان گیتی بر ۔ کہ نیشتر خوری ار بیشتر خوری حلوا ۔ **مؤلف** عرض کند کہ اسم جامد فارسی زبان است

صاحبان مؤید وانند صراحت این کردہ اند و از کلام فیضی کہ صاحب انند نقلش کردہ فتح دال مہملہ ثابت است چنانکہ صاحب برہان گفتہ (ے) آنگاہ کشود لب باندرز ۔ انگیخت سخن بدلنشین طرز ۔ (اردو) (۱) نصیحت مؤنث (۲) حکایت مؤنث (۳) وصیت مؤنث (۴) تحریر ۔ کتابت ۔ مؤنث ۔

اندرزا بقول صاحبان برہان و ناصری و سراج و سروری بروزن صندل ساگاو زہرہ را گویند و آن سنگی بود کہ درمیان زہرہ گاو یا شیر دان متکون شود و بتازی حجر البقر گویند ۔ صاحب محیط بر اندرزا بزاے عجم فرماید کہ حجر البقر است و بر حجر البقر گوید کہ در اندس سورس و بشیرازی اندرز او بفارسے گاودار و گویند و در ہند بہ گاوردہن معروف و در صیدنہ جاوردہن معرب گاوردھن نوشتہ و گویند بہ فارسی مہرہ زہرہ و گاوزہرہ نامند ۔ گاہی در شیردان مادہ گاو یافتہ میشود ۔ قائم مقام فادزہر باشد گرم و خشک در آخر دوم ۔ محلل ۔ مسمن و مدر بول و حیض و جالی و مفتت سنگ و جہت یرقان و مرض ذبۃ اطفال نافع و منافع بسیار دارد (الخ) بخیال ما ۔ اندرزا مرکب باشد از اندر کہ مزید علیہ در باشد و زا مخفف زہرہ بہ تبدیل ہاے ہوز با الف یا اسم فاعل ترکیبی باشد بمعنی پیدا شونده در داخل کہ زا امر است از زائیدن و خان آرزو در سراج ہم اشارۂ این با بہام کردہ یا اسم جامد باشد واللہ اعلم (اردو) گاوردہن بقول صاحب جامع الادویہ ۔ سنگ گاو ۔ حجر البقر ۔ گاے کے پتے مین ایک پتھری ہوتی ہے مشہور ۔ زردی مائل ۔

اندرفت ۔ بقول صاحب شمس بالفتح لغت فارسی است بمعنی شلم سرخ و سفید کہ او را کنجدہ گویند ۔ دیگر کسی ذکر این نکردہ و صاحب محیط ہم ازین ساکت و در تعریف شلم سرخ و سفید ہم نشان این یافتہ نمیشود و کنجدہ و رائے شلم است کہ بر آگردہک ذکرش کردہ ایم خیال ما اینست کہ در اسم بیان کردۂ صاحب شمس

تحریف راہ یافت وکاتب چابکدست انرزوت را کہ بمعنی کنجدہ باشد انذرفت نوشت ونمیدانیم کہ شلم سرخ وسفید رامرادف کنجدہ چہ طور قرار دادہ بالجملہ این لغتی است کہ متحقق نشد۔ ومعاصرین عجم ہم ازین خبر ندارند۔

اندروا بقول برہان بروزن اندرزا (۱) بمعنی آرزو وحاجتمندی و (۲) سرنگون وآویختہ وحیران وپریشان۔ صاحبان سروری وجہانگیری بذکر معنی دوم نسبت معنی اول می فرمایند کہ بمعنی حاجت و مراد باشد ومابا ایشان اتفاق داریم زیراکہ بدمعنی اصل این اندرواست باشد مبدل اندرباست وبخیال خان آرزو ہمانست کہ برا اندر بائے ذکرش کردہ ایم وحقیقت ہر دو معنی وماخذرا ہم ہمدرانجا نوشتہ ایم بالجملہ اندروا بمعنی اول مخفف اندرواے کہ می آید واندرواے مخفف اندرواست۔ باشد وبمعنی دوم مخفف اندرواز کہ می آید (کمال اسمعیل ؎) ایکہ از ہر سر موی تو دلی اندرواست ۔ یک سر موی ترا ہر دو جہان نیم بہاست ۔ (اردو) دیکھو اندرباے

اندرواج بقول صاحب ہفت بفتح اول وسکون نون وفتح دال وسکون رائے مہملہ وواو وبالف کشیدہ وجیم زدہ بمعنی اندرواست کہ (۱) آرزو وحاجتمندی و (۲) سرنگون وآویختہ وواژگون باشد دیگر کسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ مبدل اندرواژ کہ بزاے فارسی می آید زاے ہوز بدل شد بہ جیم ہمچون چوزہ وچوجہ صراحت معنی این برا اندرواژ کنیم ودریں جا ہمین قدر اشارہ کنیم کہ این مرادف اندروانیست زیراکہ اندروا بہ دو معنی آمدہ چنانکہ بجاش گذشت واندرواژ صرف یک معنی دارد بخشش ہمدرانجا کنیم پس بخیال ما این بمعنی دوم است وبس (اردو) دیکھو اندرواژ

اندرواژ بقول خان آرزو وسراج بزاے فارسی بروزن چنبراز بمعنی نگونسار وآویختہ۔ صاحب برہان گوید کہ مرادف اندرواکہ (۱) آرزو وحاجتمندی (۲) سرگشتہ وحیران وسرنگون وآویختہ باشد۔ صاحب

ناصری فرماید که مرادف اندرواے و اندروائی همه
بیک معنی ـ صاحب جامع هم انیرا بهردو معنی مرادف
اندرو اگفته ـ **مؤلف** عرض کند که با خان آرزو
اتفاق داریم که صرف یکه بمعنی نگونسار و آویخته
دارد و بمعنی حاجت مندی نیست و نباشد زیراکه
ما ماخذ این را بر اندرباے بیان کرده ایم که مرکب
است از اندر و واژ و (واژ برزاے فارسی مبدل
(واز برزاے عربی است) بمعنی عکس و قلب ـ کذا
فی الکنز ـ پس معنی لفظی (اندرواژ) چیزی که در عکس
و قلب باشد کنایه از آویخته و نگونسار ـ و معنی
حاجت و حاجتمندی را ازین هیچ تعلق نیست زیراکه
ما بر اندرباے بیان کرده ایم و بعض محققین هم ذکر
کرده اند که اندرباے بمعنی حاجت مخفف (اندرباست)
باشد و بایست اسم مصدر بایستن است پس معنی
حاجت در اندرباے به همین وجه پیدا شد ـ اندر بصورت
معنی مذکور را از اندرواژ پیدا کردن خلاف ماخذ
و تسامح اهل تحقیق است فتامل ـ آنچه صاحب ناصری

این را مرادف اندروائی نوشته است غلط کرده است
که اندروائی بمعنی حاجت مندی و سرنگونی است که می آید
و یاے مصدری در وجود است پس اندرواژ را
بمعنی اندروائی گفتن غلط محض است (اردو)
دیکھو اندرباے کے دوسرے معنی ـ

اندرواه بقول برهان بروزن لنگرگاه بمعنی اندرواژ
است که (۱) سرگشته و حیران و سرنگون و آویخته (۲) احتیاج
باشد ـ صاحب جهانگیری این را مرادف اندروا
و اندرواژ گفته و صاحب جامع هم بر معنی دوم
آرزومند را اضافه کرده **مؤلف** عرض کند که
اگر هاے هوز آخره را زائد گوئیم و این را مزید علیه
اندروا دانیم همچون خونخوار و خونخواره یا هاے هوز
را مبدل یاے تحتانی گرفته این را مبدل اندرواے
قرار دهیم همچون شایگان و شاهگان البته در آنصورت
هر دو معنی این درست باشد چنانکه صراحت این بر
اندرباے گذشت ولیکن این درست نیست که
بهردو معنی مرادف اندرواژ دانیم زیراکه بر اندرواژ

از تسامح اہل تحقیق خبر داده ایم (اردو) دیکھو اندربائے

اندرواے بقول برہان بروزن صندل سائے بمعنی اندرواہ باشد **مؤلف** عرض کند کہ اندرواہ مخفف اینست و ما صراحت ماخذ و تعریف این بر اندرہائے کرده ایم و این مبدل آنست کہ بائے موحدہ بہ واو بدل شود ہمچون آب و آو (اردو) دیکھو اندربائے

اندروایست بقول رشیدی مرادف اندربایست کہ گذشت۔ بائے موحدہ بہ واو بدل شد ہمچون آب و آو (اردو) دیکھو اندربایست۔

اندروائی بقول برہان بروزن کم پروائی بمعنی (۱) حاجت مندی و (۲) سرنگونی و سرگشتگی صاحب سروری گوید کہ بمعنی آرزومندی و حاجت و نگون آونجگی و صاحب جامع تبدیل اندرواہ فرماید کہ اندروائی مصدر آنست۔ **مؤلف** عرض کند کہ یائے مصدری بر اندرواے زیادہ شد از بیجا کہ معنی مصدری پیدا کردہ است ولیکن نتوان گفت کہ این مصدر اندرواست (اردو) (۱) حاجتمندی مؤنث (۲) سرنگونی و سرگشتگی۔ مؤنث۔

اندروب بقول برہان و جامع بفتح اول و ضم ثالث بروزن کندکوب نام نوعی از جوشش کہ پوست بدن را سیاہ و خشن گرداند و با خارش باشد و آنرا بعربی قوبا گویند صاحب ناصری فرماید کہ اندوب و اندوج مرادف این است کہ می آید۔ صاحب جہانگیری گوید کہ ہمین را بعربی انروب ہم نام است و بہندی داد گویند۔ خان آرزو در سراج۔ انروب و اندوب را مخفف این گفتہ صاحب انند صراحت فرماید کہ این لغت فارسی است۔ بعض محققین این را بہ بائے فارسی نوشتہ اند بعوض بائے عربی در آخر (اردو) داد۔ مذکر۔ دیکھو ادرفن۔

اندروج بفتح اول و جیم عربی در آخر بقول صاحب انند ہمان اندروب باشد کہ گذشت **مؤلف** عرض کند کہ مبدل آن۔ کہ بائے فارسی بجیم عربی بدل شود ہمچون پالیز و جالیز (اردو) دیکھو ادرفن۔

اندروخون بقول برہان وہفت واند بضم خاے نقطہ دار وسکون واو ونون۔ چوب دار شیشعلان وآن رستنی سطبر خارناک باشد۔ ماذکر این بر اشتلا بوس کردہ ایم واین را بیونانی اندروخوسون نام است وجادارد کہ این مخفف آن باشد (**اردو**) دیکھو اشتلا بوس۔

اندرون بقول صاحب اند بالفتح وضم رے مہملہ (۱) بمعنی اندر کہ ترجمۂ فی است و (۲) بمعنی دل ورودہ و (۳) باطن **مؤلف** عرض کند کہ (۱) مزید علیہ اندر ومبدل اندران کہ الف بواو مبدل شدہ اندرون شد ہمچون تاغ وتوغ (انوری ۵) گر حرم را چون حریم حرمت بودی شکوہ ہا اندرون کعبہ ہرگز آمدی عزی ولات ہا (انوری ۵) بکف ذوالفقار مرتضوی ہا کہ بجرب اندرون چو شیر نر است ہا و (۲) مجاز باشد کہ دل از اعضاے داخلی است وبمعنی شکم وغیر آن ہم آمدہ وتخصیص بارودہ ندارد (سعدی ۵) توانم آنکہ نیازارم اندرون کسی را ہا حسود را چہ کنم کو ز خود بر نج در است ہا (وایضاً) اندرون از طعام خالی دار ہا تا در و نور معرفت بینی ہا و (۳) ہم مجاز بمعنی اول است کہ ظاہر و باطن را بیرون واندرون گویند (ظہوری ۵) تف داغ برون واندرون دستی بہم دادست ہا نفس ہم شعلہ شد خواہم کہ خوش بر یکدگر جوشم ہا (**اردو**) (۱) دیکھو اندر (۲) دل پیٹ۔ ندگر (۳) باطن یدگر۔

اندرونی بقول صاحب اند بجوالۂ فرہنگ فرنگ (۱) بمعنی باطن ودرون و (۲) بمعنی کتان بہتر۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد وبخیال ما معنی اول متعلق بہ اندرون است نہ اندرونی کہ در اندرونی یاے نسبت باشد ومعنی آن باطنی ودرونی محققین بالا از غور کار نگرفتہ اند ہمچون داغ اندرونی ومرض اندرونی وحال اندرونی ونسبت معنی دوم عرض میشود کہ معاصرین عجم ساکت اند اگر سندی پیش شود۔ اسم جامد توان گرفت کہ لباس کتان را در بلاد سرد اکثر داخل لباس ہا می پوشند وجادارد کہ بہمین وجہ کتان موسوم شد

به اندرونی (اردو) (۱) اندر کا جیسے "اندر کا حال خدا ہی جانے" (۲) عمدہ قسم کا کتان۔ صاحب آصفیہ نے کتان پر فرمایا ہے کہ ایک قسم کا باریک کپڑا جو علف یعنے گھانس سے تیار کیا جاتا ہے اس کا پہننا بدن کی رطوبت وعرق کو جذب کرتا ہے۔ کہتے ہین کہ اگر کوئی فربہ اندام دبلا ہونا چاہے تو جاڑے کے موسم مین کتان کا کورا کپڑا پہنے اور گرمی مین دہلا ہوا اور اگر لاغر ہونا منظور نہ ہو تو اس کے برعکس کرے

شاعرون نے اسکی نسبت یہ خیال کیا ہے کہ وہ چاندنی مین ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے۔ لیکن جن لوگون نے اس کا تجربہ کیا ہے وہ بے اصل بیان کرتے ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ یہہ کپڑا السی کے درخت کی چھال سے سن کے کپڑے کیطرح تیار کیا جاتا ہے اور نور ماہ کے سامنے اسے ٹھیرانے کی تاب نہین۔ تار تار الگ ہوجاتا ہے (تجمل ۵) باغ مین گلگشت کو آیا ہے کیا وہ رشک ماہ ؟ دامن گل ٹکڑے ٹکڑے جون کتان ہونے لگا ؟

اندرجست بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح و فتح ہاے ہوز وسکون سین مہملہ و نائے مثناۃ لغت فارسی است بمعنی زعفران دشتی۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ صاحب محیط ذکر این نمود و برزعفران فرماید کہ اسم عربی است و بیونانی قروقس و بسریانی کرکم و بفارسی کیسر و در انگریزی بناقران و بہندی کیسر و کم کم و کنکم و کنکون و آن تارہاست شبیہ بعصفر و بسیار خوشبو و زرد تیرہ رنگ مائل بسرخی گرم در دوم و خشک در اول۔ قابض و محلل و منضج و مفتح و منافع بسیار دارد وجہ تسمیہ این ہیچ معلوم نشد (اردو) کیسر بقول آصفیہ اسم مؤنث۔ زعفران۔ ایک قسم کا نہایت خوشبودار زرد پھول۔ ہماری راے مین اس کا ترجمہ جنگلی زعفران ہے اور مدراس مین کیسر کا پھول مشہور ہے اور خود ہمارے باغ مین ہے اس کا رنگ سفید اور ڈنڈیان سرخ مثل زعفران کے خوشبو جس سے کپڑے رنگتے ہین اور زرد رنگ خوشبودار کپڑون پر آجاتا ہے اہل دکن اسی کیسر کو ہارسنگار کہتے ہین غالباً

جنگلی زعفران یہی ہے۔ صاحب آصفیہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اندر ہندسی بقول صاحب شمس لغت فارسی است بالفتح۔ بمعنی طول وعرض۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و بخیال ما این ہمان اندازہ ہندسی است کہ بہمین معنی گذشت۔ بہ تسامح صاحب شمس اندازہ صورت اندر گرفت یا کاتبین مطابع تصرف کردہ اند۔ وائے بر حال محققین کہ تحقیق شان از دست اہل مطابع بر باد میرود و وائے بر محققینی کہ سلسلۂ ردیف در حروف لغت قائم ندارند و مورد تصرف اہل مطابع می شوند (اردو) دیکھو اندازۂ ہندسی۔

اندرین باغ چو طاوس بکار است مگس را آنست کہ چنانکہ وجود طاؤس زینت باغ و بہار افزاید ہمچنان وجود خال ہم بر روی محبوب باعث زیب و زینت است و روی محبوب را استعارہ کردہ اند از باغ (اردو) ع۔ مگس خال ہے طاؤس ترے گلشن کا

صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از محل استعمال ساکت۔ **مؤلف** گوید کہ فارسیان بصفت خال رخسارۂ محبوب استعمال این کنند مقصود

اندستین بقول شمس بالفتح بمعنی آستین بر زدہ و در مالیدہ۔ فرماید کہ لغت فارسی است۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و معاصرین عجم ہم ساکت اند و سند استعمال این پیش نشد۔ **مؤلف** گوید کہ اگر سند استعمال بدست آید توانیم قیاس کرد کہ مخفف اندر آستین است ہمچون پسندر و دختندر کہ مخفف پسر اندر و دختر اندر کہ اشارہ اش بر کلمۂ اندر کردہ ایم و معنی لفظی اندر آستین غیر از آستین باشد متعلق بہ معنی دوم لفظ اندر و کنایہ از کسی کہ آستین بر زدہ و آستین در مالیدہ و آستین بلند کردہ و مراد از شخص آمادہ و مستعد بکاری کہ در ہمچو حالت عادت است کہ آستین را بسوی مرفق بلند کنند و بر زنند و حصۂ ابتدائی دست بی آستین و برہنہ میشود۔ (اردو) آستین چڑھایا ہوا۔ مستعد۔ آمادہ۔

(الف) اندشمار بقول صاحب انند (الف) بفتح اول وکسر دال وسکون شین معجمہ وراے مہملہ
(ب) اندشمال معنی "درس ع" (۲) گفتار و (ب) بقولش بفتح اول وکسر ثالث وسکون شین معجمہ مثلہ
و (۳) بمعنی آواز بلند نیز۔ براے ہر دو لغت استناد کند از فرہنگ فرنگ و فرماید کہ ہر دو لغت فارسی
است حیف است کہ صاحبان تحقیق ازین ساکت اند و معاصرین عجم بر زبان ندارند و سند استعمال
پیش نشد۔ اگر شاہدے بدست آید تو انیم عرض کرد کہ (الف) مخفف اندیشہ مادر است و اندشمار مخفف
آن و معنی لفظی اندیشہ مادر بہ قلب اضافت مادر اندیشہ و ظاہر است کہ از گفتار خیال و فکر و اندیشۂ
انسان می تراود و پیدا می شود از اینجاست کہ او را مادر اندیشہ گفتند و (ب) مبدل آن ہمچون چنار و چنال
و معانی دیگر مجاز گفتار (**اردو**) الف (۱) سبق مذکر (۲) گفتار بقول آصفیہ (فارسی) مؤنث۔ سخن
گویائی۔ کلام۔ تقریر۔ ب (۱) و (۲) دیکھو الف و (۳) بلند آواز۔ مؤنث۔

اندک بقول برہان بسکون کاف تصغیر اند باشد (کہ گذشت) بہار گوید کہ مقابل بسیار و پیش و گاہی
مقابل فراوان نیز آید اگرچہ ہر کدام مرادف ہم است و بحوالۂ خان آرزو گوید کہ گاہی در مقام معدوم و
نفی مطلق ہم استعمال کنند مثل کم چنانچہ گویند "زید کم مرتکب این کار می شود" و غرض عدم ارتکاب
وے باشد (نظامی ۵) پس و پیش چون آفتابم یکی است ۔ فروغم فراوان فریب اندکیست ۔ و فرماید کہ
درین شعر غرض نہ آنست کہ من فی الجملہ فریب ہم دارم بلکہ مدعا آنست کہ فریب اصلا نیست چنانکہ ناصحی
بکسی گوید کہ "دروغ کمتر بگو" و غرض آن نمی باشد کہ من رخصت دادہ ام کہ اندک دروغ خود می گفتہ
باشی لیکن اختیار مانند این کلام بجہت آنست کہ آدمی بمقتضای بشریت از اقسام چنین قبایح بالکلیہ
پاک نمی تواند ماند پس اگر باین طور امرے کند ممکن الاتیان باشد و اگر خبری دہد محول بر صدق تواند شد و

ازین قبیل است در این بیت (ب) مراد لی بود و پیمان کی ہا درستی فراوان فریب اندکی ہا (اردو) تھوڑا۔ بہت تھوڑا۔

اندکان بقول برہان وجامع وسراج بروزن بندگان نام شہر و ولایتست مابین سمرقند وچین وبقول ناصری شہریست در ترکستان۔ معرب این اندجان است وجہ تسمیۂ این متحقق نشد (اردو) اندکان ایک شہر اور ولایت کا نام ہے جو سمرقند اور چین کے درمیان واقع ہے اسی کا معرب اندجان ہے۔

اندک اندک ہمی شود بسیار مثل۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت بخیال ما این مثل مرادف (قطرہ قطرہ سیلے واندک اندک خیلے) است کہ فارسیان بجائی زنند کہ مقصود بہ بیان این باشد کہ ہر چیز و ہر کار قلیل ہم چون سلسلۂ آن جاری باشد بصورت بسیار ظاہر شود و نتیجہ خوبی پیدا می کند (اردو) پھوئیوں پھوئیوں تال بھرتا ہے" بوند کا چوکا گھڑاو ڈہلکاوے" صاحب محبوب الامثال نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ دکن مین کہتے ہین" کچھ کچھ آخر مین سب کچھ" مطلب یہ ہے کہ انسان اگر کسی کام کو کم کم اور مسلسل کرتا جاے تو آخر پر وہ نتیجہ بخش ہوتا ہے اور بہت بھاری حیثیت پیدا کرتا ہے۔

اندک سال استعمال۔ بقول بہار بمعنی خورد سال است (میرزا جلال اسیر ب) شوخی ہر ذرہ دارد آفتابی در بغل ہا پیر صبح از جلوۂ طفلان اندک سال بود (اردو) خردسال۔ بقول آصفیہ (فارسی) کم عمر۔ کم سن صغیر سن۔ بچہ۔

اندکی جمال بہ از بسیاری مال مثل صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ اند۔ فارسیان این مثل را بہ ترجیح جمال استعمال کنند واین مخصوص است برائے زن یعنی چون کسی قصد عروسی کند واز حال عروس خبر گیرد وطالب زن دولت مند شود فارسیان این مثل را زنند مقصود آنست کہ دولت مندی زن را بدرجہ دوم خیال باید کرد اول چیزی کہ قابل پسند

و مرجح بر دولت مندی اوست حسن و جمال باشد اگر زنی بسیار دولت مند است و زن دیگر دولت ندارد و لیکن اندکی جمال دارد۔ این را ترجیح است	بر آن (اردو) دکن مین کہتے ہین "جب صورت نہ بھاے تو لین دین چولھے مین جاے" اس کا مطلب یہہ ہے کہ حسن زن کو دولتمندی پر ترجیح ہے

اندلس بقول برہان بضم اول و ثالث و لام و سکون ثانی و سین بے نقطہ نام شہریست در حدود مغرب و نام جزیرۂ ہم ہست در بالاے کوہی و بہر دو معنی بفتح اول و ثالث و رابع ہم آمدہ۔ صاحب ناصری در دیباچۂ کتاب بدیل آرایش چارم گوید کہ صاحب برہان در تحقیق لغت مسامحہ تمام کردہ است و در مقامش فرماید کہ نام الکہ ایست از مضافات اسپانیول و اسپانیول سلطنتی است از سلطنت ہاے مستقلۂ فرنگستان و مورخین عرب تمام اسپانیول را اندلس دانند و حقیقت آنست کہ چون در سنۂ ہفتاد و شش از ہجرت سپاہ اسلام از جانب عبدالملک مروان بہ تسخیر آن ملک مامور شد اول ولایتی کہ فتح شد ملکِ اندلس بود و باین نام مشہور شد پس بر و بر ممالک دیگر مفتوح گردید و نیز از تواریخ و کتب معلوم می شود کہ لفظ اندلس و اندالوس در زبان اہل اسپانیول نام طائفہ ایست کہ مولد و موطن آنہا قریب بحدود روس بود و در سنۂ چار صد و نہ مسیحیہ دولیست و سیزدہ سال قبل آغاز سنۂ ہجری بر ممالک اسپانیول مستولی گشتہ لیکن چون مورخین عرب ماخذ اصلی لفظ اندلس را در نیافتند چنانکہ رسم ایشان است نوشتند کہ یکی از فرزندان یافث بن نوح کہ اندلس نام داشت یکی از جزائر متصلہ بارض اسپانیول بطریق میراث یافتہ دران شہرے ساختہ باسم خود موسوم کرد و صاحب تقویم البلدان (ابوالفدا۔ بفتح اول و ضم ششم ضبط کردہ است) (الخ) (اردو) اندلس۔ اسپین ہسپانیہ (دیکھو اسپانیول)

اندمہ بقول برہان و ناصری و سروری و سراج و جامع و رشیدی بروزن سردمہ بیاد آوردن غمہای گذشتہ (رودکی ؎) بہترین یاران و نزدیکان ہمہ ہا نزدشان دارم سریک اندمہ ہا بعض محققین در معرج ثانی (شریک اندمہ) نوشتہ اند صاحبان انند و شمس صراحت کنند کہ لغت فارسی است مؤلف عرض کند کہ از سندرودکی می کشاید کہ اندمہ یاد و ذکر و بیان غمہای گذشتہ باشد و جز این نباشد کہ این اسم جامد است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) گزشتہ غموں کی یاد۔

اندو بقول برہان بروزن انجو (۱) بمعنی اندرون باشد کہ مقابل بیرون است صاحب جہانگیری از حکیم فردوسی سند آوردہ (؎) از ان جایگہ شد باندوے شہریار کہ بردار دار روز شادیش بہر صاحب ناصری فرماید کہ مخفف اندرون باشد۔ مؤلف عرض کند کہ چرا نگوئیم کہ بدل آندر باشد کہ رائے مہملہ بواو بدل شود ہمچون کلار و کلاو و استعمال این کہ ببلاے موحدہ شدہ است بغیر ازین نباشد کہ بائے زائد است و بہ تحقیق ما (۲) بمعنی گلابہ و گاہگل کہ صراحت کامل این بر اندود می آید (اردو) (۱) دیکھو اندر کے پہلے معنی (۲) دیکھو اندود۔

(۱۸۸۳)

اندوب بقول برہان و جہانگیری و ناصری و جامع بروزن منکوب مرادف اندروب (افضل الدین کرمانی ؎) ترارہ کے بود در پیش محبوب کہ داری در ہمہ اندام اندوب ہا ما ذکر این بر اندروب ہم کردہ ایم و جز این نباشد کہ این مخفف اندروب است و بعض محققین اندروب را بباے فارسی گفتہ اند (اردو) دیکھو اندرفن۔

اندوختہ بقول صاحب ناصری کہ بدیل اندوختن آوردہ مخفف اندوختہ کہ اسم مفعول اندوختن است و فرماید کہ پارسی دری است کہ اہل کوہستانات بیشتر آن متکلم بودہ اند خاصۃ اہل تبرستان و رے و توابع آن

(باباطاہر ہمدانی ؒ) نوائے نالہ غم اندوختہ ذونو یہ عیار زر خالص بوتہ ذونو یہ فرماید کہ ذونو بمعنی داند باشد (اردو) اندوختہ۔ اندوختن کا اسم مفعول جمع کیا ہوا۔

اندوج بقول برہان وجہانگیری وناصری وجامع مرادف اندوب کہ گذشت بخیال ما مبدل اندوپ است یعنی بعض محققین اندروب را بباے فارسی گفتہ اند اندرین صورت اندوپ ہم بباے فارسی باشد وفارسیان باے فارسی را بہ جیم بدل کردہ اندوج کردند مچون پالیز وجالیز (اردو دیکھو اور فن۔

اندوختن بقول برہان بروزن افروختن بمعنی (۱) جمع کردن وفراہم آوردن و (۲) بمعنی قرض واپس دادن ہم صاحب بحر بذکر ہر دو معنی این را کامل التصریف گفتہ ومضارع این اندوزد صاحبان موارد ونوادر وجامع ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحبان سروری وجہانگیری بر معنی اول قانع **مؤلف** عرض کند کہ ماخذ این اندوز باشد کہ اسم جامد فارسی زبان واسم ہمین مصدر است کہ بمعنی فراہم و جمع آمدہ وتسامح اہل تحقیق است کہ اندوز را بمعنی جمع کردہ شدہ نوشتہ اند بالجملہ فارسیان زاے ہوز را بخاے معجمہ بدل کردند کہ عادت ایشان در اکثر افعال ہمین است وپس ازان علامت مصدر تن بر او زیادہ کردہ مصدری ساختند۔ ومعنی دوم مجاز آنست کہ ادائے قرض ہم مماثل اندوختن است کہ پول قرض گرفتہ شدہ داخل مداخل شدہ است پس ادائی آن خرچ حقیقی نیست بخیال ما این مصدر اصلی است کہ وضع شد از اسم جامد فارسی زبان وبخیال متقنین فارسی اصلی و سماعی۔ وبہ تحقیق ما سماعی نیست زیرا کہ ثابت کردہ ایم کہ وضع شدہ است وجا دارد کہ ماخذ این اندوختن گیریم کہ بمعنی نفع وسود می آید شین معجمہ آخر را حذف کردہ بزیادت علامت مصدر اندوختن کردند

کہ معنی حقیقی این نفع وسود کردن است ومجاز آن جمع کردن وفراہم آوردن ومعنی دوم مجاز مجاز واللہ اعلم (اردو) (۱) جمع کرنا (۲) قرض ادا کرنا۔

اندوخش بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اول وضم ثالث وکسر خاے منقوطہ و سکون شین معجمہ لغت فارسی زبان است بمعنی نفع وسود۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ اسم جامد است وجادارد کہ اسم مصدر اندوختن گیریم بحذف شین معجمہ آخر (اردو) فائدہ۔ مذکر۔

(الف) **اندود** (الف) بقول برہان وجامع بروزن مقصود کاہ گل وگلابہ را گویند کہ بر بام و

(ب) **اندودن** دیوار کردہ باشند وبقول ناصری بمعنی کاہ گل مالیدن فرماید کہ آنرا اندودن گویند وسیم اندود وزر اندود و دود اندود وامثال آن ازان برخیزد و (ب) بقول برہان کاہ گل وگلابہ مالیدن و (۲) مطلاً وملمع کردن۔ صاحب بحر فرماید کہ کامل التصریف ومضارع این اندایدو بقول بہار وسراج وسروری وموارد مرادف اندائیدن بہمہ معانیش کہ گذشت **مؤلف** عرض کند کہ (الف) بہ فتح واو از روی قواعد فارسی مضارع (ب) ولیکن استعمال این نیست بلکہ بجایش اندایدا مستعمل کہ مضارع اندائیدن است آنچہ صاحب بحر اندایدرا مضارع اندودن گفتہ درست نکردہ می تابست کہ صراحت می کرد کہ مضارع اندودن مستعمل نیست بہ تحقیق ما اندود (۱) ماضی اندودن بہ سکون واو۔ و (۲) مخفف اندودہ کہ اسم مفعول اندودن است (جمال الدین عبدالرزاق ؎) درین مقرنس زنگار خورد و دود اندود ہ مرا بکام بد اندیش چند باید بود ہ حیف است کہ صاحب برہان وجامع این رابمعنی کاہ گل وگلابہ نوشت وسندی پیش نکرد وبہ تحقیق ما مجرد اند وبدون دال مہملہ آخر بمعنی کاہ گل وگلابہ باشد کہ مبدل اند است۔ الف بواو بدل شد ہمچو تاغ وتوغ واز ہمین اند ومصدر اندودن

یعنی (ب) وضع شد بزیادت علامت مصدر (دن) در آخرش۔ وآنچہ صاحب ناصری (الف) را بمعنی کاہگل مالیدن گفتہ غلط محض است بالجملہ متحقق شد کہ (ب) مصدریست مرکب از آمدو معنی حقیقی این (۱) گلابہ کردنست و (۲) مجازاً بمعنی ملمع کردن و نہفتن و پرشدن چیزی بچیزی و در استعمال فرس بمعنی لازم ہم آمدہ چنانکہ در ملحقات می آید (اردو) (الف) (۱) لیپا۔ گلابہ کیا۔ اندودن کا ماضی کل معنون کے لئے۔ (۲) لیپا ہوا۔ گلابہ کیا ہوا۔ اندودن کا اسم مفعول۔ تمام معنون مین (ب) (۱) گلابہ کرنا لیپنا (۲) ملمع کرنا۔ ایک چیز کو دوسری چیز مین چھپانا۔ بھر جانا۔

اندودن آتش استعمال۔ بمعنی پر از آتش و آتشین شدن است از ہمین مصدر است آتش اندود مخفف آتش اندودہ بمعنی آتشین چنانکہ صائب گوید (ے) نہ شد روشن چراغم از عذار آتش اندودش ہا مخفی مباد کہ این متعلق است بمعنی مجازی اندودن کہ گذشت۔ استعمال مصدر اندودن در اینجا بمعنی لازم شدہ۔ (اردو) آتشین ہونا۔

اندودن آفتاب استعمال۔ بمعنی پر از آفتاب شدن کہ کنایہ باشد از روشن شدن چنانکہ ظہوری گوید (ے) ز شمع رایت اگر سایہ بر سہا افتد ہا شود درون و برون شب آفتاب اندودہ ہا مخفی مباد کہ آفتاب اندودہ درین شعر مخفف آفتاب اندودہ باشد۔ و اندودن متعلق بمعنی مجازیش و درین شعر بمعنی لازم مستعمل شد (اردو) روشن ہونا۔

اندودن پوست بشیرینی استعمال۔ بمعنی پر از شیرینی بودن (شیخ شیراز ے) چو خرما بشیرینی اندودہ پوست ہا چو بازش کنی استخوانی درو ہا مخفی مباد کہ استعمال اندودن درین شعر بمعنی لازم است و متعلق بمعنی مجازیش کہ گذشت (اردو) شیرین ہونا۔

اندودن چاک استعمال بمعنی چاک داشتن و چاکدار بودن است چنانکہ والہ ہروی گفتہ (ے)

ضعف و آله را دیده زخمهای خویش دید ؛ از تعجب بخیه زد آن تار چاک اندوده را ؛ مخفی مباد که چاک اندوده درینجا مخفف چاک اندوده بمعنی چاک دار و پر از چاک است و اندودن درین شعر بمعنی لازم مستعمل و متعلق بمعنی مجازش که گذشت ۔ (اردو) چاکدار ہونا ۔

اندودن چمن استعمال ۔ بمعنی چمن داشتن است و سرسبز و پر بہار بودن چنانکه میرزا بیدل فرماید (ع) شوق موسی نگهم رام تسلی نشود ؛ تا دو عالم چمن اندود تجلی نشود ؛ مخفی مباد که چمن اندود درینجا بمعنی لازم است و متعلق بمعنی مجازش که گذشت (اردو) پر بہار ہونا ۔ سرسبز ہونا ۔

اندودن خرقه از دود استعمال بمعنی پرشیدن خرقه از دخان است چنانکه عرفی گوید (ع) نامیدانیم شید اینک بدوش انداختیم ؛ خرقه از دود آتش خانه اندوده را ؛ مخفی مباد که این متعلق است بمعنی مجازی اندودن که گذشت و استعمال اندودن درین شعر بمعنی لازم آمده (اردو) خرقه کا دھوئیں سے بھر جانا ۔

اندودن دیوار از طلا استعمال بمعنی ملمع کردن از طلاست و متعلق بمعنی مجازش که گذشت (ملا قاسم مشهدی ع) خانه ما را چو گل از خون دل رنگین کند ؛ آنکه دیوار خزان را از طلا اندوده است ؛ (اردو) دیوار پر طلا کاری کرنا ۔

اندودن صبح استعمال ۔ پر از صبح و کنایه از روشن شدن چنانکه ملا علی رضا تجلی گوید (ع) نقابش از صفای چهره صبح اندود می گردد ؛ گل رخسارش از مهتاب گرد آلود می گردد ؛ مخفی مباد که اندودن درینجا متعلق بمعنی مجاز اوست که گذشت و استعمالش درین شعر بمعنی لازم (اردو) روشن ہونا ۔

اندوز بقول برہان و ناصری بروزن سروز بمعنی (۱) فراہم آوردہ و جمع کردہ شدہ باشد و (۲) امر بامعنی صاحبان سروری و رشیدی نسبت معنی اول گویند که بمعنی جمع کننده و جمع کن (خسرو

سلہ) نقد بقار اعمل اندوزکن ؛ قیمت فردائے خود امروزکن ؛ (بدرالدین ساجرمی سہ) گنجہا گیرد سائلان را بخش ؛ دوست اندوزد دشمنان را سوز ؛ **مؤلف** عرض کند کہ معنی اول بیان کردۂ محققین بالا اعم از ینکہ فاعلی باشد یا مفعولی متعلق باسم فاعل ومفعول ترکیبی است کہ بجائے ترکیب امر با اسمی پیدا شود ومعنی دوم متعلق است از مصدر اندوزیدن کہ می آید و فارسیان برائے مصدر اندوختن ہم ہمین اندوز را بمعنی امر استعمال کردہ اند ولیکن بتحقیق ما اندوز (۳) بمعنی مطلق فراہم وجمع باشد چنانکہ ذکرش بر مصدر اندوختن گذشت وہمین است اسم مصدر اندوختن بقاعدۂ تبدیل یعنی (اندوخ) واسم مصدر اندوزیدن بدون تبدیل معاصرین عجم باما اتفاق دارند (**اردو**) (۱) جمع کیا ہوا۔ (۲) جمع کر (۳) جمع۔ اندوختہ۔

اندوزانیدن بقول صاحب موارد متعدی اندوختن است کہ گذشت **مؤلف** گوید کہ چرا نگوئیم کہ متعدی اندوزیدن کہ کار از اصل گرفتن بہتر است از مبدل واین ہم درست نباشد کہ متعدی اندوزیدن یا اندوختن گوئیم زیرا کہ اندوختن ہم متعدی است بلکہ باید کہ اندوزانیدن را متعدی بدو مفعول دانیم کہ معنی این جمع وفراہم کنانیدن است۔ دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این مصدر نکردہ ولیکن موافق قواعد فارسی ومطابق قیاس است۔ (**اردو**) جمع کرانا۔

اندوزہ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است وبالفتح بمعنی بنفشہ باشد۔ صاحب محیط ذکر این نکردہ وبر بنفشہ فرماید کہ اسم فارسی است ومعرب آن بنفشج وبفارسی کاکوش ہم گویند وبعربی فرفیر وبرومی اثر وہو وبیونانی ابرو ولبربانی یکیناس بمرد وتر زراول ثمیدن آن مسکن مدع حار ورد آن رطوبت فضلیہ وتلئین وحرارت اندک ولطافت وازوجت وازلاق وجذب اسہال

است ومنافع بسیار دارد جیف است که محققین فرس از اندوزہ ساکت اند وخیال ما جز این نیست که
ہاے لیاقت بر لفظ اندوز زیادہ کردہ نام این نبات نہادہ اند کہ لائق جمع کردن است نظر بمنافع
آن کہ متاع قیمتی را ماند (اردو) بنفشہ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ ایک بوٹی کا نام ہے جو
اکثر برفانی پہاڑوں پر یا لب دریا پیدا ہوتی ہے۔

اندوزیدن بقول ہوارد (۱) بمعنی جمع کردن وفراہم آوردن و (۲) قرض واپس دادن۔ مرادف اندوختن۔ صاحبان ضمیمہ برہان و نوادر ہم ذکر این کردہ اند وبقول آنہا کامل التصریف ومضارع این اندوزد۔ **مؤلف** عرض کند کہ مرکب است از اسم جامد اندوز و یاے معروف و علامت مصدر دن وبقول مقننین فارسی مصدر جعلی و ما اصلی گوئیم از انکہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد وصراحت کامل ہر دو معنی این بر اندوختن گذشت (اردو) دیکھو اندوختن۔

اندوشہ بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اول وضم ثالث و فتح شین معجمہ لغت فارسی است نام گلی است وہیچ صراحت مزید نکرد ومحققین فرس و مفردات طب ازین ساکت اند حیف است کہ بیان مجمل افادہ نہ بخشید ومعلوم نشد کہ کدام گل است و در السنۂ غیر چہ نام دارد (اردو) اندوشہ فارسی مین ایک پھول کا نام ہے۔

اندوک بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اول وضم ثالث لغت فارسی است ومعنی سختی و رنج باشد۔ دیگر محققین فرس ازین ساکت اند **مؤلف** گوید کہ خبر ین نیست کہ مبدل اندوہ باشد کہ می آید فارسیان ہاے ہوز را بہ کاف عربی بدل کنند ہمچون پروانہ و پروانک (اردو) سختی۔ مؤنث۔ رنج۔ مذکر۔

اندول بقول برہان و ناصری و جامع بروزن معقول گلیمی باشد کہ آنرا بر چہار چوب بامہا محکم کنند و بجہت استراحت بر آن نشینند و این در ملک زنگبار معمول است۔ صاحب سروری بحوالۂ نسخۃ الحلیمی گوید کہ نشست گاہ حکام باشد چنانکہ اسدی گوید (ے) نشستنگہ ناز داندو کام ہا در آن بوشش اندول خوانند مام خان آرزو در سراج فرماید کہ این لفظ غیر فارسی باشد و عجب است کہ صاحب فرہنگہا ازان غافل ماندہ اند و صاحب انند صراحت کند کہ لغت فارسی است۔ **مؤلف** گوید کہ جا دارد کہ فارسیان لغت زنگبار را استعمال کردہ باشند۔ (**اردو**) وہ چارپائی جس پر کمبل بجائے نواڑ منڈھا ہوا ہو۔

اندون بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اول و ضم ثالث لغت فارسی است بمعنی کاہگل و گلابہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندے ہم پیش نشد و ظاہر اغلطی کتابت باشد کہ بر آند و نون زیادہ کردہ اند اگر سندے بدست آید تو انیم گفت کہ نون زائد است بر آندو کہ بہمین معنی گذشت ہمچون گذارش و گذارشن (**اردو**) دیکھو اندو۔

اندوند بقول برہان و ناصری و جامع بفتح رابع و سکون نون و دال ابجد از اتباعت بمعنی تار و مار کہ زیر و زبر شدہ و از ہم پاشیدہ خان آرزو در سراج بہ دو واو (اندووند) آوردہ **مؤلف** عرض کند کہ حیف است کہ سندی پیش نشد و بخیال ما قول خان آرزو ہم صحیح باشد کہ (تارمار) و (تار و مار) ہر دو آمدہ و بہ تحقیق ما این مرادف تار مار و زیر و زبر نباشد بلکہ معنی این محض آلودہ و ملوث کہ ماخذ این ہمان اند است کہ بمعنی کاہگل گذشت و آند در اینجا مخفف آن کہ اصل این (اندا وندا) بود الف چہارم و ہشتم حذف شدہ (اندوند) باقی ماند و اگر بقول خان آرزو دو واو گیریم۔ واو دوم برائے عطف باشد (**اردو**) لتھ پتھ۔ بقول آصفیہ آلودہ۔ ملوث۔ بھرا ہوا۔ شوربور۔ شرابور۔ خستہ حال۔

اندوہ بقول برہان بروزن انبوہ گرفتگی دل و دلگیری را گویند خان آرزو در سراج فرماید کہ بحذف واو مخفف آن و اندہان جمع این (کہ ذکرش بجای خودش آید) بہار گوید کہ اندوہ بمعنی غم و ملال و فرماید کہ بالفظ خوردن و داشتن و کشیدن و گفتن مستعمل بخیال ما انحصار این مصادر خوب نیست چنانکہ از ملحقات ظاہر شود و بقول صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است و ہم بقول انند این اسم جامد فارسی است بمعنی غم و ہم۔ **مؤلف** عرض کند کہ ہمین است اسم مصدر اندوہیدن کہ می آید (عرفی ؎)

راحت آمد تا کشاید قفل اندوہ از دلم ؛ از کلید و دست خود یکمشت خاکستر گذاشت ؛ (**اردو**) اندوہ بقول امیر (فارسی)۔ مذکر۔ رنج و غم (آتش ؎) طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا ؛ کیا کیا نہ حادثے ہوے ہم پر قدیم سے ؛

اندوہ آمدن استعمال۔ بمعنی واقع شدن رنج و غم باشد صاحب آصفی ذکر این کردہ (نظامی گنجوی ؎) چو اندوہ آید شود ناسپاس ؛ نہ محکم تر اندوہ اندر ہراس ؛ (**اردو**) مبتلاے رنج و غم ہونا۔ رنج پہنچنا۔

اندوہان بقول صاحب انند۔ جمع اندوہ۔ برخلاف قیاس و صاحب برہان بر اندہان نوشتہ کہ جمع اندوہ باشد برخلاف قیاس چہ بغیر از جانور را بالف و نون جمع نتوان کرد۔ خان آرزو در سراج بذیل اندوہ فرماید کہ درین تامل است چرا کہ در خستان و نہالان و ابروان و چشمان بسیار آمدہ و حق آنست کہ قیاسی بدو وجہ است یکی آنکہ وجہ صحت لفظ تواند شد چنانکہ ہر جا با و نون جمع شوند واو ساکن بود جائز است کہ ہر دو بمیم بدل شوند چنانکہ خنب و خم و دنب و دم و چنانکہ الف در اوائل کلمات بیا بدل شود ہمچون اکدش و یکدش و ارمغان و ارمغان و نیز بہ ہاے مخلوز بدل شود ہمچون انگامہ و ہنگامہ و وجہ دوم آنست کہ حکم بوجوب آن کنند مثلاً گویند کہ

جمع الف ونون - غیر جاندار را درست نیست و
نفی چیزی که بر منفی محمول نشود به کلمهٔ نا درست نیست
و مراد ازین آنست که هر جا چنین کلمه واقع شود بی مراعات
و لحاظ روزمرّه چنان العمل آرند پس آنچه دریناب مخالف
باشد بر همان قدر که مسموع و آمده باشد اقتصار نمایند
و بیدان و چناران نگویند چنانکه درختان و نهالان
و همچنین بجای ناکام - نامقصود نیز نگویند (انتهی)
مؤلف عرض کند که خان آرزو بطور اعتراض
بر برهان بحثی که کرده است و تصفیه که در آخر بحث
خود فرموده از آن تردید قول برهان نمی شود و حق آنست
که قاعدهٔ جمع که صاحب برهان ذکرش فرموده و
الف ونون را باجانوران مخصوص کرده مقصود عامش
از جانداران است یعنی مطلق حیوان که انسان هم
دران شامل باشد و بقول مقنّنین فارسی هم جمع بالف
ونون مخصوص است باذوی الارواح و آنچه برخلاف
این کلیه برای غیر ذوی الارواح هم استعمال این یافته
شد مستثنی باشد همچو درختان و همین قسم استثنا در
جمع غیر ذوی الارواح هم یافته شده که تخصیص ما در آن
یافته نشد چنانکه بعض محققین و متقدمین انسانان را
انسان ها و شیران را شیرها هم آورده اند و این هم
استثنا باشد در استعمال و جا دارد که این قسم استثنا
بضرورت شعر گیریم بهرحال قاعدهٔ که مقنّنین فرس
بلحاظ کثرت استعمال قائم کرده اند قیاسی است و
منظائر استعمال که برخلاف آن یافته شد سماعی است
و آنچه خان آرزو فرماید که اتّباع سماعی در همان
الفاظ مخصوص که سماعت یافته شد عیبی ندارد و
برخلاف آن درست نیست نسبت این عرض می شود
که پابندی ما را بر استعمال پیشینیان مخصوص کردن مرده
پسند نیست و ما استعمال معاصرین عجم را اندر خصوص
فائق تر دانیم از متقدمین و متاخرین زیرا که در هر زمان
اصلاح زبان می شود و آنچه حالا در روزمرّهٔ فارسیان
اهل زبان است بحق ما بهتر و موافق محاوره باشد بر
خلاف محاورهٔ پیشینیان و همین اصول در هر یک
زبان اولی. فتامل (اردو) رنج - غم - بحالت جمع

اندوہ بردن استعمال۔ دفع کردن رنج وغم است صاحب آصفی ذکراین کردہ (تاثیر اصفہانی ؎) برد اندوہ زدل تہمت زرداری ہم ہا داغ بردل نبود لالۂ عباسی را ہا (اردو) رنج وغم مٹانا۔ دفع کرنا۔

اندوہ بودن دردل استعمال۔ بمعنی بودن رنج وغم است کہ حاصل آن مبتلای رنج وغم بودن باشد۔ صاحب آصفی ذکراندوہ بودن کردہ (وحشی بافقی ؎) دران پیری کہ صدغم حاصلش بود ہا ہمان اندوہ یوسف در دلش بود ہا (اردو) غم رہنا۔ غم ہونا۔ مبتلاے رنج وغم ہونا۔ رہنا۔

اندوہ پرسیدن استعمال۔ استفسار رنج وغم کسی کردن و رنج وغم کسی را دریافت کردن باشد صاحب آصفی ذکراین کردہ (خسرو ؎) اندوہ جدائی زکسی پرس کہ یکچند ہا دور فلکت از صحبت یار انش جدا داشت ہا (اردو) رنج وغم کی حالت دریافت کرنا۔ پوچھنا۔

اندوہ پیشہ استعمال۔ فارسیان بصفت دل استعمال این کردہ اند یعنی کسی کہ پیشۂ او اندوہ وغم است ومبتلای رنج وغم می ماند (عرفی ؎) دارم بچشم او دل اندوہ پیشہ را ہا غافل کہ مست می شکند زود شیشہ را ہا (اردو) مبتلای رنج وغم۔

اندوہ داشتن استعمال۔ بمعنی رنج وغم داشتن ومبتلاے رنج وغم بودن است۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ (فغانی شیرازی ؎) دلم زروز بد خویش ماتمی دارد ہا چہ ماتم است کہ اندوہ عالمی دارد ہا۔ (اردو) رنج وغم رکھنا۔ مبتلاے رنج وغم ہونا۔

اندوہ دانستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کردہ کہ بمعنی واقف بودن از رنج وغم است (خسرو ؎) توسہل می شماری اندوہ خسرو آرے آنکو ندیدہ رنجی اندوہ کس چہ داند ہا (اردو) رنج وغم واندوہ سے واقف ہونا۔

اندوہ رسیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی رنج وغم رسیدن باشد ومبتلای رنج وغم شدن (نظیری نیشاپوری ؎) زبس بود

(۱۸۷)

دل خود کام و ناسپاس مراد زروی ہم رسد اندوہ بیقیاس مراد (اردو) رنج پہنچنا جیسے "میرے دلکو اس واقعہ سے رنج پہنچا ہے" مبتلائے رنج و غم ہونا۔

اندوہ کاستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی کم کردن و شدن اندوہ باشد۔ (خسرو ؎) گہ بہ نعمات تر و اندوہ کاہ ۔ یافتہ در عرصۂ ماخر راہ ۔ (اردو) رنج و غم گھٹانا گھٹنا

اندوہ کشاد استعمال بقول صاحب شمس بمعنی غمگسار **مؤلف** عرض کند کہ اگر معنی بیان کردہ اش را تسلیم کنیم متعلق باشد باندوہ کشا بدون دال مہملہ در آخر کہ اسم فاعل ترکیبی باشد از اندوہ کشادن۔ اندوہ کشا و بدال مہملہ در آخر بدو معنی غلط است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ شک نیست کہ فارسیان (یادکرد) را بمعنی یادگار استعمال کردہ اند ولیکن اندوہ کشاد را بغیر وجود سند استعمال تسلیم نہ کنیم (اردو) غمگسار بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر غمخوار۔ ہمدرد۔ دلسوز (عارف ؎) جاگے گا ایک

شام سے کسطرح صبح تک ۔ درکار مجھ مریض کو ہیں غمگسار دو ۔

اندوہ کشیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی رنج و غم کشیدن و بمبتلای رنج و غم شدن است (فخری اصفہانی ؎) ازان پیش کہ کشیدم زتب لبی اندوہ ۔ زفرط خواب ملالت زدم لبی آساں (اردو) رنج کھینچنا۔ رنج و غم میں مبتلا ہونا

اندوہ گسار استعمال۔ بقول بہار شکنندۂ اندوہ باشد و سند این بر (اندہ گسار) می آید کہ مخفف این است و کنایہ باشد از غمخوار و متعلق باشد از (اندوہ گساردن) کہ بمعنی اندوہ خوردن است و کنایہ از غمخواری کردن و غمخوار شدن (اردو) غمگسار دیکھو اندوہ کشاد۔

اندوہگین استعمال۔ بقول بہار بہ معنی غمگین است و سند این از کلام ظہوری یافتہ ایم (؎) ندارم شکوۂ گر خاطرم اندوہگین باشد ۔ دل دلدار می خواہد چنان باشد چنین باشد ۔ مخفی مباد کہ گین بقول برہان بمعنی صاحب و خداوند آمدہ چون با کلمۂ ترکیب کنند ہمچون غمگین و

شرگین و بمعنی صفت هم هست هرگاه با وصف مرکب سازند و بعضی گویند بمعنی پر است که در مقابل خالی باشد چه گین در اصل آگین بود (الخ) **مؤلف** عرض کند که توجیه آخرین اقوی (اردو) اندوگین بقول امیر غمگین۔ رنجیدہ (وزیر ۵) برا سب دشمنون کا چاہتے ہین ہا مین خوش ہون جب سے دل اندوگین ہے ہا

اندوگین باشیدن استعمال بمعنی غمگین بودن است سند این بر اندوگین گذشت (اردو) غمگین ہونا غمگین رہنا۔ اندوگین رہنا۔

اندوه ماندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کرده که بمعنی باقی بودن رنج و غم است (غنی بیرازی ۵) خود را العشق لاله رخان سوختم تمام کز اندوه دوزخ و هوس جنّتم نماند ہا (اردو) رنج و غم رہنا۔

اندوهناک استعمال بقول بهار مرادف اندوگین۔ **مؤلف** عرض کند که ناک بقول برهان لفظی است که بجهت بیان اتّصاف موصوف بصفتی در آخر کلمات می آورند زیرا که دلالت میکند بر داشتن چیزی همچون طربناک و غمناک و مانند آن (النوری ۵) تا بود زاختلاف جنبش چرخ ہا یکی اندوهناک و دیگر شاد ہا (اردو) اندوہناک۔ بقول امیر بمعنی اندوہگین (بحر ۵) نکتورے بات بات مین ہین خوہے یار کی ہا کیا غم ہے کوئی خوش ہو کہ اندوہناک ہو۔

اندوهیدن بقول صاحب اند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بالفتح مصدر فارسی است بمعنی غمگین شدن۔ دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر این نکرده و سندی پیش نشد ولیکن موافق قیاس است و بقاعدهٔ مقنّنین فارسی مصدر جعلی که بزیادت یاے معروف و علامت مصدر دن بر لفظ اندوه وضع شد و باصول ما مصدر اصلی که از هیچ جامد فارسی زبان وضع کردند۔ کامل التّصریف۔ مضارع این اندوهیدن (اردو) غمگین ہونا۔

(۱۸۸۵)

(الف) اندہ
(ب) اندہان (الف) بقول برہان وجامع وناصری مخفف اندوہ باشد و (ب) بقولش جمع اندہ و ماصراحت کامل (ب) بر اندوہان کردہ ایم کہ جمع اندوہ گذشت (انوری ؎) بار اندہ مکش کہ بار دگرہا برہانیدت از غم ایزد بازہا صاحبان سروری وجامع وناصری وبرہان ہم ذکر (ب) کردہ اند (سروری ؎) روزی سہ چار اندہ او داشت ہر کسی آن سوز برطرف شد و آن اندہان نماند۔ (اردو) (الف و ب) دیکھو اندوہ اور اندہان۔

اندہ خوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی غمگین شدن است (خسرو ؎) مگو اے پندگو اندہ مخور بیہودہ چندین چہ خار از پا کشی آنرا کہ پیکان در دلش باشد۔ (اردو) غم کھانا۔ بقول آصفیہ رنج اٹھانا۔ (ع) غم کھاتا ہوں لیکن مری نیت نہیں بھرتی

اندہ قوقو بقول برہان بضم دو قاف وسکون دو واو۔ دوائیست کہ آنرا حندقوقی خوانند۔ کلف را نافع است و ماذکر این بر آزورد کردہ ایم وصاحب برہان بر آزورد صراحت کردہ است کہ اندہ قوقو لغت فارسی است و ماخذ این جز این نباشد کہ معنی حقیقی این تکمہ رنج وغم باشد۔ بقول محیط کہ بر آزورد مذکور شد مولد خون عکس غلیظ است و مضار این زائد از منافع و جا دارد کہ این نام را بلحاظ منافعش گیریم کہ تکمہ پیرہن محافظت جسم کند و پیرہن را بر بدن انسان چست و درست میکند پس اندرین صورت معنی این بند و اصلاح کنندہ رنج وغم باشد کہ کنایہ الیست و بس (اردو) دیکھو آزورد۔

اندہ گذاشتن استعمال۔ بمعنی مبتلائے اندوہ کردن و اندوہ را بحال خود گذاشتن و بہ دفع آن نپرداختن۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (خاقانی ؎) اندہ گسار من شدہ اندہ بمن گذاشت

وامق چہ کرد از غم عذرا من آن کنم ؛ (اردو) رنج وغم میں مبتلا کرنا۔ رنج وغم کا دفعیہ نکرنا۔

(الف) **اندوہ گسار** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ مرادف ومخفف اندوہ گسار است کہ گذشت وسند این بر اندوہ گذاشتن مذکور شد واین متعلق است بامصدر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(ب) **اندوہ گساردن** صاحب آصفی ذکر این ہم کردہ کہ بمعنی شکستن اندوہ باشد (اشرفی سمرقندی ؎) خندخندان بستد وبر لب نہاد ؛ جام می آن ہمچو می اندوہ گسارد ؛

(اردو) (الف) غم گھٹانے والا۔ اندوہ گسار (ب) غم گھٹانا۔

اندوہ گفتن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی بیان رنج وغم کردن است (سعدی شیرازی ؎) مگو اندوہ خویش با دشمنان ؛ کہ لاحول گویند شادی کنان ؛

(اردو) رنج وغم کی حالت بیان کرنا۔

(الف) **اندی** (الف) بقول برہان وہفت بروزن لندی (۱) بمعنی خاصہ باشد کہ در مقابل خرجی است و (۲) بمعنی امیدواری ہم و (۳) بجائے لفظ بود کہ باشد کہ ہم استعمال کنند و (۴) بمعنی آن لحظہ ہم کہ ایام گذشتہ باشد و (۵) تعجب را نیز گویند و (۶) بمعنی نیز ہم آمدہ کہ بعربی ایضاً خوانند ونسبت (ب) فرماید کہ بروزن خندیدن (۱) بمعنی تعجب کردن و (۲) سخنی را نیز گویند کہ از روی شک وریب وآہستگی گفتہ میشود۔ صاحب نوادر نسبت معنی سوم (الف) فرماید کہ بمعنی لوکہ وباشد کہ ونسبت (ب) فرماید کہ بمعنی گمان بردن وسخن بگمان گفتن۔ وصاحب جامع نسبت (الف) باتفاق معانی برہان نسبت معنی سوم گوید کہ کلمۂ تمنی وآرزو باشد۔ صاحب بحر نسبت (ب) با برہان متفق وفرماید کہ سالم التصریف است۔ وبقول ناصری سخنی کہ از روے شک وریب وآہستگی وحیرت وتعجب گفتہ شود وبقول موارد تعجب کردن وسخن بگمان وشک گفتن وفرماید کہ حاصل بالمصدر این اندو ومضارع این اندد۔ خان آرزو در سراج بر معنی دوم

(ب) متفق بابرہان ومعنی اولش راغلط داند وصاحبان سروری وجہانگیری ہم برمعنی دوم ش قانع کہ سخن بشک گفتن باشد بخیال ما (الف) اسم جامد واسم مصدر (ب) باشد وترکیب (الف) جزین نباشد کہ لفظ آندر را بایاے نسبت مرکب کردہ آندی کردند ومعنی حقیقی آن منسوب بہ چند ومنسوب بمقدار غیر معین وحاصل آن مشتبہ وشاید کہ آند ہم بمجاز بمعنی شک وگمان برمعنی چارمش گذشت پس معنی سوم (الف) اصل است یعنی باشد وبود وشاید کہ اظہار شک کند ویقین ندارد چنانکہ خان آرزو آوردہ (س) گر روی باغ زرد شد از فصل دے چہ باک ؛ اندی کہ سرخ باشد روی خدایگان ؛ ومعنی دوم بیان کردہ برہان متعلق است بامعنی ششم آند کہ گذشت و بزیادت تحتانی مصدری یا نسبت معنی امیدواری پیدا کند ونسبت معنی اول حیف است کہ سندی پیش نشد مشتاق آن باشیم کہ خصوصیت وفاصلہ متبائن است از ماخذ۔ وچارہ نیست کہ بدین معنی اسم جامد گیریم حالا عرض میشود نسبت معنی چارم الف کہ بخیال ما مرکب است باآن (اسم اشارہ) ودی بمعنی روز گزشتہ ومجازاً بمعنی آن لحظہ گذشتہ کہ فارسیان در استعمال خود ممدودہ را بمقصورہ بمضموم خوانند وحقیقت معنی پنجم وششم جز این نیست کہ اندی اسم جامد فارسی زبان است۔ ومصدر (ب) وضع شد از (الف) بزیادت علامت مصدر (دن) ومعنی (۱) تعجب کردن و (۲) سخن بشک وگمان گفتن پیدا شد از معنی پنجم وسوم اسم جامد کہ تعریفش بالا گذشت خان آرزو (الف) را ترک کرد وبر اندیک کہ می آید بحثی کردہ است وما ہم ہمدرانجا ذوقی بردایم (اردو) (الف) (۱) خاص بقول آصفیہ مخصوص۔ عمدہ۔ منتخب۔ چیدہ (۲) امیدواری بموئث (۳) شاید۔ کلمۂ شک۔ (۴) اُس لحظہ۔ اُس وقت (۵) تعجب۔ عجب۔ (۶) بھی۔ نیز۔ ایضاً

(ب) (۱) تعجب کرنا (۲) کسی بات کو شک اور گمان سے کہنا۔

(الف) **اندیش** (د) بقول برہان و ناصری و جامع بروزن ہم پیشہ (۱) بمعنی فکر و خیال و (۲) بمعنی ترس و بیم آمدہ (ناصری ص۱۵) اندیشہ کس راہ بکنہ تو ندارد ؛ ہیچ چیز که هست از تو نشان ست و نشان نیست ؛ خان آرزو در چراغ فرماید که معنی اول حقیقی است و معنی دوم مجاز آن (سلیم ص۲) از آہ خفتہ در دل من اژدہا سلیم ؛ سیلاب ازین خرابہ باندیشہ بگذرد ؛ بہار گوید که تباہ و خام و رہ نورد از صفات اوست و بالفظ انداختن و بردن و بستن و خوردن و داشتن و دانستن و کردن مستعمل **مؤلف** عرض کند که بخیال ما اندایش که حاصل بالمصدر اندائیدن بمعنی کاہگل مالی و گلابہ سازی و گچ کاری گذشت ماخذ این است فارسیان ہا سے نسبت در آخرش زیادہ کردند که بمعنی منسوب بہ گاہ گل مالی و گلابہ سازی و گچ کاری است و کنایہ از فکر و خیال که چون فکر و خیال بر دل و دماغ مستولی شود گلابہ سازی و گچ کاری را ماند که غلبہ آن گویا دل و دماغ را بپوشد و فارسیان کنایتہً بمعنی فکر و خیال و مجازاً بمعنی ترس و بیم استعمالش کردند و الف چہارم بکثرت استعمال حذف شدہ اندیشہ شد و (الف) بحذف ہا سے ہوز آخرہ (۱) مخفف (د) و اسم مصدر اندیشیدن که می آید ہمین است و (۲) امر از مصدر اندیشیدن ہم۔ آنچہ صاحب رشیدی (الف) را اسم فاعل اندیشیدن ہم گفتہ تسامح اوست که از خیر اندیش و بد اندیش اَ نمعنی پیدا کردہ باشد و این اسم فاعل ترکیبی است که بدون ترکیب امر با اسمی اَ نمعنی پیدا نمیشود (انوری ص) گرش بہتان نہد خصم بد اندیش ؛ ورش عصیان کند چرخ ستمگر ؛ و (ب) و (ج) از قبیل

فکرمند وخوفناک است واستعمال این بہ تحقیق مخصوص باشد بامعنی دوم (د) (نظامی ؎) دران رہگذرہا ۔ اندیشناک ؛ پراگندہ شد در سرم مغز پاک ؛ (اردو) (الف) (۱) دیکھو (د) (۲) اندیشہ کرنا سوچ ۔ ڈر ۔ (ب) و (ج) بقول امیر اندیشہ ناک ۔ پرخطر ۔ خوفناک ۔ (د) (۱) فکر ۔ مؤنث خیال مذکر (۲) اندیشہ دیکھو اسکال ۔

اندیشہ آمدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پیدا شدن فکر وخیال وخوف باشد (بدیع سبزواری ؎) دوشم اندیشہ مرگ آمد وہشیار شدم ؛ یاد آن خواب گران کردم وبیدار شدم ؛ (اردو) خیال کرنا ۔ فکر ہونا ۔ خوف پیدا ہونا ۔ اندیشہ پیدا ہونا ۔

اندیشہ افتادن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف اندیشہ آمدن باشد (ملا جامی ؎) گرفتدت گہی اندیشہ اش ؛ کوش کہ چون من نکنی پیشہ اش ؛ (اردو) دیکھو اندیشہ آمدن

اندیشہ انداختن استعمال ۔ بمعنی فکر وخیال وخوف کردن است ۔ صاحب آصفی ذکر این مصدر مرکب کردہ است (فردوسی طوسی ؎) وز آن پس یکی چارہ ساختن ؛ ز ہر گونہ اندیشہ انداختن ؛ (اردو) فکر کرنا ۔ خیال کرنا ۔ اندیشہ کرنا ۔

اندیشہ باشیدن استعمال ۔ بمعنی فکر وخیال ماندن وبودن است (جامی ؎) باشد پی ہر دردی اندیشہ درمانی ؛ بردار ازدل مادردت اندیشہ درمانہا ؛ (اردو) فکر وخیال رہنا ۔ ہونا ۔

اندیشہ بردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (۱) بمعنی فکر وخیال وخوف دور کردن است (حافظ ؎) طبیب عشق منم بادہ خور کہ این معجون ؛ فراغت آرد واندیشہ خطا ببرد ؛ و (۲) بمعنی فکر وتامل کردن ۔ بہار بدیل اندیشہ ذکر این کردہ (فرخی ؎) شاہ را گو تو بشادی وطرب دل نہ ببس ؛ از پی ساختن مملکت اندیشہ ببر ؛

(اردو) (۱) فکر و خیال سے مستغنی کرنا خوف مٹانا بے خوف کرنا۔ (۲) فکر و تامل کرنا۔

اندیشہ بستن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فکر و خیال کردن و قائم کردن خیال است (حافظ شیرازی ؎) ہر چہ اندیشہ دران بندی کنی بیا بی از خدا ے ؛ زانکہ تدبیر تو با تقدیر او یکسان بود ؛ (اردو) فکر و خیال کرنا خیال قائم کرنا۔

اندیشہ بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی خوف بودن و خیال داشتن و صاحب فکر و خیال بودن است (عرفی ؎) از لب ہر ذرہ ام خون انا الحقی می چکد ؛ طعنہ نامحرم و اندیشۂ داری نبود ؛ (ظہوری ؎) در آن صحرا کہ میگردد سمند رشت خاکستر ؛ مبادا اندیشۂ پرواز بال و پر پرستان را ؛ (نظامی گنجوی ؎) شنیدستم کہ دولت پیشۂ بود ؛ کہ با یوسف رخش اندیشۂ بود ؛ (اردو) خوف ہونا فکر و خیال ہونا۔ ڈرنا فکر ہونا۔

اندیشہ پیش نہادن استعمال۔ بمعنی مبتلاے فکر و خیال و خوف کردن است (ظہوری ؎) یادش اندیشۂ سودا ے دگر پیش نہاد ؛ غم ہجر و طرب وصل فراموشش باد ؛ (اردو) فکر میں مبتلا کرنا۔ خوف زدہ کرنا ؛

اندیشہ خوردن استعمال۔ بہار و آصفی ذکر این کردہ۔ و سند استعمال پیش نشد۔ معاصرین عجم البتہ بر زبان دارند کہ بمعنی خوف خوردن است و مبتلاے فکر و خوف شدن (اردو) خوف کھانا فکر میں مبتلا ہونا۔

اندیشہ داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فکر و خیال و خوف داشتن است (والہی قمی ؎) گر کنم آرزوی بوس و گہی میل کنار ؛ یک کف خاک و صد اندیشۂ باطل دارم ؛ (حافظ شیرازی ؎) با یار کجا نشیند آن کو ؛ اندیشۂ خاص و عام دارد ؛ (ظہوری ؎) چہ باک از سوختن اندیشۂ و اسوختن دارم ؛ نمیدانم چہ خواہد شد برا ے

خود کباب من ؛ (صائب ؎) اندیشہ چرا عشق زر کس داشتہ باشد ؛ پروانہ چہ پروائے عسس داشتہ باشد ؛ (اردو) فکر اور خیال اور خوف رکھنا ؛

اندیشہ دانستن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ دریں جا اندیشہ بمعنی فکر و خوف و منصوبہ باشد و دانستن بمعنی خودش یعنی خیال کردن چنانکہ (حافظ شیرازی ؎) بکوے میکدہ ہر سالکی کہ رہ دانست ؛ در و گذر بردن اندیشۂ تبہ دانست ؛ یعنی منصوبہ تباہ و خوف تباہی خیال کرد (اردو) خوف کرنا خیال کرنا۔

اندیشہ در دل گردیدن استعمال۔ بمعنی خیال در دل پیدا شدن (صائب ؎) نیست در سطح زمین چون گرد بادم ریشۂ ؛ جز سفر در دل نمی گردد مرا اندیشۂ ؛ (اردو) خیال دل میں پیدا ہونا۔

اندیشہ راندن استعمال۔ بمعنی دور کردن فکر و خیال است (ظہوری ؎) زخمی تو زدل اندیشۂ مرہم راند ؛ ہر کہ زہر تو خورد کے بشکر پردازد ؛ (اردو) فکر و خیال دور کرنا۔

اندیشہ رسیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی رسیدن فکر و خیال است و دریں جا اندیشہ مجازاً بمعنی بلند پروازی مستعمل (کمال اصفہانی ؎) امید آدمی بوصالت نمی رسد ؛ اندیشۂ خرد بکمالت نمی رسد ؛ (اردو) فکر و خیال کا پہنچنا۔

اندیشہ رفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی دفع شدن فکر و خیال است (ہلالی سبزواری ؎) روز ہجر از خاطرم اندیشۂ وصلت نرفت ؛ آرزوی صحت از دل کے رود بیمار را ؛ (اردو) فکر دفع ہونا۔ خیال جاتا رہنا۔

اندیشۂ سرعت فشان استعمال بمعنی فکر و خیال سریع السیر و زود رسندہ باشد چنانکہ عرفی گوید (؎) یک نفس اندیشۂ سرعت فشان گر بوے از جہل شود ہمعنان ؛ مخفی مباد کہ سرعت فشان

اسم فاعل ترکیبی است کہ صفت اندیشہ واقع شدہ (اردو) خیال بلند۔ بلند خیال۔

اندیشہ سنجیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فکر و خیال کردن است و اندیشہ سنج از قبیل سخن سنج اسم فاعل ترکیبی این کہ بمعنی فکر و خیال کنندہ و صاحب فکر و خیال باشد بہار ذکر اندیشہ سنج کردہ (خسرو ؎) چہ روشن دلی باشد اندیشہ سنج ؛ کزین در کلیدی رساند بگنج ؛ (اردو) سوچنا۔ فکر و خیال کرنا۔ صاحب فکر و خیال کو اندیشہ سنج کہہ سکتے ہیں ؛

اندیشہ سوختن استعمال۔ بمعنی بیکار شدن فکر و خیال است (عرفی ؎) حیرت زہم آغوشی من می نالد ؛ اندیشہ ز آرزوی من می سوزد ؛ (اردو) فکر و خیال بے کار ہونا۔

اندیشہ شستن استعمال۔ بمعنی دور و دفع کردن خیال است (عرفی ؎) آسودہ تر حسود کہ ما از ضمیر دل ؛ اندیشہ زیان و غم سود شستہ ایم ؛ (اردو) خیال دفع کرنا۔ خیال دور کرنا۔

اندیشہ فراز آمدن استعمال۔ قریب آمدن خوف است (عرفی ؎) باز آکہ فراق جانگداز آمدہ است ؛ اندیشۂ مردنم فراز آمدہ است ؛ (اردو) اندیشہ قریب الوقوع ہونا۔

اندیشہ کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی (۱) خوف کردن است۔ (حزین اصفہانی ؎) چو مرد دین نہ از نفس کافر برمی آئی ؛ سکندر زیستی اندیشہ از نیروی دارا کن ؛ و (۲) فکر و خیال کردن (ظہوری ؎) تراچہ رتبہ کہ اندیشۂ وصال کنی ؛ ادب خوشست ظہوری چنین ظہور مکن ؛ (ولہ ؎) از اشک صبح و شام ظہوریست سبحہ ساز ؛ اندیشۂ طراوت او را دکردہ ایم ؛ (اردو) (۱) اندیشہ کرنا۔ خوف کرنا۔ (۲) فکر و خیال کرنا۔

اندیشہ گذشتن بخاطر استعمال۔ بمعنی خیال پیدا شدن در دل (ظہوری ؎) گاہی نگاہ جوری

سوی گناہ گاران ؛ گر بگذرد بخاطر اندیشۂ ثوابی ؛

(اردو) خیال ہونا۔ خیال دل مین پیدا ہونا۔

اندیشہ گرفتن استعمال۔ بمعنی فکر و خوف کردن است۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (حزین اصفہانی ؎) مدار در رہ و دار الامان خامشی کلفت ؛ صدف اندیشۂ از تلخی دریا نمی گیرد ؛ (اردو) خوف کرنا۔ اندیشہ کرنا۔

(۱) **اندیشہ مند** استعمال بہار ذکر ہر دو کرد از معنی ساکت **مؤلف** گوید کہ بمعنی فکر مند و خوفناک است کہ کلمہ مند و ناک ہر دو افادۂ معنی فاعلی کند (عرفی ؎) گاہ اندیشہ مند و حیران وش ؛ گہ عبارت نورد و زمزمہ ناک ؛ (اردو) (۱) فکر مند (۲) خوفناک۔

(۲) **اندیشہ ناک**

(الف) **اندیشہ نما** استعمال۔ بقول بہار کنایہ از چہرۂ بغایت صاف و پاکیزہ کہ اندیشہ در ان بنماید و این ادعا بمبالغہ باشد (صائب ؎) گرد دل من گر ہوس بوسہ نگردید ؛ اندیشہ از آن چہرۂ اندیشہ نما داشت ؛ صاحب آصفی ذکر ----

(ب) **اندیشہ نمودن** کردہ و سندے از حزین اصفہانی آوردہ (نشہ) چون دیدہ کشاید و اندیشہ نماید داند کہ شہرستان نظم سواد اعظم عالم معنی است ؎ **مؤلف** عرض کند کہ (ب) بمعنی حقیقی خود است یعنی ظاہر کردن و شدن فکر و خیال و (الف) اسم فاعل ترکیبی است از (ب) و بخیال ما در (الف) ہیچ ادعا بمبالغہ نیست۔ عادت است کہ از چہرہ و قیافۂ بعض انسانان اندیشہ و فکر در دل شان باشد ظاہر می شود و چہرۂ اندیشہ نما بمعنی چہرہ ایست کہ فکر و تردد از آن ظاہر شود ہیچ ضرورت نیست کہ از این مضمون غایت صفائی و پاکیزگی چہرہ ظاہر شود البتہ این مضمون پیدا می شد اگر صائب مصرع ثانی را چنین می گفت (ع) اندیشہ ز آئینۂ اندیشہ نما داشت ؛ اندرین صورت از آئینہ استعارہ چہرۂ صاف مقصود می بود۔ (اردو) (الف) فکر مند (ب) اندیشہ اور خوف اور فکر و خیال ظاہر کرنا۔

اندیشہ نہادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی فکر کردن است (فردوسی طوسی ؎) شب تیرہ کرد از جہاندار یاد ؛ پس اندیشہ بر آب حیوان نہاد ؛ (اردو) فکر کرنا۔

اندیشیدن بقول بحر (۱) فکر و تامل کردن و خیال و اندیشہ و غور نمودن در ہر کار و ہر چیز و (۲) ترسیدن و بیم بردن و (۳) غم خوردن فرماید کہ کامل التصریف است و مضارع این اندیشد صاحب موارد و نوادر بمعنی اول و دوم قانع

مؤلف عرض کند کہ این مصدر یست کہ وضع شد از اندیش کہ مخفف اندیشہ گذشت و یاے معروف و علامت مصدر دن و معنی فکر و خیال و خوف در لفظ اندیش و اندیشہ موجود است و معنی سوم مجاز معنی دوم باشد و بس کہ ہر کہ می ترسد۔ غم می خورد (انوری ؎) رو بیندیش کہ از بہر تو ام نخریدی ؛ بمثل قیمت من گر نگذشتی ز ہزار ؛ (صائب ؎) نمی اندیشد از زخم زبان چون عشق صادق شد ؛ بدندان صبح گیرد تیغ خورشید قیامت را ؛ (اردو) (۱) فکر و خیال کرنا۔ تامل کرنا۔ غور کرنا (۲) ڈرنا۔ اندیشہ کرنا۔ خوف کرنا۔ (۳) غم کھانا۔

اندیک بقول برہان و جامع بروزن نزدیک لفظی است از کلمات تمنی کہ در عربی لیت و لعل و عسی گویند بمعنی باشد کہ دبود کہ دباید کہ وزیرا کہ و از برلے آن و ازین جہت۔ صاحبان سروری و رشیدی می فرمایند کہ بمعنی بوک و بحوالہ ادات الفضلا و فرہنگ گوید کہ بمعنی باید کہ و چرا کہ ہم آمدہ و بقول صاحب جہانگیری بمعنی بود کہ و باشد کہ و چرا کہ و زیرا کہ۔ خان آرزو در سراج اللغات گوید کہ بمعنی بوک کہ و باشد کہ و فرماید کہ بقول بعضی بمعنی باید کہ و بقول بعض بمعنی زیرا کہ و بحوالہ قوسی گوید کہ مرکب از اندی و کاف صلہ و اندی بمعنی خاصہ و رائے خود ظاہر فرماید کہ ہمان

معنی اول مناسب است و آنچہ بہ تحقیق پیوستہ آنست کہ این لفظ ماخوذ است از اندیدن بمعنی گمان بردن و مجازاً بمعنی توقع کہ و باشد کہ مستعمل و معانی دیگر پیدا می خواہد (انتہی) **مؤلف** این کتاب عرض کند کہ تحقیق خان آرزو معکوس است کہ اندیک ماخوذ از اندیدن نیست بلکہ اندیدن موضوع از اندی باشد کہ اصل اندیک است و اندیک مخفف اندیکہ از قبیل زیرا کہ مخفف زیرا کہ باشد و ما تحقیق معنی اندی بجایش کردہ ایم و ما خذش را ہم ہمدرانجا بیان کردہ ایم پس (۱) معنی حقیقی اندیک شاید کہ و باشد کہ و جادارد کہ و دیگر ہمہ معانی کہ بر لفظ اندی گذشت بزیادت کاف صلہ در اندیک ہم باشد (حکیم قطران ؎) گر یار ندانذ خطر و قدر تو شاید ؛ اندیک فلک داند قدر و خطر تو ؛ مخفی مباد کہ لفظ شاید در مصرع اول بمعنی (چنانکہ باید و شاید) است و (۲) استعمال این بمعنی زیرا کہ بنظر آمدہ و بدین معنی اسم جامد باشد (خسیکتی ؎) با آنکہ من از عشق تو رسوائے جہانم ؛ ہم راضیم اندیک تو زیبائے جہانی ؛ و (۳) بمعنی باید کہ ہم (استاد عمارہ ؎) گر خوار شدم پیش بت خویش روا بود ؛ اندیک بر مہتر خود خوار نباشم ؛ و جادارد کہ از ہمین شعر معنی اول ہم گیریم و (۴) بمعنی تعجب کہ و این ہمان است کہ بر معنی پنجم اندی گذشت (رشید الدین وطواط ؎) ہر چند کہ بودیم ز ہجران تو غمگین ؛ اندیک ز ہجران تو شادیم دگر بار ؛ و (۵) بمعنی بود کہ یعنی امید کہ و این تعلق دارد با معنی دوم اندی (حکیم خاقانی ؎) گر حلۂ حیات مطرا نہ گردد ت ؛ اندیک در نمانی ازین کسوت از بہا ؛ (**اردو**) (۱) شاید کہ۔ ممکن ہے کہ۔ (۲) اسلئے کہ (۳) چاہئے کہ (۴) تعجب ہے کہ (۵) امید ہے کہ۔

اندیہ | بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اول و کسر ثالث و فتح نون لغت فارسی است بمعنی

تربز دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد و صاحب محیط ہم این اسم را ترک کرد و بر تربوز ہم ذکر آنرا نہ نکرد و سند استعمال ہم پیش نشد و معاصرین عجم ہم ساکت (اردو) تربوز۔ مذکر۔ بقول آصفیہ اس کی فارسی تربز۔ ہم اس کا کامل بیان تربز پر کریں گے۔

اندرو بقول برہان و سروری و ہفت و جامع با ذال نقطہ دار و رائے بے نقطہ بروزن لبلبو۔ پازہر باشد و آن را فادزہر ہم گویند و فرماید کہ بجائے ذال نقطہ دار زائے ہوز ہم آمدہ۔ خان آرزو بازائے ہوز فرماید کہ مخفف انزروت باشد و ذکر این با ذال معجمہ نکرد بخیال ما غلطی کتابت و تسامح محققین است کہ این را بذال معجمہ قائم کردند و ما صراحت کامل انزرو بزائے معجمہ بجایش کنیم (اردو) دیکھو انزرو۔

انز بقول برہان و ناصری و جامع و سروری و جہانگیری بفتح اول و ثانی و سکون رائے قرشت ہر چیز زشت و بد را گویند (محتشم کاشانی ؎) چہ در کشت با چہرۂ گل اناری پازپے عاشقان انز کلہ کلہ ؛ خان آرزو در سراج بذکر این فرماید کہ بقول بعض ہمان است کہ نز مخفف آنست **مؤلف** عرض کند کہ مقصودش جز این نباشد کہ نز کہ بمعنی زشت و ناہموار آمدہ مخفف اینست۔ بخیال ما نز مخفف نزہ کہ اسم جامد فارسی است بمعنی کریہ و ناہموار و انز مزید علیہ نز بزیادت الف و صلی در اولش دیگر ہیچ (اردو) زشت۔ بدصورت۔

انزل بقول صاحب ہفت بضم اول و سکون نون و ضم رائے عہملہ و لام زدہ بمعنی دروغ و کذب آمدہ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و متحقق نشد کہ لغت کدام زبان است و سندی پیش نشد و معاصرین عجم ازین ساکت و ماخذ این ہم متحقق نیست۔ اگر سند استعمال پیش شود اسم جامد گوئیم (اردو) جھوٹ۔ مذکر

انروب بقول برہان بروزن منکوب (۱) جوشیشی است با خارش کہ بعربی قوبا خوانند و (۲) بعضی

گویند کہ جوشنی کہ آنرا بفارسی گرد و بتازی جرب گویند و بازاے نقطہ دار ہم گفتہ اند۔ صاحبان رشیدی و ناصری و جامع و جہانگیری ہم ذکر این بمعنی اول الذکر کردہ اند و ما اشارۂ این بر اندروب کردہ ایم کہ انروب بحذف دال مہملہ مخفف اندروب باشد صاحب سروری فرماید کہ این مرادف جرب است کہ برگون و گوآرون ہم نام دارد۔ صاحب برہان برگوآرون و برگون فرماید کہ ہمان قوبا است و صاحب غیاث جرب مطلق خارش را گفتہ بخیال ما معنی دوم مجاز باشد کہ ہر دو از امراض پوست و خارش دار است (اردو) (۱) دیکھو اندروب (۲) خارش یا خارشت (فارسی) اسم مؤنث۔ کھجلی۔ ایک سودا وی مرض کا نام جس سے تمام جسم پھل جاتا اور کھجلاتا ہے۔

انزر بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح و سکون نون و زاے ہوز در آخر لغت فارسی است بمعنی عدس۔ و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب محیط بر عدس فرماید کہ در یمن ملبس و بہ فارسی نشنگ و مرجوبک و بنوسرخ و بہندی مسور گویند و آن غلہ ایست از ماکولات۔ ما صراحت کامل این بر استرار کردہ ایم وحیف است کہ تائید قول انند از محقق دیگر نشد جا دارد کہ این را مبدل و مخفف انزرہ گیریم کہ بہمین معنی می آید ہاے ہوز آخرہ حذف شد و زاے فارسی بعربی بدل شد چنانکہ آژیر و آزیر (اردو) دیکھو استرار۔

انزارہ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر بمعنی کہکل کہ از دیوار بیفتد۔ و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و بخیال ما این مفرس باشد فارسیان از لغت عربی انزار بزیادت ہاے نسبت ساختہ اند و انزار بقول صاحب انند بحوالۂ منتہی الارب بمعنی کم گردانیدن است (اردو) دیوار سے گرا ہوا کا ہگل گلاب

انزال بقول بہار بمعنی فرو فرستادن و فرو آوردن و آب از مرد جدا شدن۔ فرماید کہ فارسیان

بمعنی مطلق آب خواہ از مرد باشد یا از زن و با لفظ دادن و زدن و کردن استعمال کنند **مؤلف** عرض کند
کہ لغت عرب است بالکسر۔ صاحب منتخب ذکر این کردہ استعمال فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر است
و برائے معنی مصدری با مصادر فرس مرکب کنند کہ در ملحقات آید (**اردو**) انزال بقول آصفیہ
(عربی) اسم مذکر۔ لغوی معنی اترنا۔ اتارنا۔ اصطلاحی معنی منی نکلنا۔ جھڑنا۔

(۱) **انزال دادن** استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ وسندے کہ پیش کردہ ازان ---
(۲) **انزال دادن قلم** پیدا است بمعنی ریختن آب قلم کنایہ از ریختن مداد ش (زلالی خانساری در وصف دختر پیرزال ؎) بوصف غنچہ اش راندم قلم بپیش ؛ قلم انزال داد و رفت از خویش ؛ **مؤلف** عرض کند کہ معنی (۱) منزل شدن است و بس (**اردو**) (۱) منزل ہونا بقول آصفیہ انزال ہونا۔ جھڑنا۔ منی نکلنا (۲) قلم سے سیاہی ٹپکنا یا ٹپکانا

انزال زدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انزال دادن است (فوقی یزدی ؎)
منم آن رند دانشور کہ ہر گہ کیر او را کم ؛ زند انزال معنی
عقل سازد جان بقربانش ؛ (حکیم زلالی در تعریف
خلوت ؎) ز انگبیر قلم در حسن تمثال ؛ بمثل
خویش میزد صورت انزال ؛ (**اردو**) دیکھو انزال دادن۔

انزروٹ بقول برہان و ناصری و جہانگیری بفتح اول و زائے ہوز و رائے قرشت بواو رسیدہ
بمعنی پازہر است و فاذزہر نیز گویند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ ظاہرا مخفف انزروت
کہ بزیادت فوقانی بمعنی دوائی است کہ در مرہم بکار آید۔ **مؤلف** گوید کہ خیال خان آرزو
صحیح باشد کہ محققین مفردات طب ذکر این نکردہ اند و بر انزروت قناعت کردہ اند کہ می آید و
فاذزہر دوائی خاص نیست بلکہ مطلق دافع اثر سموم را گویند و ہر گاہ این صمغ را کہ صراحتش بر

اگر وہک کردہ ایم داخل مرہم ہا کنند و دفع اثر سمی کند فاذ زہر گفتند واللہ اعلم (اردو) دیکھو انزروت اور اگر وہک۔

انزروت بقول برہان و ناصری بروزن و معنی عنزروت است و آن صمغی باشد تلخ کہ بیشتر در مرہم ہا بکار برند و عنزروت معرب آنست و در مؤید الفضلا باین معنی با ذال نقطہ دار و باے ابجد ہم آمدہ کہ اندروب باشد۔ خان آرزو بدیل انزروذکر این کردہ و انزرو را مخفف این گفتہ۔ صاحب محیط این را نوشت و ما صراحت کامل این بر اگر وہک کردہ ایم۔ اسم جامد فارسی زبان است۔ (اردو) دیکھو اگر وہک۔

انزن بالفتح و فتح زاے ہوز بقول صاحب ضمیمہ برہان ترجمہ عرض است مؤلف عرض کند کہ محققین دیگر ازین ساکت اند و معاصرین عجم ہم بزبان ندارند۔ اگر سند استعمال پیش می شد قیاس می کردیم کہ اسم جامد فارسی قدیم است از شان لغت معلوم می شود کہ این لغت ترکی باشد چنانکہ صاحب لغات ترکی انزن بمعنی دراز گفتہ ولیکن محققین لغات ترکی ہم ذکر انزن نکردہ اند (اردو) عرض بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ چوڑان۔ چوڑائی۔ پہنائی۔ پنا۔ پاٹ۔ طول کا نقیض۔

انزوا بقول بہار بمعنی گوشہ گرفتن۔ مؤلف عرض کند کہ لغت عرب است بکسر اول۔ صاحب منتخب گوید کہ بمعنی یکسو شدن از خلق است۔ فارسیان استعمال این بمعنی یکسوئی و گوشہ نشینی و عزلت کنند و بر اے معنی مصدری با مصادر فارسی مرکب سازند کہ در لحقات آید (اردو) گوشہ نشینی۔ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مؤنث۔ عزلت۔ خلوت نشینی۔

انزوا کرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر	این کردہ کہ بمعنی گوشہ نشین شدن و عزلت گزیدن

است (مغربی نیشاپوری ۵) صحرائے دولت تو خوش وسبز وخرم است ؛ نتوان گرفت بیہدہ در خانہ انزوا (اردو) گوشہ نشین ہونا۔ گوشہ نشینی اختیار کرنا۔

انزواگزیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف انزواگرفتن است (نثر حسرین اصفہانی) در یکی از جبال کہ پناہی وآبی داشتہ باشد انزواگزینیم" (اردو) دیکھو انزواگرفتن۔

انژہ بقول برہان بازائے فارسی بروزن غمزہ مرحمک باشد کہ آنرا العربی عدس گویند۔ صاحبان ناصری وجامع وجہانگیری ذکر این کردہ اند بہ تحقیق ما اسم جامد فارسی زبان باشد واین ہمان است کہ تعریف این برآستر ارکردہ ایم (اردو) دیکھو استرار۔

انس بقول بہار بالضم بمعنی خوگرفتن بچیزی۔ فرماید کہ بالفظ گرفتن مستعمل۔ **مؤلف** گوید کہ لغت عرب است وبقول صاحب منتخب آرام گرفتن ہم۔ فارسیان این را بمعنی دوستی ومحبت استعمال کنند وبرائے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند (انوری ۵) روضۂ خلد بود مجلس انس زخواص پاک وقف حشر بود درگہ بارش زعوام ؛ (اردو) انس بقول امیر محبت (سحر ۵) دو دن کی زندگی تھی کس لطف سے گزرتی ؛ تم مجھ سے انس کرتے میں تمکو پیار کرتا ؛

انسان عین استعمال۔ بقول صاحب بحر دانند مردمک کہ بہندی پتلی نامند **مؤلف** عرض کند کہ مرکب اضافی است بمعنی انسانی کہ در چشم است (اردو) آنکھون کی پتلی بقول امیر آنکھون کی سیاہی (رند ۵) گئیں جو حسرت دیدار لیکے دنیا سے ؛ کرینگی حشر کو آنکھون کی پتلیاں فریاد ؛ پتلی بقول آصفیہ مردمک چشم۔ سیاہی چشم۔ (مونث)

انسہ بقول برہان بفتح اول وکسر ثانی وسکون سین بے نقطہ وفتح فوقانی مقصور آنستہ وآن بیخ

گیاہی باشد خوشبوی کہ بعربی سعد گویند **مؤلف** گوید کہ تعریف کامل این در محمدودہ گذشت۔ صاحبان جامع و ناصری ہم ذکر این کردہ اند (**اردو**) دیکھو آنستہ۔

انستی تو استعمال معاصرین عجم برائے مجلسی استعمال این کنند کہ خاص است برائے نشر علوم صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ صاحب بول چال فرماید و درست فرماید کہ مفرس است از انسٹیٹیوٹ کہ لغت انگلیسی زبان است بہ ہر۔ تائے ہندی (**اردو**) انسٹیٹیوٹ بقول امیر (انگریزی) مؤنث۔ افادۂ عام کی کمیٹی۔ ترقی علوم و فنون کی انجمن۔

انس داشتن استعمال بمعنی محبت داشتن صاحب آصفی ذکر این کردہ (نثر حزین اصفہانی) با نس والفتی کہ با والدین خاکسار داشت پیوستہ بمنزل ایشان رسیدہ ؎ (**اردو**) انس و محبت رکھنا۔

انس گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی محبت داشتن است (وحشی بافقی ؎) نوید آشنائی می دہد چشم سخنگویت ؎ گرفتہ انس گو بارمی مانندی خویت ؎ (ظہوری ؎) انس گرفتند باغمی چو ظہوری ؎ از طرب و عیش روزگار رمیدند ؎ (انوری ؎) اندر حریم حرمت تو دیدہ چشم خلق ؎ انسی گرفتہ فوج غم مربع ذناب ؎ (**اردو**) انس حاصل کرنا۔ محبت پیدا کرنا۔

انس ماندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی محبت ماندن است (خان آرزو ؎) مارا کہ ہیچ انس دو دوام ہم نماند ؎ گویا جنون ماست زمجنون زیادہ تر ؎ (**اردو**) انس رہنا۔ محبت رہنا۔

انسی بقول بہار بالکسر (۱) باصطلاح اطبا طرف درون عضو خلاف وحشی۔ صاحب بحر الجواہر ذکر این کردہ و (۲) باصطلاح خطاطان طرف راست قط قلم انسی است و طرف چپ وحشی (نعمت خان عالی ؎) زد کاتب صنع از پی ایجاد رقم زا ؎ این ہر دو جہان انسی و وحشی ست قلم را ؎ وارستہ ہم

ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ (۳) فارسیان این را بمعنی انسانی استعمال کنند بزیادت تحتانی مصدری (انوری ؎) از پے کثرت خدام تو بخشندہ قوی ؎ نطفہ اصورت انسی ہمہ اندر ارحام ؎ (اردو) (۱) ہر عضو کا اندرونی حصہ۔ مذکر (۲) نوک قلم کا سیدھا رخ۔ مذکر۔ (۳) انسانی۔ انسان کا۔ انسان کے جیسے صفات انسانی۔ امیر نے لفظ انسانیت پر اس کا ذکر کیا ہے۔

انشا بقول بہار آفریدن و آغاز کردن و از خود چیزی گفتن و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل **مؤلف** عرض کند کہ بالکسر لغت عربست و صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ۔ فارسیان این را بمعنی عبارت و طرز تحریر استعمال کنند و برائے معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید و در کلام استادان سخن انشا کردن یعنی پیدا کردن ہم آمدہ (ظہوری ؎) قلم در پیش انشائے محبت نامہ دارد ؎ کہ مضمونش بخون در پرچہ تحریر می غلطد ؎ (انوری ؎) چو روز جلوۂ انشائے راوی مدحت تو ببارگاہ در آرد عروس انشا را ؎ (اردو) انشا بقول امیر (عربی) مؤنث۔ دل سے کوئی بات پیدا کرنا۔ عبارت۔ طرز تحریر۔ (رشک ؎) نامہ جانان ہے کیا لکھا مری تقدیر کا ؎ خط کی انشا اور ہے لکھنے کی املا اور ہے ؎

انشاتا بقول برہان و ہفت بفتح اول و سکون ثانی و شین قرشت و ثائے مثلثہ ہر دو بالف کشیدہ بسریانی دوائیست کہ آنرا بفارسی مویزک و بعربی زبیب الجبل خوانند صاحب محیط بر انشاتا گوید کہ مویزج است و بر مویزج فرماید کہ معرب مویزک فارسی و بعربی زبیب الجبل و زبیب البر و بیونانی اسطافیوس اغریا و بقول دیاسقوریدس اسطافیس و بقولی اسطافیدسا اغریا مانس یعنی مویز صحرائی نبات آن شبیہ بہ نبات کرم و از آن کوچک و ضعیف۔ یکے مثلث شکل و آن مویزج شامی است۔ دوم طولانی

وآن را مویز مغربی وحب الرآسن نامند۔ مزاج آن گرم وخشک در آخر سوم ودوران جلاے شدید و تقطیع وتحلیل وحرافت قوی وحدت است ومنافع بسیار دارد (الخ) (اردو) جنگلی منقی۔

انشاد بقول بہار بدال مہملہ شعر خواندن وتعریف گم شدہ کردن وفرماید کہ بالفظ کردن مستعمل مؤلف گوید کہ بالکسر لغت عرب است۔ صاحب انند ہم ذکر این کردہ فرماید کہ انشاد سراے بمعنی شعر خوان است وبمعنی ہجو کردن ہم آمدہ واین از لغات اضداد است۔ بہ تحقق ما فارسیان استعمال این بمعنی مطلق شعر خوانی کردہ اند کہ حاصل بالمصدر است وبراے بمعنی مصدری با مصادر فرس آوردہ اند کہ در ملحقات آید (انوری ۵) وین خدمت شاہ است کہ در جلوۂ انشاد ۔ دوشیزۂ شیرین حرکات وسکنات است ۔ (ولہ ۵) آن مشتری لقا کہ در انشاد این غزل ۔ راوی بزم او منظر زہرہ بار یافت ۔ (اردو) شعر خوانی مؤنث

انشاد کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی خواندن چیزے است ولیکن مخصوص است باشعر وسخن (نثر خسرو) این شعر بطریق تفاخر انشاد کردی ۔ (اردو) شعر پڑھنا۔

انشا شدن استعمال۔ بمعنی نوشتہ شدن است (ظہوری ۵) صبر دل ظہوری در سہی نمی توان کرد ۔ بر لوح مصلحت شد انشاے افترائی ۔ (اردو) لکھا جانا۔

انشا فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تحریر کردن است (نثر خسرو اصفہانی) دو خطبہ ایست کہ در جلوس شاہ سلیمان وشاہ سلطان حسین صفوی انشا فرمودہ۔ (اردو) لکھنا تحریر کرنا۔

انشا کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی مطلق نوشتن است (اثر شیرازی ۵) می کند کلک سخن پرداز انشا مطلعی ۔ تا گلستان حضورش را شود دستان سرا ۔ (صائب ۵) ہمچو ماہی غلس کردن جمع در بحر وجود ۔ بہ ز قتل خویشتن انشاے محضر کردنست ۔ و (۲) بمعنی نوشتن احوال ہم آمدہ (صائب ۵)

در سینۂ آتش نفسان دود برآید ؛ چون خامۂ صائب کند انشائے قیامت ؛ و (۳) بمعنی پیدا کردن و قائم کردن ہم (صائب ۵) گوہر از گرد یتیمی ساحل انشا می کند ؛ ورنہ آن دریای رحمت بی کنار افتادہ است ؛

حاصل اینست کہ - - - - - - - - - -

انشا کردن ساحل
انشا کردن قیامت متعلق است بمعنی دوم و سوم متذکرۂ بالا

(اردو) (۱) لکھنا - (۲) کسی احوال کا تحریر کرنا (۳) پیدا کرنا - قائم کرنا -

انشا نمودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ مرادف انشا کردن بمعنی اول است (نثر نصیر بدخشانی) بعضی اوقات بتقریب خطابی و بہانۂ جوابی ابداع نامہ و انشائے مکتوبی نمودند ؛ (اردو) لکھنا -

(۱۸۹۶)

انصاف بقول بہار داد دادن و راستی کردن و بنیمہ رسیدن و فرماید کہ بعضی قید روز نیز کردہ اند و بمعنی اول بالفظ دادن و دیدن و شدن و کردن و کشیدن مستعمل (الخ) **مؤلف** عرض کند کہ لغت عرب است بہ کسر اوّل و صاحب منتخب ذکر این کردہ فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر یعنی داد و راستی استعمال کنند و برائے معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (صائب ۵)

آن را کہ بانگشت تو ان عیب شمردن ؛ در عالم انصاف زمردان حساب است ؛ (ظہوری ۵) نخونم کرد رشک غیر رنگین تیغ غیرت را ؛ بانصاف آشنائی باد شوخ بیمروت را ؛ (مسیح کاشی ۵) این چہ عدلست و چہ انصاف کہ این چرخ پلید ؛ حیف مستان ہمہ از مردم ہشیار گرفت ؛ (اردو) انصاف بقول امیر (عربی) مذکر - داد - نیاؤ - احقاق حق (رند ۵) روند افتیل جرم محبت کی لاش کو ؛ انصاف ترک شوخ کے رہوار نے کیا ؛

انصاف بالائے طاعت است مثل صاحب بحر و بہار ذکر این کردہ و برائے محل استعمال

از ملا کاتبی سندی آوردہ (ے) من کیستم کہ سجدہ برم پیش ابروش ؛ انصاف گفتہ اند کہ بالائے طاعت است

مؤلف گوید کہ فارسیان استعمال این برائے اظہار مرتبۂ بلند انصاف کنند کہ بہترین طاعت وعبادت باشد (**اردو**) دکن مین کہتے ہین ؛ انصاف کا بول بالا ؛ اس کا مطلب یہی ہے کہ کل صفات و عبادات سے انصاف کا رتبہ بلند ہے۔

انصاف بخشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی ودیعت وعطا کردن صفت انصاف ومخلوق کردن بصفت عدل باشد (صائب ے) خدا بان لب جان بخش بخشد انصافی ؛ کہ بوسہ ندہد تا مرا بجان آرد ؛ (**اردو**) انصاف عطا کرنا۔ انصاف کی توفیق دینا۔

انصاف بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی پیش نظر بودن انصاف وعدل و انصاف کردن وعدل ساختن است (ثنائی مشہدی ے) این زرق وشید وحیلہ کہ نسبت کنم بغیر ؛ انصاف گر بود ہمہ در وادی من است ؛ (**اردو**) انصاف ہونا۔ انصاف کرنا۔

انصاف خواستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی داد خواستن است وطلب انصاف کردن (شفائی اصفہانی ے) سوالی می کنم اے خضر وانصاف از تو می خواہم ؛ حیات جاودان بہ یا بر غبت جان فدا کردن (انوری ے) از و این ظلم را انصاف خواہم ؛ اگر او ہم نخواہد داد او داد (**اردو**) انصاف چاہنا۔

انصاف دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ (۱) بمعنی انصاف کردن است (فیضی ے) انصاف بدہ کہ نیست بازی ؛ با بریک سر سود و آز تازی ؛ (عرفی ے) عرفی انصاف دہ ہم آنچہ کہ کردی ہمہ عمر ؛ گر یہ ہمہ طاعت حق بود نکردن بہ بود و (۲) بمعنی انصاف عطا کردن۔ مرادف انصاف بخشیدن کہ گذشت (ظہوری ے) نداد ہ است حق انصاف دل فریبان را ؛ چہ عشوہ ہا کہ نداد ند ناشکیبان را ؛

(اردو) (۱) انصاف کرنا۔ (۲) دیکھو انصاف بخشیدن۔

انصاف داشتن استعمال۔ بمعنی صاحب عدل وداد ومنصف بودن است (ظہوری ؎) بہ بحر و بر نشنیدم بعمر خویش از تو ۔ زہے مروت و انصاف تا کجا دارد ۔ (اردو) منصف ہونا انصاف کرنا۔ انصاف کا خیال رکھنا۔

انصاف دانستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بحالت انصاف۔ قرار یافتن ومعلوم شدن امرے (نثر صحن اصفہانی) دریں ارخلے طبع وارتحال وتفرقۂ بال۔ انصاف داند کہ مساعدت حافظہ چہ مقدار تواند بود۔ مقصود اینست کہ اگر تو انصاف کنی دانی یعنے انصاف تو داند۔ (اردو) انصاف جاننا جیسے "تیرا انصاف اس بات کو جانیگا کہ میں بیقصور ہوں یا قصوروار" یعنی اگر تو انصاف کریگا تو تجھکو معلوم ہوگا۔

(۱۸۹۹)

انصاف دیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انصاف کسی دیدن باشد۔ (قدسی مشہدی ؎) انصاف بین کہ ساقی مجلس بکام ما ۔ می آنقدر بجام نریزد کہ بوکنند ۔ بخیال ما بوکردن دریں جا بمعنی سر راخم دادن بشکرانہ است چنانکہ اہل ولایت کنند وصراحت کامل این تجائش آید۔ (اردو) انصاف دیکھنا جیسے "انکا انصاف دیکھو کہ ہمکو کوئی صلہ نہیں دیا"

انصاف رسانیدن استعمال۔ بمعنی رسانیدن بانصاف وانصاف کردن وداد خواہ را بدادش رسانیدن است (انوری ؎) دستور جلال الوزرا کز در عالیش ۔ انصاف رساند ہر انصاف رسان را ۔ (اردو) انصاف کرنا۔ داد خواہ کو داد دینا اور اُس کے ساتھ انصاف کرنا۔

(۱۸۹۰)

انصاف ساختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انصاف کردن است (نظامی گنجوی ؎) کجا آن عدل وآن انصاف سازی ۔

که بافرزندزین سان کردبازی ؛ (اردو) انصاف کرنا۔ عدل کرنا۔

انصاف ستدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کرده که بمعنی بے اختیار کردن و حکومت گرفتن و برمرتبۂ نظامت وفصل خصومات قائم نداشتن وانصاف کردن ومعاوضه گرفتن وبیاداش رساندن هم بطریق مجاز (خسرو ؎) یارب که ازان خدائے نانرس ؛ انصاف من شکسته بستان ؛ (اردو) انصاف کرنا۔ بے اختیار کردینا۔ حکومت باقی نه رکھنا۔ بدلہ لینا۔

انصاف شیوه ایست که بالائے طاعتست مثل۔ صاحبان خزینه وامثال فارسی ذکراین کرده اند واز صراحت محل استعمال ساکت **مؤلف** عرض کند که این همان (انصاف بالائے طاعت است) باشد که گذشت وبمین راموزون کرده اند واین مرادف آنست (اردو) دیکھو انصاف بالائے طاعتست۔

انصاف طرازیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کرده که بمعنی انصاف کردن است ورقم انصاف کردن وفیصلۂ منصفانه نوشتن (نثر ابوالفضل) اے نفس معربد اگر آهنگ انصاف طرازی درسرت هست الخ ؎ (اردو) انصاف کرنا۔ انصاف سے لکھنا۔

انصاف کردن استعمال۔ صاحب آصفی وبهار ذکراین کرده که بمعنی عدل کردن است معاصرین عجم هم برزبان دارند وگویند ؛ منصف است وخیلی عدل وانصاف میکند ؎ (اردو) انصاف کرنا۔

انصاف کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکراین کرده که مرادف انصاف ستدن باشد که گذشت۔ (حافظ شیرازی ؎) گرهمه خلق جهان برمن وتوحیف خورند ؛ مکشد ازهمه انصاف ستم داورما ؛ (اردو) دیکھو انصاف ستدن (الف)

انصاف گذاردن استعمال۔

(ب) انصاف گذاشتن صاحب آصفی ذکر (سبب) کردہ کہ (۱) بمعنی اجازت دادن انصاف است و بخیال ما اولی تر است کہ سند پیش کردہ اش را متعلق بہ (الف) کنیم بہ ہمین معنی و (۲) بصورتی کہ انصاف را مفعول گیریم بمعنی انصاف ازدست دادن است و نا انصاف شدن (حزین اصفہانی ۱۵) نگذاردم انصاف کہ من نالم و گویم ؛ با دل شدگان یار جفا پیشہ جفا کرد ؛ (اردو) (الف وب) (۱) انصاف کا اجازت دینا جیسے ؛ مجھکو انصاف اجازت نہین دیتا کہ مین اُسکو بغیر سزا کے چھوڑ دون ؛ (۲) انصاف کو چھوڑ دینا یا انصافی کرنا۔

انصاف گزیدن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی صاحب انصاف بودن است و از ہمین است انصاف گزین بمعنی انصاف قبول کنندہ و صاحب انصاف (واسم فاعل ترکیبی) (ابو الفضل) مستحسن خاطر انصاف گزین افتاد ؛ (اردو) انصاف کرنا صاحب انصاف ہونا۔

انصاف ماندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ است کہ بمعنی انصاف باقی ماندن است و بودن عدل و معدلت در کسی و چیزی (صائب ۵) امروز قدر نکتۂ موزون نماندہ است ؛ انصاف در قلمرو گردون نماندہ است ؛ (اردو) انصاف رہنا۔ جیسے ؛ افسوس ہے کہ فرانس مین انصاف نہین رہا۔

انصاف یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حاصل کردن انصاف و داد باشد (مجد ہمگر شیرازی ۵) انصاف چون نیافت گروہ از دگر گروہ ؛ من بندہ را گزید نظر شان بداوری ؛ (اردو) انصاف یا داد کو پہنچنا۔

انطلیون بقول برہان و جہانگیری در دستور پنجم خاتمہ بذیل لغات عربیہ) با طای حطی و لام و تحتانی بروزن عنبر گون ملغت یونانی قوس قزح را گویند و صاحب سروری این را بزیادت

سین مہملہ بعد نحتانی انطلیسون نوشتہ واین ہمان است کہ ما تعریفش بر اغلیسون کردہ ایم (اردو) دیکھو اغلیسون۔

انطونیا بقول برہان بروزن افلونیا لغت یونانی است۔ کاسنی شامی راگویند وآن سردتر باشد وجگر گرم را نافع۔ صاحب محیط بر انطونیا۔ حوالۂ کاسنی بستانی کردہ فرماید کہ ہندباے بلخی است وبر کاسنی شامی گوید کہ ہمان کاسنی بستانی وبر کاسنی نوشتہ کہ اسم فارسی است ودر ہندی نیز ہمین لغت مشہور و بہ عربی ہندبا وبفارسی کشنج ویونانی سارس وسیریس وانطونیا وبرومی اندیقیا وآن نباتی است معروف۔ برّی وبستانی وبقول شیخ کاسنی تر وتازہ سرد در اول وتر در آخر اول وبستانی ابرد وارطب۔ مفتح سدد احشا وعروق ومصفی رنگ وخون وموسع مجاری ومسکن حرارت خون و حدت صفرا وتشنگی است ومنافع بیشمار دارد (الخ) (**اردو**) کاسنی بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث۔ ایک دوا کا نام جسے عربی مین ہندبا کہتے ہین۔

انعام بقول بہار نعمت دادن فرماید کہ بصلۂ باستعمل **مؤلف** عرض کند کہ بالکسر لغت عرب است وبقول منتخب نعمت دادن وناز کردن وچشم روشن گردانیدن وزیادہ شدن۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر یعنی نعمت وعطا استعمال کنند وبرائے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات آید (انوری ؎) تا در انعام تو برآفرینش باز شد ؛ آز را پیوستہ دریابی نیاز در ہم است ؛ (ولہ ؎) انعام تو بر اہل ہنر گرچہ بحد لیست ؛ در شکر تو کام ہمہ شان چون شکر آمد ؛ (**اردو**) انعام بقول امیر (عربی) مذکر۔ عطیہ۔ بخشش۔ کسی بات کا صلہ (میر ؎) کس کے لئے مین شعر کہون کون ہے ایسا ؛ انعام دے جو گوہر مدحت کے برابر ؛ (فقرہ) جو انھون نے انعام واکرام

یمن دیدیا وہ تمہین نصیب بھی ہوگا۔

انعام دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی نعمت دادن است۔ **مؤلف** گوید کہ معاصرین عجم بمعنی صلہ دادن استعمال می کنند و بیشتر با مصدر کردن مستعمل (فقرہ) برائے ہر کارش انعامی تازہ می دہد۔ (اردو) انعام دینا۔

انعام رفتن استعمال۔ بمعنی عطا شدن انعام است چنانکہ انوری گوید (ے) گرچہ از تاثیر گردون بدست روزگار ہ ساکنان چرخ را انعام بیحد می رود ہ (اردو) انعام ملنا۔ انعام دیا جانا عطا ہونا

انعام فرمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حکم انعام دادن و انعام دادن و کردن است (سعدی شیرازی ے) اگر من بنالیدم از درد خویش ہ وے انعام فرمود در خور دخویش ہ (اردو) انعام کا حکم دینا۔ انعام دینا۔ نعمت عطا کرنا۔

انعام کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی عطا کردن است (نظام استرابادی ے) وعدۂ بوسہ نمودی و نفرمودی لطف ہ در امید کشودی و نکردی انعام ہ (عرفی ے) ناصیہ را لوح ادب نام کرد ہ بوس زمین خودش انعام کرد ہ (اردو) عطا کرنا۔

انعام گردانیدن دیہہ استعمال۔ صاحب آصفی ذکر انعام گردانیدن کردہ و از سند پیش کشیدہ اش (انعام گردانیدن دیہہ) بمعنی عطا کردن دیہہ بمعانی محاصل سیدانست و خصوصیت ندارد با دیہہ جا دارد کہ اراضی و امثال آن را ہم بجائے دیہہ استعمال کنیم (نثر خسرو) دیہ پرپ سوزار اعمال مہراز استقبال ظریف انعام گردانیدیم (اردو) موضع کا بطریق انعام عطا کرنا۔ یعنی اوس کے محاصل کو معطی لہ کے لئے معاف کردینا۔

انعام نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ بخیال مرادف انعام گردانیدن دیہہ است (برندق سمرقندی ے) پس بوزالتون

مرا نمود انعام ؛ لطف سلطان بہ بندہ بسیار است ؛ (اردو) دیکھو انعام گردانیدن دیہہ۔

انفاس مسیحا اصطلاح۔ فارسیان این را بمعنی دم مسیحا و اعجاز مسیح استعمال کنند اگرچہ انفاس جمع نفس است ولیکن استعمال بمعنی واحد می شود و کنایہ از قم باذن اللہ است کہ عیسی علیہ السلام بوسیلہ آن مردہ را زندہ میکرد (ظہوری ۵) شد عبث سعی طبیبان دل بیمار غمت ؛ شکر للہ کہ بانفاس مسیحا نشگفت ؛ (اردو) دیکھو اعجاز مسیح۔

انفاق بقول برہان و جامع و ہفت بکسر اول و سکون ثانی و فای بالف کشیدہ و بقاف زدہ روغن زیتون تازہ را گویند و صاحب محیط فرماید کہ روغن زیتون نارسیدہ و بر زیت فرماید کہ روغن است و یونانی آلاد و سلیط و در انگریزی آولیو آئل نامند و آنچہ از زیتون پختہ بگیرند آنرا زیت عذب نام است و از مطلق زیت مراد ہمین است و آنچہ از خام بستانند زیت انفاق نام دارد گرم در دوم و یابوست و قبض و گویند سرد و خشک در اول۔ مقوی بدن و منشط حرکت۔ مصفی و منافع بسیار دارد (الخ) **مؤلف** گوید کہ انفاق در زبان عرب بقول صراح بمعنی روزینہ مقرر کردن و خرچ کردن است و جا دارد کہ فارسیان بمعنی مطلق روزی استعمال کردہ باشند و برای روغن زیتون نام نہادند کہ در ولایت ہا جز و اعظم اغذیہ باشد کہ بعوض روغن زرد استعمال این می شود و بقول منتہی الارب نفاق جمع نفقہ آمدہ پس عجبی نیست کہ فارسیان الف وصلی در اولش زیادہ کردہ روغن زیتون را نام نہادہ باشند کہ جز و اعظم غذاے اہل ولایت است (اردو) زیتون کا تیل۔ مذکر

انفت بقول برہان و جامع و جہانگیری و ہفت و ناصری و سراج بر وزن رحمت بمعنی نقصان و خسارت و زیان و غبن و در عربی بمعنی ننگ و عار آمدہ (مختاری ۵) ہر آینہ انفت کردہ باشد

ازدانش ؛ کسی کہ خبرہ ثنائے تو باشدش مفخر ؛ صاحب انند صراحت کنند کہ لغت فارسی است مؤلف عرض کند کہ از سند مختاری مصدر - - -

خیال کردند و بعض بالعکس آن واللہ اعلم بحقیقۃ الحال - بدین وجہ کہ ماہر دو را در ذخیرۂ تحقیقات شان یافتیم ماخذش را بیان کردیم - معاصرین عجم ہر دو را بر زبان ندارند و استعمال متاخرین و متقدمین در معرض شبہی است کہ ذکرش بالا مذکور شد (اردو) (الف) (۱) سرمایہ (۲) جمع کیا (ب) جمع کرنا (ج) (۱) سرمایہ (۲) جمع کیا - جمع کرے - (د) جمع کرنا -

النفست بقول برہان و ناصری و جہانگیری و سراج و رشیدی و جامع بروزن بدست پردہ و تنیدہ عنکبوت را گویند (شمس فخری ؎) شہنشاہی کہ خیط شمس گردون ؛ بود بر طاق ایوان وی النفست ؛ صاحب انند صراحت فرمود کہ لغت فارسی است - (اردو) جالا بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - وہ سفید اور کاغذ سی جھلی جو مکڑی اپنے لعاب دہن سے بناتی یا وہ چند تار جو عنکبوت تنتی ہے (ذوق ؎) مہ مین کہان جو تاب رخ سیمتن مین ہے ؛ جالا سا عنکبوت کا سقف کہن مین ہے ؛

النفست بر تنیدن استعمال یعنی قائم کردن عنکبوت پردہ و تنیدہ را (خسرو ؎) عنکبوت بلاش بر دل من ؛ گرد بر گرد بر تنید النفست ؛ (اردو) مکڑی کا جالا بنانا - (۱۹۰۲)

النفعال بقول بہار شرمندہ شدن و اثر پذیرفتن از چیزی و فرماید کہ بالفظ بردن و دادن و داشتن و کشیدن مستعمل - **مؤلف** عرض کند کہ بالکسر لغت عربست - صاحب منتخب ہم مذکر این کردہ فارسیان بمعنی حاصل بالمصدر یعنی خجلت و شرمساری و شرم استعمال کنند و برائے معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) چون ظہوری در گذار انفعال ناکسی ؛ چون نباشم نیکنامی چون تو بدنام من است ؛ (انوری ؎) گوش را از

انفعال این سخن ؛ باز خر گو ایها الساقی تعال ؛ (اردو) انفعال۔ بقول امیر۔ (عربی) مذکر شرمندگی ندامت (سحر ؎) نگاہ تیر ہے ڈر ہے تمہارے دیدے سے ؛ شہید کر کے مجھے انفعال بھی نہ ہوا؟

انفعال آمدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی شرم آمدن و منفعل شدن باشد (حزین اصفہانی ؎) شب زلف تو در خیالم آمد ؛ از بخت خود انفعالم آمد ؛ (اردو) شرم آنا۔ شرمندہ ہونا منفعل ہونا۔

انفعال بردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منفعل شدن باشد (سلمان ساوجی ؎) می شود از روی تو ماہ فلک منفعل ؛ می برد از رائے تو شاہ فلک انفعال ؛ (اردو) منفعل ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

انفعال دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منفعل کردن است (حافظ شیرازی ؎) کہ نام قند مصری بر دہ آنجا ؛ کہ شیرینان نہ دادند انفعالش ؛ (اردو) شرمندہ کرنا منفعل کرنا؟

انفعال داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منفعل بودن و شرمساری داشتن است (میلی ہروی ؎) بر نگیرم آستین از چشم گریان ہمچو شمع ؛ بسکہ دارم انفعال از می گساری ہائے خویش ؛ (اردو) منفعل ہونا۔ شرمندہ ہونا۔

انفعال کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منفعل شدن است (باقر کاشی ؎) باقر رسید و یار تغافل کنان گذشت ؛ شرمندہ دمی کہ کشید انفعال ہا ؛ (اردو) منفعل ہونا۔

(الف) انفقدن صاحب دری و پہلوی (الف) را بمعنی اندوختن و حاصل کردن آوردہ

(ب) انفقدہ از ناصر خسرو سند دہد (؎) تو بی تمیز بر انفقدن ثواب مرا ؛ اگر ندانی مزدور رایگان شدہ ؛ و بر (ب) فرماید کہ مرادف اندوختہ باشد و از کلام شمس فخری استناد کند

(ے) ابو اسحاق شاہی کرخبانش ؛ سلاطین سلطنت انفقدہ باشند ؛ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ **مؤلف** عرض کند کہ جا دارد کہ (الف) را مرکب از انفقد و علامت مصدر دان گیریم و انفقد مبدل انفخد باشد کہ بہ خاے معجمہ بمعنی سرمایہ گذشت۔ خاے معجمہ بہ قاف بدل شود ہمچون خچاق و چقاق و (ب) اسم مفعول ہمین مصدر و از انفقدون یک دال مہملہ حذف شدہ انفقدن شد و لکین سند (الف) را محققین فرس بر انفخدن نقل کردہ اند کہ با لام دوم و غین معجمہ چارم گذشت و جا دارد کہ ہمین قسم تحریف و تصرف در سند (ب) ہم شدہ باشد کہ لام دوم را کاتبین بنون بدل کردند و بجاے غین معجمہ قاف نوشتند و اللہ اعلم۔ بالجملہ حال این مصدر ایست کہ حالا بر زبان معاصرین عجم استعمالش متروک است و صراحت ماخذ این بر انفخد مذکور شد (**اردو**) (الف) جمع کرنا (ب) جمع کیا ہوا۔ اندوختہ

انقردیا بقول برہان و ہفت بفتح اول و قاف و سکون ثانی و را و دال بے نقطہ و تحتانی بالف کشیدہ لغتی است رومی و بقول بعض یونانی و معنی آن مانند دل و آن چیزیست کہ آنرا بلادر گویند و بہترین وے آنست کہ فربہ و سیاہ باشد و چون بشکنند پر شیرہ بود گرم و خشک است در چہارم۔ قوت حافظہ دہد و ذہن را تیز کند و در عربی ثمرۃ البلاد خوانند و ہندی بلاوہ۔ صاحب محیط بر بلادر فرماید کہ لغت فارسی است و ماخوذ از بھلانوۂ ہندی و گویند معرب بھلاوۂ ہندی و یونانی یا رومی انقردیا و آن ثمر شجریست کہ در بلاد ہند و چین یافتہ می شود۔ عسل آن گرم و خشک در چہارم و پوست آن در سوم و مغز آن گرم در سوم و خشک در اول و عسل آن مفرح و مورم۔ مسخن و محلل و ملطف و مقرح جلد و منافع بسیار دارد (الخ) (**اردو**) بھلاوان بقول صاحب آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ ایک پھل کا نام ہے جو اکثر دواؤں میں پڑتا ہے۔ بلادر۔

انقطاع بقول بہار بریدہ شدن۔ **مؤلف** عرض کند کہ بکسر اول وسوم لغت عرب است و صاحب منتخب ہم ذکر این کردہ۔ فارسیان استعمال این بمعنی حاصل بالمصدر یعنی قطع کنند و برائے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (**اردو**) قطع۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ تراش۔ برید۔ بیونت۔

انقطاع پذیرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی قطع شدن است (نثر خسرو) در علم لفظ متصرف شحذ یست کہ اگر در عرب رود نزاع کوفیان و بصریان پیش او انقطاع پذیرد (**اردو**) قطع ہونا۔

انقطاع داشتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی منقطع شدن است (اسیری لاہجی ؎) گر شدی عاشق دلا قطع نظر کن از دو کون ؎ نیستی محرم بہ عشقش گر نداری انقطاع ؎ (**اردو**) جدا ہونا۔ ٹوٹ جانا۔ منقطع ہونا۔

انقلاب بقول بہار بمعنی واژگون شدن۔ فرماید کہ بانقطاع افتادن و گرفتن بمعنی منقلب شدن مستعمل۔ **مؤلف** عرض کند کہ بکسر اول وسوم لغت عرب است و بقول صاحب منتخب بمعنی واگردیدن فارسیان این را بمعنی واژگونی و تغیر و تبدیل استعمال کنند و برائے معنی مصدری بامصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (صائب ؎) زخون شگفتہ شود چون شراب شیشہ ما ؎ شکستہ دل نشود ز انقلاب شیشہ ما ؎ (ولہ ؎) عالمی بے انقلابی ہست اگر زیر فلک ؎ پیش ارباب نظر دار الامان حیرت است ؎ (**اردو**) انقلاب بقول امیر (عربی) مذکر۔ تغیر و تبدل۔ الٹ پلٹ۔ نیرنگ زمانہ (ہلالی ؎) انقلاب الفت مین یہ کیسا ہے اے گردون دون ؎ دوست ہم جس کے ہوے وہ صاف دشمن ہوگیا ؎ (رشک ؎) طرح طرح کے دکھاتے ہو عالم

رخ وزلف ؛ ہمارے گھر شب و روز انقلاب رہتا ہے ؛

انقلاب افتادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تفرقہ افتادن وزیر وزبر و برہم شدن است (ظہوری ؎) انگیخت شوق لشکر از تست فتح ایدل ؛ در کورۂ تخیل افتادہ انقلابی ؛ (اردو) انقلاب واقع ہونا۔

انقلاب انداختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی برہم وزیر وزبر کردن وتفرقہ انداختن است (طبعی قزوینی ؎) غارتگرا بملک دلم تاد رآمدی ؛ انداختی مکشور جان انقلابرا ؛ (اردو) تفرقہ ڈالنا۔ انقلاب پیدا کرنا۔

انقلاب انگیختن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی برہمی قائم کردن وبرہم کردن وتہ و بالا کردن وتفرقہ پیدا کردن است۔ (نشر طغرائے مشہدی) گل کاریژہ بسکہ انقلاب در مزاج خویش انگیخت۔ خون وسفرائے زرد آب معصفر شبہ دیگر آمیخت " (اردو) انقلاب پیدا کرنا۔ برہمی پیدا کرنا۔ تہ و بالا کرنا۔

انقلاب بودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی تہ و بالائی بودن و واقع شدن انقلاب است (شانی مشہدی ؎) دلشب کہ یار بر سر ناز و عتاب بود ؛ تا روز در دیار دلم انقلاب بود ؛ (اردو) تہ و بالائی ہونا۔ انقلاب واقع ہونا۔

انقلاب رفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی دفع و منتقل شدن انقلاب باشد (علی خراسانی ؎) جیب زمانہ از در و یاقوت شد تہی ؛ این انقلاب رفت و بدریا و کان فتاد ؛ (اردو) انقلاب دفع ہونا۔ انقلاب منتقل ہونا۔

انقلاب فتادن استعمال۔ ہمان انقلاب افتادن است کہ گذشت۔ صاحب آصفی سند این بر انقلاب افتادن آوردہ و ما نقلش بر انقلاب رفتن

کردہ ایم (ظہوری ع) فتد در جہان شکیب انقلاب (اردو) دیکھو انقلاب افتادن۔

انقلاب گرفتن از کسی استعمال۔ صاحب آصفی ذکر انقلاب گرفتن کردہ و از سندش انقلاب حاصل کردن از کسی و انقلاب پذیرفتن از کسی پیداست (صائب ع) شور من آورد صائب آسمانہا را بوجد ؛ بحر لنگر دار ہستی انقلاب از من گرفت ؛ (اردو) انقلاب حاصل کرنا کسی شخص سے۔

انقلاب نہادن استعمال بمعنی انقلاب و تہ بالائی پیدا کردن است۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (بدر چاجی ع) شریک حلم تو خرقاف کس نشان ندہد ؛ وشیک عزم تو در قطب انقلاب نہد (اردو) انقلاب پیدا کرنا ؛

انقلیا بقول برہان و ہفت و انند بکسر اول و قاف و سکون ثانی و لام و تحتانی بالف کشیدہ بلغت اہل مغرب دوائی است کہ او را بفارسی شمنکار گویند و بعربی شجرۃ الدم خوانند و آن نوعی از سرخ مرواست۔ برگ آن سرخ و بسیاہی مائل می باشد۔ با پیہ بز کوہی بر خنازیر نہند نافع بود۔ بعضی گویند کہ لغت رومی است و ما صراحت کامل این بر انجا و انجوسا کردہ ایم (اردو) دیکھو انجوسا۔

انقون بقول برہان و ہفت با قاف بر وزن میمون بلغت یونانی کل کندہ را گویند آن نوعی از کماۃ باشد و آن را بجہت فربہی حلوا کردہ خورند و بعربی ورد المنتن خوانند۔ صاحب محیط ذکر این کردہ فرماید کہ اسم ورد منتن و دریاس باشد و بر دریاس گوید کہ معرب از دروس فارسی و یونانی انقون نوعی از ورد منتن گرم و خشک در سوم۔ مرکب انقوی از جز و ناری و ارضی۔ گیلانی نوشتہ کہ این نبات بجملہ اجزائے خود مرکب از حرارت و برودت و تازہ آن مسکر قوی و محلل بلغم و سودا و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) صاحب محیط نے ورد منتن پر فرمایا ہے کہ اسکو ہندی میں

بھانتل اور سدا گلاب کہتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے سدا گلاب پر فرمایا ہے کہ اسم مذکر۔ ایک قسم کا سرخ گلاب جو بارہ مہینے پھولا رہتا ہے۔ اس مین خوشبو کم ہوتی ہے کہتے ہین کہ یہہ گلاب چین سے آیا تھا

انکار بقول بہار بالکسر باور نداشتن و فرماید کہ بالفظ داشتن و کردن مستعمل۔ **مؤلف** عرض کند کہ بالکسر لغت عرب است و بقول منتخب بمعنی نہ شناختن و ناپسندیدہ داشتن ہم۔ فارسیان این را بمعنی ضد اقرار استعمال کنند و برائے معنی مصدری با مصادر فرس مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) بیع حسنی رد مکن نقد قبولت در کف است ؛ صد زیان بہتر ز یک انکار۔ اقراری بخر ؛ (ولہ ؎) قبولم ہست او ہر چہ باشم ؛ بہر انکار اقراری در آرم ؛ (اردو) انکار بقول امیر (عربی) مذکر۔ اقرار کی ضد (جان صاحب ؎) تم جھوٹ کے پتلے ہو تمھین سچ سے ہے کیا کام ؛ انکار سے بدتر ہین سب اقرار تمھارے ؛

انکار آمدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر کردہ کہ بوقوع آمدن انکار باشد (کاتبی نیشاپوری ؎) از کاتبی نیاید انکار روی نیکو ؛ مومن کجا تواند منکر شدن لقا را ؛ (اردو) انکار واقع ہونا۔

(۱) **انکار باشیدن** (۲) **انکار بودن** استعمال صاحب آصفی ذکر کردہ و از سندش (۱) پیدا می شود بمعنی بودن انکار و ماندن انکار (سعدی شیرازی ؎) گر دست بشمشیر بری عشق ہمانست ؛ کانجا کہ ارادت بود انکار نباشد ؛ (اردو) انکار ہونا۔

انکار توانستن استعمال۔ بمعنی منکر شدن توانستن و انکار کردن توانستن کہ لفظ انکار در ین مصدر مرکب بمعنی مصدر است (حزین اصفہانی ؎) گریبان پارہ می آیم بکویت ہر سحر ترسم ؛ کہ مستم محتسب پندارد و انکار نتوانم ؛ (اردو) انکار کر سکنا۔

انکار داشتن استعمال۔ بمعنی منکر بودن صاحب آصفی ذکر این کردہ (طالب آملی ؎)
یکی عارف نازپروردہ مشرب ؎ کہ از قید ہر مذہب انکار دارم ؎ (اردو) انکار رکھنا منکر ہونا۔

انکار رسیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی حق انکار بودن و جائز بودن انکار باشد (حافظ شیرازی ؎) بحسن و خلق و وفا کس بیار ما نرسد ؎ ترا در ین سخن انکار کار ما نرسد ؎ (اردو) انکار کا حق ہونا۔ انکار جائز ہونا۔

انکار شنیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی سماعت انکار کردن و انکار را جائز داشتن است (سعدی شیرازی ؎)
دگر مگوے کہ من ترک عشق خواہم گفت ؎ کہ قاضی از پس اقرار نشنود انکار ؎ (اردو) انکار کو جائز رکھنا۔ انکار کی سماعت کرنا۔

انکار کردن استعمال بمعنی منکر شدن است۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ (صائب ؎)
شرمندہ نمیشی کہ بدین دستگاہ حسن ؎ دل می بری ز مردم و انکار می کنی ؎ (اردو) انکار کرنا۔ مکر جانا۔

انکار نمودن استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی انکار کردن است (نثر خسرو) اگر انکار نمود ہمان مصرع انکار کارش تمام کند (اردو) انکار کرنا منکر ہونا

انگ بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اول و سکون نون و کاف فارسی (۱) ممر آب را گویند کہ گورکن از سفال سازند و بجہتہ مرور کردن آب بہم وصل کنند و (۲) نام ولایتیست در ہندوستان صاحب ناصری بدکہ ہر دو معنی نسبت معنی اول گوید کہ این را انگنک و منگ ہم گویند خان آرزو در سراج بذکر معنی اول نسبت دوم فرماید کہ ظاہرا انگ را کہ بتلے ہندی است انگ خواندہ اند و آن جائی است کہ بر لب دریاے سندہ در رامکابن واقع و در چراغ فرماید کہ (۳) بفتح اول و سکون نون و کاف فارسی نشانیکہ بر از ان در پارچہ ہا کنند برلے حسابی کہ پیش ایشان مقرر باشد (تاثیر ؎) از سخن

تاثیر باز از نقطه های انتخاب پا بسته های خوش قماشی پر زانگ آورده است پا و فرماید که قافیه غزل رنگ وجنگ است و بخاطر می رسد که این همان انگ است که در هندی بکاف تازی است بمعنی رقوم اعداد و نزد ازان هندو موافق قرار داد خود یک چیزی مقرر نمایند و موافق آن حساب کنند و آن گاهی نقاط باشد وچون قافیه صرف تازی با فارسی صحیح است چنانچه شکت و سگت شاعر مذکور در ذیل قوافی کاف فارسی آورده پس مفترس باشد و ظاهر اتوافق لسانین نباشد چرا که در کلام قدما بدین معنی مطلقا بنظر نیامده (انتهی) وهم او بذیل همین لغت شش صور اشتراک لغات در فارسی و هندی آورده و ما بیانش را در اینجا بی محل دانیم زیرا که در تحقیق ماخذ هر یک لغت خوش صراحتی می کنیم پس انحصار این شش صور بذیل یک لغت افادهٔ مذارد۔ بهار بر معنی سوم قانع و گوید که ظاهر ا همان انگ است که بالمد و کاف تازی باشد مؤلف عرض کند که (۱) اسم جامد فارسی زبان است و صاحب انند صراحت کرده و نسبت (۲) رای خان آرزو درست است که انگ را که بتای هندی بود فارسیان انگ بتای عربی و کاف فارسی نوشته باشند و بغلطی کتابت بحذف یک نقطه صورت انگ گرفت۔ نسبت (۳) عرض می شود که آنگ به ممدوده و انگ بمقصوره هر دو بکاف عربی لغت سنسکرت است بقول صاحب ساطع بفتح اول و سکون نون و کاف نشان و شکل و عدد و حرفی از حروف تهجی و نشانیکه بر اقمشه کنند تا بهای آن معلوم شود و جسم و تن و معانقه را نیز گویند پس جا دارد که فارسیان کاف عربی را بفارسی بدل کردند همچون کند و گند پس بمعنی سوم مفترس است و جا دارد که فارسیان (۱) را از لغت سنسکرت نقل ساخته باشند که نے میان خالی را نام است و در هندی آنرا نیز نل و نلوا گویند که کوزه گران از سفال سازند باغراض ساختن راه آب نهر پس لام بکاف بدل شد همچون الماک و اکماک و

کاف عربی بفارسی ہمچون کنند و گنند و الف وصلی در اولش آورند و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال و (۴) معنی حقیقت کہ صاحب رشیدی بر انگدن صراحت این کردہ کہ می آید و این اسم جامد فارسی زبان باشد (اردو) (۱) نل بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر مٹی کا خالی نلوا جو پانی کے واسطے موری کی جگہ سے لگایا جاتا ہے۔ موٹی نلی (۲) انک ایک مقام کا نام ہے جس کا دریا۔ دریاے انک سے مشہور ہے (صحفی ۵) اک طرف نغرہ کنان جاے ہے دریاے انک ؛ اک طرف دیکھئے ٹوپل پہ ہے آئی چنبل ؛ (۳) آنک بقول امیر (ہندی) مؤنث۔ وہ علامت یا ہندسہ جو کپڑے کے تھان وغیرہ پر کڑھا ہوتا ہے یا بیچنے والے کسی رنگ سے ڈال دیتے ہیں (۴) دیکھو انگرد۔

(الف) انگار	ہر چہار لغت متحقق بکاف فارسی است۔ (الف) بقول برہان بروزن
(ب) انگاردن	زنگار (۱) بمعنی تصور و پندار باشد و (۲) تصور کنندہ را نیز گویند و (۳)
(ج) انگارده	امر باین معنی ہم ہست و (۴) بمعنی انگارہ نیز آمدہ۔ صاحب جامع ذکر
(د) انگارش	معنی اول وسوم وچہارم کردہ (میر خسرو ۵) نصیحت کردن مردان

بنامردان چنان ماند ؛ کہ بر آب روان صورت نگارد مردم انگاری) ؛ و (ب) بقول برہان بمعنی (۱) پنداشتن و تصور کردن و گمان بردن صاحب بحر فرماید کہ کامل التصریف است و مضارع این انگارد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ (۲) بمعنی نقش کردن و تصویر نمودن ہم و گوید کہ تحقیق مؤلف آنست کہ معنی دوم اصل است و معنی اول مجاز آن چرا کہ گمان بردن نیز متنقش کردن است بخاطر و نگاردن مخفف آن۔ صاحب موارد بذکر معنی اول نسبت معنی دوم نقش بستن و تصور کردن گفتہ و فرماید کہ (الف) و (د) حاصل بالمصدر انیست و بقول صاحب نوادر نقش بستن و

تصویر کردن و پنداشتن و گمان بردن یعنی متفق است با خان آرزو و صاحبان جهانگیری و جامع و سروری را با صاحب بحر اتفاق و (ج) بقول برهان و ناصری بمعنی افسانه و سرگذشت و (د) بقول مرادف (ج) (حکیم سنائی ؎) خواست از پیش درم بگذرد از بیخبری ؎ چون چنان دید شد از غم دل من زیر و زبر ؎ بانگ برداشتم از غایت نومیدی عشق ؎ گفتم ای عشوه فروشندهٔ انگارهٔ خیر (مسعود سعد ع) رو رو که همه عشوهٔ و انگارهٔ ؎ و صاحب جامع نسبت (ج) و (د) فرمایند که بمعنی سرگذشت و شهرت مؤلف عرض کند که (الف) اسم جامد و اسم مصدر است که (ب) وضع شد از همین دو امر حاضر (ب) هم - و از هر دو معانی (ب) معنی اوّل اصل باشد که موافق ماخذ است و معنی دوم را اگر سندی بدست آید تو انیم عرض کرد که مجاز معنی اوّل است و بدون وجود سند محلّ نظر باشد که با ماخذ هیچ تعلق ندارد و معلوم می شود که محققین غور نفرموده اند و تصور را تصویر خیال کرده اند و (ج) اسم مفعول (ب) باشد و برای معنی افسانه و سرگذشت هم طالب سند استعمال باشیم که معنی حقیقی این تصور کرده شد و پنداشته یا نقش کرده شده و (د) حاصل بالمصدر (ب) و معنی لفظی این گمان بری و تصور سازی یا نقاشی و مصوری و من وجه جا دارد که بمعنی تصور و پندار هم گیریم که این معنی ازین پیدا می شود و لیکن برای معنی افسانه و سرگذشت مشتاق سند استعمال باشیم و سندی که از کلام حکیم سنائی و مسعود سعد یا ما گذشت مفید ادّعا نیست اگر سند استعمال بدست آید تو انیم قیاس کرد که بدین معنی مبدّل انگاره باشد که فارسیان های هوز را به شین معجمه بدل کنند و ذکر این بر انگاره می آید - آنچه صاحب موارد (الف) حاصل بالمصدر (ب) گفته زاکت ثیالش امتیاز هم مصدر و حاصل بالمصدر نکرد و آنچه صاحب برهان (الف) را به معنی دوم آورده تسامح اوست

کہ افادۂ اسم فاعل ترکیبی از مجرد اسمی پیدا نمی شود و سہل انگار است و ہمین سہل انگار را سند دعوی خود قرار می دہد و نمی داند کہ لفظ انگار تا آنکہ با کلمۂ سہل مرکب نشد افادۂ معنی فاعلی نکرد۔ فتامل۔ (اردو) (الف) (۱) تصور۔ بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ کسی شی کی صورت دل میں باندھنا۔ تامل۔ غور۔ دھیان۔ خیال۔ (۲) تصور کرنے والا (۳) تصور کر (۴) دیکھو انگارہ (ب) (۱) سمجھنا۔ تصور کرنا۔ گمان کرنا۔ خیال کرنا (۲) نقش کرنا۔ تصویر اتارنا (ج) سرگذشت۔ مؤنث۔ ہماری راے کے موافق تصور کیا ہوا۔ سمجھا ہوا۔ خیال کیا ہوا۔ نقش کیا ہوا (د) سرگذشت۔ مؤنث۔ ہماری راے کے مطابق۔ تصور۔ خیال۔ مذکر۔ نقاشی۔ مصوری۔ مؤنث۔

انگارہ بقول برہان و جامع بروزن ہموارہ (۱) یعنی ہر چیز ناتمام باشد۔ صاحب جہانگیری بر معروف قانع۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ نقش ناتمام خواہ نقش سایہ دار باشد یا بی سایہ چنانکہ تصویر بخیال ما مقصود ش جز این نہ باشد کہ نقش ناتمام تصویر قلمی بود یا بت۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار نقش ناتمام را گفتہ و حالا بر زبان معاصرین مستعمل است بہار برای این معنی از نصیری بدخشانی سندی آوردہ (۲) در انجمن عشق اویسی لقب ماست ہان سوزہ ہیچکس انگارۂ ما را؛ مؤلف عرض کند کہ تخصیص این بانقش و تصویر یابت ہم درست نیست و تعمیمی کہ در قول محققین اول الذکر گذشت ہمان درست باشد چنانکہ حکیم زلالی گفتہ (۳) چو این صندوق شد انگارۂ علاج ؛ بتبستم قفل شکر خندہ تا راج نہ بہ تحقیق ما این مخفف باشد از انگاردہ کہ اسم مفعول انگاردن گذشت یا ہای نسبت بر انگار زیادہ کردہ انگارہ ساختند و اقل الذکر اولے است کہ انگاردن یعنی نقش کردن ہم آمدہ پس معنی لفظی این نقش کردہ شدہ و آنچہ ہر چیز ناتمام را

انگارہ گفتہ اند مجاز است (اردو) دکن مین انگارا اُس نقش یا اور کسی کام کو کہتے ہین جو صفائی اور نوک پلک مین مکمل نہ ہوا ہو۔ موٹا کام۔ ابتدائی کام اور اصطلاح معماران مین وہ گچ جو دیوار پر تہوپ دی گئی ہو اور صاف نہ کی گئی ہو۔

(۲) انگارہ۔ بقول برہان و ناصری و جہانگیری و جامع و رشیدی و سراج و (دری و پہلوی) یعنی افسانہ و سرگذشت کہ مرادف انگارش باشد کہ گذشت صاحبان برہان و ناصری صراحت کنند کہ یاد گذشتہا کردن و از سر گرفتن سرگذشت و افسانہ بطریق کنایہ چنانکہ اگر کسی بسیار و مکرر از گذشتہ بگوید گویند کہ انگارہ می کند یعنی باز از سر می گیرد۔ صاحب سرور می بحوالۂ شرفنامہ ذکر این معنی کردہ از شمس فخری سند داد (ے) ہر کجا مجمعی بود ز شہان نامہ ازو می کنند انگارہ۔ مؤلف گوید کہ ہای نسبت بر لغت انگارہ زیادہ کردہ بدین معنی استعمال کردہ اند و معنی حقیقی این منسوب بہ تصور و خیال و کنایہ از افسانہ و سرگذشت و آنچہ انگارش را بہ ہمین معنی آوردہ اند کہ گذشت مبدل این باشد چنانکہ پاشنگ را پاشنک کردند حاصل آنیست کہ معنی این مجرد افسانہ باشد و سرگذشت مجاز آن و صراحت مزید اہل تحقیق کہ بالا گذشت ہیچ است کہ از مصدر انگارہ کردن کہ می آید پیدا کردہ اند (اردو) سرگذشت۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث ذکر۔ حال۔ احوال۔ حکایت۔ داستان۔ روایت قصہ۔ کہانی۔ سوانح عمری۔

(۳) انگارہ۔ بقول برہان و ناصری و سراج پس پس خزندہ از شرم و حیا را نیز گفتہ اند۔ صاحب جامع فرماید کہ کسی کہ از شرم و حیا پس پس رود۔ مؤلف عرض کند کہ شتاق سند باشیم۔ حیف است کہ پیش نشد و بدست نیامد و معاصرین عجم بدین معنی بر زبان ندارند و اگر سندی پیش شود خیال کنیم کہ اسم جامد باشد ماخوذ از ہمان انگارہ کہ بمعنی تصور و خیال گذشت یعنی منسوب بہ تصور و خیال شرم بمعنی شرمندہ (اردو)

شرمندہ - یعنی وہ شخص جو شرم وحیا سے چھپا چھپا پھرے

(۴) انگارہ - بقول برہان بمعنی دفتر وحساب ہم آمدہ صاحبان سراج وناصری و (دری وپہلوی) وجہانگیری بدون واو عطف دفتر حساب گویند و صاحبان ناصری وبرہان ہمین را نامۂ اعمال ہم گفتہ اند واز کلام استاد نسیبی سند گرفتہ وصاحب جہانگیری برای معنی بیان کردۂ خود ہم ازہمین سند استناد کردہ

(سہ) زان پیش کہ پیش آیدت آن روز پر از ہول
بنشین وتن اندروہ وانگارہ بہ پیش آر

صاحبان جامع وسروری ہم ذکر ہر دو معنی بالا بطور مرادف کردہ اند وصاحب رشیدی بر جریدہ حساب قانع مؤلف عرض کنند کہ ماخذ انہم ہمان انگارہ کہ بمعنی تصور وخیال گذشت وبزیادت ہائے نسبت بمعنی منسوب بہ تصور وخیال وکنایہ از نامۂ اعمال کہ در تصور وخیال عامل است محققین اول الذکر در تعریف نامہ اعمال دفتر حساب را آوردہ اند دیگر ہیچ (اردو) نامۂ اعمال - بقول آصفیہ (اسم مذکر) اعمالنامہ چٹھا چلن کا رجسٹر - خط سرگذشت (نسیم سہ) کرہا ندھی ہے قاصد نے رقابت کا خطر ٹھہرا پہ مین اپنے نامۂ اعمال کا خود نامہ بر ٹھہرا ؛

(۵) انگارہ - بقول صاحب سخندان در فارسی زبان پارۂ آتش را گویند وفرماید کہ انگارغت سنسکرت است بہ ہمین معنی مؤلف گوید کہ محققین فرس ازین معنی ساکت ومعاصرین عجم دست بر دہان کنند - نمیدانیم کہ صاحب سخندان پارس استعمال این از کجا پیدا کرد - معلوم میشود کہ ہای نسبت اورا در سماع انداخت ودر سنسکرت این لفظ بہ ہمین معنی بالف آخر است یعنی انگارا (اردو) انگارا - بقول ساطع - زبان سنسکرت مین انگر - جمرہ - اور بقول امیر - انگر - پارہ آتش - آگ کا دہکتا ہوا ٹکڑا (بحر سہ) مین نے کبھی جو داغ جگر کا کیا ہے ذکر تو انگارا رکھدیا ہے کسی نے زبان پر ؛

انگارہ آمدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بمعنی آمدن بحالت ناصاف کہ بدون اصلاح ودرستی باشد واین متعلق است بہ معنی اول

لفظ انگارہ (صائب ؎) آمدی انگارۂ انگارہ رفتی از جہان ٭ باد و صد سوہان نکردی خویش را ہموار حیف ٭ (اردو) ناصاف آنا۔ بغیر اصلاح کے آنا۔ ناقص حالت مین آنا۔

انگارہ بودن | استعمال۔ بمعنی ناصاف و بدون اصلاح بحالت ابتدائی بودن است (ظہوری ؎) بصد امید دل انگارہ بود غم خانہ ٭ بماندہ آہ فغان ناتمام حیف چہ حیف ٭ (اردو) ابتدائی حالت مین رہنا۔ ناتمام رہنا۔ بدون اصلاح رہنا۔

انگارۂ توپ | استعمال۔ مرکب اضافی۔ معاصرین عجم استعمال این کردہ اند و صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ و صاحب بول چال ہم آوردہ کہ بمعنی حالت ابتدائی و ناتمام توپ است کہ ناصاف و ناکمل باشد۔ و این متعلق است بہ معنی اوّل انگارہ (اردو) بقول صاحب رہنما و بول چال توپ کا ڈھانچ یعنی ابتدائی حالت جو بعد ڈھالنے کے ہو۔ ناصاف توپ یعنی غیر مکمل۔

انگارہ رفتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ نقیض انگارہ آمدن باشد یعنی بحالت نادرست و ناصاف رفتن سند این ہمانست کہ از کلام صائب بر انگارہ آمدن گذشت (اردو) ناصاف غیر اصلاح حالت مین جانا۔

انگارہ ریختن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی چیزی را در قالب ریختن کہ محتاج اصلاح و درستی و سوہان کاری باشد و این متعلق است بہ معنی اوّل انگارہ کہ گذشت (یحیی کاشی ؎) فکر نظم و این غزل یحیی بسی دور از ہم اند ٭ مغز طبع مسیح وقت این انگارہ ریخت ٭ (اردو) ڈھالنا۔ یعنی ابتدائی حالت تیار کرنا۔ خاکہ بنانا۔ ڈھانچ قائم کرنا۔

انگارہ شدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ بمعنی صورت و حلیۂ ناصاف پیدا کردن کہ حالت ابتدائی باشد پیش از سوہان کاری

که بعد ریختن در قالب پیدا می شود و متعلق است به معنی اول انگاره (کلیم همدانی ؎) عمر آخر شد و انگارهٔ آدم نشدیم ؛ گرچه زدوست قضیا این همه سوهان ما را ؛ (اردو) ڈہالا جانا۔ خاکا بنانا

انگاره کردن استعمال به معنی افسانه و سرگذشت بیان کردن است و این متعلق است به معنی دوم انگاره و سند این بر معنی دوم انگاره از کلام شمس فخری گذشت که صاحب سروری ذکرش کرده (اردو) سرگذشت بیان کرنا۔

انگاریدن بقول صاحب بحر مرادف انگاردن که گذشت۔ صاحبان برهان و موارد و نوادر و ناصری و سراج و جامع هم ذکر این کرده اند (مولوی معنوی ؎) زشت باید دید و انگارید خوب ؛ زهر باید خورد و انگارید قند ؛ مؤلف گوید که این مصدر وضع شده از اسم جامد و اسم مصدر انگاریدن یادت یای معروف و علامت مصدر دن بقاعدهٔ مصادر جعلی و با صول ما مصدر اصلی است که وضع شد از اسم جامد فارسی زبان۔ بعضی بر آنند که انگاردن که گذشت مخفف همین است و ما برخلاف ایشانیم و حقیقت وضع انگاردن بجایش ذکر کرده ایم۔ بقول صاحب بحر کامل التصریف و مضارع این انگارد و بقول صاحب موارد حاصل بالمصدر این انگارش (اردو) دیکھو انگاردن۔

انگاز متحقق به کاف فارسی است بقول برهان بازای هوز بر وزن پرواز افزار پیشه و ران را گویند و بعربی ادات خوانند که جمع آن ادوات است۔ صاحبان سروری و جامع و سراج هم ذکر این کرده اند (مولوی معنوی ؎) گرم در آ گرم که آن گرم کار ؛ صنعت نو دارد و انگاز نو ؛ (وله ؎) او کمند انداخت ما را او کشید ؛ ما بدست صانع انگاز آمدیم ؛

صاحب انند صراحت فرموده که این لغت فارسی است - اسم جامد باشد (اردو) پیشه ور و نگا آله - اوزار - مذکر -

انگاشتن بقول بحر مرادف انگاردن - کامل التصریف مضارع این انگارد - صاحبان برهان وجهانگیری وموارد ونا صری وجامع هم ذکر این کرده اند وصاحب سروری ذکر ماضی این کرده (شیخ سعدی ؎) من آنگاه انگاشتم دشمنش ؛ که خسرو فرو تر نشاند از منش مؤلف عرض کند که این مبدل انگاردن است که فارسیان رای مهمله را به شین معجمه بدل کنند واین عمل از بعض مصادر دیگر هم پیدا است همچون آغاردن وآغاشتن وانباردن وانباشتن که گذشت ودر امر کار از اصل گرفته اند وتبدیل دران راه نیافت وبحال خود است صاحب ازاخته الاغلاط صراحت کند که آنانکه این را بکاف تازی گیرند از صحت دور است (اردو) دیکهو انگاردن ۔

انگام بقول برهان وهفت ونا صری وسروری وسراج بروزن ومعنی هنگام است صاحب جامع صراحت کاف فارسی کرده وسکوت دیگر اهل تحقیق ناقابل لحاظ که اصل این هنگام است واین مبدلش که فارسیان الف را به های هوز بدل کنند همچون لهیون - و هپیون (خلاق المعانی در تعریف دندان ؎) همه ثابت قدم انگام کوشش ؛ همه در وقت راحت لذت افزای (کمال اسمعیل ؎) چه انگام سرسبزی تست وشهری ؛ سیه گشته زین ماتم ناگهانی ؛ صاحب برهان بر هنگام صراحت کند که (۱) بمعنی وقت وزمان وگاه باشد و (۲) بمعنی موسم وفصل و (۳) به معنی هنگامه که معرکه ومجمع وانجمن باشد مؤلف عرض کند

کہ بہ معنی سوم مخفف انگامہ کہ می آید واگر در حقیقتِ انگام پی بریم جا دارد کہ این را مبدل (آن گاہ) گیریم فارسیان الف ممدودہ را بہ مقصورہ بدل کردند۔ چنانکہ اکثر عادت ایشان است و ہای ہوز را بہ میم ہمچون باسرہ و یاسرم کہ معنی حقیقی این آن وقت باشد و آن در فارسی زبان ہمچون الف ولام عربی آید برای تخصیص و مجازاً بمعنی مطلق وقت مستعمل شد اندرین صورت باید کہ انگام را اصل گیریم و ہنگام را مبدلش واللہ اعلم (ا ر د و) ہنگام (۱) بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ وقت۔ زمانہ۔ (۲) موسم۔ مذکر۔ فصل۔ مؤنث۔ (۳) بہ معنی ہنگامہ مجمع۔ ہجوم۔ مذکر۔

انگامہ بقول برہان وجامع بروزن و معنی ہنگامہ کہ مجمع و انجمن بازیگران و قصہ خوانان باشد و بقول جہانگیری بہ معنی ہنگامہ (کمال اسمعیل ؎) انگامہ ایست گرم زشکر عواطفت ہر کوی و برزنی کہ من آنجا فرارسم ؎ صاحب ناصری فرماید کہ ہای ہوز بالف بدل شد بمعنی ہر جاکہ محل اجتماع باشد و برمحل جنگ ہم مستعمل۔ بخیال ما ہای نسبت در آخر انگام زیادہ کردند بہ معنی منسوب بہ وقت یعنی چیزی کہ واقع شد در آن وقت و مجازاً بہ معنی مجمع۔ مخفی مباد کہ ہنگ در فارسی زبان بہ معنی قصد و زور و قوت و بسیار و فراوان و سپاہ و فوج و ضرب و صدمہ و آسیب و آزار آمدہ (کذا فی البرہان) و تبدیل ہای ہوز بالف موافق قیاس ہمچون ہنباز و انباز و مہ۔ بقول برہان بمعنی بزرگ کہ مہتر از ہمین است الحاصل (انگ و مہ) بمعنی فوج و صدمہ و آزار بسیار باشد۔ کنایہ از مجمع و جا دارد کہ بہ معنی بسیار و بزرگ ہم گیریم و کنایہ از مجمع۔ و او بدل شد بالف ہمچون درج و ارج پس (انگ و

مہ) (انگامہ) شد وجا دارد کہ الف دوم را زائد گیریم کہ میان انگ و مہ آمدہ واللہ اعلم۔
(اردو) ہنگامہ۔ مذکر۔ دیکھو انگام کے تیسرے معنی۔

انگبان بقول رشیدی مرادف انگوان درختی است کہ انگژد یعنی حلتیت صمغ آنست صاحب محیط بر انگژد حوالۂ حلتیت کند و بر حلتیت گوید کہ صمغ انجدان باشد و انجدان معرب انگدان بجایش گذشت۔ و در قواعد فارسی تبدیل دال مہملہ بہ بای موحدہ آید چنانکہ دالان و بالان پس جا دارد کہ انگبان را مبدل انگدان گیریم و انگوان ہم بہ ہمین معنی می آید و ممکن است کہ این را مبدلش ہم گیریم کہ واو بہ بای موحدہ بدل شود ہمچون آو و آب صاحب رشیدی ذکر این بذیل انگدان کردہ و صاحب محیط ذکر این نکرد (اردو) دیکھو انجدان۔

انگبین بقول برہان و جامع و سروری و رشیدی با بای ابجد بہ وزن عنبرین (۱) عسل و شہد را گویند۔ صاحب ناصری فرماید کہ (۲) مجازاً بہر چیز شیرین اطلاق کنند مانند ترنجبین و گزانگبین و سکنگبین کہ معروف است و سک بہ معنی سرکہ و آش سرکہ را سکبا گویند و سرکہ و انگبین را چون مخلوط سازند سکنگبین گویند و سکنجبین معرب آنست خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل گوید کہ مشہور بضم کاف است و صاحب ہفت صراحت کاف فارسی کردہ و بفتح اوّل نوشتہ (شیخ سعدی ؎) شکر خندۂ انگبین می فروخت ۔ کہ دلہا ز شیرینیش می بسوخت ۔ صاحب محیط فرماید کہ اسم مشہور شہد است و بر شہد گوید کہ بیونانی مالی و القولیس و بسریانی دیسا و بترکی بال و بعربی عسل و در انگریزی ہنی و ہندی مدہ و پہپ رس و مہیر گویند و مراد از مطلق آن عسل نحل و آن شہدی است کہ بر گلہا می افتد و نحل آنرا می چیند و در خانہ خود ذخیرہ می کند۔ تازۂ آن

گرم در دوم و خشک در اول - قوت جلا و تفتیح سدد و افواہ عروق و جذب رطوبات از قعر بدن و فضول دماغ از منافع اوست و منافع بسیار دارد (الخ) صاحب کنز کہ محقق ترکی است صراحت کند کہ این لغت فارسی است - ہمہ محققین این را بفتح کاف گفتہ اند بجز صاحبان مؤید و خان آرزو کہ بضم کاف نوشتہ اند و صاحب مؤید ذکر فتح آن ہم کردہ و نسبت معنی دوم کسی بجز صاحب ناصری ذکری نکردہ و از گز انگبین انقدر ثابت می شود کہ نام حلوائیست مطلقاً و اہل تحقیق صراحت نکردہ اند کہ از انگبین ساختہ می شود مگر خیال ما اینست کہ در نسخۂ او شہد داخل باشد و جا دارد کہ از شکر ہم درست کنند و نامش گز انگبین باقی ماند و از کلام ظہوری من وجہ سند این بہم میرسد (ے) تا نباشند تلخ گوی تبان ؛ می زکنج لب انگبین رویند ؛ (اردو) (۱) انگبین - بقول امیر (فارسی) شہد (ناسخ ے) میرے مولے کو امیر النحل ملنا تہا خطاب خانۂ زنبور مین تب انگبین پیدا ہوا ؛ (۲) ہر میٹھی چیز کو فارسیون نے مجازاً انگبین کہا ہی -

انگبین خانہ اصطلاح - بقول بحر و ضمیمہ برہان و مؤید خانۂ زنبور است مؤلف گوید کہ قلب اضافت باشد و بس و خانۂ شہد کنایہ باشد از خانۂ زنبور کہ زنبور شہد را در خانۂ خود جمع کند مرادف آشیانۂ زنبور کہ در مدود گذشت (اردو) چہتا - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر - مہال کی مکھیون یا بہڑون کا گہر - خانہ زنبور - دیکھو آشیانۂ زنبور -

انگبین خشک استعمال - مرکب توصیفی است بقول صاحب محیط خشک انگبین باشد و بر خشک انگبین فرماید کہ معرب انگبین خشک است و آنرا بعربی عسل یابس گویند و آن عسلی است بغایت خشک و تند بوکہ از جبال فارس و حدود کازرون می آرند و گویند شبنمی کہ بر اشجار افتد و سبز و زرد و سفید و

سیاہ وسرخ می باشد و در تنکابن شکری و در دیلم وطبرستان اسپ دندان می نامند۔ شربت آن بسیار کم از عسل زیرا کہ بسیار گرم است وگویند گرم وخشک در دوم وور غایت جلا وتقطیع وتحلیل لزوجات وسرخ آن قوی تر از سپید وسبز آن بسیار گرم مائل بہ تلخی وسیاہ آن قریب بعسل بلادر (اردو) خشک شہد ایک خاص قسم ہے شہد کی جسکو فارسیون نے انگبین خشک کہا ہی جو خاص پہاڑون سے دستیاب ہوتا ہے۔ مذکر۔

انگبینہ اصطلاح۔ بقول برہان وناصری وجامع برو زن شنبلینہ نام حلوائیست وآن عسلی باشد نیک بقوام آوردہ باشند و بر طبقی ریزند تا سخت شود و دندان گیر گردد **مؤلف** گوید کہ ہا نسبت در آخر انگبین زیادہ کردہ نام این حلوا نہادہ اند دیگر ہیچ (اردو) فارسی مین انگبینہ ایک حلوے کا نام ہی جو شہد سے بنایا جاتا ہے جو خشک ہونے پر چبانے مین دانتون کو پکڑتا ہے جیسے دکن مین لبڑی۔ یا ممالک مغربی وشمالی واودھ مین حلوا سوہن کی ایک قسم۔

انگختن بفتح اول وکسر کاف فارسی وفتح تای فوقانی مخفف انگیختن کہ می آید صاحب جامع بذیل انگیختن ذکر این کردہ صاحب اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ این را آوردہ (اردو) دیکھو انگیختن۔

انگدان بقول برہان وناصری وسراج بضم ثالث ودال بالف کشیدہ بروزن مردمان (۱) نفاس را گویند یعنی دیو مردم وآن جانوری باشد وحشی شبیہ بہ آدمی وبحوالۂ مؤید گوید کہ (۲) بہ معنی بساس آمدہ کہ بہندی جاوتری گویند واللہ اعلم (۳) نام وحشی ہم ہست کہ صمغ آنرا بعربی حلتیت خوانند ومعرب آن انجدان باشد وباین معنی بادال نقطہ دار ہم آمدہ

(۴) نام قریه ایست از قرای کاشان که بانگوان اشتهار دارد - صاحب جهانگیری بذکر معنی اوّل وسوم وچهارم برای معنی سوّم از فلکی شروانی سند آورده (ع) تا مذاق انس و جان ندهد و نا ورد جهان ؛ نگهست گل زانگدان لذّت مل زآمله ؛ صاحب سروری بر معنی اوّل وسوّم قانع وفرماید که این را انگبان هم گویند (لامعی جرجانی ع) پنجاه روزه دوغی صد ساله انگدانی ؛ بی دانه آسیائی بی گوشت استخوانی ؛ صاحب جامع متفق با جهانگیری - صاحب رشیدی نسبت معنی سوم فرماید که این مرکّب است از انگ و دان - انگ بمعنی حلتیت و دان به معنی جای پس انگدان بمعنی جای حلتیت است وکنایه از درخت حلتیت و انگبان وانگوان مرادف این وانجدان بضم جیم و ذال معجمه معرّبش مؤلّف عرض کند که باصراحت معنی اوّل وسوم وچهارم برانجدان کرده ایم - حالا نسبت معنی دوم عرض می شود که صاحب محیط بر بساسه فرماید که اسم عربی است که بیونانی ماقن والماتن والاتن وبرومی عوسیا وفرسیا وبفارسی بزبازه - و چارکون وبهندی جاوتری گویند وآن پوستی است که بالای جوز بوا پیچیده می باشد - گرم و خشک در دوم باقوت قابضه وحرارت ملطفه وجوهر ارضیّه غالبه - خوشبوکننده بوی دهان - مفرّح و هاضم ومفتّح سدد ومجفّف رطوبات ومحلّل ریاح ومنافع بسیار دارد (الخ) صاحب محیط از اسم انگدان ساکت است وباتفاق محققین فرس اسم جامد زبان فارسی است ووجه تسمیه (۱) هیچ بفهم ما نیامده جزین که اسم جامد دانیم یا نظر بر شباهت این وحشی در صفات یا زنگ با درخت حلتیت این را به انگدان موسوم کرده باشند ووجه تسمیهٔ (۴) جزین نباشد که دران قریه درختهای انگدان بکثرت باشد وآن قریه بنام درختان مذکور موسوم شد واللہ اعلم (ا ردو) (۱) دیکھو

انجدان کے دوسرے معنی (۲) جوتری - بقول آصفیہ ہندی - اسم مؤنث - جوزیا جائیفل کا پھول
(۳) دیکھو انجدان کے پہلے معنی (۴) دیکھو انجدان کے تیسرے معنی -

انگران بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ کہ با انگوران نوشتہ لغت فارسی و نام
بستنی است - دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد و صاحب محیط ہم ازین ساکت - ترک این بہ
بیانش تفوّق داشت کہ ابہام تعریفش ہیچ اطمینان بخش نیست اگر مقصودش این باشد کہ انگر
بالضم مخفف انگور است و انگران جمع آن می بایست کہ صراحت و سند استعمال پیش می کرد -
(اردو) انگران - ایک پودے کا نام ہے جس کو صاحب فرہنگ فرنگ اور انند کے سوا
اور کوئی نہیں جانتا -

انگروہ بقول برہان و جامع و ہفت بضم ثالث بروزن افسردہ دانۂ انگور کہ از خوشہ
جدا شدہ باشد - صاحب ناصری فرماید کہ در فرنگہا نیافتیم - ہمانا انگورہ را انگروہ خواندہ اند
صاحب سروری بحوالۂ صیدنۂ ابی ریحان ذکر این کردہ فرماید کہ حرکتش ظاہر نشد - خان آرزو در
سراج متفق با برہان مؤلف گوید کہ صاحب ناصری کہ از اہل زبان است این لغت را در
فرہنگہا نیافت و ما در ہر قدر فرہنگہا کہ یافتیم ذکر آن کردہ ایم و صاحبان جامع و سروری ہم از اہل زبانند
و تصدیق این ہر دو کافی است - بخیال ما اصل این انگورہ باشد بزیادت ہای زائد بآخر لفظ
انگور بہ معنی دانہ انگور ہمچون خونخوار و خونخوارہ و بقلب بعض انگروہ شد کہ رای مہملہ مقدم
و واو مؤخر شد ہمچون اسطخر و اسطرخ و اغلغدہ و الغدہ و این قسم تقدیم و تاخیر در لغات
فارسی و السنۂ دیگر ہم بنظر آمدہ ولیکن حیف است برین کہ صاحبان مطابع واو را در این لغت

دال مهمله نوشته اند و این تصرف و تحریف شان است و بیچاره صاحب هفت که از ماخذ خبر ندارد صراحت کرد که بجای حرف پنجم دال باشد (اردو) انگور کا دانه جو خوشی سے جدا ہو ندگر

انگریز بقول برهان بسکون ثالث بروزن رنگریز (ا) رستنی باشد و گل آن مانند گل خشک زرد می شود و اطرافش خار دارد و آنرا بعربی قرطم بری خوانند و بیونانی طریفان گویند و (۲) نوعی از مردم فرنگ صاحب ناصری بر معنی اول قانع - صاحب جامع نسبت معنی دوم صراحت کند که بالکسر است - خان آرزو در سراج بذکر هر دو معنی نسبت معنی دوم فرماید که ظاهرا فارسی نباشد - صاحب محیط بر قرطم بری فرماید که در عصفر بری مذکور شد و بر عصفر بری نوشته که صاحب اختیارات قرطم بری را طریفان گفته و شیخ الرئیس غیر آن دانسته و بحواله محمد بن احمد گوید که گل خار دار است و آن را شتران می خورند و آن فاذزهر برای سم و مزاجش گرم در دوم و خشک در سوم و بر عصفر گوید که اسم هندی این کسم و کسنبه که ازان پارچها رنگین می سازند و بر قرطم هم فرماید که بهندی تخم کسنبه نام دارد - نافع قولنج و مسهل شکم و مخرج بلغم و منافع بسیار دارد (الخ) بخیال ما انگریز مبدل رنگریز باشد و بدین وجه که رنگی سرخ ازین حاصل می شود بدین نام موسوم شد که اسم فاعل ترکیبی است و باستعمال عوام بر خلاف قیاس را ی مهمله بالف بدل شده انگریز شد و الله اعلم و نسبت معنی دوم عرض میشود که فارسیان قدیم نصارای ولایت زار اکه بوجه میخواری و کثرت خون سرخ رنگ می باشند نظر به معنی اول بهمین نام موسوم کرده باشند و اصل آن هم رنگریز باشد و لیکن معاصرین عجم از لغت انگلیسی (انگلش) حالا این قوم را انگلیس به سین مهمله نامند و این مغرب باشد (اردو) (۱) کسم یا کسنبه

بقول آصفیہ مذکر - دیکھو احریض - (۲) انگریزہ - بقول امیر انگلشین - فرنگی (ناسخ سہ)
دل ملک انگریزین جینے سے تنگ ہے ؎ قید حیات بہی مجہے قید فرنگ ہے ؎

انگریک بقول ناصری و اند بفتح اوّل و ثانی و کسر زا بیای زدہ و سکون کاف در آخر کاف اوّل فارسی و دویم عربی نام باغی است از باغہای خوارزم کہ در خارج شہر خیوق است فواکہ نیکو دارد - خاصتہً انگور کہ بس ممتاز است و در اصل - باغ انگورنیک نام داشتہ چہ خوارزمیان سابقاً بالفاظ فارسی متکلم بودہ اند و خوارزم از اجزای ایران بود و انگریک مخفف انگورنیک است و ہمچنین باغی دیگر است در آن شہر و آنرا رفینک گویند و بہ تحقیق معلوم شد کہ رفینک در اصل راہ پی نیک بود یعنی مبارک پی (سہ) بودہ چون این باغ را انگورنیک نام آن کردند ترکان انگریک ؎ (اردو) انگریک ایک باغ کا نام ہے جو خوارزم مین واقع ہے جس کے انگور نہایت ممتاز ہین -

انگز بقول برہان و ناصری بفتح اوّل و سکون ثانی و ضم ثالث و زای نقطہ دار ساکن (۱) بیلی باشد کہ بآن زمین را ہموار سازند - صاحب سروری بذکر معنی اوّل فرماید کہ (۲) آلتیست کہ بدان پیل را رام کنند (شاعر سہ) تو گوئی کہ طور است و موسیٰ مہابت ؎ بجای عصا انگز مار پیکر ؎ صاحب ناصری ہمین شعر را بسند انگز آوردہ کہ بہ زای فارسی می آید - صاحب جامع بر معنی اوّل قانع خان آرزو در سراج فرماید کہ صحیح بہ زای تازی است و در اصل بسین مہملہ بود و در ہندی ہم بہ سین مہملہ آمدہ - چون پیل ہندی الاصل است آلات راندنش نیز ہندی الاصل باشد پس از عالم توافق زبان نبودہ و فارسی این کجک و اگر گویند تبدیل زا و سین دلالت دارد

کہ فارسی باشند گوئیم نہ ازان جہت بلکہ در فارسی تلفظ آنکس فحش بود لہذا بحرفی کہ مبدل او سین بود تبدیل کردند مؤلف عرض کند کہ شک نیست کہ آنکس بہ کاف عربی وسین مہملہ در آخر لغت سنسکرت است بہ معنی دوم چنانکہ صاحب ساطع ذکرش کردہ فارسیان کاف عربی را بکاف فارسی بدل کردند ہمچون کندو گندو سین مہملہ را بہ زای ہوز ہمچون سمار و غ زمار و غ پس انگز را بہ معنی دوم مفرس گوئیم و معنی اوّل مجاز باشد نظر بہ شباہتی کہ آلہ ہمواری زمین را با انکس است (اردو) (۱) آہنی آلہ جس سے زمین ہموار کرتے ہین اس کا نام دکن مین پکاس ہے جو آنکس سے مشابہ ہوتا ہے (۲) آنکس۔ بقول امیر (ہندی) مذکر۔ اسکی فارسی کجک وہ آنکڑا جسے فیلبان ہاتھی پر سواری کے وقت ہاتھ مین رکھتے ہین اور اسی سے ہاتھی کو کوکھتے ہین (سودا ۵) ہے سر بلند اتنا یہ بھی عجب نہین ہے ۔ آنکس پہ ماہ نو کے گرد ست فیلبان ہو ۔ آپ فرماتے ہین کہ یہ اصل مین بضم کاف ہے لیکن فصحا لفظ کی کراہت سے آنکس بفتح کاف بولتے ہین۔

انگزک بقول برہان وجامع وسراج بروزن مرحمک۔ کجک فیل را گویند (مرادف معنی دوم انگز) فرماید کہ بہ زای فارسی ہم بنظر آمدہ مؤلف گوید کہ صاحب ہفت این را بہر دو کاف عربی نوشتہ ا صراحت ماخذ این را نگرکردہ ایم و بلحاظ ماخذ با کاف عربی سوم غلط نباشد فارسیان کاف زائد در آخر انگز زیادہ کردہ اند و بس چنانکہ پرستو و پرستوک (اردو) دیکھو انگز کہ دوسرے معنی

انگزش بقول برہان وجامع بفتح اوّل وسکون ثانی وزای فارسی مرادف انگزک کہ بہ زای تازی گذشت۔ صاحبان برہان وہفت و جامع در کتابت بکاف عربی نوشتہ اند و صاحب

جهانگیری صراحت کند که بکاف عجمی مضموم است (حکیم خاقانی ؎) پیل مستم مغزم از انگز بیاشوبند ازانکه ؛ گر بیاسایم دمی هندوستان یاد آورم ؛ مؤلف غرض کند که مبدل انگز بمعنی دوم است که برای هوز گذشت فارسیان زای هوز را بزای فارسی بدل کنند همچون آزیر و آژیر و به کاف سوم عربی هم غلط نباشد زیرا که در ماخذ این کاف عربی است که ذکرش بر انگز گذشت (ارو) دیکھو انگز کے دوسرے معنی۔

انگژد بقول برہان بفتح اوّل وضم ثالث وسکون ثانی وزای فارسی ودال ابجد ساکن مطلقاً صمغها وصمغی باشد بغایت بدبوی وآنرا بعربی حلتیت خوانند ووجه تسمیه این است که صمغ درخت انگدان است واصل آن انگدان بوده باشد وژ در لغت فرس بمعنی صمغ است وصاحب ناصری هم ذکر همین وجه تسمیه کرده صاحب جهانگیری از نظامی سند آورده وصراحت کرده که کاف فارسی است وزای عجمی مفتوح (؎) خواجه چین چو مشک بار کند ؛ مشک را انگژ حصار کند ؛ وفرماید که مرادف انگژ باشد به های هوز در آخر۔ صاحب سروری هم به همین شعر استناد کرده خان آرزو در سراج درست گوید که این مرکب است از انگ وژد۔ انگ به معنی حلتیت (وصراحت معنی ژد بالا گذشت) ودرست نگوید که یا این را مخفف انگدان گیریم وضم کاف دلالت دارد که مخفف انگدان بضم کاف بود زیرا که انگدان بمعنی درخت حلتیت است چنانکه بجایش ذکر کردیم وانگ به معنی حلتیت آمده که بهندی آنرا ہینگ گویند پس اگر انگ را مخفف انگدان گیریم معنی انگژد صمغ درخت انگ باشد وسرگاه وآن را داخل این لغت نگیریم معنی لفظی انگژد صمغ حلتیت است یعنی صمغی که حلتیت نام دارد وبس پس مقصد ما ازین حاصل وواضح تر است

چه حاجت است که انگ را مخفف انگدان بدون ضرورت گیریم - بخیال ما - انگژد قلب اضافت (ژد انگ) است به معنی صمغ حلتیت و ازسند پیش شده تصدیق این می شود که بفتح زای فارسی صحیح باشد - صاحب محیط هم ذکر این کرده گوید که اسم فارسی حلتیت باشد و مانا کامل این به انگدان کرده ایم (اردو) دیکھو انگدان -

انگژدا بقول برهان بکسر ثالث وسکون زای فارسی و واو و بالف کشیده بروزن منزلها جائی را گویند که شبها گوسفندان را در انجا نگاه دارند و (۲) گوسفندان را نیز گفته اند و (۳) خشته میوها هم - صاحب ناصری بر معنی اوّل قانع - صاحب سروری بذکر معنی اوّل و دوم صراحت کاف فارسی کرده و صاحب رشیدی بذکر معنی اوّل کاف فارسی را مکسور نوشته فرماید که برای فارسی و بعده واو و الف - صاحب جامع بکاف عربی آورده بر معنی اوّل و سوّم اکتفا کرده خان آرزو در سراج این را بکاف فارسی آورده ذکر معنی اوّل کند و فرماید که معنی دوم و سوم خطاست و نیز فرماید که بجای زای فارسی رای مهمله هم گفته اند و یکی ازین دو تصحیف است (انتهی) مؤلف عرض کند که حیف است که برای یک معنی هم سند استعمال پیش نشد و خان آرزو برخلاف محققین زباندان انچه معنی دوم و سوم را تسلیم نمی کند حجتی بران ندارد - بخیال ما اسم جامد فارسی قدیم است برای هر سه معنی و حالا بزبان معاصرین عجم متروک (اردو) (۱) رات مین بکرون کے قیام کی جگه - مونث (۲) بکرے - مذکر - (۳) میوے کا تخم مذکر - یا میوے کی گٹھلی - مؤنث

انگژه بقول برهان بازای فارسی مفتوح بروزن خزه مخفف انگوژه که صمغ درخت انگدان باشد و بعربی حلتیت و شیرازیان انگشت خوانند بازای هوز نیز آمده - صاحب ناصری

سندی آورده (انوری ۵) بنده را شاگرد خواندن مست
شیطان هیکلی ؛ کان چنان هیکل نه در کوه و نه در هامون
کنند ؛ یکدم ار خالی شود حلقش که زهرش باد و مار ؛
رهست چون دیوی بود کش انگزه در کون کنند ؛ صاحب
جهانگیری و سروری صراحت کند که بخلاف فارسی مضموم
باشد مؤلف عرض کند که مبدل انگزد که دال مهمله بها
هوز بدل شود همچون تبرزد و تبرزه و دیگر هیچ و انچه صاحب
برهان این را مخفف انگوزه گفته درست نیست خیال ما
اینست که واو در انگوزه زائد است برای اظهار ضمه
بقاعدهٔ ترکیان (ا ر د و) دیکهو انگزد ـ

(الف) انگسبه بقول برهان بفتح اول و ثالث و سکون ثانی و سین بی نقطه و فتح بای ابجد
برزیگر را گویند که صاحب سامان و کارکنان و زراعت کار را بسیار داشته باشد و ـ ـ ـ ـ ـ

(ب) انگشبه به شین معجمه مرادف الف است که صاحب سامان و سودا گر صاحب مایه
باشد ـ صاحب ناصری ذکر الف بحوالهٔ برهان کرده و بذیل آن (ب) را هم نوشته فرماید که
در فرهنگها نیافتیم ـ صاحب سروری بر (ب) فرماید که برزیگری بود که او را سرمایهٔ نیک بود
و کارکنان بسی دارد و بسین مهمله هم آمده و به بای فارسی هم آید و فرماید که در فرهنگ به تای فرشت
آمده بروزن سرگشته (استاد رودکی ب ۵) در راه نشاپور دهی دیدم بس خوب ؛ انگشته او را
نه عدد بود نه مره ؛ صاحب جامع هم ذکر (الف) کرده و صاحب رشیدی بر (ب) ذکر الف
هم کرده فرماید که به بای فارسی نیز خوانده اند و بذکر انگشته به تای پنجم هر سه را مرادف یکدیگر
دانند و سند رودکی را که بالا گذشت بذیل (انگشته به فوقانی پنجم) آورده و در مصرع ثانی آن
همین لغت را نقل کرده و به استاد کسائی منسوب کرده مؤلف عرض کند که انگشته به فوقانی
پنجم بمعنی آلتی است که مزارعان بدان خرمن را بباد دهند و بشکل پنجهٔ باشد ـ فارسیان

برزیگر صاحب ثروت راکہ کارکنان بسیار داشتہ باشد مجازاً بہ ہمین نام موسوم کردہ اند کہ چنانکہ انگشتہ شکل پنجہ دارد و انگشت ہای متعددہ ہمچنان مزارع صاحب ثروت کارکنان متعدد دارد انچہ فارسیان شین معجمہ را بہ سین مہملہ بدل کردہ انگسبہ کردند موافق قیاس است کہ شین بہ سین بدل شود ہمچون کستی و کشتی و تبدیل بای موحدہ با بای فارسی ہم آمدہ چنانکہ تب و تپ البتہ تبدیل فوقانی بہ بای موحدہ خلاف قیاس است و بخیال ما غلطی کتابت و تصحیف مطلق است از عدم وقوف ماخذ - ازینجاست کہ بعضی کلام رودکی را بسند (انگشتہ بہ موحدۂ پنجم) گرفتہ اند و بعضی ہمین شعر را سند (انگشتہ بہ فوقانی پنجم) قرار دادہ اند (ا رو و) (الف و ب) نمبردار - مزارع - جس کے تحت مین متعدد کاشتکار ہون دکن مین اسی کو پٹہ دار بھی کہتے ہین جو صاحب ثروت ہو اور اپنے ملازمین اور تنکہی دارون کے ذریعے زراعت کا انتظام کرتا ہے دولت مند مزارع -

انگشت بقول برہان بضم ثالث (۱) معروف است کہ ہر یک از انگشتان دست و پای باشد و (۲) بکسر ثالث زغال را گویند کہ انگر گشتہ شدہ است - صاحب ناصری بذکر معنی اوّل نسبت معنی دوم فرماید کہ آتش زغال را گویند - صاحب جہانگیری این را بکسر کاف عجمی نوشتہ بذکر معنی دوّم فرماید کہ (۳) خستہ میوہ را ہم گویند و صاحب جامع ذکر ہر سہ معنی کردہ و صاحب رشیدی بر ہر دو معنی اوّل قلنع و نسبت معنی دوم گوید کہ زکال افروختہ باشد - خان آرزو در سراج متفق با رشیدی و فرماید کہ قوسی نسبت معنی دوّم مطلق زغال آوردہ و قید افروختن نکردہ و اعتماد بر ہمین قول است و شہرت نیز ہمین دارد - بہار گوید کہ بہ معنی اوّل بلورین - بخا گرفتہ - خنا گشتہ

حنا مالیدہ فندق بند از صفات وجدول و دم قاقم و شیشہ و ماہی از تشبیہات اوست (یکی از شعرا ؎) با نگشت بلورین زلف را از ہم چو بکشودی ۔ ز ہر سو ماہیان سیم را در دام میدیدم (ابو طالب کلیم ؎) جدول انگشت را آب روانی خشک شد ۔ تا بآن غایت کہ ناخن گشت نومید از نمانہ (خواجہ نظامی ؎) بلورین تن و قاقم پشت او ۔ بشکل دم قاقم انگشت او (وہ ؎) آن دلارام دار و از زمی ۔ سر انگشت چون دم قاقم ۔ (حسین ثنائی ؎) گوش کو کز شیشہ انگشت می ۔ بر لب شوق خروشان می زنم ۔ (عسجدی ؎) گر دست بدل رنجم از سوختن دل انگشت شود دردم و در دست من انگشت ۔ مؤلف عرض کند کہ (۱) بہ تای ہندی در آخر لغت سنسکرت است صاحب سخندان ذکر این کردہ ۔ فارسیان تای ہندی را بہ ثناہ فوقانی بدل کردہ مفرس کردہ اند و معنی دوم مجاز آنست کہ زغال ہم نظر بہ درازی و طوالت مشابہ انگشت باشد و کسر سوم تصرف فارسیان است و استعمال بہ معنی مطلق زغال و قید افروختہ نیست ولیکن استعمال انگشت بمعنی زغال افروختہ ہم یافتہ شد چنانکہ در کلام عسجدی گذشت و نسبت معنی سوم عرض می شود کہ ما استعمال این را نیافتہ ایم اگر سندی بدست آید تو انیم عرض کرد کہ مخصوص باشد بخنثہ خرما یا مماثل آن کہ درازی داشتہ باشد کہ تقاضای ماخذ ہمین است (اردو) (۱) انگلی بقول امیر (سنسکرت) مؤنث ۔ انگشت (رشک ؎) کہان یہ لطف چیتے نے کمر پائی اگر پتلی ۔ تمہارے ہوٹھ پتلے انگلیاں پتلی کمر پتلی ۔ اردو مین انگشت بہی مستعمل ہے ۔ مونث (ظفر) جبکہ ناخن کو تراشا اس کے لال انگشت پر ۔ دست بوسی کے لئے آتا ہلال انگشت پر ۔ (۲) کوئلا بقول آصفیہ (ہندی) اسم مذکر ۔ انکشت ۔ زغال ۔ جلی ہوئی لکڑی کا بجھا ہوا ٹکڑا ۔ دیکھو انگشتو ۔

اور بلحاظ استعمال بعض فارسیان) سلگا ہوا کوئلا۔ روشن کوئلا۔ (۳) گٹھلی (اسم مونث) دیکھو اسے

انگشت آسیا | اصطلاح۔ مرکب اضافی است بقول بحر و بہار روانند بمعنی میل آسیا ست کہ بدست گرفتہ آس را بزور دست بدان گردانند حیف است کہ سندی پیش نشد ولیکن خلاف قیاس نیست و این کنایہ باشد کہ میل آسیا ہم انگشت را ماند۔ معاصرین عجم ہم بر زبان دارند (اردو) کھونٹا بقول آصفیہ چکی کا ہتا۔ اسم مذکر۔

انگشت آفتاب | اصطلاح۔ بقول بہار کنایہ از خطوط شعاعی (سلیم ؎) شمار دور فلک از سلیم اگر پرسی ؎ چو آفتاب بانگشت خود حساب کند ؎ مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد کہ خطوط شعاعی ہم درازی دارد مثل انگشت (اردو) کرن۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مؤنث۔ آفتاب کے شعاعی خطوط۔ قرن الشمس۔

انگشت اشارت | اصطلاح۔ مرکب اضافی است و بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ انگشتی باشد کہ بدان اشارہ کنند بطریق اعتراض و در محاورۂ فرس انگشت اعتراض ہم گویند کہ می آید یعنی انگشت برداشتن و اشارہ کردن بسوی کسی کہ مطعون و در معرض اعتراض باشد (صائب ؎) گر بدست افتد چو ماہ نو لب نانی مرا چون خلق از انگشت اشارت تیر بارانم کنند ؎ (انوری ؎) انگشت اشارت بکمالت نرسد زانکہ ؎ از پایۂ او ہر چہ زقدر تو قصیر است ؎ (اردو) اشارے کی انگلی۔ اعتراض کی انگلی۔ مؤنث۔ یعنی وہ انگلی جس سے اشارہ کرین اور اعتراض کرین۔ اکثر رسوا اور مطعون شخص کی طرف اشارہ کرتے ہین اور انگلی اٹھاتے ہین جیسے ان کی رسوائی کا یہ حال ہے کہ جدہر نکلتے ہین لوگ انگلیان اٹھاتے ہین" انگشت اشارت اسی مصدری استعمال کا حاصل بالمصدر ہے۔

انگشت اعتراض | اصطلاح۔ مرکب اضافی

است - بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت بخیال ما مرادف انگشت اشارت است کہ گذشت و اشارہ این ہمہ را بنجا کردہ ایم (محتشم کاشی ؎) بر حرف من قلم شود انگشت اعتراض ؛ تیغ و ترنج گر بمیان آورد کسی ؛ (اردو) انگشت اعتراض کہ سکتی ہین یعنی وہ انگلی جو معترضانہ کسی پر اٹھاہین - دیکھو انگشت اشارت -

انگشت اعتراض نہادن بر حرف بگفتن (مصدر اصطلاحی - بمعنی اعتراض کردن است (صائب ؎) بحرف ہیچکس انگشت اعتراض منہ ؛ (دلمع) انگشت اعتراض بگفتار منہ (اردو) حرف پر انگشت رکہنا - بمعنی نکتہ چینی کرنا - عیب نکالنا - (غالب ؎) لکہتا ہون اسد سوزش دل سے سخن گرم ؛ تا رکہہ نہ سکے کوئی مرے حرف پہ انگشت ؛ (مصحفی ؎) نہ لکہہ نہ پڑہہ کہ زمانہ ہے عیب جوئی کا ؛ رکہے ہے حرف پہ یان سب کے روزگار انگشت ؛ (مومن ؎) کیا تاب میرے حرف پہ انگشت رکہہ سکے ؛ ہر خط پہ نکتہ چین کو ہے وہم و گمان تیغ ؛

انگشت افشردن مصدر اصطلاحی - بقول بہار بہ معنی آگاہانیدن است - مؤلف عرض کند کہ رسم ولایت است کہ چون دست بدست کسی باشد یا در وقت مصافحہ از برای یاد دہانیدن چیزی یا واقعہ کہ مافی الضمیر ہر دو یا برای اظہار خصوصیت و محبت - دست را می افشرند و زور کنند در مصافحہ - و از ہمین طرز عمل این کنایہ شد برای آگاہانیدن (قدسی مشہدی ؎) ہمچو طفلی کہ بود در کف استاد کفش ؛ ادب انگشت من افشرد و خبر کرد مرا ؛ (اردو) دکن مین کہتے ہین ہاتھ دبانا - یعنی مصافحہ کے وقت اظہار گرمجوشی کرنا - یا اس اشارے کے ذریعے سے کسی دل کی بات یا وعدہ کو یاد دلانا - یا کسی اور کے قول و فعل کی جانب متوجہ کرنا -

انگشت اگر در گوش کنی بسر گین می رسد مثل صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند

(۱۹۰۱)

و از محل استعمال ساکت مؤلف گوید که فارسیان
این مثل را بطور موعظت و پند برای احتراز از
تمسخر زنند که تمسخر خلاف تہذیب است و نتیجہ
بد پیدا کند۔ رسم است که سوقیان فارس از برای
تمسخر با کسی انگشت در گوش کنند و نتیجہ قیاسی اینہا
عمل است که انگشت در گوش کسی کردن انگشت
خود ناپاک کردن است۔ پس فارسیان بوسیلہ
این مثل بلیغ ازان رسم مکروہ خبر می دہند و برای
احتراز از تمسخر موعظت و پند کنند و گویند که اگر کسی
انگشت در گوش کند یعنی بدگوئی و تمسخر کسی را در
گوش خود نگیرد و خود در جواب مسخرگی نیاید نقصانے

نہ بردارد و انگشت خود را ناپاک نہ کند حاصل
اینست که اگر کسی با تو مسخرگی کند یا بہ بدگوئی پیش
آید نباید که جوابش دہی بلکہ تجاہل کن و انگشت
در گوش باش کہ گویا ہیچ نشنیدہ (اردو)
دکن مین کہتے ہین دے گا نڈ مین انگلی کرنے سے
کان مین کرنا بہتر ہے" اس کا مطلب یہ ہے
کہ اگر کوئی ٹھٹھول یا مسخرہ پن کرتا ہے تو اغماض
اور تجاہل اولی ہے گویا کہ سنا ہی نہین۔ اگر تم بھی
اس کا جواب دوگے تو آخر پر فساد اور جھگڑا
قائم ہوگا۔ کان مین انگلی رکھنا یعنی نہ سننا اور کان
بند کر لینا مستعمل ہے۔

انگشتال بقول برہان و جامع و سراج و رشیدی بکسر ثالث و فوقانی بالف کشیدہ و لام ساکن
مردم ضعیف و نحیف و علیل و بیمار ناک و صاحب نقاہت را گویند۔ صاحب ناصری فرماید کہ بیمار
و دردناک باشد و فرماید کہ این لغت در فرہنگہا ہست و در برہان ندیدہ ام مؤلف گوید کہ غالباً برہان
ندیدہ باشد اگر می دید در برہان می یافت۔ صاحب جہانگیری بر بیمار و مریض قانع (ابو العباس
ع) ز خانمان و مراتب بغربت افتادم ۔ بماندم اینجا چو برگ و ساز و انگشتال ۔ مؤلف
عرض کند کہ از قبیل خنگال باشد۔ ما بر انگشت بیان کردہ ایم کہ این بہ تای ہندی لغت سنسکرت است

و در سنسکرت لام در آخر برای تانیث می آورند همچون انگل که مونث انگشت است فارسیان انگشل را بتبدیل تای هندی به تای فوقانی و زیادت الف بعد فوقانی انگشتال کرده باشند و بدینوجه که شخص بیمار و ضعیف و نحیف پوست و استخوان می باشد نظر به تشبیه انگشت او را انگشتال گفته باشند و جاداردکه اصل این به مهملہ نسبت انگشتر باشد به معنی منسوب به انگشت به سبب ضعف و نحافت و پس ازان رای مهملہ را به لام بدل کردند همچون چنار و چنال که انگشتل شد همچون خنگل و بعد ازان الف زائد کرده انگشتال کردند چنانکه خنگل را خنگال کردند و این اقوی است و الله اعلم بحقیقة الحال (اردو) دبلا - پتلا - نحیف - ناتوان - بیمار - نقیہہ -

(الف) انگشت امان | اصطلاح - مرکب اضافی است - بقول بہار معروف - مؤلف گوید که در ولایت رسم است که چون لشکر مغلوب می شد لشکریان سبابہ را بلند می کردند و این علامت امان خواہی بود - ازینجاست که انگشت امان محاورہ شد (میر زا حبیب الله ابن میرزا شفیع متوفی ایران ۵) از جفایت علم نالہ بر افراشتہ شد ؛ آہ انگشت امانیست که برداشتہ دل ؛ و ازہمین سند استعمال - - - - - - - - - -

(ب) انگشت امان برداشتن | پیدا است و صاحب آصفی بسند ہمین شعر ذکر این کردہ (اردو)

(الف) انگشت امان کا استعمال اردو میں اوس انگلی کے لئے کر سکتے ہیں جو امان خواہی کے لئے بلند کی جائے (مونث) اور اسی کا مصدر (ب) انگشت امان بلند کرنا - اٹھانا - فی زمانہ امان خواہی کی لئے ہندوستان میں سپید پھریرا یا جھنڈا بلند کرتے ہیں اور یہ افواج کی امان خواہی کی خاص علامت ہے -

انگشتان | صاحب ہفت ذکر این کردہ بہ نون آخر بمعنی مردم علیل و صاحب نقاہت است - دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نہ کردہ نہ سندی پیش شد و او بسلسلہ ردیف لغت انگشتال را ترک کرد

که ذکرش بہمین معنی گذشت بخیال ما تسامح او بیش
نیست که لام آخرہ را نون خیال کرد و اگر سندی برای
استعمال این گیر آید تو انیم قیاس کرد که الف و نون
نسبت در آخر انگشت زیادہ کردہ اند ہمچون ایران
و توران که ذکر این بر کلمہ آن بجایش گذشت (اردو)
دیکھو انگشتال۔

انگشتان کنیزکان | اصطلاح۔ مرکب اضافی
بقول صاحب ضمیمہ برہان دیجر انگور کوہی را گویند
و عربان اصابع الجواری خوانند و ہم او بہمین معنی
انگشت کنیزکان ہم گفتہ کہ می آید و حقیقت این چنین
نباشد کہ انگور سیاہ و دراز و نازک را کنایتہ بدین
نام موسوم کردند چنانکہ انگور سدور و سیاہ را خایۂ غلمان
گفتند و حقیقت این است کہ انگشت کنیزکان را
در ینجا جمع آوردہ کہ انگشتان جمع انگشت است
(اردو) انگور سیاہ کی ایک قسم ہے جس کا دانہ نازک
اور دراز ہوتا ہے جس کو فارسیون نے انگشتان کنیزکان
اور انگشت کنیزکان سے موسوم کیا ہے۔ مذکر۔

انگشت بہ بینی نمیتوان کرد | اصطلاح۔ صاحب
اند ذکر این کردہ گوید کہ یعنی جائیکہ مکان خوف و
تہمت باشد و سندی پیش نشد و بہار ہمین را بہمین
معنی (انگشت بر بینی نمیتوان کرد) نوشتہ مؤلف گوید
کہ تسامح ہر دو است و این مثل مثل است و ہمچو مثلی
مستعمل نیست و معنی کہ ہر دو محققین بیان کردہ اند غیر
متعلق و خلاف قیاس است اگر این را مثل پیشینیان
تسلیم کنیم و سند استعمال شان بدست آید تو انیم عرض
کرد کہ فارسیان بمحلی استعمال کردہ باشند کہ ممانعت کنند
برای رفتن بجائیکہ محل خوف و بیم است چنانکہ بینی
اگرچہ سوراخ دارد ولیکن این سوراخ برای آن
نیست کہ در آن انگشت کنند زیرا کہ از روی حکمت
انگشت در بینی کردن مرض ہا پیدا کند و نزلہ و زکام
عارض شود و رعف بوقوع آید یعنی خون از بینی جاری
شود (اردو) دکن مین کہتے ہین ناک مین انگلی مت کرو
اسکا استعمال حقیقی مضمون مین ہے بطور مثل نہین ہے
نیز کہتے ہین اپنے ہاتھون خطرے مین مت پڑو

بلا صول نہ لو" یہ دونون کہاوت ہین اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر کام دیکھہ بھال کر کرو - بے موقع اور بے غوری سے ایسا کام نہ کرو کہ اُس سے نقصان پہنچے - جیسے ناک مین انگلی کرنے سے نکسیر پھوٹتی ہے -

انگشت بجای حلق است | مثل - صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از معنی و محل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ مقصود آنست کہ اگر دست و انگشت نباشد حلق بکار نمی خورد یعنی چیزیکہ آش و نان بہ حلق رساند انگشت است فارسیان چون کسی را بکاری محتاج دیگری بینند کہ بی وسیلۂ آن کار صورت نگیرد - این مثل را زنند - معاصرین عجم حالا استعمال این نمی کنند (اردو) انگلیون کے بغیر حلق بے کار ہے - انگلیون ہی کی بدولت حلق کا کام چلتا ہے - یہ صرف ترجمہ ہے فارسی مثل کا دکن مین کہتے ہین "سر کے ساتھہ دونون ہاتھہ" اسکا مقصد قریب قریب فارسی مثل کے ہے - یعنی دونون ہاتھہ سر کے لازمہ مین داخل ہین - صرف سر سے انسان کی زندگی بیکار ہے - جب تک دونون ہاتھہ نہون کام نہین چل سکتا - ہاتھون ہی سے سر کی حفاظت ہے اور ہاتھون ہی سے غذا حلق مین جاتی ہے - اگر حلق مین کوئی شے اٹک جائے تو انگلیون ہی سے وہ نکالی جاسکتی ہے - دکن مین یہ مثل خدمتیون کی ضرورت اور احتیاج کے موقع پر مستعمل ہے -

انگشت بچشم نہادن | مصدر اصطلاحی - خان آرزو در سراج ذکر این کردہ و این مرادف انگشت بر چشم نہادن است کہ می آید (اردو) دیکھو انگشت بر چشم نہادن -

انگشت بحرف نہادن | مصدر اصطلاحی خان آرزو در سراج ذکر این کردہ و این مرادف انگشت بر حرف نہادن است کہ می آید (اردو) دیکھو انگشت بر حرف نہادن -

انگشت بدندان | اصطلاح - بقول جہانگیری کہ در خاتمہ کتاب بہ تبدیل دستور اول فرماید و بقول

ناصری ورشیدی (۱) کنایہ از تعجب وتحیر و (۲) کنایہ از حیرت وافسوس (سعدی ؎) اورمن مند درو فتادہ ؎ خلقی تبفرج اندخندان ؎ انگشت تعجب ازجہانی ؎ ازگفت وشنود من بدندان ؎ مؤلف عرض کندکہ (۳) این اسم فاعل ترکیبی ہم باشد (الف) بمعنی متعجب (ب) افسوس ناک مخفی مبادکہ عادت ایہست کہ چون کسی متعجب یا افسوسناک شود انگشت بدندان گیرد (اردو) (۱) تعجب اور تحیر مذکر۔ (۲) حسرت مؤنث اور افسوس۔ مذکر۔ (۳) (الف) متعجب۔ حیرت زدہ۔ انگشت بدندان (ب) افسوسناک (غالب الف ۵۳) خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھئے ؎ ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہئے ؎

انگشت بدندان گرفتن | مصدر اصطلاحی

بقول بحر وسراج (۱) تعجب کردن وتحیر نمودن و (۲) حسرت وافسوس خوردن مؤلف عرض کند کہ ما صراحتہ این بود انگشت بدندان) کردہ ایم واین مصدر مرکب است ازہمان (اردو) انگشت بدندان ہونا۔ بقول امیر (۱) دانتون تلے انگلی دبانا۔ تحیر کی جگہ مؤلف عرض کرتا ہے کہ (۲) حسرت اور افسوس کرنا۔ ہماری راے مین انگشت بدندان ہونا یا دانت مین انگلی پکڑنا بھی معنی دوم کے لئے کہہ سکتے ہین۔ اس لئے کہ عادت ہے کہ جب کوئی شخص متعجب ہوتا ہے یا افسوس کرتا ہے تو دونون حالتون مین انگشت شہادت کو اپنے دانتون مین پکڑتا ہے۔ امیر مغفور نے صرف معنی اوّل پر اس لئے قناعت فرمائی ہے کہ مشاہدہ یہ طرز عمل دہلی یا لکھنؤ مین نہوگا لیکن دکن مین ہے۔

انگشت بدندان گزیدن | مصدر اصطلاحی

بقول بحر وجامع ورشیدی و (جہانگیری بذیل دستور اوّل ودر خاتمہ کتاب) مرادف انگشت بدندان گرفتن بہر دو معنی۔ خان آرزو و سراج فرماید کہ انگشت گزیدن ہرگز بمعنی حیرانی وحسرت نیست بلکہ انگشت حسرت بلب گویند یا انگشت بلب

بمعنی ندامت و پشیمانی انگشت گزیدن است بمعنی
حیرت چراکہ حیران را قدرت گزیدن انگشت معلوم
مؤلف عرض کند کہ محقق ہندی نژاد می خواہد کہ
بر رسم و عادت و طرز و روش اہل زبان حرف
نہند۔ صاحب جامع از اہل تبریز است تصدیق
او برای ما کافی و سند باشد ما را با ہر دو معنی بیان
کردہ محققین اول الذکر اتفاق کلی است و عجب آنرا
خان آرزو است کہ در گرفتن و گزیدن فرقی نازک
پیدا کردہ و نمی داند کہ مقصود ہر دو مصدر در اینجا
یکی است (اردو) دیکھو انگشت بدندان گرفتن

انگشت بدندان نہادن | مصدر اصطلاحی

بقول صاحب بحر بمعنی تعجب کردن۔ صاحب رشیدی
این را بہر دو معنی مرادف انگشت بدندان گزیدن
گفتہ و خان آرزو در سراج بذکر قول رشیدی
ساکت مؤلف گوید کہ قول صاحب رشیدی
قابل تسلیم و موافق قیاس و معاصرین عجم ہم بر
زبان دارند و تخصیص صاحب بحر بایک معنی غیر موجہ

(اردو) دیکھو انگشت بدندان گرفتن۔

انگشت بدہان ماندن | مصدر اصطلاحی

بقول صاحب بحر مرادف انگشت بدندان
گرفتن بہر دو معنی۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر
این نکرد و سندی پیش نشد ولیکن موافق قیاس
است و معاصرین عجم تصدیق این می کنند۔
(اردو) دیکھو انگشت بدندان گرفتن۔

انگشت بدیدہ نہادن | مصدر اصطلاحی

خان آرزو در سراج فرماید کہ کنایہ از قبول کردن
است و مرادف انگشت بہ چشم نہادن مؤلف
عرض کند کہ موافق قیاس و اشارہ بسر و چشم قبول
کردن و ترجمہ بالراس والعین۔ معاصرین عجم
تصدیق این می کنند (اردو) دیکھو انگشت
بر چشم نہادن۔

انگشت بر آتش زدن | مصدر اصطلاحی

بقول اند بحوالہ شرح سکندر نامہ۔ مخالف عقل
کار کردن۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔

حیف است کہ نقل سند این نکرد ولیکن موافق قیاس است (اردو) عقل کے خلاف کام کرنا۔

(۱) انگشت بہ آوردن | مصدر اصطلاحی بقول بحر و خان آرزو و چراغ) از ستم زنہاری و فریادی شدن۔ صاحب آصفی۔۔۔۔

(۲) انگشت بر آوردن از ستم | قائم کردہ و از رکنای مسیح سند آوردہ (ے) بر آرد از ستم آن ثمرہ ستم انگشت ؛ زنند خنجر مژگان او بہم انگشت ؛ مؤلف عرض کند کہ حالا معاصرین عجم بر زبان ندارند محاورہ فارسی قدیم است (اردو) فریاد کرنا۔ امان چاہنا۔

انگشت بر بینی نہ توان کرد | مثل بہار عجم این کردہ و ما صراحت کافی بر (انگشت بہ بینی نہ توان کرد) کردہ ایم (اردو) دیکھو انگشت بہ بینی نہ توان کرد۔

انگشت بر جبین نہادن | مصدر اصطلاحی بقول دارستہ کنایہ از سلام کردن (زلالی در ذرہ و خورشید گوید ے) چرخ تعظیم درت را مہ و سال ؛ بر جبین می نہد انگشت ہلال ؛ (اردو) ہاتھ سر پر رکھنا۔ بقول آصفیہ۔ سلام کرنا۔ ماتھے پر ہاتھ رکھنا۔

انگشت بر چشم نہادن | مصدر اصطلاحی بقول بہار و جہانگیری کہ در خاتمہ کتاب بدلیل دستور اول فرمایند کنایہ از قبول کردن و مسلّم داشتن مرادف (انگشت بر دیدہ نہادن) کہ می آید (محمد قلی سلیم ے) چو فرمانش مرا زد دست بر پشت ؛ نہادم چون مژہ بر چشم انگشت (میرزا صائب ے) با تہی دستی نہد انگشت بر چشم قبول ؛ ہر دل بی برگ را کز وی تمنای تو است ؛ ما صراحت کامل معنی این بر (انگشت بر دیدہ گذاشتن) کنیم۔ صاحبان ناصری و جامع و رشیدی ہم ذکر این کردہ اند (اردو) قبول کرنا۔ دیکھو انگشت بر دیدہ نہادن کے پہلے معنی

انگشت بر چیزی گذاشتن | (مصادر اصطلاحی)

انگشت برچیزی نہادن | بقول صاحب بحر دخل و اعتراض کردن دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف عرض کند که این تعمیم ور غلط انداز دزیرا که (انگشت برچشم نہادن) و (انگشت برجبین نہادن) ہم که گذشت داخل این می شود و معنی آن دخل و اعتراض کردن نیست وصاحب بحر این تعمیم از مصادر مرکبہ (انگشت برحرف نہادن) و (انگشت اعتراض نہادن برحرف) و مماثل آن قائم کردہ است و ما ازین تعمیم اختلاف کلی داریم (اردو) اعتراض کرنا۔ دیکھو انگشت اعتراض نہادن برحرف اور انگشت برحرف نہادن۔

(الف) **انگشت برحرف زدن** | مصادر

(ب) **انگشت برحرف نہادن** | اصطلاحی

صاحب ہفت ذکر (الف) کردہ کہ کنایہ از نکتہ گیری وعیب گرفتن است وصاحب بحر بر (ب) ذکر ہمین معنی فرمودہ وصاحبان رشیدی وجہانگیری وجامع ہم ذکر (ب) کردہ اند و این مرادف (انگشت اعتراض نہادن برحرف) است کہ گذشت (ظہوری ؎) در دل زحد آتش زردشت منہ ۔ انصاف خوشست روی بر پشت منہ در دست شکستن تو مریست درست ۔ زنہار بحرف کسی انگشت منہ (اردو) دیکھو انگشت اعتراض نہادن برحرف۔

انگشت بر در زدن | مصدر اصطلاحی بقول بحر و بہار استجازت باز خواستن و بقول وارستہ استجازت باز کردن (ظہوری در صفت نورس پور ؎) بکاشانۂ باد اگر سر زند ۔ پی رخصت انگشت بر در زند (اردو) کواڑ کھٹکھٹانا۔ بقول آصفیہ زنجیر در کھڑکھڑانا کنڈی مارنا۔

(الف) **انگشت بر دہان گذاشتن** | مصادر

(ب) **انگشت بر دہان نہادن** | اصطلاحی

(الف) بقول برہان و بحر (۱) کنایہ از حیرت

و تعجب و (۲) حسرت و افسوس و (۳) اشارہ کردن بخاموشی ہم و صاحبان بحر و جامع (ب) را مرادف این گفتہ اند بہر سہ معنی بالا و صاحب جہانگیری نسبت (ب) بر معنی اول و سوم قانع حیف است کہ سندی پیش نشد و لیکن موافق قیاس است و معاصرین عجم باہر سہ معنی ہر دو مصادر مرکبہ متفق (اردو) (الف وب) ۱ و ۲ دیکھو انگشت بدندان گرفتن (۳) انگشت بلب ہونا۔ بقول امیر ہونٹون پر انگلی رکھنا خموش رہنے کا اشارہ کرنیکی جگہ (مومن ؎) چپ خامشی کی یہ جا ہے مومن نہ انگشت بلب حیا ہے مومن نہ

(الف) انگشت بر دیدہ گذاشتن | مصادر اصطلاحی

(ب) انگشت بر دیدہ نہادن | بقول بحر (۱) مرادف انگشت بر چشم نہادن و بقول بہار (۲) چشم بستن (حکیم نزاری قہستانی ؎) خرد از زر دی تو انگشت نہد بر دیدہ نہ عقل در کوی تو خاک نہد پیشانی (ملا طاہر غنی ؎) میکنم ہر گاہ از جانان نگاہی التماس نہ می نہد بر دیدہ انگشت التفاتش را بین نہ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بامعنی اول متفق و صاحب رشیدی ہم بجہانگیری (الف) بمعنی قبول کردن بدل و جان و بسر و چشم باشد و معنی دوم پیدا کردہ بہار است و ہیچ ضرورت ندارد کہ معنی اول در ہر دو اسناد بالا خیلی لطیف و نازک است و اتفاق محققین ہم بر مجرد معنی اول (اردو) (۱) قبول کرنا تسلیم کرنا۔ صاحب امیر اللغات نے فرمایا ہے آنکھون سے بجالانا۔ نہایت خوشی سے حکم کی تعمیل کرنا۔ (کیف ؎) غیر ڈرتا ہین ڈرین خون جگر رونے سے ہمتو آنکھونسے بجالائین جو ارشاد کرو ہند آتش ؎) بجالاتی نہین آنکھونسے ای دوست کبھی کچھ ہمسے فرمایا تو ہوتا (ظفر ؎) خوش ہین گریہ پر ہماری وہ تو ہان بہتر یہ ہے ہم بجالائین گے آنکھونسے جو کچھ فرمائین گے آپ ہی نے فرمایا ہے آنکھون سے کوئی کام کرنا۔ بہت خوشی اور شوق سے کوئی کام کرنا (صبا ؎) جان جان پیش نظر حسن کی رو داد کرو نہ آنکھونسے اپنے کی فرو یہ تم صاد کرو نہ (سحر ؎) وہ بلاتی ہین اگر جلنے کو آنکھونسے چلون نہ زندہ پہنچونگا مگر مار جانا کیونکر بسر و چشم قبول کرنا ہی کہ سکتے ہین صاحب آصفیہ نے بسر و چشم کا ذکر فرمایا ہی نہین کیا

اعلان وقف کتب

ہمارے تالیفات کی (۱۶) جلدین جنکی تفصیل اس رسالہ کے صفحہ (۲۰) پر ہے قیمتی لہ ۵
مختلف مواقع اور تقاریب پر ہندوستان کی کل پبلک لائبریریز اور مدارس خانگی کے لئے
تحقیف اور اس وقت تک (۵۰) لائبریریون اور مدارس پر حسب درخواست روانہ
ہوچکی ہین اور آیندہ بھی جس پبلک لائبریری اور مدرسۂ غیر سرکاری سے اوس کی درخواست
پیش ہوگی اور ہمکو صاحب ضلع یا مشاہیر مقامی کی تصدیق سے اطمینان کرادیا جائیگا اوس
کے سکرٹری کے نام یہہ سولہ جلدین بلا معاوضہ بقیمت صرف خرچ ٹپہ کے ویالیو پر جو مجموعی
پارسل کے لئے (لہ) مبلغ چار روپیہ ہے روانہ کیجائینگی۔ عام شائقین سے جن حضرات
کو یہ کتابین بدون معاوضۂ قیمت صرف خرچ ٹپہ پر لینا مقصود ہو اون کو لازم ہے کہ محمڈن
اعلیگڈھ کالج کو سنہ ۵۳ چندہ ادا فرماکر اوسکی رسید ہمارے پاس بھیجدین۔ ہم اون کی خدمت
مین کل کتابین صرف خرچ ٹپہ (لہ) کے ویالیو پر بھیجدینگے اور آیندہ آصف اللغات کی
ہر ایک جلد مطبوعہ وقت بوقت اون کی خدمت اور نیز سبکت لائبریریز اور مدرس مذکور
پر صرف ۸ر خرچ ٹپہ کے ویالیو پر روانہ ہوا کرے گی۔ باشندگان کلکتہ بریدنسی اگر یہی رقم
سنہ ۵۳ کی انجمن مفید الاسلام کلکتہ کو عطا کرکے آنریری سکرٹری صاحب انجمن کی باضابطہ رسید
ہمارے پاس بھیجدین تو اونکے ساتھہ بھی رعایت بالا کیجائیگی۔

راقم۔ خاکسار عزیز جنگ۔ لف